ST. AUGUSTINE'S CONFESSIONS

اُریلیوس آگسٹینس

کے

اقرارات

جس کا ترجمہ پادری جان ہیولٹ

صاحب ایم اے نے زبان لاطینی سے

زبان اُردو میں کیا اور مصنف کی زندگی

کے احوال کو بھی مقدمۂ کتاب میں درج فرمایا

نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی

جو مشن [illegible] پریس الہ آباد میں طبع ہوئی

[illegible]ء

[illegible]

فہرست وخلاصہ مضامین

صفحہ

صفحہ

	صفحہ
راز وار قوت کیسی ھی کیونکہ وہ خدا کو دریافت نہیں کر سکتی ھی لیکن اُس میں خدا بعد ھم سے دریافت کیے جانے کے بود و باش کرتا ھی بعد اُس کے وہ اپنی آزمائشوں کو جسم کی خواھش اور آنکھ کی خواھش اور غرور کے تین حصّوں پر منقسم کر کے اور ایک ایک کی تحقیق کر کے یہ ظاھر کرتا ھی کہ اُن میں سے ایک ایک کی بابت عیسائی پرھیزگاری کے مطابق کیا کرنا فرض ھی اور اپنی نجات کے واسطے اس پر کامل امید رکھتا ھی کہ مسیح خدا اور آدمی یعنی اکیلا درمیانی ھو کے ہماری ساری بیماریوں کو صحت بخشے گا ۔	
گیارھویں باب میں ۔ کتاب ہذا کے ترتیب کے موافق اس امر کے حق میں جو باتیں کہنی باقی تھیں کہ کس طرح خدا آگستینس کے ہدایت یہاں تک کرتا رہا	٢٠٣

	صفحہ
کہ کلیسیا کا نگہبان ہو گیا اُن باتوں سے بذریعہ سکوت کے درگذر کرتا ھی تاکہ خدا کی اُس رحمت کی تعریف کرے جو پاک نوشتوں کے مطالب کے انکشاف میں اُس پر ظاھر ھوئے ۔ وہ یہ بھی اقرار کرتا ھی کہ موسیٰ کی باتیں خصوصاً اُس کی یہ پہلی بات جو پیدائش کی کتاب کے پہلے باب کی پہلی آیت میں ھی کہ ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا سو صرف مسیح میں سمجھی جانے کے قابل ھی ۔ اس بات کی تحقیق میں وہ اُن لوگوں کو بھی جواب دیتا ھی جو بطور کفر کے پوچھتے تھے کہ خدا نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے پیشتر کون کام کیا اور جس وقت کہ انھیں پیدا نہیں کیا تھا تو اُس وقت کیوں اُس کے دل میں یہ آیا کہ انھیں پیدا کرے ۔ جب	

طبع ثانی کے لئے

مترجم کا دیباچہ

آگستینس کے اقرارات کے اردو ترجمہ کی تمام جلدیں جو ۱۸۸۶ء
میں طبع ہوئی تھیں بیس برس کے اندر فروخت ہو گئیں مگر چونکہ شائقین
کتاب ہذا بڑھتے جاتے ہیں اسلئے ۱۹۰۶ء میں یہہ بات قرار پائی
کہ پھر وہ بار ثانی چھپوائی جاوے +

طبع اول کے پڑھنے والوں کو یاد ہوگا کہ اُسکے دیباچہ میں یہ
یہ ارادہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اگر اُسکے دوبارہ چھپنے کی نوبت پہنچی
تو اقرارات کے تین باقی ابواب یعنی گیارھواں بارھواں تیرھواں
جنکا ترجمہ اب تک نہیں ہوا تھا کیا جا کے شامل کتاب ہوگا +
پس بڑے افسوس کا مقام ہے کہ بقیہ تین ابواب جنکا ذکر عنوان
دیباچہ ہذا میں کیا گیا ہے منجملہ اُنکے صرف گیارھواں باب شامل

کتاب کیا گیا اور بقیہ دو ابواب سو وجہ یہ ہی کہ میرے ولایت جانیکا وقت آگیا شامل کتاب نہو سکے اور میرا وہ ارادہ جسکو میں نے بڑی خوشی کے ساتھ ظاہر کیا تھا پورا نہو سکا +

علاوہ ازیں اور بھی تبدیلات اس مرتبہ عمل میں آئی ہیں چنانچہ پہلے یہ کہ ترجمہ اول پر نظر ثانی کی گئی اور جو کچھ اسمیں اصلاح پذیر نظر آیا اُسمیں اصلاح کی گئی + دوسرے یہ کہ آگستینس کی زندگی کی کیفیت جو طبع اول کے دیباچہ میں شامل کی گئی تھی ابکی دفعہ اُس سے علیحدہ کی جا کے نئے سرنامہ کے نیچے چھاپی گئی تاکہ ناظرین کو فوراً معلوم ہو جاوے کہ دیباچہ کا خاتمہ کہاں ہی اور آگستینس کی زندگی کی کیفیت کہاں سے کہاں تک ہی + تیسرے یہ کہ پہلی بار کتاب ہذا اسیسوں کے حروف کے وسیلے سے چھاپی گئی تھی اور اِس دفعہ پتھر کے ذریعہ سے چھاپی گئی ہی تاکہ اُردو پڑھنے والوں کو زیادہ مرغوب و پسند ہووے +

پس امید ہی کہ ان بہتریوں کے سبب یہ کتاب اور زیادہ رواج پاکر خدا کے فضل سے اِس ملک میں بھی بہت روحانی بھلائیوں کا باعث ہو +

طبع اول کے لیے

مترجم کا دیباچہ

عرصہ قریب پندرہ سو برس کے ہوا کہ آگستینس نے اپنے اقرارات کی کتاب لکھی اور وہ جلد مشہور ہو گئی اور اُسکا پڑھنا ہمیشہ ہوتا آیا ہی شاید سوا کتاب مقدس کے کوئی دوسرا عیسائی نوشتہ اُس سے زیادہ نہ پڑھا گیا ہو وہ اسقدر مرغوب کی ہی کہ لاطینی زبان جسمیں وہ اولاً لکھی تھی یورپ کی بہتیری زبانوں میں ترجمہ کی گئی بلکہ سب سے تہذیب یافتہ اور دیندار قوموں میں اُسکا شمار اول درجہ کی کتابوں کے درمیان ہوا ہی اسواسطے میں نے یہ خیال کیا کہ اگر اُسکا ترجمہ اردو زبان میں ہو تو ہندوستانی لوگ اُسکو روحانی فایدہ کے واسطے بڑی خوشی سے پڑھینگے لیکن اُسکے تیرہ بابوں میں سے دسویں باب میں اقراروں کا اختتام ہی اور باقی تینوں میں بائبل



خیالات آسمان و زمین کی پیدائش کی بابت مندرج ہیں اسلیے
میں نے ابھی صرف اُن دس بابوں کا ترجمہ کیا پر باقی تین ابواب
آگستینس کی اور سب تحریرات کے موافق بہت عمدہ و مفید ہیں
اور میرا یہ ارادہ ہے کہ اگر اس کتاب کا پڑھنا ہندوستان میں رواج
پاوے کہ اُسکے دوسرے طبع کی نوبت پہنچے تو اُسپر اُن باقی
بابوں کے ترجمہ کا اضافہ کروں ؛

بہت خوبیوں کی وجہ سے یہ کتاب مرغوب ہوئی ہے پہلی یہ کہ
اُس میں مصنف خدا سے مخاطب ہو کر اپنی وہ سرگذشت جو اُسکی پیدائش
سے لیکر اُسکے عیسائی ہونے تک ہوئی بیان کرتا ہے اس سے
اُسکی خاص غرض یہ تھی کہ چونکہ وہ تینتیس برس کی عمر تک گمراہ
رہا تھا اُن برکتوں کے لیے جنکے بموجب وہ اپنی برائیوں سے
بچایا گیا خدا کی ستایش کرے ؛ دوسری یہ کہ جس طرح سوداگر عمدہ
موتیوں کی تلاش کرکے ایک بیش قیمت موتی پاتا اور اپنا سارا مال
بیچکر اُسے خریدتا ہے اُس طرح آگستینس حق کی جستجو میں کئی ایک

مذہب کو آزما کر عیسائی ہوا اور وہ اپنے اقراروں میں دوسرے
لوگوں کے شکوک کو رفع کرنے کے لیے یہ شرح لکھتا ہے کہ کن
دلیلوں سے صرف دین عیسوی کو حقیقی پایا تیسری یہ کہ جو وہ نفسانی
عشرتوں میں آوارہ ہونے کے بعد مسیح کی کلیسیا میں روحانی بہادر
ہو گیا اور وہ اُن لوگوں کو جو اپنے گناہوں کی زیادتی کے سبب
سے نجات کی کم امید رکھتے ہیں تقویت دینے کی غرض سے بیان
کرتا ہے کہ کن وسیلوں سے وہ مبارک تبدیلی اُسمیں ہوئی چوتھی یہ
کہ اُسنے اپنی دیندار ماں سے مسیح پر ایمان لانے کے لیے بہت
ترغیب پائی اور وہ اُسکی نیک عادتوں کا مفصل بیان لکھتا ہے تاکہ دیندار
عورتیں اپنے لڑکوں کی نجات کی فکر رکھنے کے لیے اُبھاری جائیں ؛

یہی سب دلچسپ احوال اول نو بابوں میں مندرج ہے اور یہ معلوم
ہوتا ہے کہ پہلے آگستینس اُن میں اپنے اقراروں کو ختم کرنے کا
ارادہ رکھتا تھا لیکن جب اُسکے دوستوں سے اُسے صلاح دی
کہ نہ فقط اپنے اگلے عیوب بلکہ اُن تجربہ کاریوں کو جو اُسمیں آ لگے

عیسائی ہونے کے بعد ہوئیں فوائد عام کے واسطے ظاہر کرے
تب اُسنے بہت فکر و تردد کے بعد دسویں باب میں بڑی فروتنی کے
ساتھ یہ بیان جسے ہم پانچویں خوبی قرار دیتے ہیں کیا کہ جب
انجیل پر ایمان لاتا تھا تب اُسکے جسم و اُسکی روح میں کیسی مخالفت
ہوا کرتی تھی اور نیز کس طرح وہ فتحیابی کے واسطے مسیح کی رہنمائی پر
بھروسا رکھتا تھا اب اقرارات کی صرف بعض خوبیوں کا ذکر ہوا مگر
جس طرح انسانی ذات کے کل خواص کا بیان کرنا مشکل امر ہو اُسی طرح
اس کتاب کی سب خوبیوں کا خلاصہ لکھنا دشوار معلوم ہوتا ہے کیونکہ
جو تجربہ کاریاں ہر ایک انسان کی روح میں ہو سکتی ہیں اُن سب یا
اُن میں سے اکثروں کی تحقیقات بڑی دینداری کے ساتھ اس
کتاب میں کی گئی ہیں پس اس میں ہر ایک مجاہد باطنی اپنے جہاد
و فتحیابی کو اس طرح دیکھ سکتا ہے جس طرح آئینہ مصفا میں منہ نظر آتا ہے
اسلیے اُسکے پڑھنے والے خدا کو پیار کرنے کے واسطے عجیب
طور پر ترغیب پاتے ہیں اور گو کہ وے اُسے بہت مرتبہ پڑھتے ہیں



تو بھی اُس سے سیر نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اُسکا
پورا مطلب نہیں سمجھا اور اُسکو پھر پڑھا چاہتے ہیں ٭

مجھے اگستینس کے اقرارات کے پہلے اُسکا مختصر احوال
بترتیب لکھکر داخل کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے اس سے دو فائدے
نکل سکتے ہیں ایک فائدہ یہ ہے کہ اُسکی پیدایش و جوانی کی حالت و احوال
کے متواتر بیان سے اُسکے اقرارات کے سمجھنے میں آسانی ہوگی
دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اُسکی زندگی کی اُن کیفیتوں سے جو اُس کے
عیسائی ہونے کے بعد ہوئیں اُسکے اقرارات کی زیادہ قدر و قیمت
معلوم ہوگی کیونکہ یہ ظاہر ہوگا کہ جن تجربات کا ذکر اُن میں ہے
اُسکو کلیسیا اور دنیا میں بہت فیض و برکت پہنچانے کے لائق
بناتے تھے ٭

آگستینس کی زندگی کے احوال

آگستینس کلیسیا کے بزرگوں کے اول درجہ میں شمار کیا جاتا ہے اور بعد رسولوں کے سب سے بڑھکر اُسنے دین مسیحی کی تعلیمات کی ترغیب دی ہے۔ اس لیے ہم اسکو غنیمت سمجھتے ہیں کہ نہ فقط اُسکی وہ عمر جسمیں اُس نے کار نمایاں کیے ہمکو معلوم ہو بلکہ اُسکی وہ عمر بھی جو اُسکی پیدائش سے لیکر اُسکے عیسائی ہونے تک گذری ہم پر ظاہر ہو کیونکہ اس سے ہم یہ مفید بات دریافت کر سکتے ہیں کہ کس طرح کی تربیت اور تجربوں سے وہ بفضل الٰہی دنیا کو چھوڑ کر رفتہ رفتہ ایسا بدل گیا کہ جس طرح پہلے بُرائی اور غلطی میں مبتلا تھا اُس سے زیادہ کلیسیا میں مقدس رکن بنا۔ واضح ہو



وہ نومبر کی ۱۳ تاریخ ۳۵۴ عیسوی میں افریقہ کی جانب شمال صوبہ نومیدیہ شہر تجاسطہ میں جو بحر روم کے کنارے پر واقع ہے پیدا ہوا۔ اُس وقت دین عیسوی اُن اطراف میں پھیل رہا تھا اور ہنوز بہت لوگ مختلف مذہبوں کے پیرو تھے اسلیے عیسائی اور غیر خاندانوں کے درمیان نکاح کبھی کبھی ہوتا تھا چنانچہ آگستینس کی ماں عیسائی تھی پر اُسکا باپ صرف چند روز قبل اپنی وفات کے عیسائی ہوا اُسکی پیدایش کے بعد اُسکے عیسائی ہونے کی امید پر اُن دنوں کے دستور کے موافق اُس پر مسیح کی صلیب کا نشان [illegible] لگایا گیا اور اُسکو کچھ نمک جو مسیح کا تبرک ٹھہرایا گیا تھا چکھایا گیا تاکہ وہ انجیل کی تعلیم کا مبتدی ہو کر بپتسما پانے کے لائق بنجائے اُسکی ماں بڑی جانفشانی سے اُسکے دل میں دینداری کے بیج بوتی تھی اور اگرچہ وے اُسکی زندگی کی نسبت تند ہواؤں کے سہنے سے پیشتر پھل نہیں لائے تو بھی وے بے شروع سے کبھی کبھی اُگنے لگے وہ لڑکپن میں سخت بیماری سے قریب الموت

ہو کر بپتسما پانے کے لیے نہایت آرزو کے ساتھہ درخواست
کرتا تھا لیکن وہ جلد تندرست ہوا اور اُسکا بپتسما اِس لحاظ سے
ملتوی رہا کہ شاید مذہب پر قائم نرہے کیونکہ اُس وقت بہتیروں کی یہ
رائے بھی کہ جب تک کسی کے گناہ کرنے کا خوف رہتا تھا
تب تک اُسکو بپتسما نہ دیا جاوے اور اگستینس کے اطوار سے
اُسکی دینداری کی بابت کچھہ شک پیدا ہوتا تھا کیونکہ وہ اُن سبقوں
سے جنمیں محنت و غور کرنا پڑتا تھا بہت ناخوش ہوتا تھا بلکہ یونانی
تعلیم سے جو غیر ملک کی زبان میں تھی نہایت ناراض تھا لیکن اُسکی
دینداری بیفکری سے بالکل مغلوب نہیں ہوئی کیونکہ جب وہ سیکھنے میں
پہلوتہی و کاہلی کرنے کے باعث مارا جاتا تب خدا سے یہ دعا مانگتا
تھا کہ مدرسہ میں نمارا جاوے لیکن وہ سزا پاتا رہا اور اِسی سبب
سے اُس نے مفید تعلیم حاصل کی مگر اُسپر ایک طرح کے سبق
میں جبر کرنا ضرور نہیں تھا یعنی وہ مثنویات کی کتابوں کو نہایت شوق
سے پڑھتا تھا اور اُنکے قصوں کو زبانی سنانے میں اپنے



ہم مکتبوں سے سبقت لیجاکر شاباشی پاتا تھا اور اِسی وجہ سے
لوگ اُسکی آیندہ اقبالمندی پر امید رکھنے لگے پر اُسکے اُستاد
دیندار نہونے کے سبب سے اُسکو صرف فانی دولت و عزت
کی تحصیل کے لیے ترغیب دیتے تھے اس واسطے بالفعل اُسکی
مذہبی خواہشیں دبی تھیں ❖

وہ بڑی تلخی کے ساتھہ اپنے سولھویں برس کو یاد کرتا تھا اُس
سے پیشتر وہ شہر مدارا کو جو اُسکے وطن کے متصل تھا صرف و نحو
سیکھنے کے واسطے جایا کرتا تھا لیکن اِس سال میں اُسکا پڑھنا
موقوف رہا تاکہ شہر قارطاج میں جو اُسکے وطن سے دور تھا اُسکے
علم فصاحت سیکھنے کے واسطے خرچ جمع ہووے کیونکہ اُسکے
والدین دولتمند نہیں تھے تو بھی وے اُسکی تعلیم کے واسطے
حتی المقدور بندوبست کرنے پر مستعد تھے اور اُنھوں نے
اُسکے نکاح کا انتظام اِس لحاظ سے ملتوی رکھا کہ اہل و عیال کی
فکر سے اُسکی دنیاوی امید میں خلل نپڑے مگر اُسکی ماں اُسکو تنبیہ

ہو کر بپتسما پانے کے لیے نہایت آرزو کے ساتھ درخواست
کرتا تھا لیکن وہ جلد تندرست ہوا اور اُسکا بپتسما اس لحاظ سے
ملتوی رہا کہ شاید مذہب پر قائم نہ رہے کیونکہ اُس وقت بہتیروں کی یہ
رائے تھی کہ جب تک کسی کے گناہ کرنے کا خوف رہتا تھا
تب تک اُسکو بپتسما نہ دیا جاوے اور اگسٹینس کے اطوار سے
اُسکی دینداری کی بابت کچھ شک پیدا ہوتا تھا کیونکہ وہ اُن سبقوں
سے جنمیں محنت و غور کرنا پڑتا تھا بہت ناخوش ہوتا تھا بلکہ یونانی
تعلیم سے جو غیر ملک کی زبان میں تھی نہایت ناراض تھا لیکن اُسکی
دینداری بیفکری سے بالکل مغلوب نہیں ہوئی کیونکہ جب وہ سیکھنے میں
پہلوتہی و کاہلی کرنے کے باعث مارا جاتا تب خدا سے یہ دعا مانگتا
تھا کہ مدرسہ میں نہ مارا جاوے لیکن وہ سزا پاتا رہا اور اسی سبب
سے اُس نے مفید تعلیم حاصل کی مگر اُسپر ایک طرح کے سبق
میں جبر کرنا ضرور نہیں تھا یعنی وہ مثنویات کی کتابوں کو نہایت شوق
سے پڑھتا تھا اور اُنکے قصوں کو زبانی سنانے میں اپنے سب



ہم مکتبوں سے سبقت لیجا کر شاباشی پاتا تھا اور اسی وجہ سے
لوگ اُسکی آیندہ اقبالمندی پر امید رکھنے لگے پر اُسکے اُستاد
دیندار نہ ہونے کے سبب سے اُسکو صرف فانی دولت و عزت
کی تحصیل کے لیے ترغیب دیتے تھے اس واسطے بالفعل اُسکی
مذہبی خواہشیں دبی تھیں *

وہ بڑی تلخی کے ساتھ اپنے سولھویں برس کو یاد کرتا تھا اُس
سے پیشتر وہ شہر مدارا کو جو اُسکے وطن کے متصل تھا صرف و نحو
سیکھنے کے واسطے جایا کرتا تھا لیکن اس سال میں اُسکا پڑھنا
موقوف رہا تاکہ شہر قارطاج میں جو اُسکے وطن سے دور تھا اعلے
علم فصاحت سیکھنے کے واسطے خرچ جمع ہووے کیونکہ گو اُسکے
والدین دولتمند نہیں تھے تو بھی وے اُسکی تعلیم کے واسطے
حتی المقدور بندوبست کرنے پر مستعد تھے اور اُنھوں نے
اُسکے نکاح کا انتظام اس لحاظ سے ملتوی رکھا کہ اہل و عیال کی
فکر سے اُسکی دنیاوی امید میں خلل نہ پڑے مگر اُسکی ماں اُسکو منع

ہوتے ہوئے جاگر نہایت فکر و اندیشہ سے اُسے یہ نصیحت کرتی
تھی کہ زناکاری سے باز رہے پر اگستینس بیکاری کے سبب بے
لاپرواہ ہو کر مطابق اپنے اوقات کے اپنی ماں کی اُن باتوں کو واہیات
سمجھتا تھا لیکن اُسکے والدین کے خیال میں یہ نہ آیا ہو گا کہ اگر
ایسا ذکی لڑکا ایک سال تک گھر میں بیکار رہے تو اغلب ہے
کہ برائیوں سے نہ بچے اور وہ بڑے رنج و الم کے ساتھ اپنی
برائیوں کا یہ نمونہ تحریر کرتا ہے کہ اپنے یاروں کے ہمراہ ایک رات
ہنسی ٹھٹھے کے لیے اپنے ایک پڑوسی کی ناشپاتی کے پھلوں کو
توڑ کے سؤروں کے سامنے ڈال دیا۔

اگستینس کے سترھویں برس میں اُسکا باپ مر گیا پر وہ اپنی
ماں اور اپنے دوست رومانیانُس سے خرچ پاتا رہا تاکہ قارطاج کے
ایک مدرسہ میں علم کو حاصل کر کے معلمی یا وکالت کے لائق
ہووے لیکن اُس شہر کی اوباشیاں اُسکو اپنی طرف جلد مائل
کرنے لگیں اگرچہ اُسکے ہم مکتبوں کے ناشایستہ حرکات اُسکو



ناپسند آتے تھے تو بھی تماشاگاہ کے کھیل اُسکے دل کو بھلا
لگتے تھے وہ آتشِ عشق سے مشتعل ہوا اور اُسنے ایک
عورت کو اپنے ساتھ رکھ لیا وہ زن و فرزند کے بارے آزاد رہنا
چاہتا تھا مگر جب اُسکی حرم سے ایک لڑکا پیدا ہوا تب اُسنے اُسکا
نام اودیوداتُس جسکا ترجمہ خداداد ہے رکھا اور وہ اُس فرزند کو
بہت پیار کرتا رہا اگرچہ وہ جسم کی حرصوں سے پراگندہ ہوتا تھا
تو بھی علم کا شوق اُس میں بڑھتا جاتا تھا اُسکا ذہن اول درجہ کا
تھا اور وہ ادراک کے ہر ایک چشمہ سے پیتا تھا اُسنے اپنے
بیسویں برس سے پیشتر ارسطو کے مقولاتِ عشرہ کو بلامدد اُستاد
کے پڑھکر سمجھ لیا اور فصاحت اور منطق اور ریاضی اور موسیقی
اور ہندسہ کے علموں کو ویسا ہی بآسانی آپ سے سیکھا اور
جب تک کہ وہ دوسروں کو تعلیم دینے لگا تب تک وہ نہیں جانتا تھا
کہ علموں کی تحصیل کسی کو مشکل معلوم ہوتی ہے مدرسہ میں پڑھتے
پڑھتے اُسنے مصنف کِکیرو کی ایک کتاب میں جسکا نام ہورتنسیوس ہے

تھا دانائی کا عمدہ بیان پایا اس امر سے اُسکے عزم و قصد میں جوش
لگے کیونکہ پہلے وہ فانی عزت و دولت کا طالب تھا لیکن اب
اُسنے سمجھا یا کہ دانائی کی تحصیل میں اپنی عمر گذرانے مگر وہ نہیں
جانتا تھا کہ دانائی کہاں ملتی ہے اور اُسکی تلاش میں کتاب مقدس کو
پڑھنے لگا پر اُسکی عبارت سے گلیرو کی عبارت کو بہتر جانکر اور شاید
اُسکی پرہیزگاری کی تعلیم سے کچھ کشیدہ خاطر ہو کر اُسے چھوڑ دیا +
بعد اسکے اُسنے مانیخی بدعت کو قبول کیا + چونکہ اُسکی عقل علم
کی طرف اور اُسکی خواہش عیاشی کی جانب لگی تھی اس لیئے اُسکو
وہ مذہب مرغوب تھا کیونکہ اُس مذہب کی خاص غرض اس تحقیق
سے تھی کہ بُرائی کہاں سے ہے مانی جو اُس مذہب کا بانی تھا اور
تین طور سے پکارا جاتا تھا یعنی مانی مانیس مانیخیوس وہ ملک
سور میں پیدا ہوا وہ پہلے عیسائی تھا مگر جس طرح محمد نے پیچھے
کہا اُس طرح مانی نے بھی کہا تھا کہ جس تسلی دینے والے کو مسیح نے
سچائی کی طرف ہدایت کرنے کے لیئے بھیجنے کا وعدہ کیا



سو میں ہوں لیکن جب ساسانیوں نے سنہ ۲۲۶ء میں اشکانیوں کو
برطرف کرکے اور خود فارس کے تخت پر جلوس فرماکر زردشت کے
مذہب کو از سر نو رونق دیا تب مانی نے وہاں بھاگکر عیسائی اور زردشتی
مذہبوں سے ایک نیا مذہب اختراع کیا بعد اسکے اُسنے ہندوستان
میں آکر دیکھا کہ بدھ کے مذہب اور زردشت کے مذہب میں کچھ
اتفاق ہے اور بدھ کے مذہب سے بعضی باتیں اخذ کرکے اپنے نئے
مذہب میں ملائیں اُسنے یزدان کو جو فارسی مذہب کے مطابق بھلائی کا
بانی ہے اور روح کو جو بدھ کے مذہب کے مطابق بھلائی کی اصل ہے ایک ہی
سمجھا اور اہرمن کو جو فارسی مذہب کے مطابق برائی کا بانی ہے اور جسم کو
جو بدھ کے مذہب کے مطابق برائی کی اصل ہے ایک ہی جانا اور اسکی
یہ رائے ہوئی کہ وے دونوں مخالف اصول مع اپنی اپنی شاخوں
کے نور کی دنیا اور تاریکی کی دنیا ہیں اور دونوں برابر ازل سے
ابد تک رہتی ہیں اور تاریکی کی دنیا نور کی دنیا میں ٹوٹ پڑی اور بعض
خدا کے ٹکڑے جسمانی چیزوں میں پھنس گئے اور یہ عالم موجود ہوا

اس مذہب کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ اسکے پیرو اپنے تئیں گناہ کرنے پر
لاچار جانکر تقصیروار اور جوابدہ نہیں سمجھتے تھے پس ایسا ہی مذہب
اُس وقت آگسٹینس کو جسمیں عقل و نفس کا باہم جنگ ہوا کرتا تھا
پسند آیا کیونکہ اُسکے غرور کو نہیں دباتا اور اُسکی شہوت کا مانع نہیں ہوتا
تھا جب اُسکی ماں نے یہ جانا کہ وہ مانیخی بدعتوں کی خرابیوں میں جا پھنسا تو
تب اُسکا غم حد سے زیادہ ہوگیا اور وہ اس شک میں پڑی کہ ایسے
کافر لڑکے کو اپنے گھر سے نکالنا عین خدا کی مرضی ہے لیکن وہ لڑکے
لیے آہ و زاری دعا مانگتی تھی اور بذریعہ دو وسیلوں کے اُسکا
شک دفع ہوا ایک وسیلہ خواب تھا اُسنے دیکھا کہ خود چوبی سطر پر
کھڑی اور اپنے بیٹے کی گمراہی پر روتی تھی اور ایک نورانی جوان
نے شادان اور مسکراتے ہوئے اُسکی طرف آکر اور اُسکے غم کا
باعث سنکر یہ دکھلایا کہ آگسٹینس اُسکے نزدیک اُسی سطر پر
کھڑا تھا اُسکو اس خواب سے یہ یقین ہوا کہ میرا بیٹا مانیخی بدعت
سے لوٹ کر عیسائی مذہب میں شریک ہوگا دوسرا وسیلہ کلیسیا



کے ایک بزرگ کا جواب تھا آگسٹینس کی ماں نے اُس بزرگ سے
اپنے بیٹے کو اُسکی گمراہیوں کے جتانے کے لیے بہت عرض
کیا پر وہ نگہبان خود پیشتر مانیخی ہوا تھا اور اُسنے یہ سمجھا کہ آگسٹینس
اُس مذہب کے نو مرید ہونے سے متکبر ہے اسلیے اُسکے ساتھ
بحث کرنا بہتر نہ جانا بلکہ اُسکے لیے فقط دعا مانگنے کی صلاح دی
لیکن اُسکی ماں رو رو کر اپنی درخواست پر قائم رہی اسلیے اُس بزرگ نے
کچھ خفا اور کچھ دردمند ہوکر یہ جواب دیا کہ جا اور خوش رہ ان آنسوؤں کا
بیٹا ہلاک نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ آگسٹینس بعد اسکے بہت برس تک
اُس بدعت میں رہا تو بھی اُسکی ماں اُس بزرگ کے جواب کو خدا کے
وعدہ کی مانند ٹھہرنے کے واسطے سمجھکر زیادہ یقین کے ساتھ اپنے
بیٹے کے عیسائی ہونے کی منتظر رہتی تھی ٭
علاوہ مذہب کے اور مقاصد آگسٹینس کی جانفشانی و روح
اپنی اپنی طرف مائل کرتے تھے زائچہ دانی اُسکو بہت پسند
آتی تھی اور وہ کئی ایک برس تک یہ سمجھتا رہا کہ ستاروں کی

گردشوں سے انسان کے حالات میں اثر پہنچتا ہے وہ اپنے بائیسویں برس میں فصاحت کی معلمی کرنے لگا اُس سنہ سے پہلے مدرسہ اپنے وطن میں جاری کیا اُس وقت کئی شخصوں سے جو اُسکو بڑا معزز جانتے تھے اُسکے ساتھ عجیب طور کی دوستی پیدا ہونے لگی اُنمیں سے ایک جسکا نام آلیپوس تھا اُس کے مدرسہ کا طالب العلم ہو کر اپنی عمر بھر اُسکے ساتھ اُسکی تبدیلیوں میں باستحکام لگا رہا آگسٹینس کی دلی دوستیوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر عالی مزاج شخصوں کی طرح وہ پیار کرنے کے قابل اور پیارے معلوم ہونے کے لائق تھا چنانچہ جب ایک جوان جس سے وہ نہایت الفت رکھتا تھا مر گیا تب آگسٹینس غم کے مارے دیوانہ ہو گیا اور جس جگہ وہ اُسکی دوستی سے محظوظ ہوتا تھا وہاں اُس نے بغیر اُسکے رہنا نہ چاہا اس لیئے وہ قارطاج میں علم فصاحت سکھلانے کے واسطے گیا لیکن وہ غم جو اُسکے دوست کی وفات سے پیدا ہوا باعث نہیں تھا اُس سے آگسٹینس نے



یہ سیکھا کہ بغیر محبت کے زندگی بسر کرنا ہیچ ہے لہذا وہ اسکی تحقیق کرنے لگا کہ محبت کیوں اس قدر عزیز ہے اور اُسنے یہ نتیجہ نکالا کہ جو کچھ حسین و خوشنما ہے محبت کے لائق ہے اسوجہ سے وہ حسن پر غور کرنے لگا یہ شغل اُسکے روزانہ کام اور گرد نواح کی صورتوں سے موافقت رکھتا تھا فصاحت کی معلمی میں یہ لاطینی زبان کے نظم اور سخن سازی کی کتابوں میں بہت لطیف و بلیغ خیالات پاتا تھا قارطاج نہایت عجیب مقام تھا وہاں عالیشان عمارات و سرسبز باغات اور چھلکتے ہوئے فوارے تھے بحر روم کی چمکیلی موجیں شہر کے نزدیک کنارے پر لہراتی تھیں اور وہاں فلک اکثر صاف و رونق دار تھا ان خوشنمائیوں سے آگسٹینس نے حظ اُٹھا کے اپنے دل میں بلیغ تصورات پیدا کیے اور انکی شرح میں تین کتابیں لکھیں اور انکا نام حسن و مناسبت رکھا ۔

بلاشبہ ان شغلوں سے یہ اثر پیدا ہوا کہ اُسکی رائے جو تھی مذہب کی بابت تھی کچھ بدل گئی کیونکہ اگرچہ وہ نو برس تک تھی

بعد ازاں مجھکو ہنسی پہلے سوتے میں اور پھر جاگتے میں آنے لگی
اسی کی خبر مجھے دی گئی اور چونکہ ہم لوگ بچوں کو ویسا ہی دیکھتے ہیں
اسلیئے میں نے اُسے یقین جانا ہی کیونکہ میری وہ سرگذشت مجھے یاد
نہیں ہی اور دیکھو یہ رفتہ رفتہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں کہاں تھا
اور میں چاہا اپنی خواہشوں کو اُن لوگوں پر جن سے وے پوری ہو سکتی
تھیں ظاہر کیا چاہتا تھا پر میں یہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ میری خواہشیں
اندر تھیں اور وے لوگ باہر تھے اور وے بذریعہ اپنے کسی حس کے
میرے دل میں داخل نہیں ہو سکتے تھے اسلیئے میں اپنے عضووں اور
آوازوں کو ادھر اُدھر پھیرتا تھا تاکہ اپنی خواہشوں کے موافق جسقدر
اور جس طرح مجھ سے ممکن تھا نشانوں کو بناؤں پر وے نشان
فی الحقیقت موافق نہیں ہوتے تھے اور جب میں راضی نہیں کیا جاتا تھا
خواہ اسکا سبب یہ تھا کہ میرا مطلب ظاہر نہیں ہوتا تھا خواہ یہ غرض
تھی کہ مجھپر ضرر نہ پہنچے تب میں اپنے بزرگوں سے اسواسطے بیزار
ہوتا تھا کہ وے میرے تابع نہیں ہوتے تھے اور میں اُن سے جو



میرے خادم نہیں تھے اسلیئے بیزار ہوتا تھا کہ وے میری خدمت نہیں
کرتے تھے اور میں بذریعہ رونے کے اُن سے انتقام لیتا تھا
جتنے بچوں کا حال میں دریافت کر سکتا تھا اُنھوں کو میں نے ویسا ہی
پایا اور اُن بچوں نے خود ناواقف ہو کے میرے واقف کار پالنیوالوں
سے بڑھکر مجھے یہ سکھلایا کہ میں بھی ویسا ہی تھا *

اور دیکھو عرصہ ہوا کہ میرا بچپن فنا ہوا اور میں زندہ ہوں لیکن اے
خداوند جو ہمیشہ زندہ ہی اور جسمیں کچھ فنا نہیں ہوتا ہی کیونکہ عالم کے
مبداؤں سے پیشتر اور سب کچھ سے پیشتر جو پیشتر کا نام پا سکتا ہی
تو ہی ہی اور خدا ہی اور جن چیزوں کو تو نے بنایا اُنکا خداوند ہی اور تجھ میں
اور تیرے پاس سب ناپایدار چیزوں کے اسباب پایدار رہتے اور
سب تبدیل پذیر چیزوں کے لاتبدیل اصول ٹھہرتے اور سب بے نطق
و فانی چیزوں کی دائمی وجوہات زندہ ہیں مجھے جو تیرا ملتمس ہوں فرما
اے خداوند اپنے اس مسکین بندہ پر رحم کر مجھکو یہ فرما کہ کیا میرے بچپن
سے پیشتر میری کوئی عمر گذر گئی تھی ختم کیا جسکو میں نے اپنی ماں کے رحم

میں گذرا اتنا سا ہی عمر بھی کیونکہ اسکی بابت کچھ مجھپر ظاہر ہوا اور خود میں
نے حاملہ عورتوں کو دیکھا ہی پھر اس عمر سے پیشتر بھی اے میری
شیرینی اے میرے خدا کیا میں کہیں یا کوئی تھا کیونکہ کوئی ہو مجھے
ان باتوں سے آگاہ کرے نہیں ملتا ہی نہ باپ نہ ماں نہ اوروں کی
تجربہ کاری ونہ میری یادداشت آگاہ کر سکتی تھی کیا تو مجھپر جو ان
باتوں کی تحقیق کرتا ہوں ہنستا اور مجھے فرماتا ہی کہ اُن باتوں کے
لئے جنکو جانتا ہوں تیری تعریف کروں ۞
میں تجھسے اے آسمان وزمین کے خداوند اقرار کرتا ہوں اور واسطے
اپنے مبداؤں و بچپن کے جو مجھے یاد نہیں ہیں تیری تعریف کرتا ہوں
اور تو نے انسان کو یہ بخشا ہی کہ اوروں کو دیکھکر اپنے حق میں ان
باتوں کا گمان کرے اور عورتوں کی زبانی سنکر اپنے حق میں بہت
باتوں کو یقین جانے کیونکہ میں اُسوقت بھی ہست و زندہ تھا اور
اُن نشانوں کو جن سے اپنی خواہشیں اوروں پر ظاہر کروں بچپن
کے آخر میں ڈھونڈھتا تھا سوا تیرے اے خداوند اور کس دوسری طرف



سے ایسا ہی حیوان آیا ہی کیا کوئی کیسا ہی کیوں نہو خود اپنا بانی ہو
ہوگا یا کیا بجز تیری صنعت کے اور کسی دوسری کاریگری سے
کوئی رگ جو ہم لوگوں میں ہستی و زندگی کو دوڑا سکتی ہی کھینچی جائیگی
اے خداوند جسمیں ہستی و زندگی مختلف نہیں ہیں کیونکہ ہستی اعلیٰ و زندگی
اعلیٰ خود تو ہی کیونکہ تو اعلیٰ ہی اور نہیں بدلتا ہی اور تجھمیں آج کا دن
ختم نہیں ہوتا ہی تاہم تجھمیں ختم ہوتا ہی کیونکہ تجھمیں سب ایسی ہی
چیزیں ہیں کیونکہ اگر تیرے قبضہ میں نہوتیں تو انکے گذرنے کی
راہیں نہوتیں اور چونکہ تیرے برس نہیں جاتے رہتے ہیں اسلئے
تیرے برس ایک آج ہیں ۞ ہمارے اور نیز ہمارے باپ دادوں
کے کتنے دن بذریعہ تیرے آج کے گذر گئے ہیں اور اپنی تعداد کو
اور اپنی ہستی کو جیسی جیسی تھی اُس سے پایا پھر آیندہ میں اور کتنے
گذرینگے اور اپنی ہستی کو جیسی جیسی ہوگی اُس سے پاوینگے
لیکن تو ایک سا ہی اور فردا کے اور اُسکے آگے کے سب امور
اور دیروز کے اور اُسکے پیچھے کے سب امور بھی تو آج کریگا تو نے

آج کے اگر کوئی یہ نہ سمجھے تو مجھکو کیا وہ بھی خوش ہو کے کہے
کہ یہ کیا ہی ہاں یوں ہیں خوش ہووے اور اگر وہ مجھکو بعید دریافت
کیے دریافت کرے تو اوسکو اُس دریافت سے جسمیں تو دریافت
نہیں ہوتا ہی زیادہ پسند آوے

ساتویں فصل

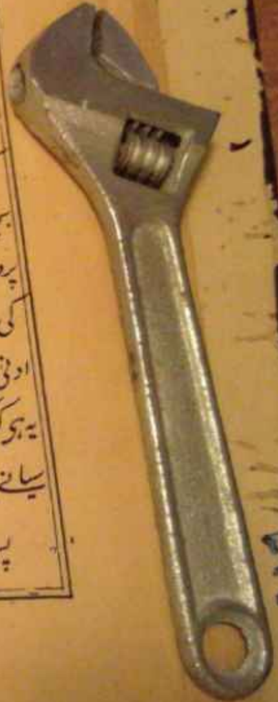
سُن لے اے خدا افسوس انسان کے گناہوں پر انسان یہی
کہتا ہی اور تو اُسپر رحم کھاتا ہی کیونکہ تو نے اُسے بنایا پر اُسمیں گناہ
تو نے نہیں بنایا کون مجھے میرے بچپن کا گناہ یاد دلاتا ہی کیونکہ
نہ کوئی انسان بلکہ وہ بچہ بھی جسکی زندگی زمین پر ایک دن کی ہی تیری
حضوری میں گناہ سے پاک ہی پس کون مجھے یاد دلاتا ہی چونکہ میں
ہر ایک چھوٹے بچے میں ایسے ماجروں کو جو مجھے میرے حق
میں یاد نہیں ہیں دیکھتا ہوں اسلیے کیا اُنمیں سے کوئی کیوں
نہ ہووے مجھے میرے اُن گناہوں کی یاد نہیں دلاتا ہی پس اُسوقت



میرا گناہ کیا تھا کیا یہ تھا کہ میں بلک کے دودھ کے لیے منہہ پھیلاتا
تھا کیونکہ اگر اسوقت ویسا ہی کرکے نہ دودھ بلکہ اُس خوراک
کے لیے جو میرے ان برسوں کے لائق ہی منہہ پھیلاؤں تو
انصاف سے مجھپر ہنسی و ملامت ہوگی پس میں اُسوقت کار
ملامتی کرتا تھا لیکن چونکہ میں ملامت کی باتیں نہیں سمجھ سکتا تھا
اسلیے نہ دستور نہ دانائی مجھپر ملامت ہونے کی اجازت دیتی
تھی کیونکہ ہم لوگ بلوغت میں پہنچکر ایسی ہی عادتوں کو اکھاڑ
پھینکتے ہیں اور مجھے ایسا چھانٹنے والا نظر نہیں آیا کہ جان بوجھکر
اچھی ڈالیوں کو پھینک دے کیا مدت تک یہ بھلا تھا کہ جو چیز مضر
ہی ضرر پہنچاتا ہی سو رونے سے ڈھونڈھا جاے اور نا فرمانی
جو آزاد و بزرگ تھے اور اُنہی تن سے پیدا ہوا اور نیز بیرے
سمجھداروں پر جو مرضی کے اشارے کو نہیں مانتے تھے بشدت
غصہ کیا جاے اور مارنے سے حتی المقدور ضرر پہنچانے کی
کوشش اسواسطے کیجاے کہ وے اُن احکام کو جنکا ماننا

بدون ضرر کے ناممکن تھا نہیں ہلنے تھے پس نہ بچے کی جان بلکہ اسکے اعضا کی ناتوانی معصوم ہی میں نے بچے کو بھی جو حسد کرتا تھا دیکھا اور جانا وہ ہنوز نہیں بول سکتا پر سرخ ہو کے اور منہ بگاڑ کے اپنے دودھ شریکی بھائی کو تکتا تھا کون اس سے ناواقف ہی مائیں اور دائیاں کہتی ہیں کہ ہم ان حالتوں کو صلاح دیتی ہیں پر مجھے معلوم نہیں کہ کن تدبیروں سے یہ کرتی ہیں یا کیا یہ معصومی ہی کہ جب دودھ کا چشمہ بکثرت بہتا اور چھلکتا ہی تب بچہ اپنے ساتھی کو جو نہایت محتاج ہی اور ہنوز صرف اسی خوراک سے پرورش پاتا ہی گوارا نہیں کرتا ہی لیکن ہم لوگ حلم سے ان حالتوں کی برداشت کرتے ہیں پر اسکا نہ یہ سبب ہی کہ وے نہ مطلق یا نہ ادنی برائیاں ہیں بلکہ عمر کی درازی پر جاتی رہتی ہیں اسکا ثبوت یہ ہی کہ گو ان حالات کی برداشت بچپن میں ہوتی ہی تو بھی جب وے سیانے پن میں ملتی ہیں تب بالکل برداشت کے باہر ہیں +

پس اے خداوند میرے خدا جس نے مجھکو بچپن میں زندگی بخشی



اور میرے واسطے ایسے بدن کو جیسا نظر آتا ہی بامواس بنایا اور عضووں سے سجایا اور شکل سے آراستہ کیا اور اسکے کمال و محافظت کے لیے انہیں سب کوشش حیوانی داخل کیں تو مجھے فرماتا ہی کہ ان چیزوں کے لیے تیری تعریف کروں و تجھ سے اقرار کروں و تیرے نام پر گاؤں اے اعلیٰ کیونکہ اگر تو فقط ان چیزوں کو جنھیں سوا تیرے کوئی دوسرا نہیں بنا سکتا تھا بنانا تو بھی تو قادر مطلق اور بھلا خدا ہی اے یکتا جسمیں سب چیزوں کا اندازہ ہی اے جمیل جو سب چیزوں کو جمال بخشتا اور اپنے قانون سے سب چیزوں کا انتظام کرتا ہی پس اے خداوند مجھے یہ کم پسند ہی کہ اس عمر کو جو یاد میں نہیں ہی اور جسکو دوسروں سے سنکر جانا اور جسکے خود گذرانے کی کیفیت بچوں سے متخیل ہوئی گو کہ یہی خیال نہایت معتبر ہو زندگی اس زندگی میں جسے اس دنیا میں گذرانتا ہوں شمار کروں کیونکہ میرا بچپن برابر اس عمر کے جو میں نے رحم مادر میں بسر کی بڑی فراموشی کی تاریکی میں پنہاں ہی لیکن اگر میں نے برائی میں صورت

پکڑی اور میری ماں نے گناہ کے ساتھ مجھے پیٹ میں لیا تو کہاں
میں تیری منت کرتا ہوں اے میرے خدا کہاں اے خداوند کہاں
اور کب میں تیرا بندہ معصوم تھا لیکن میں اُس زمانہ سے درگذر
کرتا ہوں اور جسکا کوئی پتا یاد نہیں ہے اُس سے اب مجھے کیا۔

آٹھویں فصل

کیا میں بچپن سے آگے بڑھکر لڑکپن میں نہیں پہنچا یا بلکہ برعکس اسکے
یہ مجھ میں پہنچا اور میرے بچپن کا قائم مقام ہوا لیکن یہ بھی ہوا نہیں
ہوا ورنہ کہاں چلا گیا تاہم وہ اب نہیں رہا کیونکہ میں نہ بیزبان بچہ
بلکہ اب بولنے والا لڑکا تھا یہی مجھے یاد ہے بعد ازاں میرے
خیال میں یہ گذرا کہ میں نے کیونکر بولنا سیکھا کیونکہ نہ بزرگ لوگ
لفظوں کو کسی ترتیب معین سے مثل اُن سبقوں کے جو مجھے
بعد چندے پڑھائے گئے بتلاتے تھے بلکہ جب میں متفرق گریہ
وزاری اور بھوں اور حرکات اعضا سے اپنی خواہشوں کو ظاہر کیا



چاہتا تھا تاکہ میری مرضی پوری کیجاوے پر نہ جسقدر چاہتا تھا
اور نہ جتنے لوگوں پر چاہتا تھا اُن سبھوں کو ظاہر کرسکتا تھا تب
میں اپنی عقل سے جسے تو نے مجھے بخشا اپنے حافظہ میں آوازوں کو
مشق کرتا تھا جب اُن لوگوں کی زبان سے کسی بات سے کسی
چیز کا نام نکلتا تھا اور وے کہتے ہی اپنا بدن کسی چیز کی طرف پھیرتے
تھے تب میں دیکھتا اور یاد رکھتا تھا کہ جب وے اُس چیز کو دکھلایا چاہتے
تھے تب وہ اُن سے اُس آواز پر جسے وے سناتے تھے کہلاتی
تھی اُنکا یہ مطلب اُنکے بدن کے حرکات سے ظاہر ہوتا تھا کیونکہ
ایسے ہی حرکات چہرے اور آنکھوں کی پلکوں اور باقی اعضا کے جنبش
سے اور نیز زبان کی اُس آواز سے جس سے طبیعت کی خواہش چیزوں
کے ڈھونڈھنے یا پانے یا رد کرنے یا چھوڑنے میں ظاہر ہوتی ہے
بنکر ساری قوموں کی طبعی زبان ہیں غرض میں نے لفظوں کو جو بولیں
متفرق جملوں میں اپنے اپنے محل پر واقع ہوئے تھے بار بار سنا تب
میں رفتہ رفتہ یہ گمان کرتا تھا کہ وے کن چیزوں کی علامات تھے و

لیکن اگر میں سیکھنے میں کاہلی کرتا تو مارا جاتا یہی بزرگوں سے سراہا
جاتا تھا اور بہت لوگوں نے جو ہم سے پیشتر زندگی گذران کر گئے
اُن سخت اور راہوں کو جن پر ہم مجبور ہو کے چلتے تھے بنا گئے ہم
بنی آدم کے لیئے طرح طرح کی محنت و مشقت طیار کی لیکن اے خداوند
ہم نے لوگوں کو تجھ سے استدعا کرتے پایا اور جسقدر ممکن تھا
اُنسے یہ خیال کرنا سیکھا کہ تو کوئی ایسا بزرگ ہو کہ اگرچہ ہمارے حواس
کے سامنے ظاہر نہیں ہے تو بھی ہماری سُن سکتا اور مدد کر سکتا ہے کیونکہ
میں لڑکپن میں تجھ سے استدعا کرنے لگا اے میری مدد و پناہ میں
تیرے نام لینے میں اپنی زبان کے بندوں کو توڑتا اور گو چھوٹا
تھا تو بھی نہ چھوٹی آرزو کے ساتھ تجھ سے یہ استدعا کرتا تھا کہ
مدرسہ میں نہ مارا جاؤں اور جب تو نہیں سنتا پر اسی سے مجھے نادانی
میں حوالہ نہیں کرتا تھا تب میرے بزرگ بلکہ ماں باپ جو البتہ میری
بُرائی کے خواہاں نہیں تھے میری ماروں پر جو مجھے اُسوقت میرے
لیئے بڑی اور سخت بُرائی معلوم ہوتی تھی ہنستے تھے کیا کوئی شخص با

میں اپنی اُسوقت کی خواہشوں کو بوسیلہ اُن علامتوں کے جنکے
بتلانے کے لائق میری زبان ہو چکی تھی ادا کرتا تھا اسی طرح اُن لوگوں
میں جنکے ساتھ میں رہتا تھا اور مجھ میں خواہشوں کے ادا کرنے
کی علامتیں اول بدل ہوتی تھیں اور میں اپنے ماں باپ کے اختیار
اور بزرگوں کے اشارے کے مطیع ہو کر انسانی زندگی کی طوفانی
بحر رفاقت میں آگے بڑھا ٭



نویں فصل

اے خدا میرے خدا جب مجھے اُستادوں کا فرمانبردار رہنا لڑکپن کی
اوقات بسری کے واسطے راست بتلایا جاتا تھا تاکہ اِس دنیا میں
اقبالمند ہوؤں اور فنون زباندانی میں جو انسانی تعریف اور جھوٹی
دولت کے لیئے میری خدمت کریں سبقت لیجاؤں تب میں نے
کیسی تکلیفوں اور طعنوں کو تجربہ کیا بعد ازاں میں مدرسہ میں سپرد
کیا گیا تاکہ اُس علم کو جسکا فائدہ مجھ بیچارے کو معلوم نہیں تھا سیکھوں

ایسا عالی ہمت ہی کہ تجھے اسقدر آرزو و شوق کے ساتھ لگا رہے
ہاں میں کہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا ہی کیونکہ ایک طرح کی حماقت یہ
کرتی ہی پس کیا کوئی ایسا ہی کہ تجھ سے دینداری کے ساتھ
یہانتک لگا رہے اور بڑا ہمت ور بنے کہ اُن شکنجوں اور آنکسوں
اور دیگر مختلف عذابی ہتھیاروں کو جن سے رہا ہونے کے لئے
تمام دنیا میں تیری منت بخوف کیجاتی ہی ناچیز جانے اور ایسی جب
سے جسقدر ہمارے ماباپ اُن ہتھیاروں پر جنکے وسیلے سے
ہم لڑکے اُستادوں سے دُکھ پاتے تھے ہنستے تھے اُسقدر اُن
لوگوں پر جو اُن بڑے عذابی ہتھیاروں سے نہایت تلخی کے ساتھ
ڈرتے ہیں ہنسے کیونکہ بہ نسبت بزرگوں کے ہم ایسی ہی چیزوں
سے نہ ڈرتے اور نہ اُن سے چھوٹ جانے کی خاطر کم طلبگار ہوتے
تھے لیکن جسقدر لکھنا یا پڑھنا یا مطالعہ کرنا ہم سے طلب کیا جاتا تھا
اُس سے کم انجام تک پہنچانے میں گنہگار ہوتے تھے کیونکہ جسقدر
قوت حافظہ و عقل اُس عمر کے لائق تجھ سے معین ہوئی تھیں اُسے



کم ہم میں نہیں تھیں لیکن ہمکو کھیلنا مرغوب تھا اور ہمیں اُن لوگوں
سے جو خود ہمارے ایسے کام کرتے تھے سزا ملتی تھی لیکن بزرگوں کا
کھیل کاروبار کہلاتا ہی پر جب لڑکوں سے یہ ہوتا ہی تب وے بزرگوں
سے سزا پاتے ہیں اور کوئی شخص نہ اُن پر اور نہ اُن پر ترس کھاتا ہی
مگر کوئی اچھا منصف میرے لڑکپن کی مار کو اسلیئے واجب سمجھیگا کہ میں
گیند کھیلتا تھا اور یہی کھیل مجھے اس علم کی تحصیل سے جس
سے لڑکپن میں زیادہ خراب کھیل کھیلنے کے لائق ہو سکتا تھا مجھے
مانع ہوتا تھا پھر وہ خود جو مجھے مارتا تھا سو ایسی کے اور کیا کام
کرتا تھا کیونکہ اگر وہ کبھی چھوٹے مباحثے میں اپنے ساتھی معلم سے
سے ہار جاتا اور میں گیند کھیلنے میں اپنے ساتھی کھیلنے والے
سے ہار جاتا تو وہ مجھ سے بڑھکر رشک و حسد سے پیچ و تاب کھاتا تھا

دسویں فصل

لیکن میں اُن امور میں گناہ کرتا تھا اے خداوند خدا جو جمیع موجودات کا

ناظم وخالق ہے مگر گناہوں کا فقط ناظم ہے اے خداوند میرے خدا میں اپنے ماں باپ و اُستادوں کے حکموں کے خلاف چلنے میں گناہ کرتا تھا چونکہ وے چاہتے تھے کہ میں علم سیکھوں اسلیئے انکی نیت کیسی ہی ہو توبھی اُس علم کو بعدازاں اچھے کام میں لانا ممکن تھا کیونکہ میں نہ بہتریوں کے اختیار کرنے بلکہ کھیلنے کی خواہش سے انکی نافرمانی کرتا اور یہ چاہتا تھا کہ مجھے کھیل کی لڑائیوں میں عظیم فتحیں ملیں اور جھوٹے قصوں سے میرے کان سہلائے جاویں تاکہ زیادہ گرمجوشی سے مشتاق ہوویں کیونکہ وہ آتش شوق جس سے میں کھیلتا تھا رفتہ رفتہ میری آنکھوں کی راہ سے بزرگوں کے تماشوں اور کھیلوں کے لیئے بھڑکتی تھی لیکن جو اشخاص انھیں تماشوں کو دکھاتے ہیں اسقدر عزت دار سمجھے جاتے ہیں کہ اکثر لوگ اپنے لڑکوں کے لیئے یہی عزت چاہتے ہیں پر جب لڑکے اپنے کھیلوں کے سبب اُس تعلیم میں جسکے پانے سے خواہش والدین بزرگوں کے کھیلوں کے بازیگر بن سکتے ہیں زحمت پذیر



ہوتے ہیں تب انکے والدین بخوشی انھیں مار کھانے دیتے ہیں ایسی ایسی واردات پر رحم کی نظر فرما اے خداوند اور ہم لوگوں کو جو تیرا نام لیتے ہیں رہائی بخش اور انکو بھی جو ابتک تیرا نام نہیں لیتے ہیں رہائی بخش تاکہ وے تیرا نام لیں اور تو انھیں رہائی بخشے ❊

گیارھویں فصل

پس میں نے اپنے لڑکپن ہی میں سنا تھا کہ ہمارے خداوند خدا کی فروتنی کی معرفت جو ہماری حالت غرور تک اوتر آیا ہمیں زندگانی کا وعدہ ہمیں ملا اور چونکہ میری ماں تجھپر بڑی امید رکھتی تھی اسلیئے میں تو اُسکے رحم سے نکلتے ہی مسیح کی صلیب کی مہر پائی اور میں اُسکے نمک سے نمکین کیا گیا اے خداوند تو نے یہ دیکھا کہ جب طفلی کے وقت مجھے ایک دن اتفاقاً بباعث درد شکم کے بخار آیا اور میں قریب الموت ہوگیا تب اے میرے خدا چونکہ تو اُسوقت میرا حافظ تھا تو نے یہ دیکھا کہ کس آرزو اور کس اعتقاد کے ساتھ میں نے

اپنی دیندار ما اور تیری کلیسیا سے جو ہم سبھوں کی دیندار ماں ہے میرے مسیح
بلکہ اپنے خدا و خداوند کے بپتسما کی درخواست کی اور میرے جسم کی ماں
گھبرائی تھی اور چونکہ وہ بہ نسبت میری جسمانی پیدائش کے اپنے دل
میں جو تیرے ایمان سے پاک تھا زیادہ آرزو کے ساتھ میری ابدی
سلامتی کی درد زہ لگتی تھی اسلیے اگر میں فوراً صحت نہ پاتا وہ جلد فکر
کرتی کہ میں اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے ای خداوند یسوع
تیرا اقرار کر کے تیری انجیل کی صحت بخش رسموں میں داخل ہوتا اور
غسل پاتا پر میری طہارت اسواسطے ملتوی کی گئی کہ اس امر کا ہونا
ضرور دکھائی دیتا تھا کہ اگر میں زندہ رہتا تو پھر ناپاک ہو جاتا کیونکہ
جو گناہ اُس غسل کے بعد ہوتے ہیں اُنکی نجاست سے البتہ بہت بڑا
اور خطرناک الزام عائد ہوتا ہی یوں میں اُسوقت میں اور میری ما اور سوا
میرے باپ کے باقی تمام خاندان ایمان لاتے تھے لیکن میرا باپ
میری ما کی دینداری کی اُس توانائی پر جو مجھپر مؤثر تھی یہانتک غالب
نہیں آیا کہ جس طرح وہ ہنوز مسیح پر ایمان نہیں لاتا تھا اُس طرح میں

بھی ایمان لانے سے باز رہوں کیونکہ میری ما یہ فکر و محنت کرتی تھی کہ
اے میرے خدا اُس سے بڑھکر تو میرا باپ ہووے اور اسی میں تو
اُسکی مدد کرتا تھا تاکہ وہ اپنے شوہر پر جس سے وہ نیک تر تھی
اُسکی فرمانبردار رہتی تھی غالب آوے اور اسمیں وہ تیری فرمانبردار تھی
کیونکہ تو ایسا ہی حکم کرتا ہے ۔

میں تیری منت کرتا ہوں اے میرے خدا اگر تیری مرضی ہو تو
میں یہ دریافت کیا چاہتا ہوں کہ کس قصد سے میرا بپتسما ملتوی ہوا
کیا اسمیں میری بھلائی تھی کہ مجھپر گناہ کرنے کے لیے باگ ڈھیلی
کر دیجاویں یا کیا وہ ڈھیلی نہیں کی گئی تھیں پس کیوں چاروں طرف
متفرق لوگوں سے ہمارے کانوں میں یہ سنائی دیتا ہے کہ اسکو
جانے دو جو چاہے سو کرے کیونکہ اسکو ابتک بپتسما نہیں ملا لیکن
شفاے بدنی کے حق میں لوگ یہ نہیں کہتے ہیں کہ اسکو جانے دو
اسکو زیادہ زخمی ہونے دو کیونکہ ابتک تندرست نہیں ہوا پس
اگر میں فوراً شفایاب ہوتا اور میری اور میرے دوستوں کی کوشش



مجھپر اسقدر موثر ہوئی کہ میری روح کی دوبارہ پائی ہوئی صحت جو تیری بخشش ہی تیری حفاظت میں محفوظ ہے تو کیا ہی بہتر ہوتا بہ نسبت میں بہتر ہوتا کیونکہ میرے لڑکپن کے بعد آزمایشوں کی کتنی اور کیسی کیسی موجیں مجھپر پہنچنے والی نظر آتی تھیں میری ماں اسوقت بھی اُنکی پیش بینی کرتی تھی اور بہ نسبت اُس صورت کے جسکو میری مشت خاک بعد ازاں قبول کر سکتی تھی اس مشت خاک ہی کو اُن موجوں پر سونپنے سے زیادہ راضی تھی ۔



بارھویں فصل

پر میں اپنے لڑکپن ہی میں جسکے لیے بمقابلہ میری جوانی کے لوگ کم ڈرتے تھے تعلیم کو پسند نہیں کرتا تھا اور اُسکو جبراً پانے سے ناخوش ہوتا تھا لیکن مجھے بمجبوری سیکھنا پڑتا تھا اور یہ میرے لئے اچھا تھا پر میں اچھا نہیں کرتا تھا کیونکہ اگر مجبور نہ ہوتا تو نہ سیکھتا لیکن کوئی خلاف اپنی مرضی کے اچھا نہیں کرتا ہی اگرچہ خلاف اپنی

مرضی کے نیک کام کرے تو بھی اچھا نہیں کرتا ہی اور وے لوگ جو مجھپر جبر کرتے تھے اچھا نہیں کرتے تھے لیکن مجھے اے میرے خدا میرے لئے اچھا ہوتا تھا کیونکہ وے لوگ اسپر لحاظ نہیں کرتے تھے کہ میں اُسکو جسکو سیکھنے کے لئے مجھپر جبر کرتے تھے کسی مفید کام میں لاؤں بلکہ غرض اُنکی یہی تھی کہ میں اُسکو محتاجی فراوان و عزت شرم آور کی ناسیر حرصوں کو سیر کرنے میں استعمال کروں
متی ۱۰ : ۳۰ پر حقیقت میں تو جس سے ہمارے سر کے بال گنے جاتے ہیں اُن سبھوں کی خطا کو جو میرے سیکھنے پر تشدد کرتے تھے میرے فائدہ کے لئے کام میں لاتا تھا پر میری اُس خطا کو جو تحصیل علم پر ناخوش ہونے سے ہوئی تھی میری سزا کے لئے جسے میں ایسا ہی چھوٹا لڑکا بلکہ ایسا ہی بڑا گنہگار ہونے کے نا قابل نہیں تھا استعمال کرتا تھا اسی طرح تو بذریعہ اُنکے جو اچھا نہیں کرتے تھے میرے واسطے اچھا کرتا تھا اور نیز بذریعہ میرے جو گناہ کرتا تھا مجھے منصفانہ سزا دیتا تھا کیونکہ تو نے یہ بندوبست کیا اور یوں ہی ہوتا ہے کہ ہر ایک بیجا خواہش خود اپنی سزا ہووے ۔

تیرھویں فصل

لیکن کیا وجہ تھی کہ میں یونانی تعلیم سے جسمیں طفلی میں تربیت
پاتا تھا ناخوش ہوتا تھا میں نے اس کو ابتک بطور شافی دریافت
نہیں کیا ہی کیونکہ گو وہ لاطینی تعلیم جسکو پہلے اُستاد دیتے تھے
مجھے پسند نہیں تھی تو بھی وہ جسکو سند علما دیتے تھے بہت
پسند تھی پر وہ پہلی تعلیم جسمیں پڑھنا لکھنا حساب کرنا سکھایا جاتا تھا
بہ نسبت کسی یونانی تعلیم کے مجھے کم دشوار و سزا دہ معلوم نہیں ہوتی
تھی لیکن زندگی کے گناہ و بطالت کے سوا اور کس وجہ
سے یہ ہوا کیونکہ میں بشر اور ایک ایسی ہوا تھا کہ چلتی اور پھر
نہیں لوٹتی ہی کیونکہ وہ پہلی تعلیم جس سے ایسی طاقت
مجھے ملتی اور مل گئی اور مجھ میں موجود ہی کہ جب مجھے کوئی
مکتوب مل جانے تب اُسکو پڑھوں اور جو کچھ چاہوں خود
لکھ لوں اُس دوسری تعلیم سے زیادہ یقینی اور اسی سبب سے
بہتر بھی ہی کیونکہ جب میں اپنی ہی گمراہیوں سے غافل رہتا تھا



تب میں میرا کسی اینیاس کے سفر کی گمراہیوں کو پڑھتا اور مری
ہوئی دیدو کے اوپر اسواسطے روتا تھا کہ اُسنے عشق کے صدمے
سے اپنے تئیں قتل کیا اور میں خود جو اُسی زمانہ میں اے خدا اے
میری زندگی تجھ سے دور ہو کر اُن واہیات کے درمیان میں
مرتا تھا بچشم خشک اپنی اس بڑی آفت زدگی کی برداشت کرتا
تھا کیونکہ جب میں اپنے اوپر ترس نہیں کھاتا اور دیدو کی موت پر
جو اینیاس پر عاشق ہونیکے باعث سے ہوئی تھی روتا تھا لیکن
اپنی موت پر جو تجھپر عاشق نہونیکے باعث سے ہوتی تھی نہیں روتا
تھا تب ایسے ہی آفت زدہ سے کیا زیادہ آفت زدہ ہو سکتا ہی
اے خدا اے میرے دل کے نور اور میرے دہن جان کی روٹی
اور نیز وہ قدرت جو میری روح اور میرے سینہ عقل کو قوت نو زادگی
بخشتی ہی میں تجھے پیار نہیں کرتا اور تیرے برخلاف زنا کرتا تھا
اور مجھکو جو یوں نہیں زنا کرتا تھا ہر طرف سے یہ سنائی دیتا تھا کہ
شاباش شاباش کیونکہ اس دنیا کی دوستی تیرے برخلاف زناکاری ہی

ہو اور شاباش شاباش یہاں تک کہا جاتا ہو کہ اگر کوئی اس طرح کا
مرد نہ بنے تو وہ شرمندہ ہوتا ہو اور میں ان باتوں پر نہیں روتا
تھا لیکن مقتول دیدو پر جو لوہے کے غایت ضرب و زخم کو ڈھونڈھتی
تھی روکے خود تیری خلقت کی غایت خرابیوں کو ڈھونڈھتا تھا اور
اور مٹی ہو کے مٹی میں جاتا تھا اور اگر میں اُنکے پڑھنے سے منع
کیا جاتا تو اسواسطے رنجیدہ ہوتا کہ اُس بات کو جو رنج دلاتی تھی
پڑھنے نہیں پاتا تھا ایسی ہی دیوانگی بنسبت اُس تعلیم کے جس
میں نے لکھنا پڑھنا سیکھا زیادہ عمدہ و مفید گنی جاتی ہی لیکن بالفعل
تو اے میرے خدا میری روح میں بول اُٹھ اور تیری سچائی مجھسے
کہے کہ ویسا نہیں ہو ویسا نہیں ہو وہ پہلی تعلیم بلاشک بہتر ہو کیونکہ
دیکھ میں بہ نسبت لکھنے پڑھنے کے اینیاس کی ساری گمراہیوں
اور ایسی ہی ساری باتوں کے بولنے کو زیادہ پسند کرتا ہوں یا
البتہ عالموں کے مدرسوں کی ڈیوڑھیوں پر پردے پڑے ہیں
لیکن وے نہ علامات راز بلکہ گمراہیوں کے سرپوش ہیں چونکہ جو کچھ





اِس بات کے حق میں میرا دل چاہتا ہو اُسکا اقرار میں تجھ سے
اے میرے خدا کرتا ہوں اور میں اپنی بُری راہوں کی ملامت سے
اِسواسطے راضی ہوں کہ تیری اچھی راہوں کو پیار کروں اِس لیے
وے لوگ جنسے میں اب نہیں ڈرتا ہوں میرے برخلاف نہ بول اُٹھیں
علم فروش یا خریدار میرے برخلاف نہ بول اُٹھیں کیونکہ اگر میں یہ
١٩ اُنکے سامنے پیش کر کے پوچھوں کہ کیا یہ مقولہ شاعر سچ ہی کہ اینیاس
کسی وقت قارطاج میں آیا تو کم خواندے مجھے یہ جواب دینگے
کہ ہم نہیں جانتے ہیں پر زیادہ خواندے یہ جواب دینگے کہ یہ سچ نہیں ہی
پر اگر میں اُنسے پوچھوں کہ کن حرفوں سے اینیاس کا نام لکھا جاتا
ہی تو وے سب جنھوں نے انھیں سیکھا ہو مطابق اِس قاعدہ کے
جسمیں لوگوں نے آپسمیں اُن علامات کو منظور و مقرر کر لیا ہی
ٹھیک ٹھیک جواب دینگے پھر جب یہ پوچھوں کہ اگر لکھنا پڑھنا یا
وے قصص منظومہ بھول جائیں تو اُن دونوں میں سے کس کے
بھولنے سے اِس زندگی کو زیادہ نقصان پہنچیگا تب کون شخص جو

اپنے تئیں سراسر نہیں بھولتا ہی پر نہیں دیکھتا ہی کہ کیا جواب ملیگا پس میں طفلی میں ان مفید سبقوں سے اُن بیہودگیوں کو زیادہ پسند کرتا تھا بلکہ حقیقت میں اُنسے محبت اور اُنسے نفرت رکھتا تھا تب میں گویا لڑکا تھا گناہ کرتا تھا اُسوقت ایک ایک دو اور دو دو چار مجھے مانند ایک راگ بے تالے کے مکروہ معلوم ہوتے تھے پر چوبی گھوڑا جو مسلح لوگوں سے بھرا تھا اور ترویا کا جلایا جانا اور کریوسا کا بھوت میری بطالت کے نزدیک نہایت شیریں تماشا تھا ۔

مثنوی اینیاس کا باب



چودھویں فصل

پس کیوں میں یونانی تعلیم سے جس میں اُسی طرح کے افسانے نظم گائے جاتے ہیں ناخوش تھا کیونکہ ہومیرس ویسے قصے کہانیوں کے تننے بننے میں ہوشیار تھا اور اُسکی مثنویات میں نہایت شیریں بطالت ہی پر وے مجھ لڑکپن میں کڑوی معلوم ہوتی تھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یونانی طلبا کو مثنویات ورجیلیوس جب وے اُنکو جبراً تحصیل

میرے بوقت میری تحصیل مثنویات ہومیرس کے سیکھنے میں کڑوی لگتی ہیں البتہ زبان بلکہ زبان غیر کی تحصیل کی دشواری مثل پت کے یونانی قصے کہانی کی ساری شیرینی میں تلخی پھیلاتی تھی کیونکہ میں یونانی لفظوں کو نہیں جانتا تھا اور بذریعہ سخت سزا و دہشت کے اُنکے جاننے کے لیے مجبور کیا جاتا تھا پھر جب میں بچہ تھا تب لاطینی الفاظ کو بھی نہیں جانتا تھا پر اُسوقت دائیاں بنوازش میٹھی باتیں اور مسخرے لوگ میرے ساتھ مسخرہ پن کرتے اور نیز کھیلوں میں ساتھ ہمجولیوں کے میں لطف و حظ اٹھاتا تھا اُسوقت بغیر خوف و دہشت و عقوبت کے فقط کان لگانے سے لاطینی الفاظ کو سیکھتا تھا میں نے اُنھیں فی الحقیقت بغیر زبردستیوں سے سزا پانے کے سیکھا کیونکہ میرا دل مجھے ابھارتا تھا کہ اپنے خیالوں کو پیدا کروں اور اسی کے لیئے یہ ضرور تھا کہ میں نہ سکھلانیوالوں بلکہ بولنے والوں سے جنکے کانوں میں اپنے خیالات پیدا کرتا تھا الفاظ سیکھوں پس ظاہر ہی کہ ایسے ہی لفظوں کی تحصیل میں دہشتناک مجبوری سے اشتیاق آزادہ

زیادہ قوی ہی لیکن اسکی آوارگی کو وہ مجبوری بوسیلہ تیرے قوانین کے
اے میرے خدا باز رکھتی ہی کیونکہ بذریعہ تیرے قوانین کے جو
اُستادوں کی چھڑیوں سے لیکے شہیدوں کی آزمایشوں تک وضع
ہیں ایسی شفابخش تلخیاں ہمارے لیے بنتی ہیں کہ ہمیں ترغیب دیں
اُن مُضر خوشیوں سے جنمیں ہم تجھ سے دور ہو گئے تھے بلاویں ٭



پندرھویں فصل

میری منت سن لے ایخداوند تاکہ میری جان تجھ سے تنبیہ پانیکے
وقت نا امید نہووے اور میں تیری رحمتوں کے اقرار کرنے میں نا امید
نہووں کیونکہ تو نے مجھے بذریعہ اُنکے میری ساری بُری راہوں سے
نکال لیا تاکہ تو مجھکو اُن ساری دل فریبیوں سے جنکی پیروی میں کرتا
تھا زیادہ شیرین لگے اور میں تجھے زیادہ پیار کروں اور تیرا دست بوسی
بدل و جان ہووں اور تو اب سے آخر تک مجھے ساری آزمایشوں
سے نکال کر دیکھ ایخداوند اے میرے بادشاہ اور میرے خدا جو مفید

باتیں میں نے لڑکپن میں سیکھیں سو تیری خدمت میں آویں جو کچھ میں
کہتا لکھتا پڑھتا حساب کرتا ہوں سو تیری خدمت میں آوے
کیونکہ جب میں بیہودہ باتیں سیکھتا تھا تب تو نے مجھے تنبیہ دیتا تھا
اور تو نے میرے اُن گناہوں کو جو اُن بیہودہ باتوں میں محظوظ
ہونے سے ہوئے تھے معاف کیا ہی کیونکہ میں نے اُنمیں بہت
مفید لفظوں کو سیکھا پر وے اُن باتوں میں بھی جو بیہودہ نہیں ہیں
سکھائے جا سکتے ہیں اور یہی لڑکوں کے چلنے کے واسطے راہ
بے خطر ہی ٭

سولھویں فصل

پر حیف تجھپر اے انسانی رسم و رواج کے دریا کون
تیرا سامنا کرے کب تک تو نہ سوکھیگا کمانتک تو بنی حوا کو اس
وسیع و دہشت ناک سمندر میں جسکے پار لوگ صلیب کے بیڑے پر
چڑھکر مشکل سے پہنچتے ہیں بہا لیجائیگا کیا میں نے تجھ میں حاکم رعد

ورنہ کار دیوتے زیوس کی بابت نہیں پڑھا ہو فی الحقیقت وہ
دو نوں نہیں ہو سکتا ہی لیکن اسی طرح پر ساختہ رعد کی بجز دالی سے
اہلی زنا کے پیرو ہونے کی اجازت ملی پر ہمارے جبہ پوش معلوں
میں سے کون اس بات کو جو اُنکے مجمع العلم میں سے ایک شخص
نے پکاری ہی سنجیدہ کان سے سنتا ہی کہ ہومیرس نے انھیں
ایجاد کیا اور انسانی حالات کو الہوں میں سے ملایا کاش الہی
حالات کو ہم لوگوں میں سے ملایا ہوتا لیکن اُس بات سے یہ
زیادہ صحیح ہی کہ البتہ ہومیرس نے انھیں ایجاد کیا پر بڑے آدمیوں
میں الہی حالات ٹھہرانے سے ویسا ہی کیا تا کہ گناہ و گناہ نہ گنا جاوے
اور جس شخص سے ویسے گناہ صادر ہوئے ہوں سو نہ مردود
آدمیوں بلکہ آسمانی الہوں کا پیرو سمجھا جاوے ٭

پر لے دوزخی دھارے تجھہ میں بنی آدم بہت نقد کے ساتھ
ڈالے جاتے ہیں تا کہ اُن باتوں کو سیکھیں اور جب عموماً وسط شہر میں
قوانین کے حضور جو علاوہ مصارف طلباء علم کے تنخواہ ٹھہراتے ہیں



یہ کام کیا جاتا ہی تب بڑی بات مانی جاتی ہی اور تو اپنی جانوں کو
گمراہ اور شور مچا کے کہتا ہی کہ بیل الفاظ سکھائے جاتے ہیں
یہاں اُس فصاحت کی تعلیم جو لوگوں کو معقول کرنے اور اپنی رائے
کی تصدیق کو بیان میں لانے کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہی پس
کیا فی الحقیقت ان الفاظ سنہری مچھری اور گود اور در غلانا اور
ہیکلیں صحیح گے جاننے کے لیے یہ ضرور تھا کہ شاعر تیرنطیوس
کے ایک نظم نقلبازی میں کوئی کمینہ جوان تماشا گاہ پر آکے دیوتے
زیوس کو اپنے سامنے رنڈی بازی کا نمونہ یوں پیش کرتا کہ

اشعار

وہ اوپر سے دیوار کے بلا — بخوبی سب تصویر کو دیکھتا
کہ کس طرح زیوس بالانشیں — فلک پر سے آیا پرے ہیں
سنہری مچھری میں سے اوترا جہاں — وہ دریا ہی کی گود میں ناگہاں
فقط اس لیے تا کہ ہووے فتور — اس عورت کو وہ در غلانے ضرور

اور دیکھو کہ وہ جوان کس طرح آسمان سے اپنی انست میں
اجازت پاکے اپنے تئیں شہوت میں اسکاتا ہی ٭ اشعار

وہ کہتا ہے پر کس خدا نے کیا	ہوا جسقدر اس جگہ ماجرا
مگر وہ کہ جو ہیکلیں چرخ کی	بجے زور سے ہی ہلاتا ابھی
نہ ایسا کروں پھر نہ کیوں میں حقیر	خوشی سے کیا بات تھی دلپذیر

بوسیلہ اس بدوضعی کے اُن الفاظ کے سیکھنے میں مطلق آسانی نہیں پڑتی ہے لیکن بوسیلہ اُن الفاظ کے اس بدوضعی کے پیرو ہونے میں لاپروائی ہوتی ہے لیکن میں نہ اُن الفاظ پر جو مثل منتخب و بیش قیمت ظروف کے ہیں بلکہ گمراہی کی اُس مے پر جو انہیں مخمور معلموں سے ہماری صحت کے واسطے نوش کیجاتی عیب لگاتا ہوں کیونکہ اگر ہم نہ پیتے تو مارے جاتے اور کسی منتقی قاضی کی دہائی دینے نہیں پاتے تھے لیکن اے میرے خدا جسکے حضور میرا یہ بیان بالفعل بیخوف وخطر ہو رہا ہے میں نے اُن باتوں کو دل سے سیکھا تھا اور میں آفت زدہ اُن سے بہت فریفتہ ہوتا تھا اور اسی سبب سے اچھی امید کا فرزند کہلاتا تھا ✦



سترھویں فصل

اجازت فرما اے میرے خدا کہ میں اپنے ذہن کے حق میں اور نیز اُن نادانیوں کے حق میں جنمیں وہ مجھ سے ضائع ہوتا تھا کچھ بیان کروں کیونکہ یہ سبق جو میری جان کو نہایت آزار رساں تھا بشرط تعریف والزام یا بخوف ماروں کے میرے واسطے مقرر ہوا کہ میں دیبی جونو کے بعض لفظوں کو سناؤں اُن لفظوں کو وہ اسواسطے غصہ و رنج کے ساتھہ کہتی تھی کہ

نہیں وہ روک سکتی تھی اسے اٹلی کے آنے سے
تروئیا سے جو آیا شاہ تنگ آ کر جلنے سے

اور میں نے سُنا تھا کہ جونو نے اِن لفظوں کو کبھی نہیں کہا تھا لیکن ہم جبراً ایسی ایسی منظوم بناوٹوں کے نقش قدم کی پیروی میں گمراہ ہوتے اور جس طرح کی باتوں کو شاعر نے نظم میں کہا تھا نثر میں کہتے تھے اور ہم لڑکوں میں سے وہ جو نظم کے فرضی شخص کے حسب رتبہ غصہ اور رنج کے جوش کو الفاظ مناسب میں ملبس کر کے اپنے ہم [illegible]

سے سبقت لیجاتا تھا سب سے زیادہ تعریف پاتا تھا۔ اے
میری حقیقی زندگی اے میرے خدا اس سب سے مجھے کیا فائدہ تھا کہ
بوقت نقل کرنے کے میں اپنے بہت ہمسنوں اور ہمدرسوں سے
زیادہ شاباشی حاصل کرتا تھا دیکھ کیا یہ سب دھواں اور ہوا نہیں ہے
کیا کسی دوسرے امر میں میرا ذہن اور میری زبان مصروف نہ ہو سکتی
تھی یہ لازم تھا کہ میرے دل کا نازک کونپل تیری ستائشوں سے
اے خداوند ہاں تیری ستائشوں سے بوسیلہ تیرے نوشتوں کے
سنبھالا جاتا اور نہ افعال بیہودہ کی طرف گھسیٹا جا کے پرندوں کا
نجس شکار بنتا کیونکہ مختلف طوروں پر نافرمان فرشتوں کے سامنے
قربانی کی جاتی ہے؛

اٹھارھویں فصل

بس کیا تعجب تھا کہ میں یونہیں بطالتوں میں پہنچتا اور تیرے
حضور سے اے میرے خدا چلا جاتا تھا کیونکہ جو اشخاص بطور نظائر



کے میرے سامنے پیش کیے جاتے تھے وہ اگر اپنے کسی عمل کو
گو وہ برا عمل نہو ساتھ غلط عبارت کے اور برخلاف محاورے
کے بیان کرتے تو ملامت پا کے شرمندہ ہوتے تھے لیکن اگر
اپنی شہوتوں کو درست اور ٹھیک مسلسل لفظوں میں ساتھ زیادتی و
آراستگی کے سناتے تو تعریف پا کے فخر کرتے تھے تو اے خداوند ان
حالات کو دیکھتا اور خاموش رہتا اور برداشت کرتا اور فضل و وفا میں
بڑا ہی کیا تو ہمیشہ خاموش رہیگا اور اُس شخص کو جو تیرا طالب ہے اور
تیری خوشیوں کا پیاسا اور جسکا دل تجھ سے کہتا ہے کہ میں تیرے
دیدار کا طالب ہوا اے خداوند میں تیرے دیدار کا طالب ہونگا ایسی ہی
بڑی پستی سے نکالتا ہے کیونکہ تیرے دیدار سے دور ہونا دل کی
تاریکی میں رہنا ہے کیونکہ نہ پاؤں اور نہ جگہوں کے فاصلوں سے
لوگ تیری طرف سے چلے جاتے یا تیری طرف پھرتے ہیں یا
کیا فی الحقیقت تیرا چھوٹا بیٹا گھوڑوں یا گاڑیوں یا جہازوں کا طالب
ہوا یا آشکارا پروں سے اڑا یا حرکت زانو سے سفر کیا تا کہ دور دیس میں

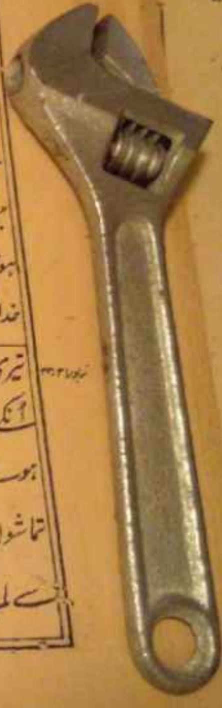
میں جاتا ہے اور اس مال کو جسے تو نے اُسکو بوقت اُسکی روانگی کے
دیا تھا فضولی میں اُڑا دے اے باپ جو دینے میں شیریں تھا اور جب
وہ محتاج ہوکے لوٹا تب زیادہ شیریں ہوا پس اُس کی شہوت میں ہو
دل کی تاریکی ہی تیرے دیدار سے دوری ہی دیکھ اے خداوند خدا اور جیسا
تو صبر کے ساتھ دیکھتا ہی ویسا دیکھ کہ کیونکر بنی آدم حرفوں اور ہجوں
کے عہد کو جسے اُنھوں نے قدیم متکلموں سے پایا تھا جانفشانی
سے ملتے ہیں پر ابدی نجات کے اُس دائمی عہد کو جسے تجھ سے
پایا تھا یہانتک ترک کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص آوازوں کے
قدیم منظور قواعد کا جاننے والا یا سکھلانے والا ہوکے صرف و نحو
کے قوانین کے برخلاف لفظ شخص کے حروف کو براہ غلطی تکلم
کرے تب دوسرے شخصوں کو بہت ناچیز معلوم ہوتا ہی لیکن اگر وہ کوئی خود
شخص ہی تیرے حکموں کے برخلاف کسی شخص سے کینہ رکھے تو
کم ناچیز معلوم ہوتا ہی پس کیا کسی شخص کو بہ نسبت اُس کینے کے
جسکو وہ اپنے دشمن سے رکھتا ہی زیادہ ضرر اُس دشمن سے پہنچ سکتا



ہی یا کیا اسکو کسی دوسرے کے ستانے سے بہت سخت ضرر پہنچا سکتا ہی
پر اُسکے دل کو دشمنی رکھنے سے کم ضرر پہنچ سکتا ہی یقیناً حروف
کی تعلیم بہ نسبت اس کے جو دل پر لکھی ہی زیادہ باطنی نہیں
ہی کہ میں ایسا سلوک جسے خود اُٹھایا نہیں چاہتا ہوں دوسرے
کے ساتھ کرتا ہوں تو کس قدر پوشیدہ تو ہی اور خاموشی میں
بلندی پر رہتا ہی اے خدا جو تنہا بزرگ ہی اور قانون غیر متغیر
سے سزا کی تاریکی کو ہماری ناروا خواہشوں پر پھیلاتا ہی جب
کوئی شخص فصاحت کے شہرہ کا طالب ہوکر اُس شخص منصف کے
حضور میں جو قاضی ہی کھڑا ہوتا ہی اور اشخاص کی بھیڑ چاروں
طرف لگی ہی اور وہ اپنے مدعا علیہ کو بڑے غصے سے تقصیروار
ٹھہراتا ہی تب بڑی بیداری کے ساتھ خیال رکھتا ہی تاکہ ایسا نہو
کہ زبان کی خطا سے لفظ شخص کے کہنے میں غلطی کرے
پر کم خیال رکھتا ہی تاکہ ایسا نہو کہ دل کی گرمجوشی سے شخصوں
میں سے ایک شخص کو ہلاک کرے +

انیسویں فصل

ایسی ہی رسم و رواج کی ڈیوڑھی پر میں طفلی کے وقت
پڑا رہتا تھا اور ایسے ہی مناظرے میں ہو کے لفظ کی غلطی
کرنے سے بہت خوف رکھتا تھا لیکن کم خوف رکھتا تھا اگر
غلطی کرنے کے بعد اُن لوگوں پر جنھوں نے غلطی نہیں کی تھی
حسد کروں میں بسبب اِن باتوں کے اُن لوگوں سے
جن کو راضی رکھنا تب مجھے اُسوقت اچھی طرح زندگی بسر کرنا معلوم
ہوتا تھا سراہا جاتا تھا میں یہ باتیں کہتا اور تجھ سے اے میرے
خدا اُنکا اقرار کرتا ہوں کیونکہ میں اُس گرداب ذلت کو جس میں
تیری نظروں سے میں دور پھینکا گیا تھا نہیں دیکھتا تھا کیونکہ زبور ۳۱: ۲۲
اُنکے سامنے مجھ سے جس سے میرے ہم قدر لوگ ناخوش
ہوتے تھے کیا زیادہ مکروہ تھا میں کھیلنے کی خواہش و بیہودہ
تماشوں کے دیکھنے کی آرزو و نیز اُنکے پیرو ہونے کے اضطراب
سے اپنے اتالیق اور اُستادوں اور ماباپ کو بیشمار جھوٹھی باتیں



کہکے فریب دیتا تھا پھر میں اپنے ماباپ کے توشہ خانے
اور میز سے چوریاں کرتا تھا خواہ اسکی وجہ یہ تھی کہ میرا ذائقہ حکم
دیتا تھا خواہ غرض یہ تھی کہ کچھ پا کے لڑکوں کو دوں تاکہ
وے اپنا کھیل جسکو وے برابر پسند کرتے تھے میرے ہاتھ
بیچیں پھر اگرچہ میں اُس کھیل میں سبقت لیجانے کی باطل خواہش
سے مغلوب ہوتا تھا تو بھی میں اُس میں بے ایمانی سے جیتنے
کے لیے کوشش کرتا تھا اور سوا اُس کام کے جسکو میں اُوروں
کے ساتھ کرتا تھا اور جس میں اگر خود گرفتار ہو کے ملامت پاتا
تو اُسے مان لینے کی نسبت تکرار کرنے کو زیادہ پسند کرتا تھا
اور جسکو میں اُوروں میں گرفت کر کے اُن پر سخت ملامت
کرتا تھا دوسرے کس کام کی برداشت کرنا مجھے ناپسند تھا
کیا یہی لڑکپن کی معصومی تھی نہیں اے خداوند نہیں ہر
میں تیری منت کرتا ہوں اے میرے خدا کیونکہ جس طرح یہ
ہماری عمروں کے بڑھ جانے کے ساتھ بجائے بچھڑیوں کے

کھانے کے دوسری سخت سزائیں ملتی ہیں اُس طرح بڑے عیوب
اتالیقوں اور اُستادوں اور اخروٹوں اور گیندوں سے اور
گوریوں سے سراسر منتقل ہو کے حاکموں اور بادشاہوں اور
زر و جایداد اور غلاموں کے ساتھ عمل میں آتے ہیں پس فروتنی
کی اُس علامات کو جو لڑکپن کی قد میں ہی تو نے اے ہمارے
بادشاہ سراہ کر کے یہ فرمایا کہ آسمان کی بادشاہت ایسوں متی ۱۹ و ۱۴
کی ہی +



بیسویں فصل

لیکن اے خداوند جو سب کچھ کا افضل و احسن بانی و ناظم
ہی اگر یہہ تیری مرضی ہوتی کہ میری عمر کی انتہا فقط لڑکپن ہی
تک ہووے تو بھی تجھکو اے ہمارے خدا شکر گذاریاں لائق
ہوتیں کیونکہ اُس وقت بھی میں ہست و زندہ رہتا اور خیال
کرتا تھا اور میری بہبودی اُس پوشیدہ وحدت میں سے

جس سے میں خود ہوا ہوں ایک نشانی ہو کے میری نگر و
اندیشہ کا باعث رہتی تھی اور میں بذریعہ حس باطنی کے اپنے
حواس کی تکمیل کی حفاظت کرتا تھا اور میں ان چھوٹے امور
میں اور اپنے خیالات میں جو چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ہوا کرتے
تھے سچائی پا کے خوش ہوتا تھا میں دھوکے کھانے سے
نفرت رکھتا تھا میرا حافظہ قوی ہوتا تھا میں گویائی حاصل کرتا تھا
اور دوستی میں تسکین پاتا تھا اور درد و کمینگی و نادانی سے
بھاگتا تھا ایسے ہی چھوٹے متنفس میں یہ کون چیز عجیب اور لائق
تعریف نہیں ہی یہی سب چیزیں میرے خدا کی بخشش ہیں اور
خود میں نے انھیں اپنے تئیں نہیں بخشا اور اُسکی وے بخششیں
بھلی ہیں اور میں وے ہی سب ہوں اس لیے جس نے مجھے
بنایا سو بھلا ہی اور وہ خود میری بھلائی ہی اور میں اُسکے سامنے
اُن سب بھلائیوں کے بدلے جن سے میرا لڑکپن بنا تھا خوشی
سے اُچھلتا ہوں کیونکہ میں یہ گناہ کرتا تھا کہ نہ اُس میں بلکہ آپ

میں جو اسکا مخلوق ہوں اور اسکے دوسرے مخلوقوں میں خوشیوں اور عظمتوں اور سچائیوں کی تلاش کرتا تھا اور یونہیں رنجوں اور پریشانیوں اور گمراہیوں میں اوندھے منہہ گرا تھا تیری شکرگذاریاں ہوویں اے میری شیرینی اے میرے جلال اے میرے اعتماد اے میرے خدا تیری بخششوں کی خاطر تیری شکرگذاریاں ہوویں پر تو انکو میرے لیے محفوظ رکھہ کیونکہ تو یونہیں مجھے محفوظ رکھیگا اور وے چیزیں جنکو تونے مجھے بخشا ہی بڑھینگی اور کمال کو پہنچینگی اور خود میں تیرے ساتھہ ہونگا کیونکہ تونے مجھے میرے ہونے کو بھی بخشا ہی ✣





دوسرا باب

پہلی فصل

میں اپنی کی ہوئی نجاستوں اور اپنی جان کی نفسانی تباہیوں پر نظر ثانی کیا چاہتا ہوں اس سے یہ میرا مطلب نہیں کہ انسے محبت رکھتا ہوں بلکہ یہ غرض ہی کہ تجھہ سے اے میرے خدا محبت رکھوں میں تیری محبت سے محبت رکھہ کے یہی کام کرتا ہوں اور اپنی بری راہوں کو اپنی یاد آوری کی نہایت تلخی میں دوبارہ غور کرتا ہوں تاکہ تو مجھے شیریں معلوم ہووے اے شیرینی جسمیں سے ہم دھوکھا نہیں کھاتے ہیں اے فرحت بخش و راحت آمیز شیرینی کیونکہ اگرچہ میں تجھہ واحد کی طرف

برگشتہ اور بیشمار چیزوں کے بیچ میں گمراہ اور یوں میں عبث پراگندہ ہوا تھا
تو بھی تو نے مجھکو اس پراگندگی سے جمع کیا ہے اسواسطے کہ میں اگلے
جوانی میں ادنی چیزوں سے آسودہ ہونے کے لیے جلتا تھا اور
مختلف و حباب آسا محبتوں میں وحشی بنجانے کو دلیر ہوتا تھا اور میرا
حسن اُڑ جاتا تھا اور میں تیری نظروں کے سامنے گندہ ہو کر اپنے کو
پسندیدہ معلوم ہوتا تھا اور انسانوں کی نظروں کے سامنے پسندیدہ
معلوم ہونے کا آرزومند رہتا تھا +

دوسری فصل

پر سوا دوسروں کو اپنا محبوب بنانے اور خود دوسروں کے محبوب
بننے کے اور کون امر مجھے مرغوب تھا لیکن میں محبت کی مقدار کو دو شخصوں
کے اُس منور احاطہ میں جو فریقین کے دلوں میں واقع ہے بند نہیں رکھ سکتا تھا
پر میری نفسانی شہوت کی کیچڑ اور میری بلوغت کے جوش سے بخارات
اٹھکر بادل اور تاریکی کو میرے دل پر یہانتک پھیلاتے تھے کہ میں



پستی کے غبار و محبت کی صفائی میں امتیاز نہیں کرسکتا تھا یہ دونو مل
مجھ میں درہم برہم ہوکر ابلتی تھیں اور میری خام عمر کو حرصوں کے
کرارے پر سے برائیوں کے گرداب میں ڈبا دیتی تھیں ترا قہر مجھ پر
بڑھا جاتا تھا اور میں نہیں جانتا تھا میں اپنی فنا کی زنجیر کی جھنکار سے
بہرا ہو کے اپنے مغرور دل کی سزا سہتا تھا اور تجھ سے زیادہ دور چلا جاتا
تھا اور تو مجھے جانے دیتا تھا اور میں پھینکا جاتا اور اڑایا جاتا اور
بہایا جاتا اور اپنی زناکاریوں میں اُبل جاتا تھا اور تو خاموش رہتا تھا
اے میری دیر رنگ شادمانی تو اُسوقت خاموش رہتا تھا اور میں مغرور
بیقراری و بے آرامی ماندگی کا حامل ہوکر تجھ سے دور بڑھ کے رنج و الم
کے بہت کثیر بے بار آور مزروعہ میں پہنچا تھا +

کاش کہ کوئی میری پریشان حالی کو یکجا کرتا اور ادنی موجودات کے
عارضی حسنوں کو کار مفید میں رجوع کرتا اور انکی شیرینیوں کے لیے
حدوں کو باندھتا تاکہ میری عمر بلوغ کی موجیں اگر اولاد پیدا کرنے کے
فرحت انگیز مقصد سے تسکین پذیر نہو سکتیں تو نکاح کے ساحل پر پہنچ سکتیں کہ

بھی تیری شریعت سے مقرر ہی اے خداوند جو ہمارے فانی حال کے
توالد کا انتظام کر کے ان کانٹوں کی تیز نوکوں کو جو تیری بہشت سے
محروم ہوئے ہیں کند کرنے کے واسطے اونپر نرم ہاتھ لگا سکتا ہی
کیونکہ اگرچہ ہم تجھ سے دور ہو جاتے ہیں تو بھی تیری قدرت ہم سے
دور نہیں ہوتی ہی ورنہ حقیقت میں مجھے تیری اس آواز پر جو بادلوں
سے آئی زیادہ بیداری کے ساتھ لحاظ کرنا لازم ہوتا کہ ایسے لوگ
جسم کی تکلیف پاوینگے لیکن میں تمہیں بچایا چاہتا ہوں اور مرد کے
لیے یہ اچھا ہی کہ عورت کو نہ چھوئے اور جو بن بیاہا ہی سو خداوند کے
لیے اندیشہ مند رہتا ہی تاکہ خداوند کو راضی کرے پر جو بیاہا ہی سو
دنیا کے واسطے اندیشہ مند ہی تاکہ اپنی جورو کو راضی کرے +

پس لازم تھا کہ میں زیادہ بیدار ہو کے ان آوازوں پر کان لگاتا اور
آسمان کی بادشاہت کی خاطر جدا ہو کے زیادہ خوشی کے ساتھ تیری
ہم آغوشیوں کا منتظر رہتا پر جب میں نے تجھے چھوڑا تب میں آفت زدہ
شل سمندر کے اپنی موجوں کا پیرو ہو کے جوش میں آتا تھا اور تیرے



سارے فرائض سے باہر ہو گیا اور تیرے تازیانوں سے رہا نہوا کیونکہ
کس بشر سے بچ ہو سکتا ہی کیونکہ تو ہمیشہ حاضر ہو کے رحم آمیز سختی
کرتا اور میری ساری ناجائز عشرتوں پر نہایت تلخ بیزاریاں پھیلاتا
تھا تاکہ میں اُن عشرتوں کو جو بغیر بیزاری کے ہیں ڈھونڈھوں پر میں
یہ دریافت نہیں کر سکتا تھا کہ بجز تیری طرف کے اے خداوند جو رنج کو
نصیحت سے بدلتا اور ہمیں مارتا ہی تاکہ چنگا کرے اور ہمیں قتل کرتا ہی
تاکہ ہم تیری طرف سے نہ مریں اور کس دوسری جگہ میں اُن عشرتوں کو
پاؤں میں اپنے جسم کی عمر کے سولھویں برس کہاں تھا اور کتنی دور
تیرے گھر کی خوشیوں سے جلا وطن ہوا تھا کیونکہ اُسمیں اُس شہوت
کی دیوانگی جو انسانی رسوائی کے نزدیک روا پر تیری شریعتوں کے
نزدیک ناروا ہی مجھ پر حکمرانی کرنے لگی اور میں نے اُسے ہاتھ پاؤں
دے ڈالے میرے دوستوں کو بھی فکر نہیں تھی کہ بوسیلہ بیاہ کے مجھکو گرنے
سے بچاویں پر اتنی فکر تھی کہ میں فصیح گوئی میں سبقت لیجاؤں اور سخن سازی
سے قائل کرنا سیکھوں +

تیسری فصل

اُسی سال کے بیچ میری تحصیل علم میں وقفہ ہوا کیونکہ میں اُس قریب شہر مداراے جہاں صرف ونحو اور فصاحت حاصل کرنے کے لیے گیا تھا لوٹ آیا اور میرے واسطے خرچ جمع کیا جاتا تھا تاکہ دور شہر قارطاج کا سفر کروں یہ کام میرے باپ کی نہ فراوانی مال بلکہ فقط اُسکی ہمت دلی سے ہوا کیونکہ وہ تجاسطہ شہر کا غریب باشندہ تھا میں کس سے ان باتوں کا بیان کرتا ہوں کیونکہ نہ تجھ سے اے میرے خدا بلکہ تیرے حضور میں اپنے ہمجنسوں سے ہاں انسانوں کے اُس چھوٹے حصے سے جنکو میرا یہ نوشتہ پہنچے بایں غرض بیان کرتا ہوں کہ میں و نیز جو کوئی ان باتوں کو پڑھے اُسپر غور کرے کہ

کیسی پست حالتوں سے تیرے آگے فریاد کرنا ہی کیونکہ نسبت (زبور ۱۳۰: ۱) اُس دل کے جو تجھ سے اقرار کرتا ہی اور اُس زندگی کے جو ایمان کے ساتھ بسر ہوتی ہی اور کیا تیرے کان سے زیادہ نزدیک ہی کون شخص میرے باپ کی تعظیم و تعریف اسواسطے نہیں کرتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے لیے اخرج

واسطے تحصیل علم کے بڑی منزلیں طی کرتا تھا اپنے وسیلہ مال سے زیادہ حسب ضرورت خرچ کرتا تھا کیونکہ بہتیرے بڑے مالدار شہریان شہر ایسی ہی کوشش اپنے لڑکوں کے لیے نہیں کرتے لیکن میرے باپ کی یہ فکر نہ تھی کہ میں کس طرح کا تیرے سامنے بڑھتا جاتا تھا یا کدامن تھا بلکہ یہ تھی کہ اگر میرے دل کا کھیت جسکا تو اے خدا اکیلا حقیقی و نیک خداوند ہی تیری زراعت سے کسقدر خالی کیوں نہ ہو تو بھی میں گویائی کی دولت سے مالامال ہو جاؤں ○

لیکن جب میں سولھویں برس میں مدرسے بالکل چھٹی پا کے اپنے ماں باپ کے ساتھ رہنے لگا اور یونہیں بسبب خانگی تنگدستی کے بیکاری کا عرصہ درمیان آیا تب میرے سر کے اوپر شہوتوں کے کٹیلے جھاڑ اُگ گئے تھے اور کوئی ایسا ہاتھ نہ تھا کہ اُنھیں اُکھاڑے جب میں حماموں کے پاس اپنے آپ کو بالغ اور بے آرام جوانی کی حالت میں مبتلا ہوتا ہوا نظر آیا تب گویا جلد پوتوں کے پانے کی امید سے شادماں ہو کے اُسنے میری ماں سے بہت خوشی کے ساتھ

اسی کا ذکر کیا کیونکہ وہ اُس شراب سے جس سے یہ دنیا تجھ کو جو اُس کا
خالق کو بھول جاتی ہے اور تیری خلقت کو بجائے تیرے پیار کرتی
ہے ہاں اُس خودغرضی کی اندیکھی شراب سے جو برگشتہ ہوکے پیچ و خم
مائل ہے مخمور ہوکے خوش تھا پر تو نے اُسی وقت میری ماں کے سینے
میں اپنی ہیکل بنانی شروع کی اور اپنے مقدس مسکن کی بنا ڈالی تھی لیکن
میرا باپ ابتک انجیل کا فقط مبتدی تھا اور یہ بھی تھوڑے ہی دنوں
سے ہوا اُسکی بات کے سننے پر میری ماں سبب پاک خوف و تھرتھرا کے
چونک اُٹھی اور چونکہ میں ابتک ایماندار نہیں تھا اِسلیئے وہ میری خاطر
اُن ٹیڑھی راہوں سے جن پر لوگ تیری طرف نہ پیٹھ بلکہ منہ کو پھیر کر یرمیاہ ۲: ۲۷
چلتے ہیں ڈرتی تھی +

افسوس مجھ پر کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو اے میرے خدا اُس وقت
جب میں تجھ سے دور جاتا تھا خاموش رہا اور تو نے زبانی میری ماں
کے جو تیری ایماندار تھی سوا اپنی باتوں کے اور کس کی باتیں میرے
کانوں میں سُنائیں پر اُن میں سے ایک بھی میرے دل پر اتنی موثر

نہ ہوئی کہ میں اُسے مانوں کیونکہ میری ماں یہ چاہتی تھی اور مجھے یاد ہے
کہ اُسنے بڑی فکر و تمنا کے ساتھ مجھے خلوت میں لیجاکے یہ نصیحت
کی تو زناکاری نکر اور خصوصاً کسی کی جورو کو ناپاک نکر یہ مجھے ایسی زنانی
نصیحت معلوم ہوتی تھی کہ اگر اُسے مانتا تو اپنے ہمجنسوں میں شرمندہ
کرنا پڑتا پر وہ نصیحت تیری تھی اور میں نہیں جانتا تھا اور میں سمجھتا تھا
کہ تو چپ رہتا اور وہ بولتی تھی کیونکہ اُسکے وسیلے سے تو مجھ سے
چپ نہیں رہتا تھا اور میں اُسکا بیٹا تیری خادمہ کا بیٹا تیرا غلام اُسمیں
تیری حقارت کرتا تھا پر میں نہیں جانتا تھا اور ایسا اندھا پن میں پھنسا
کے بھل گرتا تھا کہ اپنے ہمسنوں کے بیچ جب اُنسے یہ سنتے
میں اپنی برائیوں کی شیخی مارتے تھے اور جتنے ہی زیادہ بے حیا
ہوتے تھے اُتنے ہی زیادہ فخر کرتے تھے تب میں اُنکی نسبت کم
بیحیائی کرنے سے شرمندہ ہوتا تھا اور نہ صرف ایسے ہی فعل کی
طمع بلکہ اُسکی تعریف سے خوش ہوتا تھا بجز بدفعلی کے کون دوسرا
امر ملامت کے لائق ہے پر میں بدفعل ہوا جاتا تھا تاکہ ملامت نپاؤں



اور جب وہ کام جسکے مان لینے سے میں مردودوں کے برابر گنا جاتا
مجھ سے سرزد نہیں ہوتا تھا تب میں یہ بات بناتا تھا کہ میں نے
ایسا کام جب نکیا تھا کیا تاکہ جسقدر بیگناہ وہ تھا اُسقدر مردود گنہگار
اور جسقدر پاکدامن تھا اُسقدر ذلیل نہ ٹھہرایا جاؤں ÷

دیکھ کیسے ہی یاروں کے ساتھ میں بابل کی گلیوں میں سیر کرتا تھا
اور اُسکی کیچڑ میں مثل بیش قیمت روغنیات وعطریات کے لوٹتا تھا
اور اندیکھا دشمن جسکی غرض تھی کہ میں اُسکے وسط میں زیادہ مضبوطی
کے ساتھ پیوست ہو جاؤں مجھے پایمال کرتا اور بہکاتا تھا اور میں
بہکائے جانے کے قابل تھا کیونکہ اگرچہ میرے جسم کی ماں نے جو
ہنوز بابل کے وسط سے نکل بھاگ کر اُسکی نواحی میں بہت آہستگی کے یرم ۵۱: ۶
ساتھ چلتی تھی تو بھی جسقدر اُسنے مجھکو پاکدامنی کی نصیحت کی تھی
اُسقدر اُس بات پر جو میرے حق میں اپنے شوہر سے سنا تھا
فکر نہیں کرتی تھی تاکہ اُسکو جسکو وقت موجود کے لیے مضر اور آیندہ
کے لیے خطرناک جانتی تھی اگر وہ بیخ سے ناخون کی طرح نہیں کٹ سکتا تو

عشق نکاح کی حد میں بند کرے اُسنے اسپر فکر نہیں کی کیونکہ اسکو یہ خوف
تھا کہ بیاہ کی بیڑی میری امید کی مزاحم ہوگی وہ نہ اس امید جسکو عاقبت
کے حق میں تجھپر رکھتی تھی بلکہ علم کی امید کے واسطے ایسی ہی ڈرتی
تھی کیونکہ میرے ماباپ دونوں از حد یہ آرزو رکھتے تھے کہ میں عالم
ہوؤں میرے باپ کی اس آرزو کا سبب یہ تھا کہ وہ تیرے حق میں
بہت کم خیال اور میرے حق میں بہت خام خیال کرتا تھا پر میری ماں
کی سمجھ میں وہ معمولی تحصیل علم تیرے پاس میرے پہنچنے میں نہ فقط
بیخلل بلکہ مددبخش ہوگی پس میں جسقدر ممکن ہے اپنے والدین کے اطوار کو
یاد کرکے ایسا ہی نتیجہ نکالتا ہوں اُس ایام میں باگ مجھپر سارے مناسب
تقید کے اعتدال سے زیادہ ڈھیلی کی گئی تھیں یہانتک کہ میں کھیلنے
میں متفرق عشقوں کی آوارگیوں میں پہنچکر اپنا وقت گذرانتا تھا اور
ان سب باتوں میں ایک غبار تیری سچائی کی صفائی کو اے میرے
خدا میری نظروں سے چھپاتا تھا اور میرا گناہ مثل چربی کے ابھر آتا تھا زبور ۷۳: ۷

چوتھی فصل

چوری کی سزا تیری شریعت سے اے خداوند و نیز اُس شریعت سے جو انسان کے
دلوں پر مرقوم ہے اور جسکو خود بُرائی وہاں سے نہیں مٹاتی ہے ضرور ہوتی ہے کیونکہ
کون چور ہے جو دوسرے چور کی برداشت کرتا ہے مالدار بھی اسکو جو تنگدستی
کے مارے چوری کرتا ہے گوارا نہیں کرتا ہے اور میں نے چوری کرنی چاہی بلکہ میں نے
کی اور اُسکے کرنے کیلئے نہ تنگحالی و نہ مفلسی سے بلکہ راستی کی نفرت
اور بُرائی کے لبریز ہوجانے سے برانگیختہ کیا گیا کیونکہ میں نے ایسی
چیز کو جو میرے پاس بکثرت اور زیادہ عمدہ تھی چُرایا پھر جس چیز کو چوری
ڈھونڈھتا تھا نہ اُس سے بلکہ اُس چوری اور گناہ سے محظوظ ہونا چاہتا
تھا ایک ناسپاتی کا درخت ہمارے انگورستان کے پڑوس میں واقع تھا
اور ایسے پھلوں سے جو نہ خوبصورتی و نہ لذت میں دلکش تھے لدا ہوا
تھا اُسے ہلانے اور لوٹنے کی خاطر ہم نہایت نفس پرست جوان ایک
رات کی تاریکی میں جس وقت تک بدستور اپنی زبون عادت کے اپنے
کھیل کو میدانوں میں جاری رکھا تھا جاکر اور بڑے بوجھوں کو اُٹھا کر



نہ اپنے کھانے کے واسطے بلکہ اُن سے کسی قدر کھانے کے بعد
سوٗروں کے سامنے ڈالنے کے واسطے لے آئے اور ہمارا یہ کام
جتنا ہی زیادہ ناروا تھا اُتنا ہی زیادہ ہمیں پسند آتا تھا دیکھ اے میرے
خدا میرے دل کو دیکھ میرے دل کو جسپر تو نے بے انتہا پستی میں رحم
کیا دیکھ میرا دل بالفعل تجھ سے پوچھا چاہتا ہے کہ جب میں بیفائدہ
بُرا ہوتا تھا اور میری بُرائی کا باعث فقط بُرائی ہی تھی تب میرا دل
کیا ڈھونڈھتا تھا گو وہ بُرائی نفرت کے لائق تھی تو بھی میں اُسکو
پیار کرتا تھا بلکہ میں ہلاکت کو پیار کرتا تھا میں نہ اُس چیز کو جسکے واسطے
خطا کرتا تھا بلکہ اپنی خطا ہی کو پیار کرتا تھا حیف اے روح جو خراب ہو کے
تیرے رکن سے اخراج میں کودتی اور بوسیلہ بدوضعی کے نہ کسی دیگر
چیز کو بلکہ خود بدوضعی کو ڈھونڈھتی تھی ؛

پانچویں فصل

حسین اجسام میں مثلاً سونے میں اور روپے میں اور سب چیزوں میں

ایک خوشنمائی ہے اور انکا تناسب ہمارے ابدان کے مس سے بہت
موثر ہے اور ہمارے باقی حواس سے ہر ایک جسم کو کوئی خاص مرتب
موافقت ہے چندروزہ عزت اور حکومت کرنے اور غالب ہونیکا اقتدار
بھی اپنے میں خوبی رکھتے ہیں اور اس وجہ سے انتقام کا شوق
پیدا ہوتا ہے لیکن ان سبھوں کے حصول کی خاطر تیری طرف سے
اے خداوند گذر جانا یا تیری شریعت کی راہ سے گمراہ ہونا لازم نہیں ہے
پھر چونکہ یہ زندگی جسے ہم یہاں بسر کرتے ہیں اپنے آپ میں اپنے سلیقہ
مقدار کی خوبی اور اس دنیا کے ادنی حسنوں کے ساتھ مطابقت بھی
ہے اسلئے اُسمیں ایک طور کی کشش پائی جاتی ہے انسانی دوستی بھی بسبب
اُس یگانگی کے جو بہت دلوں سے بنتی ہے ایک عزیز گرہ سے بندھکر
بہت شیریں ہے جبان سب اور ایسوں کی خاطر جو ادنی بھلائیاں
ہیں لوگ بے انداز خواہش سے تجھے اے خداوند ہمارے خدا اور تیری
سچائی اور تیری شریعت کو جو زیادہ عمدہ اور نہایت بزرگ بھلائیاں
ہیں چھوڑتے ہیں تب گناہ کرتے ہیں کیونکہ اُن ادنی بھلائیوں میں



خوشیاں ہیں مگر جس طرح کی میرے خدا میں جسنے سب چیزوں کو پیدا
کیا پائی جاتی ہیں اُس طرح کی خوشیاں اُن ادنی بھلائیوں میں نہیں
ہیں کیونکہ صادق لوگ اُسی میں خوش ہوتے ہیں اور وہ خود دل کے
سیدھوں کی شادمانی ہے پس جب کوئی شخص یہ پوچھے کہ بدکاری
کرنے کی کیا وجہ ہے تب اگر اُسکے جواب میں یہ بات پائی جاوے کہ ان
بھلائیوں میں سے جنکو ہم نے ادنی کہا ہے کسی کے حصول کی
خواہش یا اُسکے کھونے کا خوف موجود نہیں تھا تو کون شخص اُسے
اعتبار کریگا کیونکہ اگرچہ بہت عمدہ و برکت بخش چیزوں کے مقابلے
میں وے بھلائیاں ذلیل اور کمینی ہیں تو بھی وے حسین اور خوشنما ہیں
فرض کرو کہ ایک شخص نے کسی کو قتل کیا ہے کیوں اُسنے یہ کام کیا
بیشک اسوجہ سے کیا کہ اُسکی جورو کو یا اُسکے مال کو چاہتا تھا یا اُسکے
اسباب کے لوٹ لینے کا خواہشمند تھا تاکہ اپنی زندگی گذرانے کا وسیلہ
پاوے یا اس سے کسی طرح کا نقصان اٹھاکر انتقام لینے کو آگ ہو گیا
تھا کیا کوئی شخص فقط مردم کشی کی خواہش رکھکر مردم کشی کرتا ہے کون

ایسی بات کو سچ جانیگا کیونکہ جس سودائی اور از حد ظالم آدمی کے حق
میں یہ بات تحریر ہی کہ وہ مفت میں برا اور ظالم تھا اُسکی برائی کا سبب
ٹھہرایا گیا کہ وہ یہ کہتا ہی کہ مبادا بیکاری کی وجہ سے میرا ہاتھ یا میرا دل
سست ہو جائے اُسکی بھی کیا وجہ تھی کس غرض سے اُسنے ایسا
ارادہ کیا بلاشبہ اُسکی یہ غرض تھی کہ جب شہر کو لوٹ لیوے تب اپنی
بدی میں مشاق ہونے کی وجہ سے عزتوں اور شاہنشاہیوں اور دولتوں کو
پہنچنے اور قوانین کے ڈر سے اور اُس مزاحمت سے جو خانگی تنگدستی اور
بدیوں کی خود آگاہی سے ہوتی تھی چھوٹے پس خود اسی ظالم کتالینا نے
نہ اپنی بدکاریوں کو بلکہ کسی دوسری چیز کو جسکے واسطے وہ بدکاری کرتا
تھا پیار کیا تھا ✤

چھٹویں فصل

اے میری چوری اے میری عمر کے سولھویں برس کے کارِ شبینہ
کس چیز کو میں نے تجھ میں پیار کیا کیونکہ جبکہ تو چوری تھی اسلیئے تو



حسین نہیں تھی پاکیا حقیقت میں تو ایسی کوئی شے ہو کہ میں تجھ سے
باتیں کروں وے ناسپاتیاں جنکی چوری ہم نے کی حسین تھیں کیونکہ
وے تیری مخلوق تھیں اے تو جو سبھوں سے حسین ہو اے بھلے خدا
اے خدا جو افضل بھلائی اور میری حقیقی بھلائی ہو وے ناسپاتیاں حسین تھیں
لیکن میری کمینی جان اُنھیں نہیں چاہتی تھی کیونکہ میرے یہاں
اُنسے بہتر ناسپاتیوں کا ذخیرہ تھا لیکن میں نے فقط اسواسطے اُنکو
توڑ لیا کہ چوری کروں کیونکہ جب میں اُنکو توڑ چکا تب میں نے اُنھیں
پھینک دیکے اپنی برائی کو جسکا کھانا میری روح کو مرغوب تھا ضیافت
کیا کیونکہ اگر اُن ناسپاتیوں میں سے ذرہ بھی میرے مُنہہ میں پہنچا تو
میری بدفعلی اُسکی لذت بنی اور اب اے خداوند میرے خدا میں یہ پوچھتا ہوں
کہ اُس چوری میں کون چیز مجھکو پسندیدہ معلوم ہوتی تھی اور دیکھ اُس میں
کوئی خوشنمائی نہیں ہی میں کہتا ہوں کہ جیسی خوشنمائی عدل و دانائی
میں یا انسان کی عقل اور حافظہ اور حواس اور جسمانی زندگی میں پائی
جاتی ہی یا جیسے ستارے اپنے اپنے موقع پر خوشنما اور آراستہ ہیں یا

جیسی زمین اور وہ سمندر جسکی ہر ایک جگہ کو زندہ جنبش بجائے گذرنیوالیان
بکثرت پیدا ہو کے معمور کرتے ہیں خوشنما ہیں ویسی خوشنمائی اُس چوری
میں نہیں ہی یا جیسی کوئی ناقص اور حباب آسا خوشنمائی دغا شعار بدیوں
میں پائی جاتی ہی ویسی بھی اسمیں نہیں ہی *

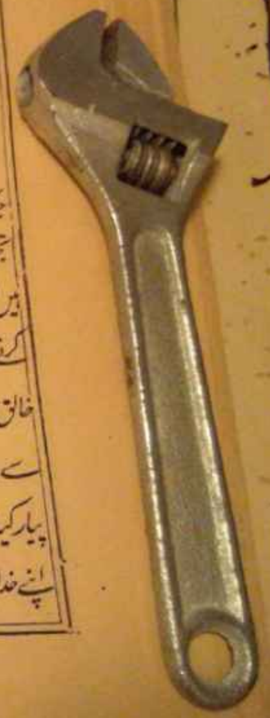
کیونکہ تکبر بڑائی کا پیرو اسواسطے ہوتا ہی کہ تو یکتا خدا سب کے اوپر بڑا
ہی پھر حوصلہ سوا عزت و جلال کے اور کیا ڈھونڈھتا ہی اسواسطے کہ سبھوں
سے زیادہ تجھہ یکتا کی تعریف کرنا لازم ہی اور تو ابد الآباد جلیل ہی حاکموں کا
ظلم خوف دلایا چاہتا ہی لیکن سوا یکتا خدا کے کس دوسرے کا خوف کھانا
لازم ہی کیونکہ اُسکے اختیار سے کیا چھینا یا گھٹایا جاسکتا ہی کب یا کہاں
یا کدھر یا کس سے یہہ ہو سکتا ہی پھر عاشقوں کی ملائمیاں محبت کو
چاہتی ہیں لیکن بہ نسبت تیری محبت کے کوئی چیز زیادہ ملائم نہیں ہی
اور بہ نسبت تیری سچائی کے جو سب چیزوں کے اوپر نورانی اور رونقدار
ہی کسی چیز کے پیار کرنے میں زیادہ سلامتی نہیں ہی وہ شوق تجسس جو
بلا غرض کے لوگوں میں دکھائی دیتا ہی علم کا خواہاں نظر آنا چاہتا ہی



اسواسطے کہ تو بہت اچھی طرح سے سب کچھہ جانتا ہی پھر نادانی اور
حماقت سادگی اور معصومی کے نام سے اسواسطے ملبس ہیں کہ تجھہ سے
کوئی چیز زیادہ سادہ نہیں ملتی ہی پھر تجھہ سے کیا زیادہ معصوم ہی کیونکہ
بُرے لوگوں کے کام ہی اُنکے دشمن ہیں کاہلی گویا راحت کو ڈھونڈھتی
ہی لیکن سوا خداوند کے اور کون راحت برقرار ہی عیش و عشرت یہہ چاہتی
ہیں کہ بھرپوری اور فراوانی کہلائی جاویں لیکن تو معموری ہی اور غیر فانی
شیرینیوں کی بیزوال مالامالی ہی فضول سخاوت کا سایہ دکھایا جاتا
ہی لیکن تو ساری بھلائیوں کا نہایت فیض دہندہ ہی حرص یہہ چاہتی ہی
کہ میری بہت چیزیں ہو ویں پر سب چیزیں تیری ہیں حسد فوقیت پر
ہم چشمی کرتا ہی پر تجھہ سے کیا زیادہ فائق ہی غصہ انتقام کی تلاش
کرتا ہی پر تجھہ سے بڑھکر کون شخص راست انتقام لیتا ہی خوف اُن
غیر معمولی و ناگہانی حالات سے جو پسندیدہ چیزوں کے لئے خطرناک
معلوم ہوتے ہیں چونک اُٹھتا ہی اور اُن چیزوں کی سلامتی کی فکر
کرتا ہی پر تیرے سامنے کون چیز غیر معمولی یا ناگہانی ہی یا جو کچھہ تو

پیار کرتا ہی اُسکو تیری طرف سے کون جدا کر سکتا ہی یا سوا تیرے حضور کے کس دوسری جگہ میں پایدار سلامتی ملتی ہی غمگینی بھی اِن کھوئی ہوئی چیزوں کے مارے جنکے اشتیاق سے خوشی حاصل ہوتی تھی گلی جاتی ہی کیونکہ وہ راضی نہیں ہی کہ جس طرح تجھ سے کسی چیز کو لینا ممکن نہیں ہی اُس طرح مجھ سے نہ لیجاے +

اِسی طرح جب انسان کی روح تیری طرف سے پھر کر اُن چیزوں کو جنکا خالص اور غیر مرکب درجہ فقط تیری طرف لوٹنے سے ملتا ہی تجھ سے باہر چاہتی ہی تب زنا کرتی ہی سب لوگ جو تجھ سے دور جاتے ہیں اور اپنے تئیں تیرے برخلاف سرفراز کرتے ہیں گمراہی کے طور پر تیری پیروی کرنے میں پر یونہیں تیری پیروی کرنے سے وے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ تو ساری موجودات کا خالق ہی اور اِسی سبب سے کہیں ایسی جگہ نہیں ہی کہ وہاں کوئی کیوں نہ تیری طرف سے بالکل روانہ ہووے پس اُس چوری کی کس چیز کو میں نے پیار کیا اور کس طرح سے میں اُس کام میں اُلٹی اور بری راہ سے اپنے خداوند کا پیرو ہوا چونکہ میں زبردستی سے تیری شریعت کی نافرمانی



نہیں کر سکتا تھا اس لیے مجھکو جلد سے اسکا نافرمان ہونا پسند یدہ معلوم ہوتا تھا تاکہ تیری بے انتہا قدرت کی تاریک مشابہت کیے ہوتا گرکر کے اپنے ناجائز کام سے میں جو قیدی تھا ایک لنجہ آزادگی کی بڑائی کرُں

ساتویں فصل

دیکھہ جو بندہ اپنے خداوند کو چھوڑ کر سایہ کا پیچھا کرتا ہی سو میں تھا حیف بوسیدگی حیف عفونتی زندگی اور موت کی پستی کیا میں نا روا کام فقط اِس سبب سے پسند کر سکتا تھا کہ وہ ناروا تھا جبکہ میرا حافظہ اِن حالات پر نظر کرتا ہی اور میرا دل اُن سے دہشت نہیں کھاتا ہی تب میں اِسی لیے خداوند کو کیا واپس دوں اے خداوند میں تجھ سے محبت رکھونگا اور تیرا شکر ادا کرونگا اور تیرے نام کا اقرار کرونگا کیونکہ تو نے میری ایسی ایسی برائیوں اور زبون کاریوں کو بخشا ہی میں اسکو تیرے فضل اور تیری رحمتوں میں منسوب کرتا ہوں کہ تو نے میرے گناہوں کو مثل برف کے گلا دیا ہی اور جو برائی میں نے نہیں کی اسکو بھی میں تیرے

فضل میں محسوب کرتا ہوں کیونکہ جب میں نے مفت میں بدکاری کو پیار کیا تب کون امر مجھ سے سرزد نہیں ہو سکتا تھا میں اسکا اقرار کرتا ہوں کہ نہ فقط میری وے برائیاں جنکو میں نے اپنی خوشی سے کیں بلکہ وے جنکو بسبب تیری حفاظت کے میں نے نہیں کیں معاف ہوئی ہیں کون انسان اپنی کمزوری پر غور کر کے اپنی پاکدامنی اور بیگناہی کو اپنی ہی طاقت میں محسوب کریگا تاکہ تجھکو کم پیار کرے گویا تیری رحمت جس سے تو اپنے طالبوں کے گناہوں کو بخشتا ہی اسکو کم ضرور ہو کیونکہ جس شخص کو تو نے بلایا اور وہ تیری آواز کا پیرو ہو کے اُن کاموں سے جنکے ذکر اور اقرار کو وہ میری اس کتاب میں پڑھے محفوظ رہا مجھپر اسلیئے نہ ہنسے کہ جس طبیب کے فیض سے وہ بیمار نہیں ہوا یا مجھ سے کم بیمار ہوا اُسی سے میں جو بیمار تھا چنگا ہوا اور جسقدر مجھکو تجھ سے محبت رکھنا لازم ہی اُسقدر بلکہ اُس سے زیادہ وہ تجھ سے محبت رکھے کیونکہ جسکے وسیلے سے میں اپنے گناہوں کی ماندگیوں سے اُس شخص کو صحت یافتہ نظر آتا ہوں بوسیلے اُسی کے وہ اپنے تئیں گناہوں



کی ایسی ہی بڑی ماندگیوں سے محفوظ دیکھتا ہے ۔

آٹھویں فصل

مجھ آفت زدے کو اُن کاموں سے جنکو میں بفعل یاد کرنے

سے شرمندہ ہوں کیا پھل ملا خصوصاً اُس چوری سے جسمیں فقط چوری کو میں نے پیار کیا تھا کیا حاصل ہوا وہ کوئی شے نہیں تھی اسی سبب سے میں جسنے اسکو پیار کیا زیادہ آفت زدہ تھا لیکن اگر میں اکیلا رہتا تو اُس کام کو نکرتا اب اُسوقت کا میرا حال میری یاد میں ایسا معلوم ہوتا کہ اگر میں اکیلا رہتا تو اُس کام کو نکرتا بس کیا میں اُس چوری میں اُن ساتھیوں کی صحبت کو جنکے ساتھ میں نے اُسے کیا پیار کرتا تھا پس میں نے سوا چوری کے اور کچھ پیار کیا یا جب کہ صحبت کوئی ہستی نہیں ہی اِسلیئے میں نے اور کچھ پیار نہیں کیا فی الحقیقت کیا ہست ہی کون سوا اُسکے جو میرے دل کو روشن کرتا ہی اور اسکی تاریک جگہوں کو پہچان لیتا ہی مجھکو یہ سکھا سکتا ہی کہ کیا ہست ہی جو کچھ میرے دل میں پیدا ہوتا ہے

یہانتک کہ میں اُسکے حق میں سوال اور بحث اور خیال کروں ہو گیا
ہی اگر میں اُن ناسپاتیوں کو جنھیں میں نے چرایا پیار کرتا اور اُن سے
محظوظ ہونا چاہتا اور فقط میری بدکاری سے میرا مقصد بخوشی حاصل
ہوتا تو وہ کام مجھسے جسوقت میں اکیلا تھا سرزد ہو سکتا اور یہ ضرور
نہوتا کہ میں اپنی ہوا و ہوس کی کھجلی کو ساتھیوں کی ترغیب سے زیادہ گرم
کروں پر جبکہ مجھکو اُن ناسپاتیوں سے خوشی نہیں ہوئی اسلیے مجھکو
بدفعلی کی اُس چیز سے جو بوجہہ ہم بدفعلوں کی صحبت کے پیدا ہوتی تھی
خوشی ہوئی +

نویں فصل

پس وہ خواہش نفسانی کیا تھی کیونکہ وہ فی الحقیقت نہایت سوا اور
خراب تھی اور افسوس مجھپر جسمیں وہ تھی لیکن وہ کیا تھی کون اپنے گناہوں کو زبور ۱۹: ۱۲
جان سکتا ہی چونکہ ہم جوان اُن لوگوں کو جنکی سمجھ میں ایسا ہی کام ہم سے
نہیں ہو سکتا تھا اور جو اُسے بالکل ناپسند کرتے تھے دھوکھا دیتے تھے

اسلیے ہنسی پیدا ہو کے ہمارے دل کو گدگدی ہوتی پس کیوں وہ کام
مجھکو ایسا پسند آتا تھا کہ اگر میں اکیلا رہتا تو اُسے نکرتا کیا اسکا سبب یہ
ہی کہ جب کوئی اکیلا رہتا ہی تب بہت کم ہنستا ہی البتہ جب اکیلا رہتا
ہی تب بہت کم ہنستا ہی مگر جب لوگ کبھی کبھی اکیلے اور علحدہ رہتے ہیں
اور کوئی دوسرا شخص اُنکے پاس نہیں رہتا ہی اور اگر کوئی بات زیادہ
مسخرہ پن کی اُنکے دل میں یا حواس میں آئے تب اُنپر ہنسی غالب ہوتی
ہی لیکن اگر میں اکیلا رہتا تو اُس چوری کو نکرتا اگر اکیلا رہتا تو ہرگز نکرتا
دیکھہ اے میرے خدا تیرے حضور میں یہہ میرے دل کی منضبط یاد آوری
ہی کہ اگر میں اکیلا رہتا تو میں اُس چوری کو جسمیں نہ چرائی ہوئی چیز بلکہ صرف
چوری کا کام مجھکو پسند آتا تھا نکرتا کیونکہ مجھکو جسوقت میں اکیلا تھا ایسا
کرنا اچھا نہ لگتا اور مجھہ سے نہوتا اے دوستی جو بڑی دشمن ہی اے دل
کی ورغلانے والی جسکا سراغ نہیں لگ سکتا ہی اے تو جو کھیل
کھیل اور ہنسی سے زیان کرنے کی آرزو ہی اے تو جو نہ میرے
کسی نفع یا انتقام کی بلکہ دوسرے کے نقصان کی حرص ہی کیونکہ جب



ہمسے یہ کہا جاتا ہی کہ چلو یہ کام کریں تب اگر ہم بے شرم نہوویں تو شرمندہ ہوتے ہیں *

دسویں فصل

کون شخص اس نہایت اُلجھی ہوئی اور پیچیدہ گرہ بندی کو کھولیگا مگر وہ چیز ہی میں اُسپر خیال کرنا نہیں چاہتا ہوں بلکہ اُسپر نظر کرنا نہیں چاہتا ہوں میں تجھے چاہتا ہوں اے راستبازی و معصومیت جسکی پاک نظروں میں حسین اور خوشنما ہی اور جسکی سیری سے زیادہ آسودگی نہیں ہوتی ہی تیرے حضور میں پورا آرام اور برقرار زندگی ہی وہ جو تجھ میں داخل ہوتا ہی اپنے خداوند کی خوشی میں داخل ہوتا ہی اور ہرگز نہیں ڈریگا اور اُس میں جو بالکل عمدہ ہی شامل ہوکر عمدہ رہیگا میں اپنے لڑکپن کے دنوں میں تیری طرف سے اے میرے خدا بہکا اور گمراہ ہوکر تیری برقراری کی طرف سے بھٹک گیا اور اپنے لئے شورزمین بنگیا *

متی ۲۵: ۲۱



تیسرا باب

پہلی فصل

میں قارطاج میں آیا اور وہاں چاروں طرف کڑاہوں کی جب چھنچھنانے کی آوازیں ناپاک محبتوں کے جوش کی میرے کانوں میں آنے لگیں مجھے ابتک نہ کسی محبوب سے محبت تھی بلکہ محبت رکھنے سے محبت تھی اور بسبب بڑے احتیاج روحانی کے میں اپنے تئیں کم محتاج سمجھکر اپنے آپ سے ناخوش تھا چونکہ مجھے محبت رکھنے سے محبت تھی اسلئے میں ایک محبوب کی تلاش میں تھا اور سلامتی سے اور اُس راہ سے جسمیں پھندے نہیں تھے ناخوش تھا کیونکہ اے میرے خدا جبکہ میں نے تجھے اپنی خوراک باطنی نہیں بنایا اس لئے

مجھ میں بالکل قحط تھا پر باوجود اس قحط کے مجھکو بھوک نہیں لگتی تھی بلکہ مجھکو
غیر خاکی غذاؤں کی خواہش نہیں تھی لیکن اسکا سبب یہ نہیں تھا کہ میں
اُنسے معمور تھا بلکہ یہ کہ جتنا ہی زیادہ میں اُنسے خالی تھا اُتنا ہی زیادہ
دلمغ تھا اسی وجہ سے میری روح صحیح وسالم نہیں تھی بلکہ خشک آبلوں
سے مالامال ہوکر اپنے اصلی مسکن سے آپ کو نکال کے یہ چاہتی تھی
کہ خود بہ پریشانی محسوس چیزوں کی ناخن وصل سے کھجلائی جاوے لیکن
اگر اُن محسوس چیزوں میں جان نہوتی تو ہم اُنسے ایسی محبت کیوں رکھتے
دوسرونکا محبوب بننا اور دوسروں کو اپنا محبوب بنانا اور خصوصاً محبوب
کے بدن سے حظ اُٹھانا مجھکو پسند آتا تھا پس میں دوستی کی نہر کو جو
ہوس کے خاشاک سے آلودہ کرکے بدمستی کے دوزخ سے اسکی
صفائی پر بادل غبار پھیلاتا تھا لیکن میں مکروہ اور رسوا ہوکر بوجہ بہت
خود بینی کے مؤدب وخوش اخلاق ہونیکا حوصلہ مند تھا میں اپنی گرفتاری
محبت میں چاہتا اور اسمیں مُنہ کے بل گرا پڑتا تھا اے میرے خدا
اے میری رحمت تو نے بسبب اپنی بڑی مہربانی کے اُس شیرینی کو



میرے لیے کتنی تلخی کے ساتھ ملایا کیونکہ میں محبوب بنتا تھا اور محبت
محبت کی لذت کی زنجیر تک پہنچتا اور اسکی تکلیف انگیز قیود میں بخوشی بند
ہوتا تھا یہانتک کہ رقابتوں اور بدگمانیوں اور خوفوں اور غصوں اور
تکراروں کے جلتے آہنی گرزوں سے مارا جاتا تھا ٭

دوسری فصل

وے تماشے جنمیں افسانہائے منظوم کے مضامین سنائے جاتے
ہیں اور اُن افسانہا کے اشخاص کی اشکال کو نقال بناکر دکھلاتے ہیں
میرے دل کو بہکا لے گئے کیونکہ وے میری پریشانیوں کی نقشوں سے
مالامال تھے اور اپنے میں میری آگ کو بھڑکانے کے لیے بہت ہیزم
خشک رکھتے تھے کیوں انسان یہ چاہتا ہے کہ تماشوں میں اُن
پریشانیوں اور رنجیدگیوں کو جنکی برداشت کرنی اُسے منظور نہیں ہے
دیکھنے سے غم کرے تماشبین یہ چاہتا ہے کہ ایسی باتوں کے سننے
سے مجھ میں غم پیدا ہووے اور صرف غم اسکی خوشی ہے یہ سوا پریشان

دیوانگی کے اور کیا ہی کیونکہ جسقدر ہر ایک شخص ایسی ہی تکلیفوں سے
آزادہی اسقدر اُن پریشان افسانوں سے رغبت پاتا ہی لیکن جب وہ
خود درد پاتا ہی تب یہہ پریشانی کہلاتی ہی اور جب اوروں پر دردمندی
ظاہر کرتا ہی تب یہہ رحم دلی ٹھہرتی ہی پر جب تماشاگاہ میں قصے کہانی
کے کیفیات کی نقل ہوتی ہی تب اُنپر کس طرح کی رحم دلی ظاہر ہوتی ہی
کیونکہ جو اُن احوال کے سننے کے لیے تماشاگاہ میں جاتے ہیں سو
نہ فرضی مصیبت زدہ اشخاص کی مدد کرنے کے لیے بلکہ غم کرنیکے لیے
طلب ہوتے ہیں اور جب دیکھنے والا بہت غمگین ہوتا ہی تب نقال کی
بہت آفریں کرتا ہی اگرچہ آفات قدیم اشخاص کے حقیقی احوال ہوں یا
مجازی اشخاص کے قصے ہوں تو بھی اگر تماشاگاہ میں اس طرح پر
اُنکی نقل کیجاوے کہ تماشائی کو رونے کی رغبت نہووے تو وہ تماشے
کی حقارت اور ملامت کرکے چلا جاتا ہی پر اگر اُسکو غم کرنے کی رغبت
ہووے بہ توجہ ٹھہرتا ہی اور بخوشی روتا ہی +

پس آیا کسی کو غموں سے محبت ہوتی ہی بلاشبہہ ہر ایک شخص کو



خوش ہونے کی خواہش رکھتی ہی یا اگرچہ کسی کو دکھ پسند نہیں ہی تو بھی
کیا رحیم ہونا پسند ہو اور چونکہ رحم دلی بغیر غم کے ظاہر نہیں ہوتی ہی اسلیے
کیا لوگوں کو غموں سے محبت ہوتی ہی یہی محبت دوستی کی پانی کی نہر
سے پیدا ہوتی ہی پر وہ نہر کدھر جاتی ہی کہاں بہتی ہی کیوں اپنی آپ سہانی
صفائی کو چھوڑ کر بگڑتی ہی اور اُس تیرگوں دھاروں میں جس سے
خراب شہوتوں کی نہایت نہ بہہ سکتی ہیں اُلٹتی میں اپنی خوشی کے
موافق تبدیل و گمراہ ہو کر بہہ نکلتی ہی پس کیا ہم رحم دلی کو دور کریں ہرگز
نہیں اسواسطے ہمکو غموں سے کبھی کبھی محبت ہووے پر اے میری
جان ناپاکی سے خبردار رہ خدا کو بلکہ ہمارے باپ دادوں کے خدا کو
جو ابدالاباد تعریف کے لائق اور سبھوں کے اوپر بلند ہی اپنا حافظ ٹھہرا کر
ناپاکی سے خبردار رہ میں بالفعل رحیم ہونے سے باز نہیں رہتا ہوں لیکن جب
میں تماشاگاہ میں حاضر ہوکے دیکھتا تھا کہ عاشق لوگ خراب کام کرنے
سے ایک دوسرے کے ساتھ محظوظ ہوتے تھے تب حال اُنکا
یہ کام فقط نظم کی فرضی بات تھی تو بھی میں اُنکے ساتھ خوشی کرتا تھا

جب وے ایک دوسرے کی مفارقت میں پڑتے تھے تب میں
اُن پر بہت دردمند ہوکے آنسو بہاتا تھا اور ان دو کاموں
مجھکو خوشی ملتی تھی اب میں اسلیے کم رحم کرتا ہوں کہ کوئی شخص
جسکے کسی زیاں کا عیش میں خلل ہوا اور جسکی کوئی خراب خوشی
جاتی رہی ہی مصیبت زدہ سمجھا جاوے لیکن اسلیے میں بہت
رحم کھاتا ہوں کہ کوئی شخص اپنے گناہ میں خوش ہوتا ہی ان دونوں
رحموں میں سے پچھلا پہلے کی نسبت زیادہ حقیقی ہی لیکن جو غم
پچھلے میں ہوتا ہی سو خوشی نہیں دلاتا ہی کیونکہ اگرچہ وہ جو تکلیف زدوں پر
غم کرتا ہی اپنی محبت کے اس کام کے باعث تعریف پاتا ہی تو
بھی وہ جسمیں اصلی رحمت ہی یہہ زیادہ چاہتا ہی کہ غم کا کوئی باعث
نہووے کیونکہ اگر یہہ جو غیر ممکن ہی کبھی ظاہر ہو کہ خیرخواہ بدخواہ
بنجاوے تو وہ بھی جو سچا اور خالص رحم کرتا ہی چاہیگا کہ لوگ مصیبت
میں پڑیں تاکہ میں اُنپر رحم کروں پس ایک طرح کا غم تعریف کے
لائق ہی پر کسی طرح کا غم محبت کے لائق نہیں ہی ویسا ہی تو



اے خداوند خدا کرتا ہی کیونکہ ہماری نسبت تو نہایت زیادہ خالص
کے ساتھہ روحوں سے محبت رکھتا اور نہایت زیادہ ہتواری
کے ساتھہ اُن پر رحم کرتا ہی لیکن تو کسی غمگینی کا زخم نہیں کھاتا
ہی پس کون ان چیزوں کے لائق ہی؟
لیکن مجھہ آفت زدے کو اُسوقت غم کرنے سے محبت تھی
اور میں غم کرنے کے واسطے چیزیں ڈھونڈھتا تھا کیونکہ جب
کسی دوسرے شخص کی پریشانی بلکہ جھوٹھے اور مجازی شخص کی
پریشانی کی نقل اس طرح کی جاتی تھی کہ خواہ مخواہ میری آنکھوں
سے آنسو بہیں تب ہی مجھکو بہت پسند آتا اور بڑی کشش سے
اپنی طرف کھینچتا تھا کیا تعجب تھا کہ میں بیچارہ بھیڑ تیرے
گلے سے گمراہ ہوکر اور تیری حفاظت کو سہو کرکے ایک مرض
خون فاسد سے بیمار ہوگیا اسواسطے مجھکو غموں سے محبت
ہوتی تھی جس طرح کی بھاری اور باطنی غمگینیاں مجھہ میں پیدا
ہونی لازم تھیں اُسی طرح کی نہیں ہوتی تھیں کیونکہ جیسے پریشانیوں

میں تماشاگاہ میں نظر کرنا چاہتا تھا ویسی پریشانیوں کی شرارت
کرتی مجھکو پسند نہیں آتی تھی لیکن وے مجازی اور نقلی پریشانیاں
جو فقط اوپر سے خراش پیدا کرتی ہیں مجھکو اچھی لگتی تھیں پر
مثل نوچنے والوں کے ناخنوں کے ہوکر آماس و سوزان
اور دنبلوں اور برے ناسوروں کو مجھ میں چھوڑتی تھیں اس
طرح کی زندگی میری تھی آیا وہ زندگی تھی اے میرے خدا؟

تیسری فصل

اور تیری وفادار رحمت دور سے میرے اوپر منڈلاتی تھی
میں کیسی شرارتوں میں برباد ہو گیا اور کسقدر تبرکات کی خراب
کرنیوالی خواہش کا پیرو ہوا یہانتک کہ تجھے چھوڑ کر دریاے
بے ایمانی کے کنارے پر اور شیاطین کے فریب دہندہ بندگیوں
میں کھینچا جاتا تھا اور میں ان شیاطین کے سامنے اپنے
برے کاموں کو ہدیہ گذرانتا تھا اور ان سب برائیوں میں تو مجھ



کوڑے مارتا تھا تیری کلیسیے میں جب تیری عبادت کی عیدیں
رسوم ادا ہوتی تھیں تب میں بے پروائی سے ایک کام کرتا
پھل موت کے لائق ہی چاہتا اور اسکی بندش کرتا تھا اس لیے تو
نے مجھے سخت سزاؤں کے کوڑے مارے پر بقدر میرے گناہوں
کے نہیں مارے اے میرے نہایت عظیم رحمت اے میرے خدا اے تو
جو خوفناک مہلک لوگوں سے میری پناہ ہے کیونکہ میں ایسے ہی لوگوں کی
صحبت میں سرکشی گمراہ ہوکے اور تیری طرف سے بہت دور جا کے
بلکہ اپنی راہوں کو پیار کرتا تھا بلکہ ایک آوارہ آزادگی کو پیار کرتا تھا
میں ان علموں کو جو عمدہ سمجھے جاتے ہیں اس غرض سے سیکھتا تھا کہ عدالت
کے مقدموں اور مباحثوں میں سبقت لیجا کر جتنا ہی زیادہ دغاباز ہوں
اتنا ہی زیادہ قابل توصیف ہووں انسان کا کیا ہی اندھاپن ہے کہ
وہ اپنے اندھاپن پر فخر کرتا ہے میں اب فصاحت کے علم کے مدرسہ میں
اول ہو کر خوشی سے فخر کرتا اور غرور سے پھولتا تھا لیکن اگرچہ میں
جوان جنکے درمیان رہکر میں انکے موافق نہ بننے کے باعث بیحیائی کے

ساتھ شرمندہ ہوتا تھا اُلٹ دینے والوں کے منحوس اور شیطانی نام کو اپنی دلیری کی
علامت کی طرح اپنے لیے ٹھہراتے تھے تو بھی تو جانتا ہے کہ
میں اُن سے سنجیدہ رہتا تھا اور میں اُن اُلٹ دینے والے
کاموں سے جو وے اُلٹ دینے والے جوان کرتے تھے
سراسر علیحدہ ہو جاتا تھا حالانکہ میں اُن جوانوں کے ساتھ رہتا
تھا اور کبھی کبھی اُنکی دوستی سے محظوظ ہوتا تھا تو بھی میں اُنکے
اُلٹ دینے والے کاموں سے برابر نفرت رکھتا تھا کیونکہ
وے جوان اپنی بدخواہ خوشیوں کی آسودگی کی غرض سے
غیر لوگوں کی حیاداری پر حملہ کرکے اور اُسے مفت میں مسخرا
بنا کے تنگ کرتے تھے اس سے بڑھکر کوئی شیطانی فعل
نہیں ہے پس اُلٹ دینے والوں کے خطاب کے علاوہ اور کس
خطاب کے مصداق ہو سکتے تھے وے خود پہلے گمراہ اور
اُلٹے ہو گئے تھے کیونکہ درحقیقت جس طرح وے اوروں پر ہنسی اور
دغا کیا چاہتے تھے اُسی طرح دغاباز روحوں نے اُنھیں پوشیدگی میں



ٹھٹھا مار کے بہکایا تھا ۔

چوتھی فصل

میں اُن جوانوں کے درمیان اُسوقت کی اپنی بیہام عمر میں
کتب فصاحت کو سیکھتا تھا کیونکہ میں فصاحت زبانی میں
فضل ہونے کی آرزو رکھتا تھا لیکن اس سے یہ میری لعنتی
اور لاف زنی غرض تھی کہ انسانی بیہودگیوں سے خوشیاں
حاصل کروں اور میں سیکھنے کی معمولی ترتیب سے مصنف سِسرو
کی ایک کتاب تک پہنچا گو کہ اکثر لوگ اس شخص کے مزاج کو
کم پسند کرتے ہیں تو بھی وے اُسکی فصاحت زبانی پر بہت
تعجب کرتے ہیں اُسکی وہ کتاب ہورٹنسیوس کہلاتی ہے اُس میں
خاص ترغیب حکمت کے لیے مندرج ہے اُسکے مطالعے سے
میری محبت بدل گئی اور میری دعائیں تیری طرف اے خداوند
تغیر و رجوع ہوئیں اور میری خواہشیں اور نیاز مندیاں دوسری طرح

ہوگئیں فوراً ہر ایک باطل امید میرے نزدیک ناچیز ہوگئی اور میں
بے اندازہ دلسوزی سے حکمت کی بقا کے لئے ترستا تھا
اور اپنی پست حالی سے اُٹھنے لگا تاکہ تیری طرف لوٹوں
کیونکہ اگرچہ میں نے اپنے انیسویں برس میں جسکے قبل دو برس
میرے باپ نے وفات پائی تھی اپنی ماں سے روپیہ لیکر اُس
کتاب کو ظاہراً اپنی زبان کے تیز کرنے کے لئے خریدا توبھی
میں نے اُسکو اپنی زبان کے تیز کرنے میں نہیں لگایا کیونکہ وہ
کتاب نہ مجھے گویائی سکھلاتی بلکہ اپنے مضامین کو میرے ذہن نشین
کرتی تھی +

میں کس طرح اس آرزو کی آگ میں جلتا تھا کہ دنیاوی چیزوں کو
چھوڑ کر تیری طرف پرواز کروں اور میں نہیں جانتا تھا کہ تو میرے
ساتھ کیا کریگا کیونکہ دانائی تیرے پاس ہی پر دانائی کی محبت کو
یونانی زبان میں فلسفہ کہتے ہیں اسی فلسفہ سے جو حکمت کی
محبت ہی اُس کتاب نے مجھے سوزاں کیا اکثر لوگ جو اس زمانے



میں اور اوس سے پیشتر بھی حکمت کے وسیلے سے اپنی غلطیوں
کو بڑے اور لطیف اور معزز ناموں سے رنگین اور مزین کرکے
اوروں کو بہکاتی تھیں اوس کتاب میں مخصوص کئے گئے
اور معیوب ٹھہرائے گئے ہیں اور اوس میں تیری روح کی
صحت بخش نصیحت جو تیرے اچھے خادم کے وسیلے سے
ہوئی ہی دکھائی دیتی ہی کہ خبردار ایسا ہو کہ کوئی فیلسوفی اور
بیہودہ فریب سے جو مسیح کے موافق نہیں بلکہ آدمیوں کے
دستور اور دنیاوی علم کے اصول کے موافق ہیں لوٹ نہ لے
کیونکہ الوہیت کا سارا کمال اوس میں مجسم ہو رہا ہی میرے
دل کے چراغ تو جانتا ہی کہ اگرچہ یہ رسولی باتیں
مجھے معلوم نہیں تھیں توبھی میں اوس شوق دہندہ کتاب
سے فقط اس لئے خوش ہوتا تھا کہ میں اوس سے نہ اس
فرقے کو اور نہ اوس فرقے کو بلکہ حکمت کو جو کچھ ہووے
چاہنے اور ڈھونڈھنے اور پکڑنے اور گود میں لینے کے

واسطے بشدت اوبھارا جاتا اور ترغیب پاتا اور ارزومند کیا
جاتا تھا اور میں اون رغبتوں کے درمیان فقط اس وجہ
سے کچھ افسردہ دل ہوتا تھا کہ اوس کتاب میں مسیح کا نام
نہیں ملتا تھا کیونکہ تیری رحمت کے موافق ای خداوند
اوس نام کو جو میرے نجات دہندہ بلکہ تیرے بیٹے کا نام
ہی میرا نرم دل میری ماں کے دودہ کے ساتھ پی جا کر مضبوطی
سے حفظ رکھتا تھا اور جو کچھ بغیر اوس نام کے تھا کیسا
ہی علمی اور شائستہ اور سچا کیوں نہ ہووے مجھے اپنے
اوپر بالکل فریفتہ نہیں کرتا تھا۔

پانچویں فصل

پس میں نے تیرے پاک نوشتے کی طرف اپنے دل کو
لگانے کا قصد کیا تا یہ دیکھوں کہ وہ کیسا ہی اور دیکھا ایک
چیز جو نہ مغروروں کو معلوم ہی اور نہ لڑکوں پر کھلی ہی پر

ہمارے فہم کے نزدیک آنے میں فروتن اور اوس سے
دور ہونے میں بزرگ اور رازوں کی پوشاک سے
چھپی ہوئی ہی پر مجھے نظر آئی لیکن میں ایسا نہیں تھا کہ
اوس میں داخل ہووں یا اپنی گردن اوس کے قدموں
پر جھکاؤں کیونکہ جب میں پہلے اوس نوشتہ کی طرف متوجہ
ہوا تب جس طرح پر میں اب اوسکے حق میں کہہ رہا ہوں
اوس طرح پر میں اوس کے حق میں خیال نہیں کرتا تھا
کیونکہ وہ مجھے اس لائق معلوم نہیں ہوتا تھا کہ مصنف
ٹلیرو کی بلاغت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے میرا سرکش
غرور اوس کی عبارت سے ہٹ جاتا تھا اور میری فہم
کی تیزی اوس کے معنی میں داخل نہیں ہو سکتی تھی لیکن
وہ ایسا ہی کہ چھوٹے لڑکوں کے ساتھ ایسا بڑھتا جائے پر مجھ کو
چھوٹے لڑکے بننے سے حقارت آتی تھی اور میں تکبر سے
پھولکر اپنے نزدیک بزرگ معلوم ہوتا تھا۔

چھٹویں فصل

اسلئے میں ایسے آدمیوں میں جو مغرور بیہودہ گو اور
نہایت شہوتی اور باتونی تھے جا پڑا اونکے منہ میں شیطانی
فریب کے پھندے تھے اور وہ لاسہ جس سے وے چپک گئے
تھے تیرے اور خداوند یسوع مسیح اور روح القدس ہمارے
تسلی دہندہ کے ناموں کے ہجّے کی آمیزش سے بنا تھا اگرچہ
یہہ سب نام اونکی زبان پر برابر رہتے تھے تو بھی وے فقط
اونکی زبان کی آواز و شور ہی تھے کیونکہ اونکا دل سچائی
سے خالی تھا مگر وے یہہ پکارتے تھے کہ سچائی یہہ ہے سچائی
یہی اور مجھسے اوس کی بابت بہت کچھ کہتے تھے پر وہ
اون میں نہیں تھی لیکن وے نہ فقط تیری بابت جو سچے طور
پر سچائی ہی بلکہ اون عناصر کی بابت جو تیرے مخلوق ہیں
جھوٹھ کہتے تھے اور جب علما و حکما انکے حق میں سچ کہتے
تھے تب بھی مجھے تیری محبت کی خاطر اون سے درگذر ہونا واجب تھا

اے میرے باپ اے افضل بھلائی اے سارے حسین چیزوں کے حسن
سچائی اے سچائی جب وے لوگ مجھسے بار بار اور مختلف طور پر
بہت اور بڑی کتابوں میں تجھے پکارتے تھے حالانکہ وہ اونکی
بات ہی بات تھی تب بھی کس قدر میرے اندر میرے دل کا
مغز تیرے لئے آرزو کا دم بھرتا تھا اونکی باتیں میرے واسطے
مثل خوانچوں کے تھیں تاکہ اون میں میرے سامنے جو
تیرا بھوکھا تھا تیرے عوض میں آفتاب و ماہتاب جو تیری حسین
دستکاریاں ہیں پیش کئے جاوین لیکن جو کچھ میرے سامنے
یوں پیش کیا جاتا تھا سو فقط تیری دستکاریاں تھیں اور نہ تو تھا تو
تیری سب سے عمدہ دستکاریاں تھیں کیونکہ اگرچہ تیری یے جسمانی
دستکاریاں نورانی و آسمانی ہیں تو بھی نسبت انکے تیری روحانی
دستکاریاں زیادہ عمدہ ہیں لیکن میں نہ ان سب سے عمدہ چیزوں کا
بلکہ تیرا اہاں صرف تیرا ہی بھوکھا اور پیاسا تھا اے سچائی جسمیں مطلق
اور پھیر جانے کا سایہ نہیں ہے اور ان خوانچوں میں جو میرے

صرف جسمانی وہمی صورتیں یا مجازی اجسام تھے اور اونکی
بہ نسبت وے حقیقی اجسام جنھیں ہم لوگ اپنی جسمانی نظر سے
دیکھتے ہیں خواہ فلکی خواہ ارضی ہوں زیادہ یقینی ہیں ان
چیزوں کو چرند و پرند ہمارے موافق دیکھتے ہیں اور بہ نسبت
ہمارے اون خیالات کے جنھیں ہم ان اجسام کے حق
میں کرتے ہیں وے اجسام خود زیادہ یقینی ہیں اور اون
کی ٹھیک ٹھیک اشکال ہمارے خیال میں آسکتی ہیں لیکن
اون کے وسیلے سے ہم دوسری عظیم اور بعید چیزوں کو جو
سراسر کچھ نہیں ہیں کم یقین کے ساتھ قیاس کرسکتے ہیں ایسے
ہی خالی چھلکوں کو میں اوس وقت اپنی خوراک بناتا تھا پر
وے میری غذا نہیں ہوتے تھے لیکن اے میرے پیار جسکی
انتظار کرنے سے میں ناقص ہوتا ہوں تاکہ مضبوط ہوجاؤں
اگرچہ وے اجسام جنکو ہم دیکھتے ہیں آسمان میں ہیں تو بھی
وے تو نہیں ہے اور نہ وے جنھیں ہم یہاں دیکھتے ہیں تو بھی

رونق دار وہی صورتیں جو بوسیلے آنکھوں کے ہماری عقل کو
فریب دیتی تھیں میرے سامنے درپیش کی جاتی
تھیں اور اس لیے مجھے بہ نسبت اون کے اوس
آفتاب کو جو ہماری آنکھوں کے نزدیک حقیقی ہے پیار
کرنا بہتر تھا پر میں اونھیں تجھے سمجھکر اپنی خوراک بناتا تھا
مگر بڑی آرزو کے ساتھ یہ نہیں کرتا تھا کیونکہ جیسا تیرا
حقیقی مزہ ہے ویسا ہی اون وہمی صورتوں سے میری زبان کو
مزہ نہیں ملتا تھا کیونکہ تو ے خالی بناوٹیں تو نہیں تھا اور میں
اون سے نہ طاقت ور بلکہ ناطاقت ہوتا تھا وہ خوراک
جس کو لوگ خوابوں میں دیکھتے ہیں بیداروں کی خوراک
کے نہایت مشابہ ہے لیکن سونیوالے اوس سے پرورش
نہیں پاتے ہیں کیونکہ وے سوتے ہیں لیکن جیسا تو میرے
ساتھ مخاطب ہونے سے مجھپر ظاہر ہوا ہے ویسا ہی تو اون
وہمی صورتوں میں مطلق نہیں معلوم ہوتا تھا کیونکہ وے



کیونکہ تونے اوجین بنایا ہی اور اپنے اول کاموں میں شمار
نہیں کرتا ہی پر تو میری اُن وہمی صورتوں سے کتنا دور تھا کیونکہ
وے اجسام جنکی وہمی صورتیں وے ہیں سو مطلق ہستی نہیں
ہین اور بہ نسبت اون اجسام کے جو موجود ہین اون کی
اشکال اُن وہمی صورتوں سے زیادہ یقینی ہیں بلکہ وے اجسام
خود اپنی اشکال سے زیادہ یقینی ہیں مگر وے تو نہیں ہی اور وہ
روح جو اجسام کی زندگی ہی تو نہیں ہی اسلیئے بہ نسبت اجسام کے
اجسام کی زندگی زیادہ عمدہ و یقینی ہی پر تو روحوں کی زندگی ہی
اور زندگیوں کی زندگی ہی اور اپنے آپ میں زندہ رہتا ہی اور
نہیں بدلتا ہی اے میری روح کی زندگی +
پس تو اوسوقت میرے لئے کہاں اور مجھسے کتنی دور تھا
میں تجھسے دور بھٹکتا اون چھلکوں سے جنھیں میں سوروں
کو کھلاتا تھا محروم ہوا کیونکہ ان پھندوں کی بہ نسبت صرفیوں لوقا ۱۵: ۱۶
اور نحویون اور شاعروں کے قصے کہانیاں کس قدر بہتر ہین



کیونکہ بہ نسبت اُن پانچ عناصر کے جنکا بیان ناحق لوگ کرتے
ہیں نظم اور شعر اور اُڑتی ہوئی میڈیا کی حکایت بیشک زیادہ یقینی
ہیں کیونکہ مانیخیوں کے درمیان وے عناصر طرح طرح کے
بھیسوں میں رنگے ہیں اور اسلیئے وے درحقیقت تاریکی کے
پانچ غاروں سے جو باوجودیکہ سراسر کچھ نہیں ہیں تو بھی ایماندار کو
ہلاک کرتے ہیں مناسبت رکھتے ہین یہ ممکن تھا کہ میں نظم و شعر کو
سچی خوراک بناتا اور اگر میں اُڑتی ہوئی میڈیا کی حکایت گاتا تو اوسکو
حقیقی نہیں بتلاتا تھا اور اگر میں اسکا گانا سنتا تو اُسے یقینی نہیں
سمجھتا پر اُن وہمی صورتوں کو یقینی جانتا تھا افسوس صد افسوس
امثال ۹: ۱۸ کیسی سیڑھیوں سے میں پاتال کے گہراو میں اُترا جاتا تھا
جبکہ میں نہ اپنی عقل کی سمجھ کے وسیلے سے جس سے تونے
حیوانات سے میرا افضل ہونا ٹھہرایا ہی بلکہ اپنے جسم کے حواس
کے وسیلے سے تجھ کو اے میرے خدا ڈھونڈھتا تھا اس لیے
میں سچائی پر قابض نہونے کے سبب سے کیسی محنت اور عرق ریزی

کرتا تھا میں تجھ سے یہ اقرار کرتا ہوں کیونکہ جب میں ہنوز تجھ سے
اقرار نہیں کرتا تھا اب بھی تو مجھ پر رحم کرتا تھا لیکن تو میرے باطنی حصے
سے باطنی تھا اور میرے بلند حصے سے بلند تھا میں اُس بیحیا
عورت کے پاس جو احمق ہے اور کچھ نہیں جانتی ہے آپڑا وہ سلیمان امثال ۹ باب ۱۳
کے امثال کے بیان کے مطابق اپنے دروازے پر بیٹھ کر ۱۷
یہ کہتی ہے کہ چوری کے پانی میں شیرینی ہے اور وہ روٹی جو چھپ کے
کھائی جاوے بہت لذیذ ہے اُس نے مجھے بہکایا کیونکہ جب
میں باہر اپنے جسم کی آنکھ میں بیٹھتا اور جس خوراک کو میں نے
اپنے جسم کی آنکھ کے ذریعہ سے کھایا تھا اُسکی جگالی کرتا تھا تب
اُس عورت نے مجھے پایا +

ساتویں فصل

کیونکہ علاوہ اسکے یہ بھی مجھکو معلوم نہیں تھا کہ حقیقت میں کیا
ہست ہے اور جب احمق فریب دہندہ لوگ مجھ سے یہ پوچھتے تھے

کہ بُرائی کہاں سے ہے اور کیا خدا جسمانی صورت میں محدود ہے اور
کیا اُسکے بال اور اُنگلیاں ہیں اور کیا اُن لوگوں کو جنکے پاس
بہت جوروان ایک ساتھ ہیں اور جو آدمیوں کو مار ڈالتے ہیں
اور جانوروں کو قربانی کرتے ہیں راستباز گننا لازم ہے تب میں
سائلوں کو تیز فہم سمجھکر اُنکے طرفدار ہونے کے سبب بہکایا جاتا تھا
میں نادانستہ اُنکے سوالوں سے گھبراتا تھا اور سچائی سے دور
جا کے اپنے آپ کو اُسی کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیتا تھا کیونکہ
میں نہیں جانتا تھا کہ بُرائی کوئی ہستی نہیں ہے بلکہ صرف بھلائی کا
عدم ہونا ہے یہاں تک کہ بالکل کچھ نہ ہے میں یہی کس وجہ سے
دیکھ سکتا تھا کیونکہ میری آنکھوں کا دیکھنا فقط جسموں تک اور
میرے دل کا دیکھنا فقط وہمی صورتوں تک پہنچتا تھا اور میں نہیں
یوحنا ۴ باب ۲۴ جانتا تھا کہ خدا روح ہے اور اُسکے اعضا طول و عرض کے ساتھ نہیں
ہیں اور اُسکی ہستی حجم نہیں ہے کیونکہ ہر ایک حجم کا کوئی جز اُسکے کل
سے چھوٹا ہے اور اگر وہ حجم بے پایاں ہو تو بھی اُسکا کوئی خاص جز

جو فاصلے میں محدود ہی اُسکی بے پایانی سے چھوٹا ہی اور روح کی
طرح بلکہ خدا کی طرح بالکل سب کہیں حاضر نہیں ہی اور میں مطلق
نہیں جانتا تھا کہ بوجہ کس چیز کے جو ہم لوگوں میں ہی ہم خدا کے
موافق ہیں اور پاک نوشتوں میں صداقت کے ساتھ خدا کی صورت پر
بنے ہوئے کہلاتے ہیں +

اور وہ سچی اندرونی راستبازی جو نہ مطابق رسم و رواج کے
بلکہ مطابق خدائے قادر مطلق کی نہایت صادق شریعت کے
منصفی کرتی ہی مجھے معلوم نہیں تھی اور میں یہ بھی نہیں جانتا تھا
اگرچہ اس شریعت سے جدے جدے مقامات اور اوقات کے
اطوار انھیں مقامات اور اوقات کے مطابق بنائے جاتے ہیں تو
بھی وہ شریعت خود ہر جگہہ اور ہر وقت ایک ہی رہتی ہی اور مختلف
مقامات اور متفرق حالات میں نہیں بدلتی ہی اور اُسی شریعت کے
مطابق ابرہام اور اسحاق اور یعقوب اور موسیٰ اور داؤد اور وے
سب جنکی تعریف خدا کے مُنہہ سے ہوئی ہی راستباز ٹھہرائے گئے

تھے اور وے نادان لوگ ہیں انسان کے موافق منصفی کرکے
کل بنی آدم کے اطوار کل اپنے ہی چھوٹے طور کے پیمانے
سے اندازہ کرتے تھے اُن بزرگوں کو ناراست سمجھاتے
تھے یہی منصفی اُن لوگوں سے اُس طرح ہوتی تھی جس طرح اگر
کوئی شخص نجانے کہ سلح خانے میں ہر ایک عضو کو کیا مناسب
ہی اور سر کو جوتے سے اور پاؤں کو خود سے ڈھاپنے اور
اُسکے درست نہ بیٹھنے پر شکایت کرے یا اگر کسی دن میں بعد دوپہر
سے تعطیل ہو تو کوئی اسواسطے خفا ہووے کہ سودا سلف کی
دکانوں کے کھولنے کی جو اجازت فجر کو تھی سو اب نہیں ہی
یا اگر کوئی شخص یہ دیکھے کہ کسی گھر میں وہ کام جسکا کرنا ساقی کو
روا نہیں ہی غلام کے ہاتھ سے کیا جاتا ہی یا ایک امر جو میز کے
سامنے منع ہی گھر کے پچھواڑے جائز ہی تو اسلیے ناراض ہوکہ
ایک ہی گھر اور ایک ہی گھرانے میں سب کہیں اور سبھوں کو
ایک ہی طرح کے کام کرنے کی اجازت نہیں ہی یونہیں لوگ اس لیے

ناراض ہوتے ہیں کہ جو اس زمانے میں راستبازوں کے لیے ناروا
ہے سو اگلے زمانوں میں روا تھا اور اگرچہ خدا نے قدیم مقدسوں کو کچھ
وعارضی سببوں کے لیے ایک طرح کا حکم دیا اور جدید مقدسوں کو
دوسری طرح کا حکم دیا تو بھی دونوں طرح کے احکام ایک ہی راستبازی
کے تابع ہیں کیونکہ وے یہ دیکھتے ہیں کہ ایک ہی شخص اور ایک ہی دن
اور ایک ہی مکان میں مختلف افعال مختلف حصوں کے لیے روا ہیں
اور جو چند مدت گذشتہ میں روا تھا سو ایک گھنٹے کے بعد ناروا ہے
اور جو ایک گوشے میں روا اور فرمودہ ہے سو دوسرے گوشے میں راستی
سے منع و قابل سزا ہے پس کیا راستبازی متفرق اور متبدل ہے ہرگز
نہیں پر وے اوقات جن پر راستبازی حکومت کرتی ہے ہمیشہ یکساں
نہیں رہتے ہیں کیونکہ وے اوقات ہیں لیکن اگرچہ انسان جس کی ایوب ۱۴: ۱
زندگی زمین پر چند روزہ ہے اپنے حواس سے یہ نہیں دیکھ سکتا ہے کہ
اگلے زمانوں اور دوسری قوموں کے واقعات کے اسباب جن کا
تجربہ اُسنے نہیں کیا ہے اُن واقعات کے اسباب کے ساتھ جنھیں تجربہ

کیا ہے میل رکھتے ہیں تو بھی ایک جسم میں یا ایک دن میں یا ایک گھر
میں بآسانی یہ دیکھ سکتا ہے کہ سب عضووں اور سب وقتوں اور سب
شخصوں کو کیا مناسب ہے یاں سے راضی رہتا ہے اور اُن سے
ٹھوکر کھاتا ہے ٭

میں اُس وقت اِن چیزوں کو نہیں سمجھتا تھا اور نہ ان پر غور کرتا
تھا اور وے ہر طرف میری نظر سے ٹکر لگاتی تھیں پر میں انکو نہیں
دیکھتا تھا لیکن میں گیتیں بنا بنا کے گاتا تھا اور مجھے ہر ایک جگہ
میں نہ ایک سا وزن بلکہ متفرق راگوں میں متفرق اوزان رکھنا روا
تھا اور کسی ایک بیت کی سب جگہوں میں بھی ایک ہی وزن رکھنا
روا نہیں تھا اور وہ ہنر جس سے میں گاتا تھا اُن متفرق بحروں کے
لیے متفرق اصول نہیں رکھتا تھا بلکہ ایک ہی سبھوں پر جاری تھا
لیکن مجھکو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ راستبازی جسے نیک اور مقدس
لوگ مانتے تھے کہیں عمدہ اور عظیم طور پر خدا کے سارے مختلف
احکام پر جاری ہے اور اپنے کسی حصے سے مختلف نہیں ہے اور مختلف

وقتوں میں سب احکام کو ایک بارگی بلکہ ہر ایک وقت کی ضرورت کے
موافق تقسیم کرتی اور فرماتی ہو اور میں اندھا ہو کے نہ فقط اُن نیک
بزرگوں پر جو حال کی چیزیں اُس طرح پر کام میں لاتے تھے جس طرح
خدا اُنھیں حکم دیتا اور الہام کرتا تھا بلکہ اُن پر جو آیندہ کی چیزیں اُس
طرح پر بتلاتے تھے جس طرح پر خدا اُن پر کشف کرتا تھا عیب لگاتا تھا۔

آٹھویں فصل

کیا کسی وقت پر یا کسی جگہ میں خدا کو اپنے سارے دل اور اپنی
ساری سوچ اور اپنی ساری عقل سے پیار کرنا اور جیسا اپنے آپ کو
ویسا اپنے پڑوسی کو پیار کرنا ناراست ہی بس صدومی لوگوں

متی ۲۲

کی سی بدفعلیوں کو جو ہماری طبیعت خلقی کے خلاف ہیں مکروہ سمجھنا
اور اُنکی سزا کرنا لازم ہی اور اگر سب قومیں ویسی بدفعلیاں کریں تو
وے اُس شریعت الٰہی سے جسکے مطابق انسان ایک دوسرے
کے ساتھ اُس طرح پر صحبت کرنے کے لیئے نہیں بنایا گیا ایک ہی



تقصیر کے مجرم ٹھہرینگے کیونکہ جب ہماری طبیعت جسکا خالق خدا
ہی شہوت کی برگشتگی سے ناپاک ہوتی ہی تب اُس رفاقت کو جسکو
ہمیں خدا سے رکھنا لازم ہی جبر ہوتا ہی لیکن جو بدفعلیاں انسان
کی رسم و رواج کے خلاف ہیں اُنکا چھوڑنا مطابق مختلف رسم و
رواج کے لازم ہی اسلیئے جو کوئی عہد و پیمان کسی شہر یا قوم کے دستور
یا قانون سے منضبط ہووے سو کسی باشندہ شہر یا اجنبی شخص کی
بُری خواہش کے موافق نہیں توڑے جا سکتے کیونکہ جو جز اپنے
کل سے مطابقت نہیں رکھتا ہی برا لگتا ہی پر جب خدا کسی قوم کی
رسم و رواج یا عہد و پیمان کے برخلاف کسی کام کے لیئے حکم دیوے
تب اگرچہ وہ حکم وہاں اب تک کبھی نہیں مانا گیا ہو تو بھی اسکا ماننا
فرض ہی اور اگر وہ ملتوی ہوا ہو تو اُسے پھر جاری کرنا واجب ہی اور
اگر اب تک وہ نافذ نہوا ہو تو اُسے نافذ کرنا لازم ہی کیونکہ اگر کسی
بادشاہ کو اُس ملک میں جس پر وہ حکومت کرتا ہی وہ حکم جسے پیشتر نہ
کسی دوسرے نے اور نہ خود اُسی نے نافذ کیا تھا دینا روا ہی اور

اُسکا حکم ماننا برخلاف رفاقت ملک کے نہ ہووے بلکہ اُسکا نہ ماننا
اسواسطے برخلاف رفاقت ملک کے ہووے کہ اپنے بادشاہ کا
مطیع ہونا انسانی رفاقت کا معمولی عہد و پیمان ہی تو ہمکو کتنا زیادہ
لازم ہی کہ جب خدا جو اپنے سارے مخلوقات پر حکمراں ہی احکام
جاری کرتا ہی تب بغیر پس و پیش کے اُن سبھوں کو بجا لاویں کیونکہ
جس طرح پر انسانی رفاقتوں کے اقتدار کے درمیان بہ نسبت چھوٹے
اقتدار کے بڑے اقتدار کا ماننا ہمیشہ منظور رہی اُس طرح پر سبھوں کی
بہ نسبت خدا کے اقتدار کا ماننا لازم ہی *

اُسی طرح سے ظلم کے وے افعال بھی جنمیں ضرر پہنچانے کی نسبت
الزام یا نقصان کے ذریعے ہووے بیان ہیں آسکتے ہیں خواہ
وے افعال انتقام لینے کے لیئے اُس طرح پر ہوویں جس طرح پر ایک
دشمن دوسرے سے لیتا ہی خواہ واسطے لینے مال و متاع دیگر کے اُس
طرح پر ہوویں جس طرح پر ڈاکو مسافروں سے لیتے ہیں یا واسطے دور رکھنے
اُس شخص کے جو خوف دلاتا ہی ہوویں خواہ بوسیلہ حسد کے اُس طرح ہوویں



جس طرح پر ایک کم نصیب شخص اپنے سے زیادہ خوش نصیب پر کرتا ہی
یا جس طرح پر کوئی کسی ترقی کر گیر شخص کے اپنے مساوی ہو جانے سے
ڈرتا ہی یا مساوی ہو جانے پر رنجیدہ ہوتا ہی خواہ بغرض دوسرے
کی مصیبت پر خوشی کرنے کے ہوویں جس طرح پر ناظران تماشہ زین
یا دوسروں کے طعنہ زن جھگڑے باز ہوتے ہیں یہی بدکاریوں کے
اصول ہیں اور جسم نا آگہہ یا حکمرانی کی ہستی سے خواہ تنہا خواہ دو دو
خواہ سب اکٹھے پیدا ہوتے ہیں اور یونہیں لوگ برخلاف اُن تین اور
سات کے بلکہ دس تاروں کی اُس بربط کے جو تیرے دس احکام
ہیں اپنی زندگی کو بری طرح پر بسر کرتے ہیں اے اعلی و نہایت شیریں
خدا پر کون گناہ برخلاف تیرے جو کبھی ناپاک نہیں ہوتا ہی کیا جا سکتا
ہی اور تجھپر جو کسی مصیبت میں مبتلا ہونے کے قابل نہیں ہی کون
زبردستی ہو سکتی ہی پر جب انسان آپسمیں برائی کرتے ہیں تب وے
اپنی روحوں کی برائی کرتے ہیں اور اُنکی برائی اپنے آپ کو یوں ہو جا
دیتی ہی کہ اُنکی طبیعت کو جسکو تو نے بناکے مرتب کیا بگاڑ کے گمراہ

کرتی ہی یا جائز چیزوں کو بے اعتدالی کے ساتھہ استعمال کرتی ہی
یا ناجائز چیزوں کو اُس کام مین جو انسان کی طبیعت کے خلاف ہی
لانے کے لیے جاتی ہی یا جب انسان گنہگار ٹھہرتے ہیں جب اپنے
دل اور اپنی باتوں سے تیرے برخلاف غصہ کرتے ہیں اور کیے پر
لات مارتے ہیں یا انسانی رفاقت کی حدوں کو شکست دیتے ہیں
اور جب کچھہ ملنے کی امید ہوتی ہی تب بسبب گستاخی و خودغرضی کے
اپنے ہمجنسوں کا ایک غول باندھتے ہیں اور جب بُرائی دور کرنے
کی مراد ہی تب اُسی طرح سے نااتفاقی کر لیتے ہیں اور اپنے ایسے ہی
افعال پر خوش ہوتے ہیں *

ہمارے اُن گناہوں کے کرنے کی وجہ یہ ہی کہ لوگ تجھکو جو سب
چیزوں کا واحد اور سچا خالق و حاکم ہی چھوڑتے اور تیری خلقت
کی ایک چیز سے فریب کھا کر اُسکو منتخب کرتے ہیں تاکہ اُس سے
محبت رکھیں پس فروتنی و دینداری کی راہ سے ہم لوگ تیری طرف
لوٹتے ہیں اور تو ہماری بُری رسم و رواج کو پاک کرتا ہی اور اُن لوگوں پر

جو اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں رحیم ہوتا ہی اور قیدیوں کا کراہنا
سنتا ہی اور اُن زنجیروں سے جنھیں ہم نے اپنے واسطے طیار کیا
رہائی بخشتا ہی اسکے لیے یہ ضرور ہی کہ ہم تجھہ سے جو سبھوں کی
بھلائی ہی اپنی ہی کسی بھلائی کو زیادہ پیار نکریں ورنہ ہم بابتی
کے حصول کے حوصلہ مند ہو کے سب چیزوں کا نقصان اٹھاینگے
اور تیرے برخلاف جھوٹھی آزادی کے سینگوں کو اونچا کرینگے *

نویں فصل

اُن بدوضعیوں اور بدفعلیوں اور بہت ویسی بُرائیوں میں وے
گناہ جو ترقی گیروں سے سرزد ہوتے ہیں شامل ہیں وے راست
منصفوں سے حسب قانون تکمیل کے بُرے ٹھہرائے جاتے ہیں پر
اُنکے کرنیوالوں کی تعریف پھل لانے کی امید کے سبب سے اُس
طرح پر ہوتی ہی جس طرح پر زراعت کی سرسبز روئیدگی کی تعریف
ہوتی ہی اور بعضے کام ایسے ہیں کہ اگرچہ اُنکو بدوضعی یا بدفعلی سے

مشابہت ہی تو بھی بے گناہ نہیں ہیں کیونکہ وے شخص تجھے اے خداوند خدا اور نہ رفاقت و شراکت انسانی کو تکلیف دیتے ہیں کیونکہ بعضی چیزیں جو ایک خاص وقت کے لیے مناسب ہیں زندگی کے فائدہ کی غرض سے حاصل کیجاتی ہیں پر یہ شک ہی کہ حصول دولت کے لالچ سے یہ ہوتا ہی یا نہیں پھر بعضی چیزیں اصلاح پانے کی خاطر مقرری اقتدار سے سزا پاتی ہیں پر شک ہی کہ یہ نقصان کرنے کے اشتیاق سے ہوتا ہی یا نہیں پس بہت کام جو لوگوں کے نزدیک بُرے ٹھہرے ہیں تیری گواہی پر مقبول ہیں اور بہت کام جنکی تعریف لوگ کرتے ہیں تیری گواہی پر ملزم ٹھہرے ہیں کیونکہ کام کی نمایش اور کرنیوالے کا دل اور زمانے کی مخفی ضرورت تبدیل ہوا کرتی ہیں پر اگر تو کوئی غیر معمولی اور غیر مترقبہ حکم ناگہاں دیوے اور اگر تو نے اُسے کبھی منع کیا ہو اور اپنے حکم کے سببوں کو ایک مدت تک پوشیدہ رکھے اور اگر وہ حکم بعضے لوگوں کی رفاقت کے عہد سے کتنا ہی خلاف کیوں نہووے تو کون یہ شک کریگا

کہ اسکا ماننا لازم ہی کیونکہ وہ انسانی رفاقت جو تجھے مانتی ہی کہ راستباز ہی لیکن جو لوگ تیرے احکام کو جانتے ہیں سو کیا ہی مبارک ہیں کیونکہ جو کچھ تو حال کی ضرورت یا آیندہ کی پیش خبری کے واسطے فرماتا تھا تیرے اُن سب احکام کو تیرے خادم بجا لاتے تھے +

دسویں فصل

میں اُن باتوں کو نہیں جانتا تھا اور اسلیئے تیرے مقدس خادموں اور نبیوں پر ہنستا تھا اور جب میں اُنپر ہنستا تھا تب تجکو سوا اسکے اور کیا حاصل ہوا کہ تو مجھپر ہنسے کیونکہ میں اُن نادانیوں تک بے سمجھ بوجھے رفتہ رفتہ کھینچا جاتا بلکہ یہ خیال کرتا تھا کہ جب انجیر کی ڈالی توڑی جاتی ہی تب روتی ہی اور وہ درخت جو اُس کی ماں ہی دودھ کے آنسوؤں سے روتا ہی لیکن اگر کوئی مقدس اُس انجیر کو جو نہ اسکی بلکہ غیر کی بدفعلی سے توڑا گیا ہو کھا کر اپنے شکم میں داخل کرے تو اُس انجیر سے فرشتوں کو تنفس کریگا بلکہ اپنے دعا مانگنے

کے وقت کراہنے اور نالہ کرنے میں خدا کے ٹکڑوں کو نقش کریگا
پر اگر اعلیٰ اور حقیقی خدا کے وے ٹکڑے کسی برگزیدہ و مقدس کے
دانت سے نہ کھوے جاتے تو اُس پھل میں بند رہتے میں بیچارہ
اسپر اعتماد کرتا تھا کہ بہ نسبت انسانوں کے جنکی خاطر زمین کے
پھل پیدا ہوئے ہیں اُن پھلوں پر زیادہ رحم کرنا لازم ہے کیونکہ اگر
کوئی شخص جو فرقہ مانخی میں شریک نہیں ہے بھوکھا ہوکے کچھ مانگے
تو وہ لقمہ جو اُسے دیا جاوے ہلاکت کی سزا میں محسوب کیا ہوا دکھائی دیگا

گیارھویں فصل

اور تو نے اپنا ہاتھ اوپر سے پھیلایا اور میری جان کو اس زبور ۱۴۴
گہری تاریکی سے نکال لیا کیونکہ میری ما جو تیری دیانتدار پیرو تھی
اُن ماؤں سے جو اپنے لڑکوں کی جسمانی موت پر روتی ہیں بڑھکر
میری خاطر روتی تھی اس واسطے کہ وہ اپنے ایمان سے اور اُس روح
سے جسکو تو نے اُسے بخشا اُس موت کو جو مجھپر قابض رہی دیکھتی تھی

اور تو نے اُسکی سن لی ہے خداوند تو نے اُسکی سن لی اور جب اُسکے
آنسو اُسکے دعا مانگنے کی ہر جگہ میں بہکر اُسکی آنکھوں کے نیچے کی
زمین کو تر کرتے تھے تب تو اُن سے لاپروا نہیں ہوا بلکہ اُسکی سُن
لی ورنہ جب وہ میری گمراہی کی کفرات سبب کراہیت اور نفرت
رکھکے مجھے اپنے ساتھ گھر میں رہنے اور ایک ہی میز پر کھانے کی
اجازت دینے سے ناراض ہونے لگی تب وہ خواب جسکے ذریعہ
سے تو نے اُسکو میری بابت تسلی بخشی کہاں سے ہوا کیونکہ اُسنے اُس
خواب میں یہ دیکھا کہ وہ آپ کسی چوبی سطر پر کھڑی ہے اور ایک نورانی
شاداں و فرحاں جوان جو اُسپر مسکراتا ہوا اُسکے پاس چلا آتا ہے پر میری
ما غم کرتی تھی بلکہ غم کے بوجھ سے دبی جاتی تھی جب اُس جوان نے
اُن لوگوں کی طرح جو نہ خبر سُننے بلکہ خبر سنانے کے واسطے کبھی
کبھی سوال کرتے ہیں میری ما سے اُسکے غم اور روزانہ آنسوؤں کا
باعث پوچھا اور اُسنے یہ جواب دیا کہ میں اپنے لڑکے کی رسوائی اور تباہی کا
ماتم کرتی ہوں تب اُس جوان نے اُسے سمجھایا کہ خاطر جمع رکھ اور

کہا کہ دیکھ اور اسپر غور کر کہ جہاں تو کھڑی ہی وہاں تیرا لڑکا بھی کھڑا
ہی اور جب میری ماں نے نگاہ کی تب اُس نے مجھکو بھی اُسی طرح پر
کھڑا ہوا دیکھا پس اگر تیرے کان اُسکے دل کی طرف متوجہ
نہوتے تو اُس خواب کی کیا وجہ ہوتی اے شفیق قادر مطلق اگر تو ہم
میں سے صرف ایک کی خبر لیتا تو جس طرح اُسکی خبر لیتا اُسی طرح
تو ہر ایک کی علٰحدہ علٰحدہ خبر لیتا ہی اور اگر سب ایک ہی ہوتے تو
جس طرح تو اُسکی خبر لیتا اُسی طرح تو سبھوں کی لیتا ہی*

پھر اسکی کیا وجہ تھی کہ جب میری ماں نے مجھ سے اُس رویا کا
بیان کیا اور میں اُسکی تعبیر دوسری طرح سے یوں کرنے لگا کہ نہ
مجھکو آپ کے موافق بلکہ آپ کو میرے موافق آیندہ میں بنجانے
سے نااُمید نہونا چاہیئے تب اُس نے بلا پس و پیش کے فوراً
یہہ جواب دیا کہ ہرگز نہیں کیونکہ مجھ سے یہہ نہیں کہا گیا کہ جہاں
تیرا لڑکا ہی وہاں تو بھی ہی بلکہ یہہ کہا گیا کہ جہاں تو ہی وہاں تیرا
لڑکا بھی ہی پس جسقدر یہہ باتیں مجھکو یاد آتی ہیں اور انکا ذکر میں نے

اکثر کیا ہی اُس قدر میں تجھ سے اے خداوند اُنکی بابت
یہ اقرار کرتا ہوں کہ جب کہ تیرے اُس جواب سے جو میں
نے بذریعہ اپنی ماں کے تجھ سے پایا یہ معلوم ہوا کہ وہ میری
جھوٹھی تعبیر کی راست نمائی پر مضطرب نہیں ہوئی اور اُس
کیفیت کو جسے دیکھنا لازم تھا اور جسے میں نے قبل اُس
گفتگو کے نہیں دیکھا بہت جلد دیکھ لیا اسلیئے بنسبت اُس خواب کے جو اُس
پاک عورت کو بعد بہت برسوں کے خوشی کا باعث ہونیوالا تھا
پر اُسکے اضطراب کی خاطر بہت برس قبل واقع ہونے سے کے دکھلایا
گیا تھا اُسکی بیداری کا جواب میرے دل پر زیادہ مؤثر ہوا کیونکہ
بعد ازاں میں عنقریب نو برس کے اُس پاتال کی کیچڑ اور جھوٹھائی
کی تاریکی میں لوٹتا رہا اور کبھی کبھی اُٹھنے کی سعی و کوشش
کر کے پھر بڑے زور سے گر پڑتا تھا لیکن اگرچہ وہ بیوہ جو
تیرے پیارے لوگوں کی طرح پاکدامن اور دیندار اور پرہیزگار
تھی بالفعل اُمید سے کچھ متشفی ہوئی تو بھی وہ رونے اور

نالہ کرنے میں کبھی غافل نہیں رہی اور اپنے دعامانگنے کے سب وقتوں میں تیرے آگے میرے واسطے غم کرنے سے باز نہیں آتی تھی اور اُسکی دعائیں تیرے حضور میں پہنچیں لیکن تو مجھے اُس تاریکی میں پھنسنے اور پھر پھنسنے دیتا تھا ٭

بارھویں فصل

اُس عرصہ میں تو نے ایک اَور جواب جو مجھے یاد آتا ہی میری ماکو دیا اور چونکہ میں اُن احوال تک جو مجھکو تجھ سے اقرار کرنے کے واسطے ترغیب دیتے ہیں جلد پہنچا چاہتا ہوں اِس لیے میں بہتیرے احوال کو چھوڑ دیتا ہوں اور بہتیرے مجھے یاد نہیں آتے ہیں پس بوسیلہ اپنے ایک قسیس کے جو تیری کلیسیا میں تربیت یافتہ اور تیری کتابوں میں مشتاق اور تیری کلیسیا کا نگہبان تھا تو نے میری ماکو ایک اَور جواب دیا جب اُس نے اُس نگہبان سے یہ درخواست کی کہ آپ مہربانی فرماکے

میرے لڑکے سے گفتگو کیجیے اور اُسکو اُس کی غلطیوں سے اطلاع دیجیے اور اُسے بُری تعلیم سے نکال کر بھلی تعلیم کی راہ پر لائیے تب اگرچہ وہ کبھی کبھی لائق شخصوں کو پاکر یہہ کام کرتا تھا تو بھی اُس نے میری ماکی درخواست کو نامنظور کیا اور مجھے پیچھے معلوم ہوا کہ اُسکی یہ نامنظوری دانشمندی سے ہوئی کیونکہ اُس نے یہہ جواب دیا کہ تیرا بیٹا ہنوز سیکھنے کے لائق نہیں ہی اِس واسطے کہ تو نے مجھ سے یہ کہا کہ وہ اپنی بدعت کی تجدید کے سبب سے متکبر ہی اور اُس نے طرح طرح کی حجتوں سے بھی بہتیرے ناواقف لوگوں کو حیران کیا ہی اسپر اُس نگہبان نے یہ اضافہ کیا کہ اُسے اُس بدعت میں رہنے دے اور فقط اُسکے واسطے خداوند سے دعا مانگا کر وہ خود پڑھنے سے اپنی گمراہی و بیدینی کو دریافت کریگا پھر اُسنے یہہ بیان کیا کہ میری ما نے گمراہ ہو کر مجھے فرقہ مانیخی میں سپرد کیا تھا اور میں نے نہ فقط اُنکی اکثر کتابوں کو پڑھا

بلکہ اُنکو اپنے ہاتھہ سے نقل کیا لیکن اگرچہ میں کسی کے ساتھہ بحث و حجت کرنے میں قایل نہیں ہوا تو بھی مجھے معلوم ہوا کہ اُس فرقہ سے کس قدر کنارہ کش ہونا لازم تھا بلکہ میں اُس سے کنارہ کش ہوا جب وہ یہ کہہ چکا اور میری ما چپ ہونے سے راضی نہیں ہوئی بلکہ اپنی درخواست پر قایم رہکر زار زار رونے لگی تا کہ وہ نگہبان مجھہ سے ملاقات کرکے بحث میں مشغول ہووے تب اُس نے میری ما کے اصرار سے کچھہ کشیدہ خاطر ہوکر کہا کہ جا اور خوش رہ اِن آنسوؤں کا بیٹا ہلاک نہیں ہو سکتا ہی میری ما اُن گفتگوؤں میں جو اُس سے اور مجھہ سے ہوا کرتی تھیں اکثر یہ کہتی تھی کہ میں نے اُس جواب کو آسمانی ندا کی طرح اپنے واسطے سمجھا +

چوتھا باب

پہلی فصل

پس جو نو برس کی مدت میرے اُنیسویں اور اٹھائیسویں سال کے درمیان گذری اُسمیں ہم طرح طرح کی شہوتوں کے باعث گمراہ ہوتے اور گمراہ کرتے اور دھوکھا کھاتے اور دھوکھا دیتے تھے ہم ظاہراً اُن علوم سے جنھیں لوگ شایستہ کہتے ہیں مگر خفیتاً ایک مذہب سے جو جھوٹھی طرح پر نام مذہب کہا جاتا ہی ایسا ہی کرتے تھے ہم کہیں مغرور اور کہیں باطل پرست مگر سب جگہہ بیہودہ تھے کبھی ہم خاص و عام کی جھوٹھی تعریف پانے کی پیروی کرتے

تھے یہاں تک کہ تماشاگاہ کی شاباشیوں اور مشاعروں کے
انعاموں اور گھاس کے تاجوں کی رقابتوں اور تماشوں کی
نادانیوں اور بری خواہشوں کی بے اعتدالی تک پہنچ جاتے
تھے پھر کبھی ان نجاستوں سے پاک ہونے کی خواہش سے
ان لوگوں کے پاس جو برگزیدہ اور مقدس کہلاتے تھے خوراک
لیجاتے تھے تاکہ وے اُس میں سے ہمارے لیے اُن فرشتوں
اور اُنہوں کو جن سے ہمکو خلاصی ملنی تھی اپنے معدے کے
کارخانے میں بنادیں میں نے اپنے اُن دوستوں کے ساتھ
جو مجھ سے اور میرے ساتھ دھوکھا کھاتے تھے ایسے ہی کاموں
کی پیروی کی بلکہ اُنکا استعمال کیا اگرچہ فاخر لوگ اور وے جو اپنی
صحت کے واسطے تجھ سے اے میرے خدا مارے اور گرائے
نہیں گئے ہیں مجھ پر ہنسیں تو بھی میں تیرے حمد کے لیے تجھ سے
اپنی بداطواریوں کا اقرار کرونگا مجھے اجازت دے میں تیری منت
کرتا ہوں اور مجھے عنایت کر کہ میں فی الحال یادگاری سے

اپنی گمراہی کی گذشتہ رفتاروں پر نظر ثانی کروں اور تیرے
حضور شکرگذاری کی قربانیاں گذرانوں کیونکہ میں تیرے بغیر
اپنے لیے بجز اپنی ہلاکی کے ہادی ہونے کے اور کیا ہوں اور
میں اپنی سب سے اچھی حالت میں بجز ایک بچے کے جو تیرے دیے
ہوئے دودھ کا پینے والا اور تجھ غیرفانی خوراک کا کھانیوالا ہو اور
کیا ہوں اور چونکہ کوئی آدمی کیوں نہو آدمی ہی ہے اسلیے وہ کیا
آدمی ہے اگرچہ قوی و فادر لوگ ہم پر ہنسیں تو بھی ہم کمزور و مسکین
تجھ سے اقرار کرینگے ۔

دوسری فصل

میں اُن برسوں میں علم فصاحت سکھلاتا تھا اور حرص سے
مغلوب ہو کر غالب ہونیوالی گویائی کو فروخت کرتا تھا لیکن اے
خداوند تو جانتا ہے کہ میں اُن طلبا کو جنھیں لوگ نیک کہتے ہیں
بنسبت دوسروں کے اپنے مدرسہ میں پڑھانا چاہتا تھا اور اگر

ہیں اُنکے ساتھ چالاکی نہیں کرتا تھا تو بھی میں اُنکو چالاکی کے
قواعد اسلیے سکھلاتا تھا کہ وے اُنکو نہ بیگناہوں کی جان کے
خلاف بلکہ کبھی کبھی مجرموں کی جان بچانے کے لیے کام میں
لاویں اور تو اے خدا یہ دور سے دیکھتا تھا کہ میں اُس پھسلانے
والی راہ میں پھسل پڑتا تھا اور بہت دھواں کے بیچ میں دیانتداری
کی چند چنگاریوں کو چمکا کر اُن لوگوں کی ہدایت کرنے میں جو
بطالت کو دوست رکھتے اور جھوٹھ کی پیروی کرتے تھے استعمال
کرتا تھا اور خود اُنکا یار بنا رہتا تھا اُن برسوں میں ایک عورت
جو مجھکو نہ نکاح جائز سے بلکہ میرے آوارہ اور متلاشی اور بے تمیز
جوش شہوت سے ملی تھی میرے پاس رہتی تھی لیکن میرے پاس
وہ اکیلی تھی اور اگرچہ میں اُسکی ہم بستری پر قناعت رکھتا تھا تو
بھی میں نے اُسکے ذریعہ سے اپنے حال میں یہ تجربہ حاصل کیا
کہ اعتدال نکاح سے جسکا عہد نسل کی غرض سے باندھا جاتا
ہے شہوتی محبت کا وہ بند و بست جسمیں اولاد اپنے والدین کی مرضی

[illegible]

کے خلاف پیدا ہوتی ہیں گو پیدا ہونے کے بعد خواہ مخواہ پیاری ہوتی
ہیں کسقدر مختلف ہے ٭
یہ بھی مجھے یاد آتا ہے کہ جب میں نے مشاعرہ کے انعام کو حاصل
کرنیکا ارادہ کیا تھا تب ایک جادوگر نے مجھ سے پوچھا کہ اگر میں
تجھے بازی جتا دوں تو تو مجھکو کیا دیگا لیکن میں نے ایسے خراب
رازوں کی کراہیت اور نفرت سے جواب دیا کہ اگر وہ تاج بازی
غیر فانی سونے کا ہوتا تو بھی میں اُسے حاصل کرنے کی خاطر ایک
مچھر کے مقتول ہونے پر راضی نہ ہوتا کیونکہ یہ مجھے معلوم ہوتا تھا
کہ وہ جادوگر اپنے قربانیوں کے لیے بعضے حیوانوں کو مار ڈالتا
اور ان رسوم کے ذریعہ سے میری کامیابی کے لیے شیاطین کو
طلب کرنا چاہتا تھا پر اس بُرائی کے رد کرنے میں مجھکو تیری
پاکیزگی کا منشا نہ تھا کیونکہ میں جو فقط جسمانی نقوش کو اپنے خیال
میں لاتا جانتا تھا تجھکو پیار کرنا نہیں جانتا تھا آیا وہ روح جو ایسی
ہی بناوٹوں کے لیے آہ بھرتی ہے نہ تیرے برخلاف زناکاری اور

بھو ٹھی چیزوں پر اعتقاد رکھتی اور نہ ہوا کو خوراک دیتی ہی پر میں
فی الحقیقت راضی نہیں تھا کہ شیاطین کے سامنے میرے لیے
قربانیاں چڑہائی جائیں لیکن اُنکے سامنے میں اپنے آپ کو اُس
باطل پرستش کے ذریعے قربانی چڑھاتا تھا کیونکہ جو کوئی ہوا کو
خوراک دیتا ہی سو سوا اُن لوگوں کو خوراک دینے یعنی گمراہ ہونے سے
اُنکے لیے خوشی اور ہنسی کے باعث بننے کے اور کیا کرتا ہی ؁

تیسری فصل

پس میں اُن مکاروں سے جنکو منجم کہتے ہیں کامل طور پر صلاح
لینے سے باز نہیں رہتا تھا کیونکہ یہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ وے قربانیاں
نہیں چڑھاتے تھے اور اپنی فال گوئیوں کے لیے کسی شیطان سے
دعا نہیں مانگتے تھے لیکن اُنکا ہنر منصفانہ طور پر حقیقی و مسیحی دینداری
سے مردود ہوتا اور برا ٹھہرتا ہی کیونکہ یہ بھلا ہی کہ ہر ایک شخص تجھسے
اے خداوند اقرار کرے اور یہ کہے کہ مجھپر رحم کر اور میری جان کو

اس لیے شفا دے کہ میں تیرا گنہگار ہوں اور تیری رحمت کو گناہ
کرنے کی اجازت نسمجھے بلکہ خداوند کی اس آواز کو یاد رکھے کہ
دیکھ تو چنگا ہو گیا پھر گناہ نکر ایسا نہو وے کہ تو بدتر بلا میں پھنسے
وے منجم اسی صحت بخش نصیحت کو ہلاک کرنا چاہکر لوگوں سے
یہ کہتے ہیں کہ تمھارے گناہ کا باعث خواہ مخواہ آسمان میں ٹھہرایا
گیا ہی اور فلانی دیبی نے یا فلانے دیوتے نے ایسا ہی کام
کیا ہی اُن کی ان باتوں سے البتہ یہ مراد ہی کہ انسان جو
گوشت اور لہو اور بوسیدگی پر مغرور ہی بیقصور ٹھہرے پر آسمان
اور ستاروں کا خالق اور ناظم قصوروار ٹھہرے اور وہ سوا ہمارے
خدا اور صداقت کی شیرینی و چشمہ کے کون ہی کیونکہ وہ ہر ایک کو
اُسکے کاموں کے موافق بدلا دیتا ہی اور دل شکستہ و پشیمان کو
حقیر نہیں جانتا ہی ؁

اُس وقت ایک عقلمند شخص نے جو فن طبابت میں نہایت
لائق اور نامور تھا میر مجلس ہو کر میرے سر پر جو اپنے تیکا نہیں

ہوا اچھا بازی کا تاج رکھ دیا لیکن یہہ کام طبیبانہ طور پر نہیں کیا
اسواسطے کہ ایسی بیماری کا تو ہی چنگا کرنے والا ہی کیونکہ تو مغروروں کا
سامنا کرتا ہی اور فروتنوں کو فضل بخشتا ہی لیکن کیا تو نے بوسیلے
اُس بزرگ شخص کے میرے ساتھ کچھ سلوک نہیں کیا اور میری روح
کی کچھ طبابت کرنے سے باز رہا کیونکہ میں اُس سے خوب واقف
ہو گیا اور اُسکے کلاموں پر مضبوطی اور قیام کے ساتھ لگا رہا کیونکہ
گو اُن میں عبارت کی آراستگی نتھی تو بھی قوت گویائی میں فرحت افزا
اور بلیغ تھے جب اُس نے میری گفتگو سے دریافت کیا کہ میرا دل
زائچہ بنانے والوں کی کتابوں میں لگا تھا اُسنے مہربانی کر کے مجھے
بزرگانہ طور پر سمجھایا کہ اُن کتابوں کو ترک کر اور اُس فکر اور محنت کو
جو فائدہ مند باتوں کے لیئے ضرور ہیں اُس بطالت میں ضائع
مت کر پھر اُسنے کہا کہ خود میں نے اپنی عمر کے پہلے برسوں میں
اُس ہنر کو اپنی زندگی کی گذران ہی کا وسیلہ اختیار کر کے سیکھا تھا
اور چونکہ طبیب بقراط کی کتابوں کو پڑھکر سمجھ لیا تھا اس لیئے



اگر اُن زائچے کی باتوں کو سیکھتا رہتا تو اُنکو جلد سمجھ سکتا تو بھی صرف
اس سبب سے اُس ہنر کو چھوڑ کر طبابت کو اختیار کیا کہ اُسکو [illegible]
جھوٹھا پایا اور چونکہ میں سنجیدہ شخص تھا اس لیے لوگوں کو دھوکھا
دیکر اپنی روزی حاصل کرنا گوارا نکیا اسپر اُسنے یہہ اضافہ کیا کہ تو علم
فصاحت جانتا ہی تاکہ آدمیوں کے درمیان اپنی اوقات بسری
کرے اس لیے تو فقط اپنی خوشی سے نہ اپنی ضرورت کے لیے
اس جھوٹھائی کی پیروی کرتا ہی اسی سبب سے تجھکو زیادہ لازم تھا
کہ میری بات کو یقین جان کیونکہ میں نے اس ہنر کے سیکھنے
میں کامل کوشش کی تاکہ فقط اسی کے وسیلے سے اپنی پرورش
کروں جب میں نے اُس سے یہ پوچھا کہ کیوں اُن زائچے
سے بہت سچی باتیں قبل از وقوع بتائی جاتی ہیں اُسنے اپنی لیاقت
کے موافق جواب دیا کہ بقوت اتفاق جو کل موجودات میں پھیلائی
ہوئی ہی یہ امر واقع ہوتا ہی کیونکہ اگر کوئی شخص اتفاق سے کسی
شاعر کے ورقوں کو جنکے مطالب اور مضامین اُسکی مراد سے

بہت مختلف ہوں کھل گئے اور اُن سے صلاح لینے کو جی چاہا پر
ایک بیت کو جو اُسکی مراد سے موافقت رکھتی ہو اکثر پڑھے تو کچھ
تعجب نہیں ہے کہ انسان کی روح سے بسبب ایک عظیم حس کے
جو اپنے اندر کے واقعات سے آگاہ نہیں ہے نہ حکمت سے بلکہ اتفاق
سے کوئی ایسا جواب پیدا ہووے کہ پوچھنے والے کی باتوں اور
کاموں سے موافقت رکھے پس اُس طبیب سے یا اُسکے وسیلے سے
تو نے یہ سب مجھے حاصل کرایا اور اُس بات کو بھی جسکو میں بعد ازاں
اپنی فہم سے تحقیق کر سکتا تھا تو نے میری قوت حافظہ میں
نقش کیا پر اُس وقت نہ وہ بزرگ اور نہ میرا عزیز دوست نبریدیوس
جو نہایت نیک جوان اور صاحب احتیاط تھا اور اُس تمام فرقہ
شگونی پر ہنستا تھا مجھکو سمجھا سکتا تھا کہ اُن باتوں کو ترک کرو
کیونکہ اُنکے مصنفوں کی لیاقت سے مجھ پر بہت اثر پیدا ہوا تھا
اور میں اب تک ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا ایسی یقینی دلیل پر نہ پہنچا کہ
وہ بغیر اشتباہ کے مجھ پر یہ ظاہر کرے کہ جب منجم لوگ بروقت صلاح

کے سچی باتوں کو قبل از وقوع کہتے تھے وے باتیں ستاروں کے
دیکھنے والوں کے فن سے بلکہ صرف اتفاق یا اندازے کی جانچ سے نکلیں

چوتھی فصل

اُن برسوں میں جب میں پہلے اُس شہر میں جہاں میرا وطن تھا
تعلیم دینے لگا مجھکو ایک بہت عزیز دوست ایک ہی علم کے پیرو ہونے
سے ملا وہ میرا ہم سن اور میری طرح اُسکا بھی گل شباب شگفتہ تھا وہ
میرے ساتھ لڑکپن سے بڑھتا آیا اور ہم دونوں ہم مکتب تھے اور
ایک ساتھ کھیلتے تھے لیکن اُس سے ہنوز مجھے ایسی دوستی تھی
جیسی کہ اُس وقت کے بعد ہوئی اور تب بھی ویسی نہیں جیسی حقیقی
روم ۵: ۵ دوستی ہوتی ہے کیونکہ جب تک کہ روح القدس سے جو ہمیں عنایت
ہوئی ہے ہمارے دلوں میں محبت نہیں بہائی جاتی ہے اور اُس باعث
سے ہم لوگ تیرے ساتھ لگے رہ کے دوستی میں تیرے ساتھ
پیوند نہیں کیے جاتے ہیں تب تک حقیقی دوستی پیدا نہیں ہو سکتی ہے



لیکن میری دوستی اُس جوان کے ساتھ ایک ہی علموں کے سیکھنے
کے جوش سے پختہ ہو کے نہایت ہی شیریں تھی کیونکہ میں سچے
مذہب کی طرف سے جس نے اُس جوان کے دل میں ہنوز مضبوطی
کے ساتھ جڑ نہیں پکڑی تھی اُسکو اُن باطل اور مضر قصوں کی طرف جنکے
سبب سے میری ماں مجھ پر رنج کرتی تھی پھیر دیا وہ میرے ساتھ اب دل سے
گمراہ ہوتا تھا اور میری جان اُسکی جدائی کی برداشت نہیں کر سکتی تھی
لیکن دیکھ تو اپنے آواروں کے نقش قدم پر چلا آتا تھا اے تو جو ایک
ساتھ انتقاموں کا خدا اور رحمتوں کا چشمہ ہی اور ہمیں اپنی طرف عجیب زبور ۹۴: ۱
طوروں سے متوجہ کرتا ہی دیکھ جب اُس شخص کے ساتھ میری دوستی
جو میری اُسوقت کی زندگی کی سب شیرینیوں سے بڑھکر شیریں تھی
ایک پورے برس تک نہیں رہی تھی تو نے اُسے اس دنیا سے لے لیا۔
کون ایسا شخص ہی کہ تیری ساری ستایشوں کو جنھیں اُس نے زبور ۱۰۶: ۲
فقط آپ ہی تجربہ کیا ہی گنے اے میرے خدا تو نے اُسوقت کون کام
کیا اور تیری عدالتوں کا عمق دریافت سے کس قدر باہر ہی کیونکہ زبور ۳۶: ۶



سخت بخار سے بیہوش اور بیمار ہو کے مدت تک موت کے پسینے میں
غرق تھا اور جب اُسکے پھر تندرست ہونے کی امید جاتی رہی اُس نے
بیخبری میں بپتسما پایا اور میں اُسوقت بیفکر ہو کے گمان کرتا تھا کہ بہ نسبت
اُس کام کے جو اُس بیخبری کے عالم میں کیا گیا تھا وہ بات جو اُس نے
مجھ سے قبول کی تھی اُسکی جان میں زیادہ قائم رہیگی لیکن اُسکا حال
کچھ دوسری طرح پر ہوگیا کیونکہ وہ آرام پا کے تندرست ہوگیا اور فی الفور
جب میں اُسکے ساتھ گفتگو کر سکتا تھا اور اُسکے چنگے ہوتے ہی یہہ
ممکن تھا کیونکہ میں نے اُسے کبھی نہیں چھوڑا اور ہم ایک دوسرے سے
بہت زیادہ مالوف تھے تب میں اُسکے ساتھ ہنسی کرنے لگا اور یہہ
سمجھتا تھا کہ وہ میرے ساتھ اس پر ہنسی کریگا کہ بالکل بیہوش اور بیخبر
ہو کے بپتسما پایا پر اُسکا بپتسما پانا اُسے اب معلوم ہوا لیکن مجھکو گویا دشمن
سمجھکر مجھ سے الگ ہو گیا اور عجیب طرح پر فوراً علٰحدگی قبول کر کے مجھے
جتایا کہ اگر تو میرا دوست رہا چاہتا ہی تو ایسی بول چال سے باز رہ آخر
مضطرب اور متعجب ہو میں نے اپنی سب خواہشوں کو جب تک وہ اچھا

تندرست ہو کے صحت کلی پائے دیا یا تاکہ میں اپنی مرضی کے مطابق
اُسکے ساتھ سلوک کروں پر وہ میری اس بے وفائی کی طرف سے متوجہ
تاکہ وہ تیرے ساتھ میری تسلی کے لیے محفوظ رہے تھوڑے دن
بعد جب میں غیر حاضر تھا اُسپر بخار پھر چڑھا اور یونہیں اُسکی وفات ہوئی
اس غم سے میرا دل بالکل تاریک ہو گیا اور جو کچھ میں دیکھتا تھا بجز موت
کے تھا میرا وطن مجھے ایک اذیت اور میرے باپ کا گھر ایک عجیب
ناخوش تھی اور جس جس امر میں ہم دونوں شریک ہوتے تھے سو اسکے نہ ہونے
کے سبب سے وہ امر موجب پریشانی اور اذیت کا میرے لیے ہو گیا
میری آنکھیں اُسے ہر جگہ ڈھونڈھتی تھیں پر وہ مجھے نہ ملتا تھا اور میں
ہر ایک جگہ سے جس میں وہ نہیں تھا نفرت رکھتا تھا اور لوگ مجھ سے
یہ نہ کہہ سکتے تھے کہ وہ آتا ہی جیسے کہ اُسکی وفات کے پہلے اُسکے غیر حاضر
رہنے پر کہتے تھے اور میرا حال میرے واسطے ایک معما بنا اور میں اپنی
جان سے پوچھتا تھا کہ تو کیوں اسقدر غمگین ہی اور کیوں مجھے بیچین زبور ۴۲: ۵
کرتی ہی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکا کیا جواب دے اور اگر میں کہتا





کہ خدا پر بھروسا رکھ تو وہ میری یہ بات نہ مانتی کیونکہ وہ عزیز دوست
جو اُسکی بابت سے کھو گیا تھا بہ نسبت اُس سایہ کے جسپر بھروسا رکھنے
کی تعلیم میری جان کو دی گئی تھی انسان ہونے کے سبب سے زیادہ
بھلا اور سچا تھا فقط رونا شیریں معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ میری جان کی
محبت میں میرے دوست کا قائم مقام ہوا ٭

پانچویں فصل

اب اے خداوند یہ سب گذر گیا اور میرا زخم وقت کے گذرنے
سے چنگا ہوا ہی کیا میں تجھ سے جو سچائی ہی سن سکتا اور اپنے دل کا
کان تیرے منہ کے پاس رکھ سکتا ہوں تاکہ تو مجھے یہ بتاوے کہ
کیوں رونا غمگینوں کو شیریں معلوم ہوتا ہی اگرچہ تو سب کہیں حاضر ہی
کیا تو نے ہم لوگوں کے دکھ کو اپنی طرف سے دور کر دیا ہی تو بھی
تو خود اپنے آپ میں رہتا ہی لیکن ہم طرح بطرح کی آزمائشوں میں
اِدھر اُدھر پھینکے جاتے ہیں پر اگر ہم لوگ تیرے کانوں کے پاس

غم نکریں کچھ امید ہم کو باقی نہ ہیگی بس اسکی کیا وجہ ہی کہ کراہنے اور
رونے اور آہ مارنے اور نالش کرنے سے جو زندگی کی تلخیاں میں
ثمر شیریں توڑا جاتا ہی کیا ان امور کی شیرینی ہماری یہ امید ہی کہ تو
سنتا ہی یہی بات دعا مانگنے کے حق میں سچی ہی کیونکہ اُن میں تجھ
نزدیک پہنچنے کی خواہش ظاہر ہوتی ہی کیا یہ بات اُس رنج کی
میں جو کھوئی ہوئی چیز کے لیے ہوتا ہی اور اُس غم کے حق میں بھی سچ
ہے میں اُسوقت دبا جاتا تھا سچی تھی کیونکہ میں نہ یہ امید رکھتا تھا
کہ میرا دوست پھر زندہ ہوگا اور نہ ایسی ہی دعا اپنے آنسوؤں میں
مانگتا تھا مگر میں صرف غم کرتا اور روتا تھا کیونکہ میں پریشان حال تھا
اور میری خوشی جاتی رہی تھی یا کیا رونا کڑوی چیز ہی اور بہ نفرت اُن
چیزوں کے جن سے ہم آگے خوش ہوتے تھے آیا وہ ہم کو اُسوقت جب
ہم اُن سے الگ ہوتے ہیں پسند آتا ہی ×



چھٹویں فصل

لیکن کیوں میں یہ باتیں کرتا ہوں کیونکہ یہ بھی سوال کرنے کا موقع نہیں بلکہ تیرے
پاس اقرار کرنیکا وقت ہی میں پریشان تھا اور ہر ایک جان جو فانی چیزوں
کی دوستی میں گرفتار ہی پریشان ہی اور جب اُنکو کھو دیتی ہی تب ٹکڑے
ٹکڑے ہوتی ہی اور فی الحال اپنی پریشانی کو جو اُنکے کھونے سے
پیشتر بھی تھی تجربہ کرتا ہی ایسا ہی میں اُسوقت تھا اور میں زار زار روتا تھا
اور تلخی پر تکیہ کرتا تھا یوں میں پریشان تھا اور میرے نزدیک میری
زندگی پریشان خود میرے اُس دوست کی نسبت زیادہ عزیز تھی کیونکہ
اگرچہ میں اُس پریشان زندگی کو بدلا چاہتا تھا تو بھی میں اسے بہ نسبت اُس
دوست کے کھو دینے سے زیادہ ناراض تھا بلکہ اب یہ مجھے معلوم نہیں کہ
اُس دوست کی خاطر کھو دینے سے ناراض ہوتا یا نہ ہوتا چنانچہ آرسیتس اور
پولیدیس کے حق میں یہ بیان بشرطیکہ کہانی نہ ہو کہا گیا ہی کہ وہ
خواہ ایک دوسرے کے لیے خواہ ایک ساتھ مرنا چاہتے تھے کیونکہ
ایک ساتھ زندہ رہنا اُنکو موت سے زیادہ برا لگتا تھا لیکن کوئی

نامعلوم خواہش خلاف اسکے مجھ میں پیدا ہوئی تھی کیونکہ مجھ میں زندگی کی نفرت کے ساتھ موت کی دہشت تھی شاید جسقدر میں اُس کو پیار کرتا تھا اُسقدر موت کو جس نے اسکو میری طرف سے اُٹھا لیا تھا نہایت ظالم دشمن جانتا تھا اور اُس سے نفرت رکھتا اور خوف اور اسواسطے کہ موت میرے دوست کو برباد کر سکتی تھی میں سمجھتا تھا کہ وہ جلد سب آدمیوں کو برباد کرینگی میں سراسر ویسا ہی تھا۔ اے میرے خدا یہ سب مجھے یاد آتا ہے میرے دل کو دیکھ اور اُسکے اندر نظر کر کیونکہ وہ مجھے یاد آتا ہے اے میری اُمید جو مجھکو ایسی خواہشوں کی ناپاکی سے پاک کرتا اور میری آنکھیں اپنی طرف پھیرتا اور میرے پاؤں پھندے سے نکالتا ہے کیونکہ میں تعجب کرتا تھا کہ جبکہ وہ جسکو میں غیر فانی سمجھکر پیار کرتا تھا مجھسے کھو گیا تھا تو بھی باقی لوگ جنکا مال فانی تھا زندہ رہتے تھے اور میں اسپر زیادہ تعجب کرتا تھا کہ میں جسکو وہ اپنی ذات کا جز جانتا تھا اُسکے مرنے کے بعد جیتا رہا کسی نے اپنے دوست کے حق میں خوب کہا ہے کہ وہ میری جان کا نصف ہے



کیونکہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں اور وہ ایک جان دو قالب تھا اور اسی سبب سے میرے لیے زندہ رہنا ایک دہشت کا باعث تھا کیونکہ میں نصف زندہ رہنا پسند نہیں کرتا تھا اور شاید اسی لیے مرنے سے بھی ڈرتا تھا تا نہووے کہ وہ جسکو میں بہت پیار کرتا تھا بالکل مرے ۔

ساتویں فصل

افسوس اُس دیوانگی پر جو انسان کو انسانیت کے ساتھ پیار کرنا نہیں جانتی ہے افسوس نادان انسان پر جیسا میں اُسوقت انسانی حالات کو بصبر برداشت نہیں کرتا تھا اس لیے میں جوش میں آتا اور آہ مارتا اور روتا اور مضطرب ہوتا تھا اور میرے پاس نہ راحت اور نہ مصلحت تھی کیونکہ میں اپنی شکستہ اور خونی جان کا بوجھ اُٹھائے پھرتا تھا تو بھی وہ میرے اُٹھانے سے راضی نہیں تھی اور اُسکے رکھنے کی جگہ مجھپر ظاہر نہیں ہوئی تھی نہ خوشنما بیابانوں نہ کھیلوں میں اور نہ خوش الحانی نہ خوشبودار مقاموں میں اور نہ عمدہ ضیافتوں نہ رنگ

وبستر کی خوشی میں اور آخرکار نہ کتابوں نہ مثنوی میں راحت پاتی
تھی سب چیزیں بلکہ روشنی بھی ہولناک معلوم ہوتی تھی اور سوائے ان
رونے کے جو کچھ وہ میرا دوست نہیں تھا سو میرے نزدیک نہایت برا
کریہہ تھا کیونکہ فقط انہیں باتوں میں مجھکو کچھ چین ملتا تھا لیکن
جب میری جان اُن سے برطرف ہوجاتی تھی تب پریشانی کا بڑا بوجھ
مجھے دباتا تھا تیرے پاس لے خداوندا اسکا اٹھا لینا اور تجھ سے
اسکا چنگا ہونا لازم تھا میں یہی جانتا تھا لیکن یہ نچاہتا اور نہ سکتا
تھا اور اسکی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ جب میں تیری بابت سوچتا تھا تو
میرے نزدیک کوئی مستحکم اور استوار شئے نہیں معلوم ہوتا تھا کیونکہ
نہ تو بلکہ ایک باطل سایہ اور میری گمراہی میرا خدا تھا اگر میں اپنا بوجھ اسکے
پاس اتارنا چاہتا تاکہ چین پاؤں تو وہ ایک خلو پر بہہ جاتی
اور پھر میری طرف دوڑی چلی آتی اور جہاں پر میں نہ رہ سکتا اور جہاں سے
میں نہ روانہ ہوسکتا وہیں اپنے لیے میں خود ایک ناخوش مقام بنا رہا تھا
کیونکہ کدھر میری جان آپ سے بھاگ سکتی تھی کدھر میں آپ سے



بھاگ سکتا تھا کدھر میں اپنا پیرو نہیں ہوسکتا تھا تاہم میں اپنے
ملک سے بھاگ گیا تاکہ میری آنکھیں میرے دوست کو اس جگہ میں
جہاں وے اُسے دیکھ نہیں سکتی تھیں نہ ڈھونڈھیں پس اسلیے میں
شہر تھاگاسطہ سے شہر قارطاج میں آیا ✦

آٹھویں فصل

اوقات خالی نہیں رہتی ہیں اور نہ کاہلی سے ہمارے حواس پر
گذرتی ہیں وے ہمارے دلوں میں عجائب امور پیدا کرتی ہیں دیکھو وے
روز بروز آتی اور گذرتی تھیں اور اپنے آمد و رفت سے میرے اندر دوسری
دوسری طرح کے تصوروں اور یادگاریوں کو نقش کرتی تھیں اور
رفتہ رفتہ مجھے میری قدیم طرح کی خوشیوں سے جنکے سامنے میرا
غم گھٹ جاتا تھا پھر آراستہ کرتی تھیں پر حقیقت میں انکے قائم مقام
نہ دوسرے غم بلکہ دوسرے غموں کے اسباب آئے کیونکہ جبکہ میرا
غم بآسانی میرے اندر داخل ہوا تھا کیا اسکی وجہ یہ نہیں تھی کہ میں ایک

فانی شخص کو اس طرح پیار کرتا تھا گویا کہ وہ کبھی نہ مریگا اور اس لیے
میں نے اپنی جان خاک میں ملائی تھی خصوصاً دوسرے دوستوں
کی تسلیوں سے میں بحال ہوتا اور تقویت پاتا تھا کیونکہ جس
میں تیرے عوض میں پیار کرتا تھا اسکو ان دوستوں کی صحبت میں
کرتا تھا اور یہی ایسا بڑا قصہ طول طویل جھوٹھ تھا کہ وہ ہماری جان
مرغوب تھا اور میرے کانوں کو محبوب پر ناپاک کرنیوالا تھا لیکن جب
میرے دوستوں میں سے کوئی مرتا تھا وہ قصہ میرے لیے نہ مرتا تھا
اور بے دوسری باتیں جو ان میں تھیں میرے دل کو زیادہ کھینچتی
تھیں آپسمیں بولنا ہنسنا اور ایک دوسرے کے ساتھ باری باری
نیک سلوک کرنا اور ایک ساتھ خوش کلام کتابیں پڑھنا اور ایک ساتھ
ٹھٹھے بازی کرنی اور ایک ساتھ سنجیدہ ہونا اور کبھی کبھی بغیر گرمجوشی
کے مختلف رائے ہونا جیسے کہ لوگ اپنے ساتھ ہوتے ہیں اور ایسی
اختلاف الرائے سے جو قلیل الوقوع ہووے ان اتفاق رائے کو
جو کثیر الوقوع ہوویں مزہ دار کرنا اور کبھی سکھلانا کبھی سیکھنا اور غیر حاضر

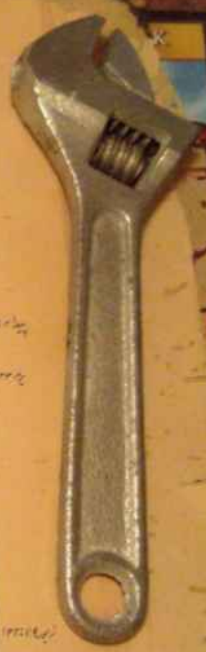


کے لئے بےصبری سے ترسنا اور ان سے جو آتے تھے خوشی سے
ملنا پس ایسے ہی نشان اور دوسرے بھی جو انکے منہ سے پیدا
انکے دل سے جو پیار کرتے تھے اور پیار کیے جاتے تھے
بوسیلۂ منہہ اور زبان اور آنکھ اور ہزار ہا خوشنما حرکات کے گل کے
گویا خشک ہیزم سے ہماری جانوں کو ایک ساتھ گلا کر آمیزش
کرتے تھے اور بہت دلوں کو ایک دل بناتے تھے +

نویں فصل

یہی دوستوں میں پیار کیا جاتا ہے بلکہ ایسا پیار کیا جاتا ہے کہ اگر
کوئی شخص اُسے جو پھر پیار کرتا ہے پیار نکرے یا اسے جو پیار کرتا
پھر پیار نکرے اور سوا نشانات مہربانی کے اسکی شخصیت کی طرف
سے کسی اور امر کی انتظاری نکرے تو اس آدمی کا دل اپنے کیو
ملزم ٹھہراتا ہے اسی وجہ سے کسی کے مرنے پر غم اور رنجیدگیوں
کی تاریکی پیدا ہوتی ہیں اور ہم لوگوں کا دل اُس شیرینی میں جو

تمھی سے مبدل ہوگئی ہی غوطہ زن رہتا ہی اور مرنے والوں کی جان
کی ہوئی زندگی کے سبب سے زندوں کی موت ہوتی ہی لیکن وہ
جو تجھکو اور تجھ میں اپنے دوست کو اور تیری خاطر اپنے دشمن کو پیار
کرتا ہی مبارک ہی کیونکہ جس شخص کے نزدیک سب کچھ اسمیں ہی کچھ بھی
نہیں جاتا ہی عزیز معلوم ہوتا ہی وہ اکیلا ہی کسی عزیز کو نہیں کھو دیتا
اور وہ جو کھویا نہیں جاتا ہی سوا ہمارے خدا کے ہاں اُس خدا کے
جس نے آسمان و زمیں کو بنایا اور خود اُن میں معمور ہوگیا ہی اور
کون ہی کیونکہ اُسنے خود اُن میں معمور ہوکر بنایا سوا اُس شخص کے
جو تجھے ترک کرتا ہی اور کوئی دوسرا تجھے نہیں کھو دیتا ہی اور وہ جو تجھے
ترک کرتا ہی کہاں جاتا ہی یا کہاں بھاگتا ہی مگر تیری رضامندی
سے علحدہ ہوکر تیری نارضامندی کی طرف جاتا ہی کیونکہ کہاں وہ
تیری شریعت کو اپنی سزا میں نہیں پاتا ہی اور تیری شریعت سچائی
ہی اور تو سچائی ہی +



دسویں فصل

اے خداوند رب الافواج ہمکو پھرا اور ہماری طرف اپنا چہرہ روشن کر
اور ہم بچ جاوینگے کیونکہ اگر انسان کی روح سوا تیری طرف کے
کسی اور طرف پھرے اور خوشنما چیزوں میں جو تجھ سے باہر اور اُس سے
بھی باہر ہیں لگے تو بھی غموں میں لگی رہیگی لیکن اگر ایسی خوشنما چیزیں
تیری طرف سے نہوتیں تو بالکل نہوتیں کیونکہ وے طلوع ہوتی اور
غروب ہوتی ہیں اور طلوع ہونے سے وے گویا ہونے لگتی ہیں اور وے
بڑھتی ہیں تاکہ تکمیل کو پہنچیں اور جب کامل ہیں پرانی ہوتی اور مرجھاتی
ہیں لیکن وے سب پرانی نہیں ہوتی ہیں پر سب مرجھاجاتی ہیں پس
جب وے طلوع ہوتی اور ہونے چاہتی ہیں تب جتنا ہی زیادہ وے
بڑھتی ہیں تاکہ وے ہوویں اُتنا ہی زیادہ وے جلدی کرتی ہیں تاکہ
نہوویں یہہ اُنکا طور ہی اُتنا ہی تو نے اُنکو بخشا ہی کیونکہ وے چیزوں
کے اجزا ہیں اور وے چیزیں ایک ساتھ کل نہیں ہوتی ہیں بلکہ گذر جانے
سے اور بجاے ایک دوسرے کے آنے سے وے سب مل کے

اُس کل کو جسکے اجزا وے ہیں پورا کرتی ہیں اور یوں ہماری گویائی
اُن نشانوں سے جو آوازوں کو پیدا کرتے ہیں تکمیل تک پہنچتی ہی
لیکن اگر ایک لفظ اپنے ہی حصے کو سُنانے کے بعد نہ گذر جاے
تاکہ دوسرا لفظ بجاے اُسکے آوے تو ہماری گویائی پوری نہوگی
تاکہ اِن سب باتوں کے سبب سے میری جان تیری ستایش کرے
اے خدا جو سب چیزوں کا خالق ہی لیکن ایسا نہو کہ اِن میں میری
جان بذریعہ حواس بدن کے محبت کے سریش سے چپک جاے
کیونکہ جہاں اُنکو جانا ہی وے جاتی ہیں تاکہ نہووین تو بھی وے روح
بوسیلے زبون خواہشوں کے پھاڑتی ہیں کیونکہ اُسکو ہونے کی
خواہش اور اُن چیزوں پر جن سے اُسکو محبت ہی تکیہ کرنے کی بھی
خواہش ہی لیکن اُن میں تکیہ کرنے کی جگہہ نہیں ہی کیونکہ وے پایدار
نہیں رہتی ہیں وے گذرتی جاتی ہیں اور کون بذریعہ جسمانی حس
کے اُنکی پیروی کرتا ہی یا اُنھیں جب وے حاضر ہیں تابعدار کرتا ہی
کیونکہ جسم کا حس آہستہ رو ہی اسلیئے کہ وہ جسم کا حس ہی اور جسم کے



حد وہی جسکے لیے بنایا گیا اُسکے لیے وہ کافی ہی لیکن اس لیے
کافی بھی نہیں ہی کہ اُن چیزوں کو جو اپنی مقرری روانگی کی جگہہ سے
اپنے مقرری انجام تک دوڑتی ہیں روک رکھے کیونکہ تیرے کلام
میں جسکے وسیلے سے وے بنائی گئیں وے یہہ سنتی ہیں کہ یہاں
سے اور وہاں تک ✦

گیارھویں فصل

اے میری روح ناداں مت ہو اور اپنے دل کے کان کو اپنی نادانی
کے تکرار سے بند مت کر اور تو یہہ بھی سُن کلام خود تجھے لوٹنے کے
لیے پکارتا ہی اور اُسکے پاس غیر مضطرب راحت کی ایسی جگہہ ہی کہ
اگر محبت اُسکو نچھوڑے تو وہ خود چھوڑائی نہیں جاتی ہی دیکھ یہہ سب
چیزیں گذرتی جاتی ہیں تاکہ دوسری چیزیں اُنکے قائم مقام ہوویں
اور یہہ ادنی عالم اپنے سارے اجزا سے مکمل ہو جائے لیکن خدا کا کلام
فرماتا ہی کہ کیا میں بھی کہیں گذر جاتا ہوں اے میری روح اُسکے پاس

اپنا مکان بنا اور چونکہ تو دھوکھا کھاتے کھاتے بالکل تھک گیا ہی
تو جو کچھ تجھے وہاں سے اُسپر ایمان لا اور جو کچھ تجھے سچائی سے
دستیاب ہوا ہے سچائی کو سپرد کر اور تو اسمیں سے کچھ نہیں کھوئیگا
اور تیری پژمردگی سرنو کھل اُٹھیگی اور تیری ساری بیماریاں شفا
پاوینگی اور تیرے فانی حصے نئی اشکال قبول کرکے تیرے ازسرنو بحال
رہینگے اور جہاں وے گذر کر جاتے ہیں وہاں تجھے نہ لیجاینگے بلکہ
وے تیرے ساتھ قائم رہینگے اور خدا کے حضور میں جو دائم و مستقیم
رہتا ہی ہمیشہ رہینگے ٭

تو کیوں گمراہ ہوکے اپنے جسم کی پیروی کرتی ہی چاہیے کہ وہ خود
متوجہ ہوکر تیری پیروی کرے جو کچھ جسم کے حواس کے وسیلے
تجھکو معلوم ہوتا ہی صرف ایک حصہ ہی تو اُس کل کو جسکے یے
حصے ہیں نہیں جانتا ہی تو بھی وے حصے تجھکو خوش کرتے ہیں لیکن
اگر کل کے سمجھنے کے واسطے جسم کے حواس کافی ہوتے اور اپنی
سزا کی خاطر بھی کل کے حصے میں راستی کے محدود نہوتے تو

تیری آرزو ہمیشہ ہوتی کہ جو کچھ حال میں موجود ہی گذر جائے تاکہ دوسری ہیں
تجھکو زیادہ خوش کریں کیونکہ جو کچھ ہم اسی جسم کے حس سے بولتے
ہیں تو سنتی ہی تو بھی تو یہ چاہتی ہی کہ ہر ایک کلمہ نہ ٹھہرے بلکہ گذر جائے
تاکہ دوسرے آویں اور تو کل کو سنے اسی طرح ہمیشہ جب کوئی ایک چیز
بہت چیزوں سے بنی ہی اور وے سب چیزیں جن سے وہ بنی ہی
ایک ساتھ نہیں رہتی ہیں تب اگر سب چیزیں اکٹھا حواس میں آویں
تو ایک ایک چیزوں سے بڑھکر ہمکو خوش کرتی ہیں لیکن ان سب سے
وہ جس نے سب چیزوں کو بنایا ہی کہیں بہتر ہو اور وہی ہمارا خدا ہی
وہ نہیں گذر جاتا ہی کیونکہ کوئی چیز اُسکی جانشین نہیں ہوتی ہی اگر اجسام
تجھکو خوش کریں تو اُنکے واسطے خدا کی تعریف کر اور اپنی محبت کو اُنکے
صانع کی طرف رجوع کر تا ایسا نہو کہ اُن کے سبب سے جنسے تو خوش ہوتی
ہی تو خدا کو ناخوش کرے ٭

بارھویں فصل



اگر روحیں تجھکو خوش کریں انھیں خدا میں پیار کر کیونکہ وے بھی
مبدل ہیں پر اُسمیں ملکر قائم رہینگی ورنہ وے گذرتی ہیں بلکہ گذر جاتی
ہیں پس اُنکو اُسمیں پیار کر اور اُسکے پاس جتنی روحیں تو لیجا سکے
اپنے ساتھ لیجا اور اُن سے یہ کہہ کہ اُسکو پیار کریں اُسکو پیار کریں
اُسی نے ان سب کو بنایا اور وہ دور نہیں ہی کیونکہ اُسنے اُنکو بنا
کے بعد نہیں چھوڑ دیا بلکہ وے اُس سے اور اُس میں ہیں دیکھو وہ کہاں
ہی کہاں ہم لوگ سچائی کو پیار کرتے ہیں وہ دل ہی کے اندر ہی
دل اُس سے گمراہ ہو گیا ہی اے خطا کارو اپنے دل پر لوٹو اور یسعیاہ ۴۶ : ۸
جسنے تمکو بنایا لگے رہو اُسکے ساتھ قائم ہو اور تم قائم رہوگے
آرام کرو اور تم آرام سے رہوگے کدھر ناہموار راہوں پر جاتے ہو کدھر جاتے
جس بھلی چیز کو تم پیار کرتے ہو وہ اُس سے ہی لیکن جسقدر وہ اُس سے
متعلق ہی اُسقدر بھلی اور شیریں ہی اور اگر وہ چھوڑا جاوے تو جو چیز
اُس سے ہووے وہ ناراستی سے پیار کیا جاتا ہی اور اسی سبب
راستی سے تلخ معلوم ہوتا ہی پس کس غرض سے تم بڑھتے بڑھتے

مشکل اور محنتی راہوں پر چلتے ہو جہاں تم آرام ڈھونڈتے ہو وہاں
وہ طلاق نہیں ہی جسے ڈھونڈتے ہو ڈھونڈھو لیکن جہاں ڈھونڈتے ہو
وہاں نہیں ہی تم اُس مبارک زندگی کو موت کے دیار میں ڈھونڈتے ہو
لیکن وہاں نہیں ہی کیونکہ جہاں زندگی خود نہیں ہی وہاں مبارک
زندگی کیونکر ہو سکتی ہی لیکن ہماری حقیقی زندگی یہاں نازل ہوئی اور
اُس نے ہماری موت کو اُٹھا لیا اور اپنی زندگی کی فراوانی سے اُسکو
قتل کیا اور اُس نے رعد کی طرح بڑی آواز سے ہم لوگوں کو پکارا
کہ ہم اُسکے پاس اُس پوشیدہ جگہہ میں جہاں سے وہ نکل کر ہمارے
پاس آیا لوٹیں بلکہ پہلے اُسی جگہہ میں جو کنواری کی رحم ہی جہاں اُسکی
منگنی انسانی خلقت یعنی ہمارے فانی جسم سے ہوئی تاکہ وہ ہمیشہ
زبور ۱۹ : ۵ کے لیے فانی نہ ہووے لوٹیں کیونکہ وہاں سے وہ دولہے کی مانند
خلوت خانے سے نکل آیا اور پہلوان کی طرح میدان میں دوڑنے سے
خوش ہوا تھا کیونکہ اُسنے دیر نہیں کی بلکہ دوڑ کے کلاموں اور افعال
اور موت اور زندگی اور نزول اور عروج سے پکارا ہاں اُس نے



بڑے زور سے ہم لوگوں کو اُسکے پاس لوٹنے کے لیے پکارا اور ہماری
نظروں سے روانہ ہوا تاکہ ہم اپنے دلوں پر لوٹیں اور اُسکو وہاں
پاویں کیونکہ وہ وداع ہوا اور دیکھو وہ یہاں ہی ہمارے ساتھہ ہی رہنا
سنجا ہا پر ہمکو بالکل نہیں چھوڑ دیا جہاں سے کبھی وداع نہوا وہاں چلا گیا
کیونکہ دنیا اُس سے بنائی گئی اور وہ اس دنیا میں تھا اور اس دنیا
میں گنہگاروں کے بچانے کے لیے آیا اور اُس سے میری روح
اقرار کرتی ہی اور وہ اُسے صحت بخشتا ہی کیونکہ میری روح نے اُسکا
گناہ کیا ہی اے بنی آدم کب تک تمہارے دل کاہل رہینگے آیا زندگی
بعد زندگی کے نازل ہونے کے بھی کیا تم اُٹھنا اور زندہ ہونا نہیں چاہتے
ہو لیکن چونکہ تم بلندی پر ہو اور اپنے منہہ سے آسمان کا مقابلہ کرتے ہو
کہاں چڑھوگے اُترو تاکہ چڑھ سکو اور چڑھکر خدا تک پہنچو کیونکہ اُسکے
خلاف اُٹھنے سے تم گر گئے ہو اے میری روح جتنی روحیں تو اپنے
ساتھہ خدا کے پاس لیجا سکتی ہی یوہیں اُنکو اُسکے پاس پہنچا دے اور
اُن سے یہہ باتیں کہہ تاکہ وے آنسوؤں کے نشیب میں روویں کیونکہ

اگر تو محبت کی آتش سے سوختہ ہوکر اُن سے اِسی طرح کہے تو اُنکی
روح کے الہام کی باتیں کہیگی ۔

تیرھویں فصل

اُس وقت میں ان باتوں کو نہیں جانتا تھا اور میں ادنیٰ حسینوں کو
پیار کرتا اور پستی کی طرف چلا جاتا تھا اور اپنے دوستوں سے کہتا
تھا کہ کیا سوا حسین چیز کے کسی دوسری چیز کو ہم لوگ پیار کرتے ہیں پس
حسین کیا ہی اور حسن کیا ہی جو کچھہ ہم لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیجاتا اور
ہمکو اُن چیزوں سے جنکو ہم پیار کرتے ہیں ملا دیتا ہی وہ کیا ہی کیونکہ اگر
اُن چیزوں میں خوشنمائی اور خوبصورتی نہوتی تو کسی صورت سے ہمکو اپنی
طرف نہ کھینچ سکتیں اور میں نے غور کیا اور دریافت کیا کہ خود اُن جسموں میں
اُنکے کامل مجسم ہونے سے ایک طرح کا حسن تھا اور دوسری طرح کا حسن اِس سے کہ ایک
چیز سے دوسری چیز کو مناسبت ہی جیسے کہ جزو بدن سے کل بدن کو
مناسبت ہی اور جوتی سے پاؤں کو اور علیٰ ہذا القیاس اور یہہ خیال میرے

فہم میں خانۂ دل سے پیدا ہوا اور میں نے حسن اور مناسبت پر شاید دو
یا تین کتابیں تصنیف کیں تو جانتا ہو اے خداوند کیونکہ مجھکو کچھ یاد نہیں
ہو رہے میرے پاس نہیں ہیں بلکہ میرے پاس سے جاتی رہیں اور
اور میں نہیں جانتا ہوں کہ وے کہاں گئیں *

چودھویں فصل

کس وجہ سے مجھ کو یہہ رغبت ہوئی کہ میں نے اُن کتابوں کو
شہر روم کے ہیریوس نام ایک بلیغ گو کے لئے لکھا کیونکہ اُس سے
مجھ سے شناسائی بھی نہ تھی پر میں اُسکے علم کی شہرت کے سبب سے
جسمیں وہ جلیل القدر تھا اُسکو پیار کرتا تھا اور میں نے اُسکی چند باتیں
بھی سنیں اور وے مجھ کو پسند آتی تھیں لیکن چونکہ وہ اوروں کو پسندیدہ
معلوم ہوتا تھا اور وے اُس سے متعجب ہو کے اُسکی تعریف اس لئے
کرتے تھے کہ وہ جسکا وطن ملک صور میں تھا پہلے یونانی بلاغت
میں تربیت پا کے عجیب طور کا لاطینی بلیغ بنگیا اور حکمت کی باتوں سے

بہت آگاہ ہوا تھا اس لئے وہ مجھے زیادہ تر پسندیدہ معلوم ہوتا تھا
پس ایک شخص کی تعریف ہوتی ہو اور وہ اپنے پس غیبت میں پیار
کیا جاتا ہو کیا یہہ پیار تعریف کرنیوالے کے مُنہہ سے نکل کے
سننے والے کے دل میں داخل ہوتا ہو ہرگز نہیں لیکن ایک شخص سے
جو پیار کرتا ہو دوسرا شخص جوش میں آتا ہو کیونکہ وہ جسکی تعریف ہوتی
ہو اس سبب اوروں کے نزدیک پیارا بنتا ہو کہ اُنکی دانست میں تعریف
کرنیوالا اُسکو بیریا دل سے سراہتا ہو یعنی اُسکی تعریف اُسکے پیار کرنیوالے
سے ہوتی ہو *
اُسی طرح میں اُسوقت آدمیوں کو آدمیوں ہی کی منصفی پر اور نہ تیری
منصفی پر اے میرے خدا جس سے کوئی شخص دغا نہیں کھاتا ہو پیار
کرتا تھا لیکن کیوں نہ ایسے اوصاف کے واسطے جیسے عمدہ گاڑیبانوں
میں یا تماشائی شکاریوں میں جو ایک طرح کی عام ناموری سے بہت مشہور
ہو پائے جاتے ہیں بلکہ کہیں دوسرے اور سنجیدہ طور پر اور جس طور پر
میں خود ممدوح ہوا چاہتا تھا میں اُن لوگوں کو پیار کرتا تھا کیونکہ میں

رضی نہیں تھا کہ تماشائی نقالوں کی طرح اگرچہ میں خود اُنکو سراہتا اور
پیار کرتا تھا میری تعریف ہووے اور میں پیار کیا جاؤں مگر عکس کے
بے شہرت رہنا اور نہ اُسی طرح مشہور ہونا بلکہ متنفر ہونا اور نہ اُسی طرح
پیار کیا جانا مجھکو پسند آتا تھا کہاں ایک ہی دل میں ایسی مختلف اور
متفرق محبتوں کی رغبتیں منقسم کیجاتی ہیں پس کیوں میں اُس بات کو
جسکو اگر میں نفرت کے لائق نجانتا تو اُسکو اپنی طرف سے محو اور رد
نکرتا لیکن دوسرے شخص میں پاکر پیار کرتا ہوں کیونکہ ہم دونوں برابر آدمی
ہیں اور اگرچہ وہ شخص جو اچھے گھوڑے کو پیار کرتا ہی اگر خود وہ شخص وہی
گھوڑا بن سکتا تو ایسے بننے سے منکر ہوتا تو بھی اس سے یہ نتیجہ نہیں
نکلتا ہی کہ وہ بات نقالوں کے حق میں جو ہماری ذات میں شریک ہیں
راست ٹھہرے پس کیوں میں جو آدمی ہوں دوسرے آدمی میں اُس
بات کو جو میں خود بننا ناپسند کرتا پیار کرتا ہوں آدمی خود ایک بڑا عمیق
ہی پر اُسکے بالوں کو تو گنتا ہی اے خداوند اور تیری اجازت کے بغیر متی ۱۰: ۲۹ و ۳۰
وے زمیں پر نہیں گرتے ہیں لیکن بہ نسبت اُسکی خواہشوں اور دل کی

جنبشوں کے اُسکے سر کے بال کہیں آسانی سے گنے جا سکتے ہیں؟
لیکن وہ بلیغ گو اس قسم کا تھا کہ میں اُسکی محبت میں مبتلا ہو کر خود ویسا
افس ۲: ۲ ہی بننا چاہتا تھا اور میں بہت سربلند تکبر سے گمراہ ہوتا تھا اور ہر ایک
ہوا سے پھیرا جاتا تھا تو بھی میری رہنمائی بڑی پوشیدگی میں تجھسے
ہوتی تھی اور کہاں سے میں جانتا ہوں اور کہاں سے میں اقرار
تجھسے کرتا ہوں کہ خصوصاً اُن باتوں کے لیے جنکے واسطے وہ
تعریف پاتا تھا بلکہ اُسکے تعریف کرنیوالوں کے پیار کے سبب میں
اُسکو پیار کرتا تھا کیونکہ اگر جنھوں نے اُسکی تعریف کی نہ اُسکی تعریف
بلکہ اُسکی مذمت کرتے اور وہی باتیں جنکو اُنھوں نے اُسکی تعریف میں
کہا اُسکی مذمت اور حقارت کرنے میں کہتے تو مجھکو اُسکی طرف ویسی
دلسوزی اور رغبت جان ہوتی تاہم نہ وے باتیں دوسری ہوتیں اور نہ
وہ شخص دوسرا ہوتا بلکہ فقط اُن مفسر لوگوں کی طبیعت دوسری ہوتی کیونکہ دیکھ
کہ کہاں وہ روح جو تیری سچائی کے استحکام سے نہیں لگی رہتی ہے ضعیف
سے پڑی رہتی ہے جیسے کہ زبان کی نسیم کی موجیں خود رائے لوگوں

کے سننے سے جیتی ہیں اسی طرح سے وہ روح ادھر ادھر متحرک ہوکر
آگے پیچھے پھینکی جاتی ہی اور اُسکے لیے روشنی پر تاریکی پھیل جاتی ہی اور
سچائی اسکو دکھائی نہیں دیتی ہی لیکن دیکھو سچائی ہمارے سامنے ہی ہی
نزدیک یہہ بڑی بات تھی کہ ہیریوس کو میری تصنیفات معلوم
ہوئیں اور اگر وہ اُنھیں پسند کرتا تو میرے دل کا جوش بڑھتا پر اگر وہ اُنھیں
ناپسند کرتا تو میرا نادان دل جو تیرے استحکام سے خالی تھا زخمی ہوتا
لیکن میں حسن اور مناسبت پر جسپر میں نے اُسکے لیے کتاب تصنیف
کی خوشی کے ساتھ اپنے دل میں غور اور اندیشہ کرتا تھا اور گو کہ اس کام
میں میرا کوئی شریک نہ تھا تو بھی میں اُس سے متعجب ہوتا تھا ✦

پندرھویں فصل

لیکن میں یہہ نہیں دیکھتا تھا کہ کس بنیاد پر یہہ بڑی بات تیری حکمت
میں منحصر ہی اے قادر مطلق جو اکیلا ہی معجزوں کو کرتا ہی اور میری عقل زبور ۷۲ : ۱۸
اس بات کو جسمانی اشکال میں ڈھونڈھتی پھرتی تھی اور میں حسن اور

مناسبت کی تعریف تمیز میں یہہ بیان کرتا تھا کہ وہ جو بذاتہ خوشنما ہی حسن
ہی اور وہ جو کسی دوسری شئے کے مطابق ہونے سے خوشنما ہی مناسب
اور جسمانی نظارے سے ان باتوں کی تائید کرتا تھا اور میں روح کی
ماہیت پر غور کرنے لگا اور وہ غلط خیال جو مجھکو روحانی باتوں کی
بابت تھا مجھے سچائی کے جاننے سے باز رکھتا تھا لیکن سچائی
کی قوت آپ ہی سے میری آنکھوں میں گھستی تھی اور میں نے اپنی
عقل مضطر کو بیجسم شئے کی طرف سے نکال کے خطوط اور رنگوں اور
جسیم و قد آور چیزوں پر پھیرتا تھا اور جب کہ میں ان چیزوں کو اپنی روح
میں نہیں دیکھ سکتا تھا میں سمجھتا تھا کہ میں روح کو نہیں دیکھ سکتا تھا
اور چونکہ مجھکو بھلائی میں اتفاق پسندیدہ اور برائی میں اختلاف تنفر
معلوم ہوتا تھا میں نے بھلائی میں یکتائی اور برائی میں ایک طرح کی
تقسیم پائی اور میں گمان کرتا تھا کہ یکتائی میں روح ناطقہ اور سچائی
کی حقیقت اور سب سے بڑی بھلائی کی حقیقت موجود ہیں لیکن میں
بدبختی سے یہہ تصور کرتا تھا کہ تقسیم میں غیر ناطق جان کا ایک طرح کا

نامعلوم جوہر اور سب سے بڑی برائی کی حقیقت موجود ہیں مگر سب سے
بڑی برائی نہ فقط جوہر بلکہ حقیقی زندگی بھی ہے تو بھی تیری طرف سے
اے میرے خدا جسکی طرف سے سب کچھ ہے یہ زندگی نہیں ہے اور میں
نے پہلی کو روح بے تذکیر و تانیث سمجھکر توحید نام رکھا پر دوسری کو
تثنیہ نام رکھا چنانچہ مجھکو مظالم میں غصہ اور بد وضعوں میں شہوت
معلوم ہوتی تھی لیکن میں بے سمجھی بات بولتا تھا کیونکہ میں نے نہ جانا
اور یہ سیکھا تھا کہ برائی کوئی جوہر نہیں ہے اور ہماری روح سب سے بڑی
اور غیر مبدل بھلائی ہے +

جس طرح پر اگر روح کی وہ طاقت جس سے شدت کے کام سرزد
ہوتے ہیں نجس ہو کے اپنے آپ کو شوخی اور بے ترتیبی سے متحرک کرے
تو مظالم پیدا ہوتے ہیں اور اگر جان کی وہ قوت جس سے ہماری خواہشیں
ملتی ہیں تابع میں نجس ہے تو شہوتیں پیدا ہوتی ہیں اُسی طرح پر اگر خود روح
ناطقہ نجس ہووے تو گمراہیاں اور خیالات غلط گفتگو کو ناپاک کرتے
ہیں جیسے کہ میری روح اُسوقت تھی کیونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ میری

روح کو کسی دوسرے نور سے منور ہونا درکار تھا تاکہ وہ سچائی کو حاصل
کرے کیونکہ وہ سچائی کی ذات میں سے نہیں ہے کیونکہ تو میرا چراغ روشن
کرتا ہے اے خداوند میرے خدا تو میرے اندھیرے کو اجالا کرتا ہے اور
تیری بھرپوری سے ہم سبھوں نے پایا کیونکہ حقیقی نور تو تھا جو دنیا میں
آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے کیونکہ تجھ میں نہ تبدل اور نہ پھرنیکا سایہ ہے
لیکن میں تیری طرف کو قدم بڑھائے جاتا تھا اور تیری طرف سے
ہٹایا جاتا تھا تاکہ میں موت کی لذت چکھوں کیونکہ تو مغروروں کا سامنا
کرتا ہے لیکن بسکہ میں عجیب طرح کی دیوانگی سے یہ سمجھتا تھا کہ جو تجھ میں ہے
وہی میں بھی ذات سے ہوں تو اس سے بڑھکر کون دیوانگی ہو سکتی ہے کیونکہ
اگرچہ میں متبدل تھا اور میرا متبدل ہونا اس سے ظاہر تھا کہ دانشمند
بننے کی خواہش مجھ میں تھی سو کم بھلی شخص کی خواہش یا وہ بھلے ہو جانے
کے لیے ہے تو بھی خصوصاً تجھ کو متبدل جاننا پسند آتا پر اپنے آپ کو وہی
جو تو ہے سمجھنا ناپسند نہیں ہوتا تھا اسی سبب سے میں تیری طرف سے ہٹایا
جاتا تھا اور تو میری گردن کشی کا مقابلہ کرتا تھا اور میں جسمانی اشکال کو

اپنے تصور میں ایجاد کرتا تھا اور میں جو جسم تھا جسم کی مذمت کرتا تھا اور
ایک ایسی ہوا ہو گے جو گذر جاتی ہی تیری طرف کو نہیں لوٹتا تھا اور چلتا
چلتا اُن باتوں تک نہ تجھ میں اور نہ مجھ میں اور نہ کسی جسم میں بھی ہست
ہیں پہنچتا تھا ۔ نہ تیری سچائی سے میرے لیئے بلکہ میری نادانی سے
جسم میں سے متصور کی گئیں اور میں تیرے چھوٹے ایمانداروں سے جو میرے
ہم شہر تھے اور جنسے میں بے سمجھے خود جلاوطن ہوا تھا ہرزہ گو اور زبان
ہو کر کہتا تھا کہ کیوں روح جسکو خدا نے بنایا ہی گناہ کرتی ہی لیکن میں
یہہ سوال سننا ناپسند کرتا تھا کہ کیوں خدا گمراہی کرتا ہی اور میں اس
بات پر قائم رہتا تھا کہ تیری غیر متبدل ذات کبھی کبھی مجبور ہو کے گمراہی
کرتی تھی مگر یہہ اقرار کرنا مجھے پسند نہیں آتا تھا کہ میری متبدل ذات اپنی مرضی
سے گمراہ ہو گئی اور اب بطور سزا کے غلط خیالات میں پڑی رہتی تھی ۔

میں نے اپنے چھبیس یا ستائیس برس کی عمر میں اُن کتابوں کو
تصنیف کیا اور اس کام میں اُن جسمانی تصوروں پر جو میرے دل کے
کانوں میں گونجتے تجھے خیال کرتا اور اُنکو تیری خوش الحانی میں اے

شیریں سچائی میں ہل رہا اور حسن اور مناسبت پر غور کرتا اور بہت چاہتا تھا
کہ کھڑا ہو کے تیری سنوں اور دولہے کی آواز پر نہایت خوش ہوؤں
مگر میں یہہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ میں اپنی گمراہی کی آرزوؤں سے باہر
نکالا جاتا اور اپنی مغروری کے بوجھ سے بہت ہی پست گڑھے میں
گرایا جاتا تھا کیونکہ تو نے مجھے خوشی و خرمی نہیں سنائی تھی اور میری ہڈیاں
جو ہنوز توڑی نہیں گئی تھیں مسرور نہیں ہوتی تھیں ۔

سولھویں فصل

اور مجھہ کو اس سے کیا فائدہ تھا کہ جب میرے بیسویں برس کے
کچھہ پیشتر حکیم ارسطو کی ایک کتاب جسکو مقولات عشر کہتے ہیں میرے ہاتھ
آئی اور جب میرا اُستاد علم فصاحت قارطاج میں اور دوسرے لوگ
جو عالم گنے جاتے تھے اُسپر منہہ پھلا کر بکتے تھے میں اُنکو کوئی بڑی اور
خدائی بات جانکر اُنکے نام پر منہہ بائے رہجاتا تھا تو بھی میں نے خود بخود
اُنکو سیکھا اور سمجھا اور جب میں نے اُنکی بابت اور لوگوں کے ساتھ

گفتگو کرنے میں اُن سے یہہ سُنا کہ بعض بڑے ہوشیار اُستادوں کے گرد
جو نہ فقط زبان سے اُن باتوں کا بیان کرتے تھے بلکہ اُنکی نسبت
اشکال کو ریگستان پر بھی کھینچتے تھے اُنھوں نے بمشکل اُن باتوں کو
سمجھا تو بھی جسقدر میں نے خود بخود پڑھکر سیکھا وے لوگ اُس سے
بڑھکر اُنکا بیان نہیں کر سکتے تھے اور مجھکو اُس کتاب میں یہہ باتیں بڑی
صفائی کے ساتھہ مندرج معلوم ہوتی تھیں یعنی جواہر جیسے کہ آدمی ہی
اور اُنکے کیوف جیسے کہ آدمی کی شکل کس طرح کی ہی اور قد جیسے کہ کئی
ہاتھہ کا ہی اور نسبت جیسے کہ کسکا بھائی ہی یا کس مکان میں رہتا ہی
یا کس زمان میں پیدا ہوا ہی یا اُسکی بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی وضع ہی یا
جوتی یا زرہ بکتر پہننے کا آئین ہی یا فعل کرتا ہی یا انفعال اُٹھاتا ہی اور سب بیشمار
چیزیں جو اُن مقولات تسع میں جنکی مثالیں میں نے ابھی دی ہیں یا
اُس اول مقولہ میں جو جوہر ہی مشتمل ہیں ❖
مجھکو اس سے کیا فائدہ تھا کیونکہ میں اُس سے رُک گیا جبکہ میں
یہہ سوچتا تھا کہ جو کچھہ ہی سو اُن مقولات عشر میں مندرج ہی اس لئے میں

اُسی طرح تجھہ کو اے خداوند خدا جو عجیب طور پر واحد اور غیر متبدل ہی سمجھنے
کی کوشش کرتا تھا پر میں اپنی اس تفتیش میں اس غلط شرط کو [illegible]
کرتا تھا کہ تو اپنی بڑائی اور حسن کے تابع ہی گویا کہ وے تجھہ میں
جیسے کہ کیوف جوہر میں ہیں موجود تھیں لیکن برعکس اسکے تو خود ہی بڑائی
اور اپنا حسن ہی مگر کوئی جسم بسبب بڑے اور حسین ہونے کے جسم نہیں
ہوتا ہی کیونکہ اگر وہ کم بڑا یا کم حسین ہوتا تو بھی وہ جسم ہی رہتا لیکن جو
باتیں تیرے حق میں سوچتا تھا سو نہ سچائی بلکہ جھوٹھائی تھی اور نہ
تیری مبارک حالی کی حقیقتیں بلکہ میری پریشان حالی کی مجازی باتیں
تھیں کیونکہ تو نے فرمایا تھا اور یونہیں مجھہ میں ہوا تھا کہ زمین مجھہ میں
پیدا ۳: ۱۸، ۱۹ کانٹے اور اونٹکٹارے پیدا کرے اور میں اپنی پیشانی کے پسینے کے ساتھہ روٹی کھاؤں
اور مجھکو اس سے کیا فائدہ تھا کہ جتنی کتابیں اُن علوم کی جو لوگوں
میں عمدہ گنے جاتے ہیں میرے ہاتھہ آئیں اُنکو میں جو بری خواہشوں کا ادنی
غلام تھا خود بخود پڑھکر سمجھتا اور اُن سے حظ اُٹھاتا تھا پر یہہ نہیں جانتا
تھا کہ جو سچی اور یقینی باتیں اُن علوم میں تھیں سو کہاں سے آئیں کیونکہ

میں اپنی پیٹھ کو نور کی طرف اور اپنے منہ کو اُن چیزوں کی طرف جو اُس
سے منور تھیں رکھتا تھا اسی وجہ سے میرا منہ جس سے میں منور چیزوں کو
دیکھتا تھا خود منور نہیں ہوتا تھا پر جو کچھ علم بلاغت یا منطق یا ریاضی یا
موسیقی میں تحریر تھا اسکو میں نے خود بخود بغیر بہت وقت کے یا بلا مدد
اُستاد کے سمجھا تو جانتا ہے اے خداوند میرے خدا کیونکہ زود فہمی اور تیزی
تیری ہی بخششیں ہیں لیکن اُنکے وسیلے سے میں نے تیرے لئے
نذر نہیں گذرانی لیکن وے طاقتیں نہ میرے فائدہ میں بلکہ میرے
نقصان میں آئیں کیونکہ میں اپنے جوہر ذات کے ایسے ہی بڑے حصہ کو
اپنی حفاظت میں سپرد کرنیکا متفکر ہوتا تھا اور میں اپنی قوت کو تیرے
لئے نہیں رکھتا تھا لیکن تیری طرف سے دور ملک میں سفر کرتا تھا لوقا ۱۵: ۱۳
تاکہ اُسکو عیاشیوں میں صرف کروں کیونکہ عمدہ قوتوں سے جب تک
کہ میں اُنکو استعمال میں نہیں لاتا تھا مجھے کیا فائدہ تھا کیونکہ جب تک
میں اَوروں سے اُن علموں کا بیان نہیں کرتا تھا تب تک مجھکو نہیں معلوم ہوتا
تھا کہ وے بڑے ذہینوں اور محنتیوں کو بھی مشکل حاصل ہوتے ہیں کیونکہ جو

طالب میرے بیانات علمی کے پیرو ہونے میں بہت کوشش کرتا تھا
وہ سب سے زیادہ سبقت لیجاتا تھا۔
لیکن مجھکو اس سے کیا فائدہ تھا کیونکہ میں سمجھا کہ اے خداوند خدا جو
سچائی ہے ایک وسیع اور منور جسم اور اپنے آپ کو اُس جسم کا جز جانتا تھا
حیف تجھ پر اے بیحد سرکشی لیکن میں خود اُسقدر سرکش تھا مجھکو شرم نہیں
آتی ہے کہ تجھ سے اے میرے خدا تیری رحمتوں کا اقرار جو تو نے مجھ پر
ظاہر کیں کروں اور تیرا نام لوں کیونکہ مجھ کو اپنی کفریات آدمیوں کے
سامنے اظہار کرنے اور تیرے برخلاف بھونکنے میں شرم نہیں معلوم ہوتی
تھی لیکن مجھکو کیا فائدہ تھا کہ میرا فہم اُن علموں میں تیز تھا اور میں اُن
سب پیچیدہ نوشتوں کو بلا مدد تعلیم انسانی کے حل کرتا تھا کیونکہ میں
بڑی بد وضعی اور بیدینی اور بیعزتی کے ساتھ مذہبی علم میں گمراہ ہوتا تھا
پھر تیرے بچوں کو کہیں زیادہ کند ذہن ہونے سے کیا نقصان تھا کیونکہ
وے تیری طرف سے دور نہیں گئے تاکہ تیری کلیسیا کے گھونسلے میں
بسلامتی پردار ہوویں اور سلیم ایمان کی خوراک سے اپنی محبت کے بازو ں

کی پرورش کریں اے خداوند ہمارے خدا ہمکو اپنے پروں کے سایہ
تلے امیدوار رہنے دے اور ہماری حفاظت کر اور ہمکو اُٹھا لیجا ہماری
کم سنی سے لیکے ہمارے بالوں کے سفید ہونے تک تو ہمکو اُٹھا لیجا
ہی کیونکہ جب ہماری پایداری تو ہی ہی تب ہماری پایداری ہی پر جب
ہماری ہی ہی تب ناپایداری ہی ہماری بھلائی ہمیشہ تیرے پاس زندہ
رہتی ہی اور جب ہم وہاں سے پھرتے ہیں تب برائی کی طرف جاتے
ہیں ہمکو اب اے خداوند اپنی ہی طرف پھر آنے دے تاکہ ہم ہلاکت کی طرف
نہ پھیرے جائیں کیونکہ تیرے پاس ہماری بھلائی بلا کسی نقصان کے
جیتی ہی اور وہ بھلائی تو ہی ہی اور اگرچہ ہم لوگ وہاں سے گر گئے ہیں
تو بھی شک نہیں ہی کہ لوٹنے کی جگہ ہی یا نہیں کیونکہ ہماری غیرحاضری
کے سبب سے ہمارا مکان جو تیری ہمیشگی ہی نہیں گرا ؞

پانچواں باب

پہلی فصل

میرے اقراروں کی قربانی کو بوسیلہ میری زبان کے جسکو تو
نے بنا کے اپنے نام سے اقرار کرنے کے لیے ترغیب دی قبول کر اور
میری ساری ہڈیوں کو شفا بخش اور انھیں کہنے دے کہ کون تیرے
موافق ہی کیونکہ وہ شخص جو تجھ سے اقرار کرتا ہی تجھے اُس بات سے
جو اُسمیں واقع ہوتی ہی آگاہ نہیں کرتا ہی کیونکہ وہ دل جو بند ہی تجھ کو
داخل ہونے سے باز نہیں رکھتا ہی اور انسان کی سخت دلی تیرے ہاتھ کو
نہیں ہٹاتی ہی لیکن تو اپنی مرضی کے مطابق خواہ رحم کر کے خواہ انتقام
لیکے اُسکو کشادہ کرتا ہی اور کوئی ایسا شخص نہین ہی کہ اپنے تئیں تیری

گرمی سے پناہ دیوے پر ایسا ہو کہ میری جان تیری ستایش کرے
تاکہ تجھے محبت رکھے اور تجھ سے تیری رحمتوں کا اقرار کرے تاکہ تیری
ستایش کرے یہہ تیری ساری خلقت یعنی انسان کی روح اپنے منہ
کے وسیلے سے جو تیری طرف متوجہ ہی اور خلقت جاندار اور خلقت بیجان
بوسیلہ منہہ اُن مخلوقوں کے جو اُنپر غور کرتے ہیں تیری ستایشوں میں
دم نہیں لیتی اور خاموش نہیں رہتی ہیں تاکہ ہماری جان اپنی ماندگی
سے اُٹھکر اور اُن چیزوں پر جنھیں تو نے بنایا تکیہ کر کے تیری طرف
جس نے اُنکو عجیب طور پر بنایا روانہ ہووے اور وہاں تازگی اور سچی طاقت ہی

دوسری فصل

وے جو بے چین اور بے دین ہیں تیری طرف سے چلے جائیں بلکہ
بھاگ جائیں تو بھی تو اُنکو دیکھتا ہی اور اندھیرے کو جدا کرتا ہی اور دیکھ
سب چیزیں اُن لوگوں کے نزدیک حسین ہیں پر وے خود بدوضع
ہیں اور اُنھوں نے کیا ضرر تجھکو پہنچایا یا کس بات میں تیری حکومت کو

جو آسمان سے اس دنیا سے دنی تک عادل اور کامل ہی معزول کیا کیونکہ
جب وے تیرے منہ کی طرف سے بھاگتے ہیں کہاں بھاگ جاتے
ہیں یا کہاں تو اُنکو نہیں پاتا ہی لیکن وے بھاگتے ہیں تاکہ تجھے جو اُنکو
دیکھتا ہی نہ دیکھیں اور اندھے ہو کر تجھ سے ٹھوکر کھاویں کیونکہ تو اُن
سبھوں میں سے جنکو تو نے بنایا ہی کسی کو نہیں چھوڑتا ہی پس ناراست
لوگ بھاگیں تاکہ تجھ سے ٹھوکر کھاویں اور راستی سے تکلیف اُٹھاویں
کیونکہ وے اپنے تئیں تیری حلم دلی سے دور کرتے ہیں اور تیرے
عدل کے سبب ٹھوکر کھاتے ہیں اور اپنی سخت دلی پر گرتے ہیں وے
البتہ یہہ نہیں جانتے ہیں کہ تو جو کسی مقام میں محدود نہیں ہوتا ہی سب
کہیں ہی اور اُنکے نزدیک بھی جو تجھ سے دور ہوتے ہیں تنہا حاضر ہی
پر وے متوجہ ہو کر تیری تلاش کریں کیونکہ جیسے کہ اُنھوں نے اپنے
خالق کو ترک کیا ہی ویسا ہی تو نے اپنی خلقت کو نہیں ترک کیا ہی وے
خود متوجہ ہو کر تیری تلاش کریں اور دیکھ تو اُنکے دل میں ہی ہاں تو اُنکے
اقرار کرنیوالوں کے دل میں ہی اور وے اپنے تئیں تیرے سامنے

گر اب بھی میں اور اپنی سخت راہوں کے بعد تیری گود میں [illegible]
تو ملایمت سے اُنکے آنسوؤں کو پونچھتا ہی اور وے زیادہ [illegible]
ہیں اور رونے سے خوش ہوتے ہیں کیونکہ تو اے خداوند نہ کوئی آدمی
جو جسم اور خون ہی بلکہ تو اے خداوند جس نے اُنکو پیدا کیا ہی اُنکو از سر نو
پیدا کرتا ہی اور اُنکو تسلی بخشتا ہی اور جب میں تیری تلاش کرتا تھا تو
میں کہاں تھا اور تو میرے سامنے تھا پر میں اپنی طرف سے بھی چلا گیا
تھا اور میں اپنے آپ کو نہیں پاتا تھا پس میں کسقدر تیرے پاک [illegible]

تیسری فصل

میں اپنی عمر کے اُنتیسویں برس کا حال اپنے خدا کی نظروں کے
سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں فرقہ مانی کا ایک بیس مسمی فوستس جو
شیطان کا بڑا پھندا تھا قرطاج میں آیا اور اُس نے بہتیرے لوگوں کو
اپنی شیرین گفتاری کی ترغیب سے پھنسا لیا تھا پر اگرچہ میں اسی سبب
سے اُسکی تعریف کرتا تھا تو بھی میں اُسکی شیرین گفتاری کو اُن حقیقی باتوں

سے جنکے جاننے کا میں مشتاق تھا تمیز کر سکتا تھا اور میں نظر
گویائی پر بلکہ اُس علم پر جسکو اُن لوگوں کا ممدوح فوستس میری روحانی
خوراک کے لیے میرے سامنے رکھتا تھا خاص نگاہ کرتا تھا جسکو اُسکے
آنے کے قبل شہرت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ سب عمدہ علوم سے
آگاہ اور جملہ فنون میں تجربہ کار تھا چونکہ میں نے حکیموں کی کتابوں کو
بہت پڑھا تھا اور اُن میں سے بہت مضامین کو حفظ کر لیا تھا اس
لیے میں نے اُنکی چند باتوں کو مانی لوگوں کے طویل قصوں سے
مقابلہ کیا تو مجھکو حکیموں کی باتیں اُن سے زیادہ صحیح معلوم ہوتی
تھیں لیکن گو کہ وے بھی اس دنیا کے دنی پر منصفی کرنے کی لیاقت
تک پہنچ سکتے تھے تو بھی وے اُسکے مالک کو کسی طرح سے نہ پہچان
زبور ۱۳۸: ۶ سکتے تھے کیونکہ تو بلند ہی لیکن تو پستوں پر توجہ کرتا ہی پر مغروروں کو
زبور ۱۴۷: ۴ دور سے پہچانتا ہی اور بجز اُس شخص کے جو شکستہ دل ہی تو کسی دوسرے
کے نزدیک نہیں آتا ہی اور باوجودیکہ مغرور لوگ اپنے ہنر سے ستاروں
اور ذروں کے اعداد کا شمار کریں اور آسمان کو بھی کی پیمایش کریں

اور سیاروں کے دور کا پتہ لگاویں تو بھی تجھکو ہرگز نہیں پا سکتے ہیں کیونکہ وے اپنی عقل اور فہم سے جو تو نے انکو بخشیں اُن باتوں کی تحقیق کرتے ہیں اور انھوں نے بہت کچھ دریافت کیا اور پیشگی قبل از وقوع اُن تیرے یعنی آفتاب و ماہتاب کے گہنوں کی پیشین گوئی کی کہ کس روز اور کس گھڑی اور کتنے حصہ جرم پر واقع ہونگے اور انکا حساب لغو نہیں ہوا بلکہ جیسی اُنھوں نے پیشین گوئی کی ویسا ہی ظہور میں آیا اور اُنھوں نے اُن قواعد کو جنھیں اُنھوں نے دریافت کیا تحریر کیا اور یہ قواعد آج تک پڑھے جاتے ہیں اور اُنکے ذریعے سے لوگ ایسی پیشین گوئیاں کرتے ہیں کہ کس سال اور کس مہینے اور کس گھڑی میں اور کتنے جرم نوری ماہتاب و آفتاب پر گہن لگیگا اور جیسی پیشین گوئی ہوئی ویسا ہی وقوع میں آویگا ان باتوں سے وے لوگ جو اس ہنر سے آگاہ نہیں ہیں متعجب اور حیرت زدہ ہوتے ہیں لیکن وے جو اُس سے آگاہ ہیں خوشی سے اُچھلتے اور افتخار کرتے ہیں اور بسبب بے دینی و مغروری کے تجھ کو ترک کرتے اور تیرے نور کے دیکھنے سے

محروم ہو کے آفتاب کے نور کے گہن کو بہت تفصیل از وقوع دیکھتے ہیں پر اُس گہن کو جو خود اُنپر حال میں پڑا نہیں دیکھتے ہیں کیونکہ وے دینداری سے اس بات کی تحقیق نہیں کرتے ہیں کہ وہ فہم جس سے خود اُن باتوں کی تفتیش کرتے ہیں کہاں سے ملا اور جب بیدریافت کرتے ہیں کہ تو نے اُنکو پیدا کیا اب اپنے تئیں تیرے سپرد نہیں کرتے ہیں تاکہ تو اُسکو جو تو نے اُن میں پیدا کیا محفوظ رکھے اور وے اپنے خواص کو جنکو خود اُنھوں نے اپنے ہی افعال و اعمال سے پیدا کیا تیرے سامنے قربانی نہیں کرتے ہیں اور وے نہ پرندوں کی طرح اپنے عالی تصوروں کو اور نہ سمندر کی مچھلیوں کی طرح اپنے تجسسوں کو جنکے ذریعے سے وے بے تھاہ گمراہی کی پوشیدہ راہوں پر سفر کرتے ہیں اور نہ کھیت کے حیوانوں کی طرح اپنی عیش و عشرت کو ذبح کرتے ہیں تاکہ تو اے خدا جو بھسم کرنیوالی آگ ہے اُنکے افکار مردہ کو خاک کر دے اور اُنکو سر نو بقا کے لیے پیدا کرے ۔

لیکن نہ وہ راہ جو تیرا کلام ہے اور جس سے تو نے اُن چیزوں کو جنکو

وے لوگ شمار کرتے تھے بنایا اور نہ وے خود جو شمار کرتے تھے اور
انکا مس جس سے وے اُن چیزوں کو جنکا شمار کرتے تھے سمجھتے تھے
اور نہ اُنکی عقل جس سے وے شمار کرتے تھے اور نہ یہہ بات کہ تیری
دانائی کا شمار نہیں ہے اُن لوگوں کو معلوم تھیں لیکن خود تو اپنا ہم کو بنا
ہمارے لیے دانائی اور راستبازی اور پاکیزگی بنائی گئی ہے اور ہم
لوگوں کے درمیان شمار کیا گیا تھا اور اُس نے قیصر کو محصول ادا کیا
یہہ راہ جسپر وے اپنی طرف سے اُسکے پاس اُتریں اور جسکے وسیلے
اُسکے پاس چڑھیں اُنکو معلوم نہیں تھی اور وے اپنے آپ کو ستاروں
میں سرفراز اور روشن سمجھتے تھے اور دیکھو وے زمین پر گر گئے اور اُنکا
نادان دل تاریک ہو گیا وے خلقت کے حق میں بہت سچا کلام کہتے
تھے لیکن سچائی کو جو خلقت کا صانع ہے وے دینداری سے نہیں ڈھونڈتے
تھے اور اس لیے اُسکو نہیں پاتے تھے یا اگر وے اُسکو پاتے اور اُسکو
خدا جانتے تو بھی وے خدائی کے لائق اُسکی بزرگی اور شکرگذاری
نہیں کرتے بلکہ باطل خیال میں پڑے تھے اور آپ کو دانا ٹھہراتے تھے

اور جو تیرا ہی اُسکو اپنا محسوب کرتے تھے اور اسی طرح گمراہی و تاریکی
اُسکو جو اُنکا ہی تیرا محسوب کرنا چاہتے تھے اور یوں نہیں تیری بابت
جو سچائی ہے جھوٹھ قرار دیتے تھے اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی
آدمی اور چڑیوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی مورت سے
بدل ڈالتے اور تیری سچائی کو جھوٹھ سے مبدل کرتے تھے اور
بنانے والے کو چھوڑ کے بنائی ہوئی چیز کی پرستش اور بندگی کرتے تھے
لیکن میں بہت سچی باتیں خلقت کے حق میں اُن لوگوں سے
سنکر یاد رکھتا تھا اور میں نے اُنکا سبب بذریعہ حسابوں اور دنوں
کی ترتیب اور ستاروں کی آشکارا گواہیوں کے دریافت کیا اور
اُنکو اُن باتوں کے ساتھ جنکو مانیخیوس نے اپنی شیفتگی سے اُن
مقدموں پر بکثرت تحریر کیا تھا مقابلہ کیا لیکن نہ اس السرطان وجدی اور
نہ اعتدال لیل و نہار اور نہ بڑے نیر کے گہنوں کا بیان اور نہ اُن
باتوں کا بیان جو ایسے ایسے مقدموں پر میں نے دنیاوی حکمت کی
کتابوں میں سیکھی تھیں مجھے وہاں ملا پر مانیخیوس کی باتوں پر معتقد

جو اُنکا ارشاد مجھے ہوتا تھا لیکن وے ان باتوں سے جو حسابوں اور میری نظر
سے ثابت ہوئی تھیں مطابقت نہیں رکھتی تھیں بلکہ اُنکے بالکل برعکس تھیں ◦

چوتھی فصل

پس اے سچائی کے خداوند خدا کیا جو کوئی ان باتوں کو جانتا ہی اس سبب
تجھکو پسندیدہ معلوم ہوتا ہی کیونکہ وہ جو اُن سب باتوں کو جانتا ہی مگر تجھکو نہیں جانتا
پریشان حال رہتا ہی لیکن وہ جو تجھکو جانتا ہی مگر اُنکو نہیں جانتا خوش حال رہتا ہی
اور جو دونوں یعنی تجھکو اور اُن کو جانتے ہیں سو اُنکے باعث سے زیادہ
خوش حال نہیں ہوتے ہیں مگر فقط تجھہی سے خوش حال رہتے ہیں
لیکن اُسکے لیے شرط یہہ ہی کہ وے تجھکو پہچانکر خدائی کے لائق تیری (رومی ۱: ۲۱)
بزرگی اور شکرگذاری کریں اور نہ اپنے باطل خیالات میں پڑیں کیونکہ
جس طرح یہہ شخص جو اگرچہ درخت کو ناپ سکتا ہی اور اُسکی شاخونکو
گن سکتا ہی تو بھی جبکہ اُسکا مالک نہیں ہی اور اُسکے صانع کو نہیں جانتا
اور نہیں پیار کرتا ہی بلکہ وہ جو اگرچہ نہیں جانتا ہی کہ کئی ہاتھہ اونچا ہی یا

کتنے دور میں پھیلا ہوا ہی تو بھی جبکہ درخت کا مالک ہی نہ ناپ جانتا ہی اور
اُسکے فائدہ کے واسطے تیری شکرگذاری کرتا ہی بہتر شخص ہی اسطرح
ایماندار شخص جسکے لیے تمام دنیا کی دولت ہی اور وہ کسی چیز کا مالک (۲ کرنتھی ۶: ۱۰)
نہیں ہی لیکن چونکہ تیرے ساتھہ جسکی خدمت میں سب کچھہ ہی لگا رہتا
ہی وہ اس لیے سب چیزوں کا مالک ہوتا ہی اور اگرچہ وہ بنات النعش
کی گردشوں کو نہیں جانتا ہی تو بھی کون یہہ شک باطل کریگا کہ شاید اُس
شخص سے بڑھکر وہ جو اگرچہ تجھہ سے جس نے سب کچھہ شمار اور وزن
اور پیمایش کے ساتھہ مرتب کیا ہی غافل رہتا ہی تو بھی جبکہ آفتاب کو
ناپ سکتا اور ستاروں کو گن سکتا اور عناصر کو تول سکتا ہی بہتر ہی ◦

پانچویں فصل

لیکن کس نے یہہ طلب کیا کہ وہ مانیکیوس انھیں باتوں کو جنکو
بلا سمجھے ہم لوگ دینداری کو جان سکتے ہیں تحریر کرے کیونکہ انسان کو
تو نے دینداری اور دانائی پر غور کرنے کے لیے فرمایا ہی اگرچہ وہ تکمیل (ایوب ۲۸: ۲۸)

اُن علمی باتوں کو بھی طرح جانتا تو بھی یہ ممکن تھا کہ وہ ان باتوں سے بالکل ناواقف
ہووے لیکن جبکہ وہ علم کی باتوں سے ناواقف ہو کر انکو سکھانے سے
سکھلاتا تھا تو وہ ضرور دینداری کو نہیں جانتا تھا کیونکہ اگر یہ کوئی
ان دنیاوی باتوں کو جانتا ہے تو بھی اُنپر دعوی کرنا عبث ہے لیکن
تجھ سے اقرار کرنا دینداری ہے پس وہ گمراہ شخص ان باتوں پر
اس لیے بہت کچھ کہتا تھا کہ اُن لوگوں سے جنہوں نے
انھیں سیکھا تھا قائل و معقول ہووے اور اُسکی واقفیت کی حد دوسری
باریک باتوں میں بھی ظاہر ہووے کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسا
لوگوں کی سمجھ میں کم قدر ہووں بلکہ لوگوں کو اس بات کے
سمجھانے میں کوشش کرتا تھا کہ روح القدس جو اے خدا تیرے
ایمانداروں کا تسلی دہندہ اور تونگر کنندہ ہے اختیار کامل کے ساتھ
مجھ میں مجسم رہتا ہے پس جب ظاہر ہوا کہ وہ آسمان اور ستاروں اور آفتاب
اور ماہتاب کی جنبشوں کی غلط تعلیم دیتا تھا اگرچہ یہ باتیں
تعلیم مذہب سے متعلق نہ تھیں تو بھی اُسکی مذہبی تعلیم کا دعوی خوب لغو آشکار

ہوا کیونکہ وہ نہ فقط ان باتوں کو جنکو وہ نہیں جانتا تھا بلکہ جو غلط ٹھہرائی
گئی تھیں ایسی نادانی و مغروری و دیوانگی سے کہا کرتا تھا کہ اپنے تئیں
الٰہی شخص ٹھہرا کر اُن باتوں کا عرفان اپنا منسوب کرنا چاہتا تھا ۔
کیونکہ جب میں کسی مسیحی بھائی کو جو اُن باتوں سے لاعلم ہے
اُنپر غلط گمان کرتے ہوئے سنتا ہوں میں بصبر اُسپر جو ایسا گمان
کرتا ہے لحاظ کر سکتا ہوں اور جبتک کہ وہ تیری بابت اے خداوند
جو چیزوں کا خالق ہے نالائق باتیں نجانے تب تک اگر وہ جسمانی خلقت
کی وضع اور خاصیت سے اتفاقاً ناواقف ہو تو اسی سبب سے اسکو میری
دانست میں ضرر نہیں پہنچ سکتا ہے لیکن اگر وہ نہ سمجھے کہ ایسی ہی بات
دینداری کی صورت سے علاقہ رکھتی ہے اور ایسی بات کے بیچ جسکا علم نہیں
جس سے وہ ناواقف ہے ضد کرے تو اس وجہ سے اسکو ضرر پہنچتا ہے لیکن
جبتک کہ کوئی شخص سر نو پیدا ہو کے کامل انسان کے قد تک
نہ پہنچ چکے تاکہ آیندہ میں علم کی ہر ایک ہوا سے اِدھر اُدھر پھیرا
جاوے تب تک ایسی ہی کمزوری کو ایمان کے گہوارہ میں ہماری

افسیوں ۴ باب ۱۳

بار محبت سنبھالتی ہی لیکن چونکہ وہ فوسٹس انھیں باتوں میں اُن لوگوں کے لیئے جو اُسکے معتقد ہو گئے تھے استاد اور ہادی اور رہنما اور سردار بننے کو شوخی سے اختیار کرتا تھا یہاں تک کہ پیرو لوگ اپنے تئیں نہ کسی انسان بلکہ روح القدس کے پیرو سمجھتے اسلیئے کون شخص ایسی بات کو جب ایکدفعہ اُسکے سامنے وہ کوشش جھوٹھی باتوں کے سکھانے کے سبب سے بے عذر معقول مجرم فوراً ایسی دیوانگی نہیں جانیگا کہ ہم سے محترز اور بالکل مردود ہونے کے لائق ٹھہرا دے لیکن میں نے ہنوز یہ دریافت نہیں کیا تھا کہ بڑے و چھوٹے دن اور رات اور خود دن اور رات کی تبدیلات اور زمین کا گہن اور ایسی ایسی باتیں جنکو میں نے دوسری کتابوں میں پڑھا تھا اس طرح پر بیان ہو سکتی تھیں یا نہیں کہ اگر کسی صورت سے ایسا ہی بیان ہو سکے تو بھی اُن باتوں کا ایسا ہی ہونا میرے نزدیک مشتبہ رہے تو بھی اُس شخص کی جانی ہوئی دینداری کے سبب سے اُسکے قول کو معتبر جانوں ٭

چھٹھویں فصل

اُس نو برس کے عرصہ میں جنمیں آوارگی سے میں اُنکا شاگرد تھا زیادہ از حد اشتیاق سے فوسٹس کے آنے کا منتظر تھا کیونکہ جب اُن میں سے باقی لوگ جن سے اتفاقاً ملاقات ہوئی تھی میرے اعتراضوں کو اپنے فرقہ کی بابت سنکر جواب دینے میں لاچار ہوئے تب وے اُس شخص کے آنے کا وعدہ کرنے لگے تاکہ ہم دونوں کی ہم کلامی میں میری یہ اعتراضات اور علاوہ اُنکے اور مشکل بھی جو میں چاہتا با آسانی اور بصفائی رفع ہو جاویں پس جب وہ آیا وہ مجھکو اچھی گویائی سے دلربا اور پسندیدہ شخص معلوم ہوتا تھا اور انھیں باتوں کو جنکو وے لوگ کہتے تھے زیادہ فصاحت سے کہتا تھا لیکن جب کہ میں زیادہ عمدہ شربت کا تشنہ تھا تو فقط پیالہ پانے والے کے تکلف ظاہری سے کیا فائدہ تھا کیونکہ یے باتیں میرے کانوں میں بھر گئی تھیں اور جبکہ وے زیادہ اچھی طرح سے کہی جاتی تھیں تو وے اِس سبب سے زیادہ عمدہ نہیں معلوم ہوتی تھیں اور جب کہ فصیح تھیں تو وے

اس سبب سے کچھ نہیں معلوم ہوتی تھیں اور جبکہ متکلم کا شمہ بیان اسکی گویائی پسندیدہ تھی اس سبب سے اسکی روح دانا نہیں معلوم ہوتی تھی وے لوگ جنھوں نے اُس شخص کا وعدہ کیا باتوں کے اچھے منصف نہیں تھے اور جبکہ وہ اپنے بولنے سے اُنکو خوش کرتا تھا وہ اُنکے نزدیک ہوشیار اور دانشمند معلوم ہوتا تھا پر دوسری طرح کے لوگ مجھ کو ایسے نظر آتے تھے کہ سچائی پر بھی شک کرتے تھے اور اگر اسکا بیان الفاظ کی آراستگی اور پرگوئی کے ساتھ ہووے وے اسکو قبول نہیں کرتے تھے لیکن تو نے مجھکو اے خداوند عجیب اور پوشیدہ طوروں سے تعلیم دی تھی اور چونکہ وہ سچائی تھی اور جہاں جہاں سچائی ظاہر ہووے سوا تیرے اسکا کوئی دوسرا سکھلانیوالا نہیں ہے اسلیے مجھکو اعتبار ہے کہ تو نے اسکو مجھے سکھلایا پس میں نے ابھی یہہ تجھ سے سیکھا تھا کہ جب کہ کوئی بات فصاحت سے کہی جاتی ہے تو اس سبب سے ہم لوگوں کو اُسکا کہا جانا سچ معلوم ہونا لازم نہیں ہے اور جب کہ باتوں کا تلفظ ناشایستہ طور پر ہوتا ہے تو اس سبب سے

اُنکا غلط معلوم ہونا بھی لازم نہیں ہے اور برعکس اسکے جب کہ باتیں ناشایستگی سے اظہار کیجاتی ہیں تو اس سبب سے اُنکا سچ معلوم ہونا ضرور نہیں ہے اور جبکہ گویائی فصیح ہے تو اس سبب سے اُسکا غلط معلوم ہونا بھی ضرور نہیں ہے بلکہ جیسی فائدہ مند اور بیفائدہ خوراک ہے ویسی دانشمندی اور نادانی ہیں اور جیسے پختہ اور خام برتن ہیں ویسے شایستہ اور ناشایستہ الفاظ میں کیونکہ دونوں قسم میں لوگ ہمارے سامنے کھانا لاتے ہیں ✽

پس میری حرص جس سے میں بڑی مدت سے اُس شخص کا منتظر تھا اسکی حرکت بدنی اور جنبش دلی سے جو اسکے بولنے میں ظاہر ہوتی تھیں اور اُسکے تناسب لفظی سے اور اُس آسانی سے جس سے وہ اپنے خیالوں کو الفاظ میں ملبس کرتا تھا خوش ہوئی تھی پس میں خوش ہوتا تھا اور بہتا اور لوگوں کی طرح بلکہ ان سے بڑھکر میں اسکی تعریف اور بڑائی کرتا تھا لیکن اس سے میں اداس ہوا کہ اسکے سننے والوں کی جماعت میں اُسکے ساتھ بے تکلف گفتگو کرنے میں اُن اعتراضوں کو جن سے

میں منکر تھا پیش کرنے اور اُس سے اُنکا ذکر کرنے کی اجازت نہیں
ملتی تھی پر جب میں اجازت پاتا تھا اور میں اپنے دوستوں کے
ساتھ اُن وقتوں پر جب اُسکو میرے ساتھ بحث کرنی نامناسب
نہیں معلوم ہوتی تھی اُسکے کانوں کو اپنی گفتگو میں مصروف کرتا تھا
اور میں نے بعض باتوں کو جن پر مجھے شک تھا پیش کیا تب میں نے
پہلے یہہ دریافت کیا کہ سوا صرف و نحو کے جن سے وہ فقط معمولی
ہی طور پر واقف تھا وہ اور باقی سب عمدہ تعلیموں سے ناواقف تھا
لیکن جبکہ اُسنے مصنف ٹلیو کی چند تصنیفات اور حکیم سینیکا کے
بہت تھوڑے نوشتوں اور شاعروں کی بعض باتوں اور اپنے
فرقے کی اُن کتابوں کو جو لاطینی زبان میں بفصاحت لکھی گئی تھیں
پڑھا تھا اور روزمرہ کے بولنے میں مشاق رہا اس لیے اُسکو ایسی
فصاحت حاصل ہوئی کہ بسبب ملنے کسی قدر قوت حاضر جوابی اور خوش طبعی
کے دلچسپ اور ورغلانندہ معلوم ہوتی تھی اے میرے خداوند خدا
جو میرے دل کا منصف ہی کیا یہہ اُس طرح نہیں تھا جس طرح میں

بالفعل یاد کرکے کہہ رہا ہوں تیرے حضور میں میری یاد اور میرا دل
دونوں حاضر ہیں اور تو اپنی پروردگاری کی پوشیدہ راز سے
میری ہدایت کرتا تھا اور میری بدوضع گمراہیوں کو میری نظروں کے
سامنے دکھاتا تھا تاکہ میں اُنکو دیکھوں اور اُن سے نفرت کروں ۔

ساتویں فصل

کیونکہ جب فوستس مجھے اُن ہنروں سے جنمیں وہ موافق میری
سمجھ کے افضل تھا ناواقف معلوم ہوا تب میں اُس سے ناامید
ہونے لگا کہ وہ اُن باتوں کو جو مجھے بیقرار کرتی تھیں ظاہر و حل کر سکیگا
اگرچہ اِن باتوں سے کیسا ہی ناواقف کیوں نہو تو بھی دینداری کی
سچی باتوں کا حافظ ہو سکتا تھا پر اگر وہ فرقہ مانیخی میں رہتا تو ایسا ہی
نہیں ہو سکتا کیونکہ اُنکی کتابیں آسمان اور ستاروں اور آفتاب و ماہتاب
کے بڑے بڑے قصوں سے بھری ہوئی ہیں اور میں اُس امر کی تنقیح کا
نہایت آرزومند تھا کہ وے بیانات جو مانیخیوس کی کتب قصص میں

درج ہیں بمقابلہ اُن رسالوں کے جنکو میں نے اور اور کتابوں میں
پڑھا تھا زیادہ عمدہ ہیں یا اگر زیادہ عمدہ نہوویں تو عمدگی میں اُنکے برابر
ہیں یا نہیں لیکن اب بہت مجھے معلوم ہوا کہ وہ شخص اس تنقیح کا فیصلہ
بطور شافی نہیں کرسکتا تھا پر جب میں نے ان باتوں کو غور و بحث
کے لیے اُسکے سامنے پیش کیا تب اُسنے اسقدر اپنی بے بضاعتی
ظاہر کی کہ اس بوجھ کے اٹھانے سے منکر ہوا کیونکہ وہ آپ جانتا تھا
کہ ان باتوں سے لاعلم ہوں اور اسی کے اقرار کرنے سے اُسکو شرم
نہیں آتی تھی کیونکہ ان فضول لوگوں میں جنمیں سے بہتیروں کی بات
میں نے سنی تھی اور جو مجھے اُن باتوں کی تعلیم دینا اختیار کرکے کچھ
تعلیم نہیں دیتے تھے وہ شامل نہیں تھا لیکن اس شخص کا ایسا دل تھا
کہ اگرچہ تیری طرف درست نہیں تھا تو بھی اپنی طرف سے بالکل غافل
نہیں تھا کیونکہ وہ اپنی ناواقفیت سے بالکل ناواقف نہیں تھا اور اس
بحث میں جس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتا تھا یا جسمیں بآسانی
فتحمند نہیں ہوسکتا تھا بے لحاظ مشغول ہونا اُسے ناپسند آتا تھا اسی

سبب سے وہ مجھکو بہتر معلوم ہوتا تھا کیونکہ اقرار کرنیوالے شخص کے
دل کی عاجزی اُن باتوں سے جنکی واقفیت کا میں آرزومند تھا
بڑھکر خوشنما ہے اور میں نے فوسٹس کو سب مشکل اور باریک تحقیقات
میں ایسا ہی پایا۔

پس وہ شوق جسکے ساتھ میرا دل مانیخیوس کے نوشتوں کی طرف
مائل ہوا تھا یوں ہیں گھٹ گیا اور چونکہ وہ شخص جو اس فرقے کے لوگوں
میں نامور تھا بہت باتوں میں جو مجھے بیقرار کرتی تھیں ایسا ہی ظاہر ہوا
اسلیے میں اُنکے دوسرے اُستادوں سے ناامید ہونے لگا پھر میں اُس
علم پر جسپر اُسکا دل لگا اور جسکو میں بھی فصاحت آموز ہوکے جوان طالبعلموں کو
قارطاج میں سکھلاتا تھا خوض و فکر کرنے میں اُسکے ساتھ مشغول ہوا اور
جو کچھ وہ سننا چاہتا تھا یا جو کچھ میرے نزدیک اُسکے ذہن کے لائق
تھا اُسکو میں نے اُس شخص کے ساتھ پڑھنا شروع کیا پر میری وے
سب کوششیں جن سے میں اُس فرقہ میں آگے بڑھنے کا قصد رکھتا
تھا اُس شخص سے واقف ہونے پر ختم ہوئیں لیکن میں اُن لوگوں سے

بالکل علیحدہ نہیں ہو گیا پر میں نے ایک شخص کی طرح جو کوئی بہتر ترکیب
پاتا ہی یہہ ٹھہرایا کہ جب تک کوئی بات زیادہ قبول کے لائق مجھ پر
روشن نہو وے تب تک اُس بات سے جسپر میں آپہنچا تھا الغرض
پس وہ فوستس جو بہتیروں کے لیئے موت کا پھندا تھا اُس پھندے کو
جسمیں میری گرفتاری ہوئی بلاجانتے اور بلاچاہے کھولنے لگا کیونکہ
تیرے ہاتھ اے میرے خدا تیری پروردگاری کے پوشیدہ مقصد
میری روح کو نہیں چھوڑتے اور میری ماں کے خونِ دل میں سے جو اُسکی
اُن آنسوؤں کے جو رات و دن بہتے تھے ایک قربانی تیرے سامنے
میرے لیئے چڑھائی جاتی تھی اور تو میرے ساتھ عجیب طوروں پر [illegible]
سلوک کرتا تھا تو نے یہی کام کیا اے میرے خدا کیونکہ خداوند انسان زبور ۳۷: ۲۳
کے قدموں کی ہدایت کرتا ہی اور اُسکی راہ کو ٹھہراتا ہی اسواسطے کہ اگر
تیرے ہاتھ اُنکو جنھیں تو نے پیدا کیا ہی ازسرنو پیدا نکرتے تو ہماری
نجات کا اور کون دوسرا سرانجام کرنیوالا ہوسکتا ۔

آٹھویں فصل

پس تیرے اُن سلوکوں سے جو تو نے میرے ساتھ کیئے مجھکو
ایسی رغبت دلائی گئی کہ میں شہر روم میں گیا اور جس علم کو میں قرطاجنہ میں
سکھلاتا تھا وہاں سکھانے لگا لیکن کس وجہہ سے مجھکو یہہ رغبت
ہوئی میں تیرے سامنے اِسکے اقرار کرنے سے غافل نہیں ہونگا کیونکہ
اسمیں تیری نہایت پوشیدہ حکمتیں اور تیری رحمت جو ہمارے نہایت
نزدیک حاضر رہتی ہی لائق ذکر و اقرار کے معلوم ہوتی ہیں میرا ارادہ
شہر روم میں جانیکا اسوجہہ سے نہیں پیدا ہوا کہ میرے وے دوست
جنھوں نے یہہ ترغیب دی تھی زیادہ حاصلات اور عزتوں کا وعدہ
کرتے تھے البتہ یہی باتیں اُسوقت میرے دل پر مؤثر تھیں لیکن اگر
مجھے وہاں جانے کی ایسی ہی جو تمیں ہوتیں تو بھی خاص وجہہ اِس خبر
کے سننے سے ہوئی کہ جوان لوگ وہاں زیادہ صلح کے ساتھ
سیکھتے اور زیادہ تادیب منتظمہ کے تابع رہتے تھے اور اسلیئے وے
اپنی خاطر خواہ اُس شخص کے مدرسہ میں جسکے شاگرد نہیں تھے گھس جاتے

سے نہیں گھس جاتے تھے اور بلا اجازت کے داخل بھی نہیں ہوتے
تھے لیکن قارطاج میں طلبہ کے درمیان بڑی بدوضع اور نالائق [illegible]
موجود ہے شوخی سے مدرسے میں گھس جاتے ہیں اور پاگلوں کی طرح
منہ چڑھا کے اُس سب ترتیب میں جسکو کسی نے اپنے شاگردوں
کی بھلائی کے لیے مقرر کیا ہے خلل ڈالتے ہیں اُنسے طرح طرح کے
مظالم جو حسب قانون ملکی کے سزا کے قابل ہیں بسبب بڑی مردہ دلی
کے سرزد ہوتے ہیں لیکن چونکہ دستور اُنکا محافظ ہے اسلیے قانون
اُنپر مؤثر نہیں ہوتا ہے اور اُس دستور سے اُنکی پریشان حالی اس طرح
زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ وے فی الحال اُن افعال کو جو تیرے دائمی قانون
کے مطابق ہرگز جائز نہیں ہو سکتے ہیں بطور جائز کے عمل میں لاتے
ہیں اور وے یہہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ایسے اعمال کی سزا نہیں پاتے
ہیں مگر برعکس اسکے وہ تاریکدلی جس سے وے ایسے ایسے اعمال
ناشائستہ کیا کرتے ہیں اُنکی سزا ہے اور بنسبت اُن زبردستیوں کے جو
وے اوروں پر کرتے ہیں وے اس تاریکدلی کے سبب سے زیادہ [illegible]

مصیبتوں کے متحمل ہوتے ہیں بس مجھے اُن اطوار کو جنکو میں بوقت
طالب العلمی کے ناپسند کرتا تھا معلمی کے وقت میں برداشت کرنا پڑتا تھا
اسلیے جہاں سب واقفکار لوگوں کے کہنے کے مطابق ایسے ہی
کام نہیں ہوتے تھے وہاں جانیکا میں نہایت مشتاق تھا لیکن چونکہ
تو جو میری پناہ ہے اور زندگی کی زمین میں میرا حصہ ہے یہہ تدبیر کرتا تھا
کہ میں اپنے دنیاوی مکان کو اپنی جان کی نجات کی خاطر تبدیل کروں
اسلیے تو تب مجھے قارطاج میں مہمیز کرتا تھا تاکہ میں وہاں سے کشاں کشاں
جاؤں اور تو روم میں بذریعہ اُن آدمیوں کے جو فانی زندگی کو پسند کرتے
تھے خوشیوں کا وعدہ مجھے دلواتا تھا تاکہ میں وہاں جاؤں کیونکہ قارطاج
میں طلبہ پاگلوں کی طرح ناشائستہ حرکات کرتے تھے اور روم میں لوگ
بیفائدہ چیزوں کا وعدہ کرتے تھے اور تو پوشیدگی میں میری اور انکی
سرکشی کو میرے چال چلن کی اصلاح کے واسطے کام میں لاتا تھا کیونکہ
وے جو میرے آرام میں خلل ڈالتے تھے بدوضع دیوانگی کے سبب اندھے
تھے اور وے جو مجھے روم میں بلاتے تھے طمع دنیاوی رکھتے تھے اور

بس جو غلط طاح میں حقیقی پریشانی سے نفرت رکھتا تھا روم کی جھوٹی
خوشیوں کی تلاش کرتا تھا +

لیکن اے خدا تو جانتا ہے کہ کیوں میں وہاں سے روانہ ہوا اور یہاں
آیا پر تو نے یہ بات نہ مجھپر اور نہ میری ماں پر ظاہر کی کیونکہ وہ میری جدائی
نہایت رنج و الم کرتی تھی اور میرے پیچھے سمندر کے کنارے تک چلی
آئی لیکن جب وہ مجھکو زور سے پکڑتی تھی تاکہ جانے سے باز رکھے
یا میرے ساتھ چلی آئے تب میں نے اُسے دھوکھا دیا اور یہ بات
بنائی کہ میں اپنے ایک دوست سے جبتک کہ اُسکے جہاز کھولنے کے
لیے باد موافق نہ چلے تب تک جدا ہونا نہیں چاہتا ہوں پس میں اپنی
ماں سے بلکہ ایسی ہی ماں سے جھوٹھ بولا اور بھاگ گیا پر اِسکے لیے تو نے
اپنی رحمت سے مجھکو معاف کیا اور مجھے جو ملعون نجاستوں سے
لبریز تھا سمندر کے پانیوں سے اپنے فضل کے پانیوں کے لیے
بچا لایا تاکہ جب میں اُن پانیوں سے صاف کیا جاؤں میری ماں کی
آنکھوں کے وے چشمے جن سے وہ روز روز اپنے منہہ کے نیچے

کی زمین کو تر کرتی تھی سوکھہ جائیں لیکن جب بدون میرے پھرنے
کے وہ لوٹنے سے منکر ہوئی تب میں نے بمشکل اُسے سمجھایا کہ وہ اُس
رات کو ہمارے جہاز کے قریب کی ایک جگہ میں جہاں عبادتخانہ سینٹ
کپریانس کی یادگاری کے لیے بنایا گیا ہے ٹھہری رہے پر اُسی رات کو
میں بغیر اطلاع کے روانہ ہو گیا لیکن وہ وہاں دعا مانگنے اور رونے
میں مشغول رہی اور اے خداوند وہ اسقدر آنسوؤں کے ساتھ تجھ سے
بجز اِسکے اور کیا مانگتی تھی کہ تو میرے بیٹے کو سمندر کے سفر سے
باز رکھ لیکن تو اپنی بڑی تدبیروں سے اُسکی خواہش کا اصلی طلب سنکر
اُس چیز پر جسکو وہ اُسوقت مانگتی تھی لحاظ نہیں فرماتا تھا تاکہ تو مجھ
میں اُس چیز کو جسکو وہ ہمیشہ مانگتی تھی پیدا کرے پر ہوا چلی اور ہمارے
پالوں میں بھر گئی اور کنارہ ہماری نظروں سے غائب ہوا اور میری
ماں نے دوسرے روز وہاں رنج و غم سے دیوانی ہو کر شکایتوں اور نالوں
سے تیرے کانوں کو بھر دیتی تھی اور تو اُن سے غافل تھا لیکن تو
میری حرصوں کے وسیلے سے مجھکو اُن حرصوں کے آخر ہونے کے لیے

بلکہ پہنچاتا تھا اور اُس جسمانی محبت کو جو میری ماکو مجھ سے تھی غم اُس کے
مناسب تازیانہ سے تنبیہ ملتی تھی کیونکہ وہ نہ فقط ماؤں کی طرح بلکہ اکثر
ماؤں سے بہت بڑھکر اپنے ساتھ میری حاضرباشی کو چاہتی تھی اور وہ
نہیں جانتی تھی کہ توکس قدر خوشی اُسکے لیے میری غیرحاضری سے پیدا
کریگا وہ نہیں جانتی تھی اور اسی سبب سے وہ روتی اور ماتم کرتی تھی
اور بسبب ان اذیتوں کے وہ حوا کی جانشین معلوم ہوتی تھی کیونکہ جسکو
وہ درد کے ساتھ جنی تھی اُسکو وہ درد کے ساتھ ڈھونڈھتی تھی لیکن
جب وہ میری بیوفائی اور سخت دلی پر عیب لگا چکی تب تجھ سے میرے
واسطے دعا مانگنے لگی اور اپنے معمولی مقام پر گیٔی اور میں روم میں آیا۔

نویں فصل

اور دیکھہ وہاں عارضہ بدنی کا تازیانہ میرے استقبال کو آیا اور میں
دوزخ کی طرف چلا جاتا تھا اور علاوہ اُس اصلی گناہ کی زنجیر کے جسمیں ہم
سب لوگ آدم کے سبب سے مرتے ہیں میں اُن سب برائیوں کو جنہیں (۱ کر ۱۵: ۲۲)

میں نے تیرے اور اپنے اور دوسروں کے برخلاف کیا تھا اپنے ساتھ
لیے جاتا تھا کیونکہ تو نے ہنوز مسیح میں ان گناہوں میں سے ایک کو بھی
کی خاطر معاف نہیں کیا تھا اور اُس نے اپنی صلیب سے اُس دشمنی کو جسکو
میں نے اپنے گناہوں سے تیرے ساتھ پیدا کیا تھا مجھ سے نہیں مٹایا
تھا کیونکہ وہ کس طرح بذریعہ مصلوب ہونے ایک ایسے سایہ کے جیسا
وہ اُسوقت میرے خیال میں آتا تھا اُن دشمنیوں کو مجھ سے چھڑا سکتا
پس جسقدر اُسکے جسم کی موت مجھکو جھوٹھی معلوم ہوتی تھی اُسقدر میری
روح کی موت حقیقی تھی اور جسقدر اُسکے جسم کی موت حقیقی تھی اُسقدر میری
روح کی زندگی جو اُسکو حقیقی نہیں جانتی تھی جھوٹھی تھی لیکن اب بخار
اُسقدر زور سے بڑھتا رہا کہ میں گذرتا بلکہ گذرا جاتا تھا کیونکہ اگر میں اُسوقت
گذر جاتا تو میں سوا آگ اور عذاب کے جنکے سزاوار برے اعمال
بسبب تیرے انتظام کی حقیقت کے تھے اور کس دوسری جگہ میں
جاتا اور میری بیماری میری ماکو معلوم نہیں تھی پر وہ پس غیبت میں
میرے لیے دعا مانگتی تھی لیکن تو ہر جگہ حاضر ہوکے اُسکی دعا کو وہاں جہاں

وہ بھی سن لیتا تھا اور مجھ پر وہاں جہاں میں تھا ایسا رحم فرماتا تھا کہ
جو ہنوز اپنے بے دین دل میں دیوانہ تھا اپنی صحت بدنی پھر پائی کیونکہ اگرچہ
میں ایسے ہی بڑے خطرے میں مبتلا تھا تو بھی میں تیرے بپتسما کو رد
نہیں ہوا لیکن جب میں نے اُسکے لیے لڑکپن میں اپنی دینداری
ویسی منت کی تھی جیسا میں نے اوپر بیان اور اقرار کیا ہی تب جس طرح
میں بافعل تھا اُس سے بہتر تھا لیکن میں اسقدر بڑھتا آیا کہ خود
باعث بنا اور پاگل ہو کر تیری دوا کے نسخوں کو ٹھٹھوں میں اُڑاتا تھا
پر تو مجھکو جو ایسا ہی تھا دونوں طرح کی موت کو اُٹھانے نہیں دیتا تھا
کیونکہ اگر میری ماکا دل ایسے ہی صدمہ سے زخم کھاتا تو کبھی شفا یاب
نہوتا کیونکہ یہہ میرے بیان سے باہر ہی کہ وہ کتنی محبت مجھ سے رکھتی
اور کسقدر جو اذیت بوقت میری ولادت کے اپنے جسم میں پاتی تھی
اُس سے زیادہ تکلیف میرے لیے اپنی روح پر دردِ زہ کی اُٹھاتی تھی۔
پس یہہ مجھکو نظر نہیں آتا ہی کہ اگر اُسکی محبت کا کلیجہ میری اُسوقت
کی وفات کے صدمہ شمشیر سے پھاڑا جاتا تو وہ کس طرح سے چنگی

ہو سکتی اور چونکہ وہ بہت سی اور متواتر مناجات بلا ناغہ فقط مجھ ہی
سے مانگتی تھی اسلیئے اگر میں اُسوقت مرتا تو اُسکی اُن دعاؤں کا کیا نتیجہ
لیکن اے رحمتوں کے خدا کیا تو اُس پرہیزگار و پاکدامن بیوہ کے
شکستہ اور فروتن دل کو ناچیز جان سکتا تھا کیونکہ وہ کارہائے خیرات
میں بہت مصروف رہتی اور تیرے مقدس لوگوں کی خدمت فرمانبرداری
کرتی اور تیری قربانگاہ میں نذر گذراننے سے کسی روز غافل نہیں ہوتی اور
ہر روز دو مرتبہ صبح و شام تیرے عبادتخانہ میں آتی اور وہاں نہ باطل
فضول گویوں کو چاہتی بلکہ اُسکی غرض یہہ تھی کہ وہ تیرا ذکر تیرے وعظوں
میں اور تو اُسکا حال اُسکی دعاؤں میں سنے پس کیا تو اُسکے آنسوؤں کو
جن سے وہ نہ روپے نہ سونے اور نہ کسی متبدل و فانی بھلائی بلکہ اپنے
بیٹے کی جان کی نجات کی طالب تھی ناچیز جان سکتا اور اپنی مدد سے
محروم رکھہ سکتا تھا کیا تو جسکے فضل سے وہ ایسی ہی ہوئی تھی یہہ کر سکتا
تھا ہرگز نہیں اے خداوند درحقیقت تو حاضر ہو کے سن لیتا تھا اور اُس
ترتیب سے جسکو تو نے پیشتر اُس کام کے لیئے ٹھہرایا تھا سب کچھ کرتا تھا

اور ایسا ہرگز نہو سکتا کہ تو اُسکو اُن رویا اور جوابوں میں جنمیں سے بعض کا
ذکر میں نے کیا اور بعضوں کا نہیں کیا دھوکھا دیوے کیونکہ وہ اُنکو جنکا
کے ساتھ اپنے دل میں حفظ کرتی تھی اور ہمیشہ دعا مانگنے میں اُنہیں تیرا اُنکا
جانکے پورا کرنیکے لیئے تجھ سے تقاضا کیا کرتی تھی کیونکہ جب تیرا
رحم دائمی رہتا ہی اسلیئے تو ایسا نزول فرماتا ہی کہ جن لوگوں کے سب
قرضوں کو تو نے بخشا ہی تو اُنکا قرضدار اپنے وعدوں کے ذریعہ سے بنا ہی

دسویں فصل

پس تو نے مجھکو اُس بیماری سے چنگا کیا اور اپنی خادمہ کے
بیٹے کو اُسوقت کے لیئے شفاے بدنی بخشی تاکہ وہ اسواسطے جیتا رہے
کہ تو اُسکو زیادہ عمدہ و برقرار سلامتی مرحمت فرماوے اور میں شہر روم میں
اُسوقت بھی اُن مانیچی مقدسوں میں جو دھوکھا کھائے ہوئے اور دھوکھا
دینے والے تھے مل گیا تھا میں نہ فقط اُنکے شاگردوں میں جنکے شمار میں
سے ایک کے گھر میں بیمار ہو کر میں چنگا ہوا بلکہ اُنہیں جنکو برگزیدہ کہتے ہیں

شریک ہوا کیونکہ مجھے یہ خیال آتا تھا کہ ہم لوگ گناہ نہیں کرتے ہیں بلکہ
کوئی دوسری نامعلوم ذات ہم لوگوں میں سے گناہ کرتی ہے اور گھمنڈ مجھ
پسند آیا کہ مجھ پر عیب لگایا جاوے اور جب کبھی مجھ سے کسی طرح کی
برائی سرزد ہو وے تب میں اپنے آپ کو اسکا کرنیوالا اقرار نہ کروں تاکہ
میری روح کو تو صحت بخشے اسلیئے کہ اُسنے تیرا ہی گناہ کیا تھا مگر
مجھے یہ پسند تھا کہ اپنی روح کے لیئے عذر کروں اور کسی دوسری شے کو
جو میرے ساتھ تھی پر جو میں نہ تھا معیوب ٹھہراؤں لیکن حقیقت میں وہ
بالکل میں ہی تھا اور میری بے دینی نے مجھکو دو حصہ کر کے ایک دوسرے کا
مخالف بنایا تھا اور وہ گناہ جسکے سبب سے میں اپنے آپ کو گنہگار
نہیں سمجھتا تھا میرے سب اور گناہوں سے زیادہ لاعلاج تھا اور میں سبب
اپنی ایک ملعون برائی کے یہ چاہتا تھا کہ میں تجھ سے اپنی نجات کے
لیئے بلکہ تو نے قادر مطلق خدا مجھ سے میری ہلاکت کے لیئے مغلوب
ہووے پس تو نے ہنوز میرے منہ پر نگہبان نہیں بٹھایا تھا اور میرے
ہونٹھوں کے دروازوں کی دربانی نہیں کی تھی تاکہ میرا دل بُری باتوں

کی طرف مائل ہووے اور ہمراہ اُن آدمیوں کے جو بدکاری کرتے
تھے گناہوں کے عذرات دہ بناوے اور اس لیے میں اُن مانیخی اہل
کے برگزیدوں میں شامل ہوا تھا ۔

لیکن میں اس جھوٹے مسلہ میں ترقی کرنے سے مایوس ہو کر
اور باوجودیکہ میں نے یہہ ٹھہرایا تھا کہ اگر اُنکی باتوں سے کچھ بہتر نہ پاؤں
تو اُسپر قائم رہونگا تاہم اُن سے کچھ کاہل اور غافل رہنے لگا کیونکہ مجھ میں
اس طرح کا خیال پیدا ہونے لگا کہ وے حکما جنکو اکادیمی کہتے تھے
سب اوروں سے دانشمند تھے کیونکہ اُنکا یہہ مقولہ تھا کہ سب چیزوں پر
شک کرنا لازم ہے اور اُنھوں نے یہہ بھی ٹھہرایا تھا کہ کوئی سچی بات انسان
کی سمجھ میں بالکل نہیں آسکتی ہے اور باوجودیکہ میں ہنوز اُنکے مطلب کو صاف
نہیں سمجھتا تھا تو بھی مجھکو اس بات پر یقین کامل تھا کہ جس طرح اُنکی شہرت
عام ہے اُسی طرح اُنکے خیالات ہوا کرتے تھے لیکن جب میں نے دیکھا
کہ میرا میزبان اُن قصوں پر جن سے مانیخی لوگوں کی کتابیں بھری ہوئی
ہیں ازحد اعتقاد رکھتا ہے تب میں اُسکو اس سے باز رہنے کے لیے

بے فائدہ بتاتا رہا لیکن میں بہ نسبت دوسرے لوگوں کے جو اُس بدعت
مانیخی کے پیرو نہیں تھے مانیخی لوگوں سے زیادہ دوستانہ ربط ضبط
رکھتا تھا پر جس قدر سرگرمی سے میں زمانہ ماضیہ میں اُس بدعت کی
تائید کرتا تھا اُسی قدر بالفعل نہیں کرتا تھا لیکن چونکہ شہر روم بہت سے
بدعتیوں کو امان دیتا ہے اسلیے میری آشنائی جو اُن سے تھی مجھ پر ایسی
موثر ہوئی کہ میں کسی دوسری بات کی تلاش کرنے میں کاہل تھا اور
اُسکی یہہ بھی خاص وجہ تھی کہ میں تیری کلیسیا میں جسکی طرف سے اُنھوں
نے مجھکو گمراہ کر دیا تھا سچائی پانے سے اے آسمان و زمین کے خداوند
اور سب دیدہ و نادیدہ چیزوں کے خالق نااُمید ہو گیا تھا اور مجھے اس
بات پر اعتقاد رکھنا بہت ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ تو انسانی جسم کی شکل
رکھتا ہے اور موافق ہم لوگوں کے اعضا کے خط و خال سے محدود ہے
اور یہہ میری ناگزیر گمراہی کی بڑی اور خاص وجہ تھی کہ جب میں اپنے
خدا کی بابت سوچنا چاہتا تھا تب مجھکو سوا انبار اجسام کے کسی دوسری
بات کی بابت سوچنا معلوم نہیں ہوتا تھا اور میرے نزدیک جو کچھ ایسا ہی

نہیں تھا کچھ وجود پذیر نہیں تھا +

کیونکہ اسی سبب سے مجھے یہہ اعتقاد بھی ہوا تھا کہ برائی بھی ایک طرح کا
کوئی جوہر ہی اور اُسکی بھی بدصورت اور ہولناک جرم ہی اور یہہ خواہ بطور
اُس جرم کے جسکو خاک کہتے ہیں گران و کثیف ہی خواہ جسم بادی کی مانند
جسکو وے لوگ بڑے زمین کی ایک رینگنے والی ہر خواہ روح تصور کرتے
تھے نازک اور سبک ہی اور چونکہ مجھپر اُس دینداری سے جسقدر دینداری
مجھ میں اُس وقت تھی یہہ اعتقاد غالب آیا کہ نیک خدا نے کبھی کسی
بُری ذات کو پیدا نہیں کیا ہی اس لیے میں نے خیال کیا کہ دو جرم ہیں
اور وے ایک دوسرے کے ضد میں اور وہ دونوں بیحد ہیں مگر بُری جرم
کم عرض اور بھلی جرم زیادہ بڑی ہی اسی اصل مضرت سے سب باقی بیدین
گمانات مجھ میں آ داخل ہوئے کیونکہ جب میری روح جامع کلیسیا کے
مسلہ کی طرف پھر آنے کی سعی کرتی تھی تب میں اُسکی طرف سے پھر لوٹایا
جاتا تھا کیونکہ جیسا وہ مسلہ مجھکو معلوم ہوتا تھا ویسا ہی وہ نہیں ہی اور
یہہ مجھکو بے دینی نہیں معلوم ہوتی تھی کہ اے میرے خدا جس سے تیری

رحمتیں بذریعہ میرے منہ کے اقرار کرتی ہیں اگرچہ تجھکو تیری باقی جانبوں میں
بیحد سمجھوں تو بھی مجھکو تیری اُس ایک جانب پر جہاں برائی کی جرم تیرے
مقابل میں تھی محدود قرار دینے سے باز رہ سکوں لیکن یہہ تصور کرنا
بیدینی معلوم ہوتی تھی کہ تو اپنی سب جانبوں یا انسانی بدن کی صورت
محدود ہی اور چونکہ میں اپنی نادانی سے روح کو سوا ایک سبک جسم کے
جو جگہ کی محدود وسعتوں میں پھیلایا ہوا ہی اور کوئی دوسری شے
نہیں سمجھ سکتا تھا اسی سبب سے میں برائی کو نہ فقط کوئی جوہر بلکہ جو
بدنی جانتا تھا اس لیے یہہ سمجھنا مجھکو بہتر معلوم ہوتا تھا کہ تو نے
برائی کو مطلق پیدا نہیں کیا لیکن یہہ سمجھنا بدتر معلوم ہوتا تھا کہ برائی کی
ذات جیسی میرے خیال میں معلوم ہوتی تھی تیری طرف سے آئی اور
میں یہہ خیال بھی کرتا تھا کہ ہمارا نجات دہندہ جو تیرا اکلوتا بیٹا ہی ہماری
نجات کے واسطے گویا تیرے نورانی جوہر کی جرم میں سے نکالا گیا تاکہ
میں اُسکے حق میں فقط اُس بات پر جسکو اپنی نادانی میں تصور کر سکتا تھا
اعتقاد رکھوں پس چونکہ اسکی ذات ایسی ہی معلوم ہوتی تھی اس لیے

میں یہہ خیال کرتا تھا کہ بغیر جسم کی آمیزش کے وہ مریم کنواری کی رحم سے پیدا نہیں ہو سکتا تھا پر یہہ میری سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا کہ وہ جسکو میں ایسا ہی تصور کرتا تھا کس طرح جسم سے آمیز ہو کر بے نجاست رہے اسلیئے مجھکو خوف آیا کہ اسکو جسم میں پیدا ہوا سمجھوں تا نہو کہ اسکو جسم کی نجاست آلودہ بھی جاننے سے باز رہ سکوں اب تیرے روحانی لوگ اگر میرے ان اقراروں کو پڑھینگے مجھپر حلیمی اور محبت سے تبسم کرینگے لیکن میں ویسا ہی تھا ۔

گیارھویں فصل

پھر جو اعتراضات تیرے نوشتوں پر مانیخی لوگوں کی طرف سے ہوتے تھے انکا رفع کرنا میری دانست میں غیر ممکن تھا لیکن میں نے بالتحقیق کبھی کبھی یہہ چاہتا تھا کہ کسی شخص کے ساتھہ جو اُن کتابوں میں بہت تعلیم یافتہ ہو اُنکی ایک ایک باتوں پر گفتگو کرنیکے ذریعے یہہ دریافت کروں کہ وہ اُنپر کیا سوچتا ہی کیونکہ میں قارطاج میں ہلپیدیوس نامے

ایک شخص کی باتوں سے جب وہ مانیخی لوگوں کا مخالف ہو کر ان سے گفتگو اور بحث کرتا تھا رغبت پانے لگا تھا کیونکہ وہ تیرے نوشتوں میں سے ایسی باتوں کو جنکا مقابلہ کرنا دشوار تھا پیش کرتا تھا اور ان باتوں کا جواب جو مانیخی لوگوں کی طرف سے دیا جاتا تھا مجھکو ضعیف معلوم ہوتا تھا پر مانیخی لوگوں کو یہہ پسند آتا تھا کہ یہی جواب نہ ہو بلکہ تنہائی میں ہم لوگوں کو دیویں پس وہ جواب یہہ تھا کہ نئے عہدنامے کے نوشتوں میں بعضے نامعلوم اشخاص نے جو یہودیوں کی شریعت کو دین مسیحی کے ساتھہ پابند کیا چاہتے تھے تردید و تبدیل کی تھی لیکن وے اُن نوشتوں کی ایسی نقلوں کو جو بلا تردید و تبدیل کے تھیں نہیں پیش کرتے تھے لیکن میں جو فقط جسمانی اشیا کو تصور کرتا تھا ان مجسموں سے بڑے زور کے ساتھہ گرفتار کیا جاتا اور بشدت دبایا جاتا اور ایک طرح دم بستہ ہوتا تھا اور انکے نیچے تیری سچائی کی سانس لینے کے واسطے ہانپتا ہوا اُسکا دم صفائی و سادگی کے ساتھہ نہیں بھر سکتا تھا ۔

بارھویں فصل

جبکہ میں علم فصاحت سکھلانے کے لیے روم میں آیا تھا تب میں
اِس کام کی پیروی کی مشقت کرنے لگا پہلے میں بعض لوگوں کو جنہیں
جنکے وسیلے سے میں مشہور ہونے لگا اپنے گھر میں اکٹھا کرتا تھا اور میں
نے اُسوقت یہہ تجربہ کیا کہ دوسری طرح کی بُرائیاں جنکا اُٹھانا مجھکو افریقہ
میں نہیں پڑتا تھا روم میں مروج تھیں البتہ وے حرکات ناشایستہ جنکو
مردود اور اُلٹ دینے والے جوان قارطاج میں کرتے تھے روم میں نہیں
کیے جاتے تھے چنانچہ مجھکو خبر ملتی تھی لیکن کئی ایک جوان اپنے
اُستاد کی تنخواہ دینا ناپسند کر کے یکبارگی آپس میں صلاح کر کے دوسرے
اُستاد کے پاس چلے جاتے تھے وے وعدہ خلاف تھے اور دولت کو
پیار کرتے اور صداقت کو ناچیز جانتے تھے اُن سے بھی میرا دل نفرت زبور ۱۳۹: ۲۱، ۲۲
رکھتا تھا مگر کامل نفرت نہیں رکھتا تھا کیونکہ اگرچہ مجھکو اُن سے نفرت
تھی تو بھی اُنکی خاص وجہ شاید یہہ نتھی کہ وے بالکل ناجائز کام کرتے
تھے بلکہ یہہ کہ مجھکو اُن سے نقصان اُٹھانا پڑتا تھا فی الحقیقت ایسے

لوگ کمینے ہیں اور تیرے برخلاف زنا کرتے ہیں کیونکہ وے فانی باتوں
کے عارضی تماشوں اور ناروا نفع کو جس سے چھونے والے کا ہاتھ
ناپاک ہوتا ہے عزیز جانتے اور اِس فانی دنیا کو گلے لگاتے ہیں اور تجھے جو
تو قائم رہتا اور اپنے پاس لوٹنے کے لیے انسان کی روح کو بلاتا اور اُسکی
حرامکار روح کو جب وہ تیری طرف متوجہ ہوتی ہے معاف کرتا ہے تو بھی ایسے
لوگ تجھکو حقیر جانتے ہیں پر بالفعل میں ایسے خراب اور کجرو لوگوں سے
نفرت رکھتا ہوں تو بھی میں اُنکو اس شرط پر پیار کرتا ہوں کہ وے اصلاح پذیر
ہو کر دولت سے اُس تعلیم کو جسے حاصل کرتے ہیں زیادہ چاہیں اور
اُس تعلیم سے بھی تجھکو اے خدا جو یقینی بھلائی کی سچائی اور فراوانی اور
پاک تسلی ہے زیادہ چاہیں لیکن میں اُسوقت اُن بُرے لوگوں کو پیار نہ
کرتا اور نہ تیری خاطر اُنکی بھلائی چاہتا تھا بلکہ برعکس اِسکے اُن سے بیشتر
اپنے واسطے نفرت رکھتا تھا ۞

تیرھویں فصل

بعد اسکے جب شہر میلان سے روم کے کوتوال کے پاس یہ درخواست پہنچی کہ فصاحت کا کوئی معلم اس شہر کے واسطے تلاش کیا جاوے اور خرچ ملکی کے ذریعہ سے بھیجا جاوے تب میں نے انہیں لوگوں کے وسیلے سے جو مانیخی بطالتوں سے مخمور تھے اور جن سے آزاد ہونے کے لیے میرا وہاں کا جانا ہوا باوجودیکہ تیرا یہ مقصد مجھکو اور انکو نہیں معلوم تھا درخواست کی کہ سمخس جو شہر کا کوتوال تھا کسی امر میں میرا امتحان لیکر مجھے بھیجدیوے اور اس طرح میں شہر میلان میں امبروسیوس نگہبان کلیسیا کے پاس پہنچا وہ شخص نیک ترین لوگوں میں شمار ہونے کے سبب تمام دنیا میں مشہور تھا اور تیرا دیندار خادم بھی تھا اسوقت اسکے فصیح کلام سے تیرے لوگوں کو بکثرت تیرے گیہوں کا میدہ اور [illegible] تیرے تیل کی خوشی اور تیری شراب کی بے نشہ مخموری تقسیم کیجاتی تھی میں بے جانے تیری ہدایت سے اسکے پاس پہنچایا گیا تاکہ میں جانکر اسکی ہدایت سے تیرے پاس پہنچایا جاؤں وہ مرد خدا باپ کی طرح میرے

حاضر ہونے پر پیش آیا اور اسنے نگہبان کلیسیا کے لائق مہربانی میری جلاوطنی پر ظاہر کی اور میں اسکو پیار کرنے لگا پر اسکا سبب یہ نتھا کہ میں اسکو سچائی کا اُستاد جانتا تھا کیونکہ میں سچائی کو تیری کلیسیا میں پانے سے نا امید تھا لیکن اسکا سبب یہ تھا کہ میں اسکی مہربانی کو اپنے اوپر محسوس کرتا تھا اور جب وہ لوگوں میں وعظ کرتا تھا تب میں بجوش دل سنتا تھا پر جیسا لازم تھا ویسا میرا مطلب نتھا بلکہ میں آزمایش سے یہ دریافت کیا چاہتا تھا کہ اسکی فصاحت اپنی شہرت کے لائق تھی یا نسبت اُس کے جو لوگوں کے کہنے سے مشتہر تھی افضل یا کمتر جاری ہوتی تھی میں بدل و جان اُسکے الفاظ پر متوجہ ہوتا تھا مگر اسکے مضمون سے بیخبر و متنفر رہتا تھا اور میں اُسکے کلام کی شیرینی سے جو فوستس کے کلام سے زیادہ علمیت رکھتا تھا پر فقط اطوار گویائی میں کم دلکش اور کم خوش الحان تھا فریفتہ ہوتا تھا ان دونوں اشخاص کے مضامین قابل مقابلے کے نہیں تھے کیونکہ فوستس مانیخی لوگوں کے فریبوں میں گمراہ ہوا تھا اور امبروسیوس [illegible] نجات کی باتوں کو صحیح سکھلاتا تھا لیکن ایسے گنہگاروں سے جیسا میں

اُسوقت اُسکے سامنے تھا نجات اور رستی پر تو بھی میں رفتہ رفتہ اور
بے بوجھے اُسکے نزدیک چلا آتا تھا ٭

چودھویں فصل

پس میں اُن باتوں کو جو امبروسیوس کہتا تھا نہ سیکھنے بلکہ فقط اُس
طریقے کو جس سے وہ کہتا تھا سننے میں کوشش کرتا تھا مجھکو فقط اپنی ہی
بیفائدہ فکر باقی رہتی تھی کیونکہ میں اس سے نا اُمید ہو گیا کہ انسان کے
لیے تیری طرف جانے کی راہ کھلی ہے لیکن میرے دل میں ساتھ ہی الفاظ
امبروسیوس کے جو کہ مجھے پسندیدہ معلوم ہوتے تھے اُسکے مضامین بھی جنسے
میں غافل رہتا تھا داخل ہوتے تھے کیونکہ میں ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ نہیں
کر سکتا تھا اور جب میرا دل اُسکے سمجھنے کے لیے کھلا رہتا تھا کہ وہ کیسی
فصاحت سے کہتا ہے تب یہ بھی کسی قدر داخل ہوتا تھا کہ وہ کیسی سچائی سے کہتا
ہے لیکن رفتہ رفتہ یہی ہوا کیونکہ اب یہ باتیں مجھکو قابل تائید کے معلوم ہونے لگیں
اور جامع کلیسیا کے مسائل جنکے واسطے میں نے لوگوں کے اعتراضات کے خلاف

کوئی جواب میری سمجھ میں نہ دیا جا سکتا تھا مجھکو قبل ایسا اعتقاد کرم
بغیر بیحیائی کے ہوتے نظر آنے لگے اسکا خاص سبب یہ تھا کہ میری سماعت
میں وہ حالات عہد نامے کے ایک دو مقامات حل کیے گئے اور اکثر تمثیل کے طور
انکا مطلب سمجھایا گیا اور چونکہ میں انکو آگے لفظی طور پر جانتا تھا اسلئے میں
خود روحانی طور پر مقتول ہوتا تھا جب اُن کتابوں کے بہت مقامات کا بیان ہوا
تب میں اپنی اس ناامیدی پر عیب لگاتا تھا کہ میرے عقیدہ میں ایسے لوگوں
جو توریت اور انبیا کے صحیفوں سے نفرت رکھتے اور ان پر تہمت لگاتے تھے کوئی جواب
نہیں دیا جا سکتا تھا لیکن اگرچہ طریقہ جامع کلیسیا کے ایسے عالم تائید کرنیوالے
تھے کہ اعتراضات کا رفع بکثرت اور بطور واجب کر سکتے تھے تو بھی یہ مجھکو
اُسکے قبول کرنیکے لیے کافی سبب معلوم نہیں ہوتا تھا اور چونکہ طرفین کے برابر
جواب ہو سکتے ہیں اسی سبب سے مجھے اس بات کو بھی جس پر میں اُسوقت تھا بچا
چھوڑنا لازم نہیں معلوم ہوتا تھا کیونکہ جامع کلیسیا مجھکو اس طرح مغلوب نہیں
معلوم ہوتی تھی کہ پھر غالب نہو سکے ٭

تب میں نے بکی تحقیق پر دل لگایا کہ مانیخی لوگوں کو کسی یقینی دلیل سے

جس وقت بیٹھا تھا انکو پاتیں اگر میں روحانی جوہر کو تصور کر سکتا تو انکی قلعہ بندیاں
میرے دل سے گرائی جاتیں اور بالکل خارج کیجاتیں مگر میں ایسا ہی تصور نہ کر سکا
تھا لیکن جب میں اس دنیا کی شکل پر اور تمام خلقت پر جو جسم کے حواس کو قریب
معلوم ہو سکتی ہے غور کیا کرتا اور انکی مختلف چیزوں کا مقابلہ کیا کرتا تھا تب میں نے
یہ نتیجہ نکالا کہ حکما کے معقولات [illegible] لوگوں کی باتوں سے زیادہ حقیقی معلوم ہوتے
ہیں پس اکادمی لوگوں کی طرح جس طور پر وے مشہور ہیں سب باتوں پر شک کر کے
اور سب باتوں کے درمیان پس و پیش کر کے میں نے یہ ٹھہرایا کہ مانیخی لوگوں کو
ترک کرنا لازم ہے کیونکہ یہ میرے خیال میں آتا تھا کہ جبتک اس شک میں پڑا رہوں
تب تک اس فرقہ میں جسکی نسبت حکما میں سے بعضے مجھے زیادہ پسندیدہ معلوم
ہوتے تھے رہنا لازم تھا لیکن چونکہ ان حکما کے پاس مسیح کا صحت بخش نام
نہیں تھا اسلیے میں اپنی جان کے مرض کو شفا کے لیے انکے سپرد کرنا بالکل ناپسند
کرتا تھا اس لیے میں نے یہ ٹھہرایا کہ جب تک کوئی یقینی بات جسکی طرف
اپنا قدم بڑھاؤں مجھپر روشن نہووے تب تک جامع کلیسیا میں جسمیں میرے
ما باپ نے مجھے سپرد کیا تھا مبتدی رہوں ٭

چھٹواں باب.

پہلی فصل

اے تو جو میرے لڑکپن سے میری امید ہے تو میرے لیے کہاں تھا
اور کس طرف روانہ ہو گیا تھا کیا تو نے مجھکو پیدا نکیا اور مجھکو کھیت کے
حیوانوں اور ہوا کے پرندوں سے علحدہ نکیا تھا اور بہ نسبت انکے
تو نے مجھکو زیادہ دانشمند کیا تھا تاہم میں تاریکی اور پھسلانیوالی راہ میں
چلتا تھا اور تجھکو اپنے آپ سے باہر ڈھونڈھتا تھا اور اپنے دل کے
خدا کو نہیں پاتا تھا اور میں سمندر کے عمق میں آیا تھا اور بے اعتقاد
ہوتا تھا اور سچائی کے دریافت کرنے سے ناامید ہوتا تھا اب ہی ما
دینداری سے مضبوط ہو کے اور خشکی اور تری پر میرا تعاقب کر کے اور

تجھ پر سب خطروں کے درمیان اعتقاد رکھ کے میرے پاس آئی تھی
کیونکہ سمندر کی کشتیوں میں وہ ملاحوں کو جنکی طرف سے مسافر
عمق کی ناواقفیت رکھ کے بوقت خوف کے تسلی پذیر ہوا کرتے ہیں
تسلی دیکر اُنسے سلامت رسیدگی کا وعدہ کرتی تھی کیونکہ تو نے اسکو
بوسیلہ رویا کے اسی کا وعدہ کیا تھا اُس نے مجھکو سچائی کے دریافت
کرنے کی ناامیدی سے بڑے خطرے میں پایا لیکن جب میں نے اُسپر
یہ ظاہر کیا کہ میں ہنوز مانیخی نہیں تھا پر مسیحی بھی نہیں ہوا تھا تب وہ ایسی
خوشی سے نہیں اُچھلتی تھی جیسا کہ لوگ بے انتظاری کی خبر سنکے
کرتے ہیں لیکن وہ میری پریشان حالی کے ایک بڑے حصہ کے سبب
سے تسکین پذیر ہو گئی تھی اسی حصہ کے باعث سے وہ مجھپر جو اُسکے
نزدیک مردہ پر تجھ سے بیدار ہونیوالا معلوم ہوتا تھا رو رو کے
مجھے اپنے خیالات کے تابوت پر لیجاتی تھی تاکہ تو بیوہ کے بیٹے سے لوقا ۷: ۱۴
کہے کہ اے جوان میں تجھ سے کہتا ہوں اُٹھ اور وہ پھر زندہ ہووے
اور بولنے لگے اور تو اُسے اُس کی ماں کو سونپے پس جب اُس نے

سنا کہ وہ بات جسکو وہ روز بروز رو رو کے تجھ سے مانگتی تھی اکثر
پوری ہوئی کہ اگرچہ میں سچائی تک نہیں پہنچا تو بھی میں جھوٹھائی سے
آزاد ہوا تب اُسکا دل کسی طرح کی بشاشت سے جنبش میں نہیں ہوا لیکن
چونکہ وہ اسپر معتقد تھی کہ تو جس نے پوری بات کا وعدہ کیا کسی روز
اسکو جو باقی ماندہ ہو دیگا اُسنے بڑے چین اور دلی اعتماد کے ساتھ
مجھ سے کہا کہ میں مسیح پر ایسا بھروسا رکھتی ہوں کہ اس زندگی کو چھوڑنے
سے پیشتر تجھکو جامع کلیسیا کا ایماندار ممبر دیکھونگی اتنا ہی اُسنے مجھسے
کہا لیکن تیرے حضور میں اے رحمت کے چشمہ وہ زیادہ کثیر دعاؤں اور
آنسوؤں کو صرف کرتی تھی تاکہ تو اپنی مدد جلد بھیجے اور میری تاریکی کو
روشن کرے اور وہ زیادہ آرزو کے ساتھ عبادتخانے میں دوڑتی
یوحنا ۴: ۱۴ تھی اور امبروسیوس کے لبوں کی طرف کان دیکے اُس پانی کو جو
ہمیشہ کی زندگی تک بہتا ہی چاہتی تھی لیکن اُس شخص کو خدا کے
فرشتہ کے موافق جانکر پیار کرتی تھی کیونکہ اُسکو یہ معلوم ہوا کہ بذریعہ اُسکے
میں ایمان کے اُس حالِ مشتبہ تک جسمیں اُسوقت میں رہتا تھا پہنچایا گیا

اور وہ اسپر کامل امید رکھتی تھی کہ میں اس حال سے گذر کے ایک
دوسرے سخت تر درد پانے کے جسکو طبیب لوگ انحطاط کہتے ہیں
بیماری سے صحت تک پہنچونگا ۔

دوسری فصل

پھر جب میری ماں عبادتخانوں کے پاس جو مقدس لوگوں کی
یادگاری کے لیے بنائے گئے تھے کلیچوں اور روٹی اور شراب کو
لائی جیسا کہ افریقہ میں اُسکا دستور تھا اور دربان سے منع کی گئی تھی
اور جب وہ اُسپر مطلع ہوئی کہ نگہبان کلیسیا نے یہ منع کیا تھا تب اُسنے
ایسی دینداری اور فرمانبرداری کے ساتھ اُسکی خواہش کو گلے سے
لگالیا کہ میں نے تعجب کیا کہ وہ اُس شخص کی ممانعت پر اعتراض نکرتی
تھی بلکہ برعکس اِسکے جلد اپنے معمولی کام کو معیوب ٹھہراتی تھی کیونکہ
شراب خواری اُسکی روح کا محاصرہ نہیں کرتی تھی اور شراب کی محبت نے
اُسمیں سچائی کی نفرت پیدا نہیں کی تھی جیسے کہ بہتیرے مرد ول

اور عورتوں میں کرتی ہے یہانتک کہ پرہیزگاری کی نصیحت ان سے
رد کیجاتی ہے جس طرح کہ خوب پیے ہوئے لوگوں کو آب آمیز شراب حقیر
معلوم ہوتی ہے لیکن جب وہ اپنی ٹوکری میں معمولی عید کی خوراک کو فقط
اپنے چکھنے کے لیے اور پھر بانٹنے کے لیے لاتی تھی تب وہ اپنے واسطے
شراب کے صرف ایک چھوٹے جام کو اپنے پرہیزگار تالو کے لائق پانی
کی آمیزش سے کم نشہ بنا کر ٹوکری میں رکھتی تھی اور اُسکو بباعث ادب
کے چکھہ لیتی تھی پھر اگر معلوم ہوتا کہ فوت شدہ مقدسوں کے بہت عبادتخانے
اسی طرح کی عزت پانے کے لیے ٹھہرائے گئے تو وہ فقط اُس ایک ہی
جام کو ہر جگہہ کام میں لانے کے لیے لیجاتی تھی اور باوجودیکہ وہ نہ فقط
بہت آب آمیز تھا بلکہ جا بجا کی گردش سے بہت گرم ہو گیا تھا تو بھی
میری ماں اسکو اُن لوگوں میں جو اُسکے نزدیک تھے ذرہ ذرہ چکھنے کے
لیے تقسیم کرتی تھی کیونکہ وہ وہاں نہ عیش و عشرت بلکہ دینداری کو چاہتی
تھی پس جب اُسکو معلوم ہوا کہ یہ رسم اُس مشہور واعظ و بزرگ نگہبان
کلیسیا سے اُن لوگوں کے لیے بھی جو اُسکو پرہیزگاری کی طرح سے

اُسنے سنا کہ منع ہوئی تھی تا نہو کہ نشہ خوروں کو زیادہ پینے کا موقع ملے
اور جب کہ یہہ سالانہ نذر نیاز غیر قوموں کی بطالت کے موافق دکھلائی
دیتی تھی اِسلیے وہ بڑی رضامندی کے ساتھ اُس سے باز رہی اور
اُسنے یہہ سیکھا کہ شہیدوں کے عبادت خانوں کے پاس بعوض ایک
ٹوکری کے جو زمین کے پھلوں سے بھری تھی اپنے دل کو زیادہ پاک
دعاؤں سے بھر کر کے لاوے اور حتی المقدور غریبوں کو دیوے تاکہ
خداوند کے بدن کی تقسیم وہاں جہاں اُسکی اذیت کی پیروی میں شہید لوگ
قتل کیے گئے اور تاج یافتہ ہوئے تھے مناسب طور پر ہووے لیکن
مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی ای خداوند میرے خدا اور یوں میرا دل تیرے
حضور میں گمان کرتا ہی کہ اگر اور کوئی دوسرا شخص جسکو امبروسیوس کے
موافق وہ پیار نہیں کرتی تھی اِس رسم کو منع کرتا تو شاید وہ ایسی ہی
جلد اُسکے رد کرنے سے راضی نہوتی کیونکہ وہ اُس شخص کو میری نجات
کی خاطر بہت ہی پیار کرتی تھی اور وہ بھی میری ماکو اِس لیے پیار
کرتا تھا کہ وہ دینداری سے تیرے طریقوں پر قائم رہکر نیک اعمال

کرکے روح سے سرگرم ہو کر عبادت خانے میں آیا جایا کرتی تھی اور
اِسی سبب سے جب وہ مجھکو دیکھتا تھا اکثر اُسکی تعریف کرنے میں اپنی
زبان طرار کھولکر مجھے اِسلیے مبارکبادی دیتا تھا کہ تیری ایسی ماں ہی
لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ میں اُسکا کیسا بیٹا تھا اور کسقدر اِن سب باتوں میں
شبہہ کر کے یہہ سوچتا تھا کہ زندگی کی راہ ہم لوگوں کو مطلق دریافت نہیں ہو سکتی ہے

تیسری فصل

میں اپنی دعا مانگنے میں اِسلیے نالہ نہیں کرتا تھا کہ تو میری مدد کرے
لیکن میرا دل تفتیش کرنے پر بالکل مائل ہوا اور بحث کرنے کے لیے
آزردہ تھا اور میں امبروسیوس کو جسکی بڑی عزت بہت ذی اختیار لوگ
کرتے تھے دنیا کی رائے کے موافق خوش حال سمجھتا تھا لیکن فقط اُسکی
تجرید ہی تکلیف دہ معلوم ہوتی تھی پر میں نہ اُسکا نتیجہ نکال سکتا اور نہ تجربہ
کرتا تھا کہ وہ اپنے آپ میں کسقدر اُمید رکھتا تھا اور اُسکو اُن [illegible]
باتوں سے جو دشمنوں کی طرح اُسکی فوقیت و فضیلت کا محاصرہ کرتی تھیں

کس قدر ڈرنا پڑتا تھا یا وہ مصیبتوں میں کس قدر تسلی پذیر ہوتا تھا اور
دل کے پوشیدہ مُنہہ کو تیری روٹی کی جگالی کرنے سے کیسی لذیذ خوراک
ملتی تھیں پھر وہ بھی میرے جوشوں اور میرے خطرے کے ازغیب
آگاہ نہیں تھا اور میں اُن باتوں کا سوال جنکا جواب چاہتا تھا اور
طرح پر چاہتا تھا اُس سے نہیں کر سکتا تھا کیونکہ حاجتمند لوگوں کی بڑی
جماعتیں جنکی کمزوریوں کی وہ دستگیری کرتا تھا مجھکو اُسکے کان اور منہہ
سے باز رکھتی تھیں اور اُس قدرے قلیل وقت میں جسمیں اُنکے ساتھ مشغول
رہتا تھا وہ اپنے بدن کو ضروری خوراک سے یا اپنے دل کو کتابوں
کے مطالعہ سے تازہ کرتا تھا لیکن جب پڑھتا تھا تب اُسکی نظر ورق پر
رواں تھی اور اُسکا دل مضمون کی تفتیش کرتا تھا لیکن اُسکی آواز و زبان
بے حرکت رہتی تھیں اور چونکہ کسی کو اُسکے یہاں داخل ہونے کی ممانعت
نہیں تھی اور کسی کے آنے کی اطلاع بھی اُسے دینے کا دستور نہیں تھا
اسلیے ہم بارہا اُسکے پاس گیے اور ہم نے اُسکو ہمیشہ فقط اُسی طرح پر
خاموشی سے پڑھتے ہوئے پایا پر کون ایسے محنتی شخص کو تکلیف دینا

گوارا کریگا پس بہت دیر خاموش بیٹھے رہنے کے بعد ہم لوٹ جاتے
یہہ گمان کرتے تھے کہ وہ اُس قلیل عرصہ کی فرصت کو جس سے وہ
اوروں کے مقدموں کے زور شور سے واسطے تقویت اپنے دل
کے پاتا تھا کسی دوسرے امر میں صرف کرنا نہ چاہتا ہوگا اور شاید
یہہ فکر اُسکو رہتی ہوگی کہ اگر وہ مصنف جسکی کتاب پڑھتا تھا کوئی مغلق
بات لکھی ہو تو کسی شائق یا تکلی سننے والے سے اُسکا صاف بیان
کرنا اُسے ضرور ہوگا یا اُسکے بعض مشکل مضامین کی تحقیق کرنی
ہوگی اور چونکہ اُسکا وقت ایسے ہی کاموں میں صرف ہوتا تھا اُن
وہ جس قدر کتابوں کی ورق گردانی چاہتا تھا نہیں کر سکتا تھا لیکن
شاید اپنی آواز کو جو تھوڑے ہی بولنے سے ضعیف ہوتی تھی بچانے
کی فکر رکھتا تھا اور یہی اُسکے خاموشی سے پڑھنے کا حقیقی سبب
ہوا ہوگا پر جس جس مقصد سے یہہ کام اُس سے سرزد ہوتا تھا وہ
ایسے ہی شخص میں ضرور اچھا ہوا ہوگا ◦

لیکن فی الحقیقت ایسی ہی پاک ہاتف غیبی سے ہوا اُس کا دل تھا

سوا اُس بات کے جسکا جلد سُننا ممکن تھا اور دوسری باتوں کو
خاصکر پوچھا چاہتا تھا پوچھنے کا کوئی موقع نہیں پاتا تھا مجھے
اُسکی تمام فرصت کی حاجت تھی تاکہ اُسکے سامنے اپنے جوش کو
ڈھالوں مگر اسقدر فرصت کبھی نہیں ملتی تھی لیکن میں نے اُسکو
ہر ایک خداوند کے روز پر لوگوں کے سامنے سچائی کے کلام کی
تفسیر کرتے ہوئے سُنا اور یہہ بات میرے نزدیک زیادہ ثابت ہوتی
جاتی تھی کہ اُن سب بُہتان طرق کی گرہیں جنکو فریبیوں نے
الٰہی کتابوں کے خلاف باندھا تھا حل ہو سکتی تھیں لیکن جب مجھکو
یہہ معلوم ہوا کہ اگرچہ یہہ تیری کتاب میں یہہ لکھا ہے کہ انسان تیری صورت
پر تجھ سے پیدا ہوا ہے تو بھی اسی بات کا مطلب تیرے روحانی فرزندوں کو
جنکو تو نے بوسیلہ اپنے فضل کے مادر کلیسیا سے از سر نو پیدا کیا ہے
ایسا معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تو انسانی شکل سے محدود ہے تب باوجودیکہ
میں نے کسی صورت سے بلکہ نہ خامی سے اور نہ بطور معمے کے خیال کر سکتا
تھا کہ روحانی جوہر کیا ہے تاہم میں خوشی کے ساتھ اسلئے شرمندہ ہوتا تھا

کہ میں اُن سب برسوں میں نہ جامع کلیسیا کے مسائل کے برخلاف بلکہ
جسمانی خیالوں کی ساختہ باتوں کے خلاف بھونکتا تھا کیونکہ میں
اُسوقت اسقدر بے تامل اور بے دین تھا کہ اُس بات پر جسکو بذریعہ
تحقیق کرنے کے سیکھنا لازم تھا بطور غلط ٹھہرانے کے الزام لگاتا
تھا کیونکہ تو اے بزرگ ترین و قریب ترین اپنے عیب ترین و حاضر ترین جسکے
چھوٹے بڑے اعضا نہیں ہیں بلکہ تو کُل ہر کہیں حاضر ہے اور وسعت عام
کی کسی جگہ میں نہیں ہے اور تو انسانی شکل رکھتا بھی نہیں ہے تو بھی تو نے
انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور دیکھو وہ سر تا پا جگہ میں ہے ٭

چوتھی فصل

پس جبکہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تیری یہہ صورت کیسی موجود ہے
تب یہہ لازم تھا کہ میں از راہ طنز اسکا منکر ہونے کے لئے ہوتا کہ میری دانست
میں لوگ اُسپر اعتماد رکھتے تھے بلکہ برعکس اسکے عاجزی کے ساتھ
یہہ عرض کرتا کہ کس طرح سے اُسپر اعتماد رکھنا واجب ہے پھر جس قدر مجھے

اُسپر شرم آتی تھی کہ مدت دراز تک یقینی باتوں کے عوض وعدوں ہی سے
بہکایا جاتا اور فریب کھاتا اور لڑکوں کے طور گمراہی اور تند مزاجی
کے ساتھ بہت بے یقین باتوں کو یقین جانکر اُنپر فضول گوئی کرتا تھا
اُس قدر سے زیادہ یہہ فکر میرے دل کو کھاتی تھی کہ کس بات کو یقین
جانوں اور حفظ کروں کیونکہ اُن باتوں کا جھوٹھا ہونا مجھپر بعد اُسکے واضح
ہوا لیکن یہہ یقین تھا کہ وے باتیں بے یقین تھیں اور میں بھی [illegible]
تھیں اُنکو یقین جانکر دانستہ تکرار سے جامع کلیسیا پر عیب لگاتا تھا [illegible]
میں نے بالفعل یہہ دریافت کیا تھا کہ اگر وہ سچائی کو نہ سکھلاتی تو بھی وہ
اُس بات کو جسکے لیے میں اُسپر سخت عیب لگاتا تھا نہیں سکھلاتی
تھی پس میں مضطرب اور متعجب ہوا اور میں اسلیئے خوشی کرتا تھا کہ اے
میرے خدا وہ ایک ہی تنہا کلیسیا جو تیرے اکلوتے بیٹے کا بدن ہی
جسمیں مسیح کا نام میرے لڑکپن میں مجھپر رکھا گیا طفلانہ بیہودگیوں کو
پسند نہیں کرتی تھی اور اُسکی معتبر تعلیم میں اس طرح کی کوئی بات نہیں
تھی کہ تو جو سب چیزوں کا خالق ہی کسی جا وسعت میں جو بلند و چوڑی

ہووے پر انسانی اعضا کی شکل سے محدود اور مقید ہووے ۞
میں اسلیئے بھی خوش ہوتا تھا کہ توریت وانبیا کے قدیم نوشتے
جنپر میں پہلے نظر کرکے انکو واہیات سمجھتا اور تیرے مقدس لوگوں پر
اُن نوشتوں کو ایسا ہی سمجھنے کے لیئے گو کہ وے حقیقت میں ایسا ہی
نہیں سمجھتے تھے عیب لگاتا تھا اب پھر میرے سامنے پیش کیئے گئے
تاکہ میں دوسری طرح کی نظر سے انکو پڑھوں اور جب لوگوں کے
ساتھ امبروسیوس کے وعظوں کے سننے کیلیئے حاضر ہوتا تھا تب مجھکو
اس سے بارہا خوشی ہوئی کہ وہ بڑی سرگرمی کے ساتھ واسطے حفاظت
کے اس آیت کو قبول کرنے کی رغبت دلاتا تھا کہ حرف مارڈالتا پر روح جلاتی ۲ قرنتی ۳ : ۶
ہے اور وہ پردہ راز کو فاش کرکے ایسی بات کو جو حرف کے مطابق گمراہی
کی تعلیم نظر آتی ہے روحانی طور پر ظاہر کرکے ایسی کسی بات کو جس
میں ٹھوکر کھا سکتا تھا نہیں کہتا تھا لیکن میں ابتک نہیں جانتا تھا کہ
جن باتوں کو وہ کہتا تھا اُن میں سے بہتوں کو سچ سمجھوں یا نہیں کیونکہ
اوندھے منہہ گرنے سے ڈر کر میں نے اپنا دل ہر طرح کی باتوں کو قبول

کرنے سے باز رکھا اور پس و پیش میں جھکو زیادہ ہلاکت سے مارا جاتا تھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ مجھکو اُن چیزوں کے حق میں جنکو میں نہیں دیکھتا تھا ایسا یقین ہو جیسا اسکا یقین ہے کہ سات اور تین دس ہیں لیکن میں ایسا تو خیال کرنے کے لیے بیوقوف نہیں تھا کہ اسی بات کا بھی سمجھنا ممکن نہ ہو مگر میں چاہتا تھا کہ جس قدر یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے اُسقدر اور چیزیں خواہ جسمانی جو ہمارے حواس کے سامنے موجود نہوں خواہ روحانی جنکی بابت سوا جسمانی طور کے اور کسی دوسرے طور پر خیال کرنا مجھے معلوم نہیں تھا میری سمجھ میں آویں پر اگر میں اعتقاد رکھتا تو شفایاب ہو سکتا تا کہ میرے دل کی آنکھ صاف ہو کر کسی طرح تیری سچائی کی طرف جو ہمیشہ قائم ہے اور اپنے کسی حصے سے ناقص نہیں ہے پھیری جاوے لیکن جس طرح کبھی کبھی یہ وقوع میں آتا ہے کہ کوئی شخص جس نے بُرے طبیب کو آزما لیا ہو اپنے تئیں اچھے طبیب کے سپرد کرنے سے بھی خوف کھاتا ہے اسی طرح میری روح اپنی صحت کی فکر رکھتی تھی کیونکہ سوا اعتقاد رکھنے کے اور کسی دوسری طرح سے وہ شفایاب نہیں ہو سکتی تھی اور جھوٹھی باتوں پر

اعتقاد رکھنے کے ڈر سے وہ شفایابی کا انکار کرتی تھی اور تیرے ہاتھوں بازرکھتی تھی پر تو نے اعتقاد کی دوائیں طیار کیں اور تمام دنیا کی بیماریوں پر لگا دیں اور انکو ایسی ہی بڑی تاثیر بخشی ہے ۔

پانچویں فصل

پھر اس سے کنارہ کش ہو کر میں جامع کلیسیا کے مسائل کو زیادہ پسند کرنے لگا اور وہ کلیسیا مجھکو زیادہ حلیم اور بے حیلہ اس لیے معلوم ہوتی تھی کہ جو باتیں ثابت نہیں ہوئیں خواہ وے بذاتہ ثابت ہو سکتی ہیں مگر کسی شخص کے سامنے ثابت نہیں ہو سکتی ہیں خواہ مطلق ثابت نہیں ہو سکتی ہیں وہ اُن پر اعتقاد رکھنے کے لیے ارشاد فرماتی ہے لیکن چونکہ مانی لوگ یقینی علم کا بے تامل وعدہ کرتے تھے اسلیے ہمارا اعتقاد ان سے فریب پا کر فریب کھاتا تھا اور پھر وے بہت کہانیوں اور واہی باتوں پر اعتقاد رکھنے کے واسطے ہم لوگوں کو اس لیے حکم دیتے تھے کہ وے باتیں قابل ثبوت کے نہیں تھیں بعد اسکے تو اے خداوند رفتہ رفتہ اپنے نہایت

نرم و رحیم ہاتھ میں میرا دل لیکر آراستہ کرتا آیا کیونکہ جب میں خیال کرتا تھا
کہ میں کس قدر بیشمار باتوں پر جنکو میں نے نہیں دیکھا اور جنکے وقوع کے
وقت پر موجود نہیں تھا اعتقاد رکھتا تھا جیسا کہ دنیاوی تواریخ کی
بہت واردات پر و نیز مقامات اور شہروں کے بہت واقعات پر جنکو میں
نے نہیں دیکھا اور دوستوں و طبیبوں اور دوسرے اشخاص کی بہت
سرگذشتوں پر جنپر اگر اعتقاد نہ رکھا جاوے تو اس دنیا کے کاموں کا انجام
محال ہی میں اعتقاد رکھتا تھا علی ہذا القیاس اگر بات ہی کے سننے پر
استوار ایمان کے ساتھ یہہ اعتقاد نہ رکھتا تو نہ جانتا کہ کن والدین سے میں
پیدا ہوا ہوں پس جب میں ایسا ہی خیال کرنے لگا تب تو نے مجھکو یہہ یقین
دلایا کہ نہ وے جو تیری کتابوں پر جنکو تو نے اکثر قوموں میں بہت عزت
کے ساتھ ثابت کیا ہے اعتقاد رکھتے ہیں بلکہ وے جو انپر اعتقاد نہیں
رکھتے ہیں معیوب ٹھہرائے جانیکے لائق ہیں اور تو نے یہہ بھی یقین دلایا
کہ جو لوگ مجھ سے یہہ پوچھیں کہ تو کس طرح جانتا ہے کہ وے نوشتے
انسان کو یگانہ حقیقی و صادق الکلام خدا کی روح سے عطا ہوئے ہیں

انکی سننا ناروا ہے کیونکہ نہ سکا اسی قول پر اعتقاد رکھنا لازم ہے کیونکہ
جن سوالات لغو کے تکراروں کو خود میں نے سنا حکما کی کتابوں میں
پڑھا تھا ان میں سے کوئی یہہ عقیدہ مجھ سے نہیں چھین سکا تھا
کہ تو ہست ہے اور انسانی چیزوں کی حکومت تیرے قبضہ میں ہے گو
جو کچھ تو ہے سو مجھ کو معلوم نہیں ہوتا تھا ۔

اسی پر میں اعتقاد رکھتا تھا لیکن میرا یہہ اعتقاد کبھی قوی اور کبھی
ضعیف ہوتا تھا پر اگرچہ میں اس سے آگاہ نہ تھا کہ تیرے جوہر کو کیا تصور
کروں اور کون راہ تیرے پاس پہنچاتی یا تیری جانب کو پھر لاتی ہے
تو بھی میں ہمیشہ اسپر اعتقاد رکھتا تھا کہ تو ہست ہے اور ہم لوگوں کی
خبرداری کرتا ہے پر جبکہ ہم لوگوں میں ایسی قابلیت نہیں تھی کہ سچائی کو
صرف مباحثہ سے دریافت کریں اور اسی سبب سے ہمکو تیری پاک
کتاب کی معتبری درکار تھی تب میں اسپر اعتقاد کرنے لگا کہ اگر تو نہ چاہتا
کہ اس کتاب کے ذریعہ سے تجھپر اعتقاد کیا جاوے اور تیری تلاش
کیجاوے تو اسکو سب ملکوں میں ایسی بڑی معتبری نہ بخشتا کیونکہ جب

میں نے تیری کتاب کی بہت باتوں کی شرح بطور کافی و شافی دریافت
ہوئی سنا تب جو کچھ اُس میں پہلے واہیات نظر آتا اور دشوار کہلاتا تھا
اُسکو میں اسرار مذہبی کے عمق میں منسوب کرتا تھا اور اُسکی معتبری کو
زیادہ معزز اور مذہبی اعتقاد کے زیادہ لائق اسلیے جانتا تھا کہ وہ سب
لوگوں کے سامنے واسطے مطالعہ کے کھلی رہتی ہی اور اپنے اسرار
بلند کو اپنے دماغ اعلی میں پوشیدہ رکھتی ہی اور اپنے آسان الفاظ و سلیس
عبارت سے اپنے آپ کو عوام الناس کے سامنے ظاہر کردیتی ہی اور جن
لوگوں کو دلی لاپروائی نہیں ہی اُنکے غور و فکر کو اپنی طرف راغب و
مائل کرتی ہی یہانتک کہ وہ اپنی آغوش فیض میں سب لوگوں کو لے لیوے
پر تنگ سوراخوں کی راہوں سے تیرے پاس چند اشخاص پہنچا دیوے لیکن
سب سے زیادہ کثیر لوگوں کو تیرے پاس اسلیے پہنچاوے کہ اپنے مقام
متین عالی سے منور و تاباں ہی اور گروہ خلائق کو اپنے پاک حلم سے اپنی
آغوش میں کھینچتی ہی انھیں باتوں پر میں خیال کرتا تھا اور تو میرے
نزدیک تھا میں آہ بھرتا تھا اور تو میری سنتا تھا میں پس و پیش کرتا تھا

اور تو میری رہنمائی کرتا تھا میں اس دنیا کی چوڑی راہ پر چلتا تھا اور تو مجھکو
ترک نہیں کرتا تھا ؛

چھٹھویں فصل

میں عزتوں اور منافع و نکاح کے لیے آرزو کا دم بھرتا تھا اور تو
مجھ پر ہنستا تھا میں ان حرصوں میں نہایت تلخ دشواریاں اُٹھاتا تھا
لیکن جسقدر تو اُن سب چیزوں کو جو تو نہیں تھا مجھے فرحت افزا معلوم
ہونے سے باز رکھتا تھا اُسقدر تو مجھ پر زیادہ مہربانی کرتا تھا میرے دل کو
دیکھ اے خداوند کیونکہ تو نے یہہ چاہا کہ میں ان سب باتوں کو یاد کروں
اور تجھ سے اُنکا اقرار کروں پس جب کہ تو نے میرے دل کو اُس سخت گیر
موت کے لاسے سے رہائی بخشی اسلیے اب وہ تیرے ساتھ پیوستہ رہے
وہ کیا ہی پریشان تھا اور تو اُسکے زخم کے درد کو اذیت دیتا تھا تاکہ وہ سب
اور چیزوں کو ترک کرکے تیری طرف جو سب چیزوں سے برتر ہی اور
جسکے بغیر سب چیزیں ہیچ ہوتیں متوجہ ہوکے شفا پاوے پس میں موافقت

کیسا پریشان تھا اور تو نے میرے ساتھ کیسا سلوک کیا تاکہ اُس روز
جس میں واسطے بیان کے میں روم کے شہنشاہ کی مدح میں قصیدہ
طیار کرتا تھا میری پریشانی مجھکو معلوم ہووے کیونکہ مجھکو اُس مدح میں بہت
مبالغہ کرنا پڑتا تھا اور میرے مبالغہ کے سمجھنے والوں سے تعریف ملنے والی
تھی اور میرا دل ان افکار پر آہ بھرتا تھا اور خیالات مہلک کنندہ کے جوش
بخار میں آتا تھا کیونکہ شہر میلان کے کسی راستے پر گذر کے میں نے ایک
غریب گداگر کو جسکا پیٹ بلاشبہہ بھرا تھا مسخرا پن کرتے اور بشاش ہوتے
ہوئے دیکھا اور میں نے دم سرد بھرا اور اپنے دوستوں سے جو میرے
ساتھ تھے اپنی دیوانگیوں کے بڑے دُکھ درد کا ذکر کیا کیونکہ جس طرح کی
مشقتوں کے ساتھ میں اُسوقت محنت کرکے حرصوں کے آنکسوں کے
سبب سے اپنی پریشانی کا بوجھ اُٹھائے رہتا اور اُسکے اُٹھائے رہنے
سے اُسے بڑھاتا تھا اُس طرح کی اپنی سب مشقتوں میں ہم لوگ صرف
اسپر لحاظ کرتے تھے کہ جس بشاشت پر وہ گدا قبل ہم لوگوں کے پہنچا
ہی اور جسپر شاید ہم کبھی نہ پہنچینگے وہاں ہم لوگوں کی رسائی ہووے کیونکہ



جو کچھ اُسکو تھوڑے گدائی پیسوں کے وسیلے سے حاصل ہوا اُسکو میں بہت
دشوار گردشوں اور دوڑ دھوپ میں ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور وہ حظ دنیا
اقبالمندی کی خوشی تھی کیونکہ اُس گدا نے حقیقی خوشی حاصل نہیں کی تھی
لیکن میں اپنی حوصلہ مند تدبیروں سے ایک بہت ہی ادنیٰ خوشی ڈھونڈھتا
تھا اور فی الحقیقت وہ گدا بشاش اور میں منتشر تھا وہ بیفکر اور میں خوف زدہ
تھا لیکن اگر کوئی مجھسے اُسوقت پوچھتا کہ تو خوش ہونا یا خوف کھانا
پسند کرتا ہی تو میں یہہ جواب دیتا کہ خوش ہونا پسند کرتا ہوں پھر اگر وہ پوچھتا
کہ کیا تو جیسا وہ گدا تھا یا جیسا تو خود تھا ان میں سے کس طرح کا ہونا
پسند کرتا ہی تو میں اگرچہ اُنکا اور خوفوں سے لاغر تھا تو بھی اپنے آپ کو
پسند کرتا لیکن گمراہی کے سبب سے یہہ ہی کرتا کیا سچائی کے رو سے میں
ایسا ہی اختیار کرتا کیونکہ لازم نہیں تھا کہ میں اپنے آپ کو زیادہ عالم ہونے
کے سبب سے زیادہ پسند کرتا کیونکہ اُس علم سے مجھکو خوشی نہیں ہوتی تھی
بلکہ اُسکے ذریعہ سے میں لوگوں کے نزدیک معزز ہوا چاہتا تھا اور میں
نہ اُنکو تربیت دینے بلکہ اُنکے نزدیک پسندیدہ معلوم ہونے کی تمنا رکھتا تھا

پر اسلیے تو نے میری ہڈیوں کو اپنی تنبیہہ کے عصا سے توڑ ڈالا ہ
کاش وے لوگ جو میرے دل سے یہ گلہ کرتے ہیں اُسکی طرف
بھاگیں کہ اسمیں فرق ہے کہ کہاں سے انسان کو خوشی حاصل ہوتی ہے
گدا اپنی اُس مخموری سے خوش ہوتا تھا اور تو تعظیم سے خوش ہو جاتا
تھا پس اے خداوند وہ کیسی تعظیم تھی جیسی تعظیم تو بخشتا ہے ویسی ہی نہیں
تھی کیونکہ جس طرح پر اُس گدا کی خوشی حقیقی نہیں تھی ویسی ہی وہ میری تعظیم
بھی حقیقی نہیں تھی اور میری جان کی شکستگی کو زیادہ کرتی تھی وہ گدا اُسی
رات اپنی مخموری کو ہضم کر سکتا تھا لیکن میں اپنی مخموری کے ساتھ سو گیا
اور پھر جاگا اور دیکھ کتنی اور مرتبہ مجھے اُسکے ساتھ سونا اور جاگنا پڑا لیکن
اسمیں فرق ہے کہ کہاں سے انسان کو خوشی حاصل ہوتی ہے میں یہ جانتا ہوں
اور حقیقی امید کی خوشی اُس بطالت سے ایسی متفرق ہے کہ اُنکا مقابلہ
غیر ممکن ہے اور اسی قدر ہم دونوں میں فرق تھا کیونکہ وہ فی الحقیقت مجھسے
زیادہ خوش تھا اور اِسکا سبب فقط یہ تھا کہ وہ خرمی میں غرق ہوا تھا
اور میں بباعث افکار کے بیدل ہو گیا تھا بلکہ یہہ تھا کہ اُسنے دعائے خیر

دینے سے شراب پائی اور میں مبالغہ گوئی سے تکبر از خوشنامی کی تلاش
کرتا تھا میں اُسوقت اِس حالت کے حق میں بہت باتیں اپنے احباب
سے کہتا تھا اور مجھکو اکثر اُنکی صحبت میں یہہ معلوم ہوا کہ میرا حال کیسا تھا
اور میں نے یہہ دریافت کیا کہ میرا بُرا حال تھا اور میں غم کرتا اور اُس
حال کو دو گونہ بڑھاتا تھا اور اگر کوئی اقبالمندی مجھکو ملنے والی نظر آتی
تو میں اُسکے پکڑنے سے باز رہتا تھا کیونکہ جب میں اُسکو گرفت کرنے
لگتا وہ پرواز کر جاتی تھی ✦

ساتویں فصل

ان باتوں پر ہم لوگ جو دوستانہ طور پر باہم رہتے تھے ایکساتھ
رنج کرتے تھے اور خصوصاً میں بکثرت اور بےتکلفانہ طور پر الیپیس
اور نبریدیوس کے ساتھ انپر گفتگو کرتا تھا ان اشخاص میں سے
الیپیس کی اور میری پیدایش ایک ہی قصبہ میں ہوئی تھی اور اُسکے
والدین اُس قصبہ کے رئیس باشندے تھے لیکن وہ مجھسے کم سن

تھا جب میں اپنے قصبہ میں اور پھر قارطاج میں تعلیم دیتا تھا ان
دونوں جگہوں میں وہ مجھ سے سیکھتا تھا اور وہ مجھکو بہت پیار کرتا تھا
کیونکہ وہ مجھے مہربان اور عالم جانتا تھا اور چونکہ اسکا مزاج نیکی کی
طرف بہت مائل تھا اور اسکی یہ صفت اسکی کم سنی کے سبب بہت
عالی معلوم ہوتی تھی اسلیئے میں بھی اسکو خوب پیار کرتا تھا پر ان لہو
کے گرداب نے جس سے قارطاج کے لوگ فضول تماشا دیکھنے میں
سرگرم رہا کرتے تھے اسکو حلقہ تماشا گاہ کی دیوانگی میں غرق کر دیا تھا
لیکن جب وہ وہاں پریشانی کے ساتھ گردش کرتا رہا اور میں نے
اس شہر میں فصاحت آموزی کا ایک مدرسہ جاری کیا تھا تب بسبب
کسی ناچاقی کے جو اسکے باپ اور مجھ میں ہو گئی تھی اسنے اب تک
مجھکو اپنا استاد نہ بنایا تھا اور میں نے یہ دریافت کیا کہ کس قدر
حلقہ تماشا گاہ سے محبت مہلک رکھتا تھا اور میں اسلیئے نہایت آزردہ
ہوتا تھا کہ وہ بڑی امید جو اس سے ظاہر ہوئی تھی اب منقطع ہونے والی
تھی بلکہ میرے نزدیک منقطع ہو چکی تھی لیکن مجھے کوئی ذریعہ نہ تھا کہ

خواہ دوست کی مہربانی کی راہ خواہ استاد کے حکم کے طور سے
اسکو سمجھاؤں یا اسکو کسی طرح کے جبر کے ساتھ باز رکھوں کیونکہ
میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ مثل اپنے باپ کے مجھ سے ناچاقی
رکھتا ہوگا لیکن وہ ویسا نہیں تھا پس وہ اس امر میں اپنے باپ کی
مرضی کو چھوڑ کر مجھ سے سلام علیک کرنے لگا اور میرے
مکتب خانے میں آ کے اور کچھ کچھ سن کے چلا جاتا تھا ۞
لیکن میں فراموشی کے سبب سے اسکے ساتھ ایسا سلوک
نہیں کرتا تھا کہ وہ اپنے ایسے عمدہ ذہن کو نادان کھیلوں کی اندھی شتابی
اور بے لحاظ طمع میں خراب کرے پر اے خداوند تو ان سب چیزوں کو
جنہیں تو نے بنایا ہے بہ ترتیب چلاتا ہے تو نے اس شخص کو جو تیرے
فرزندوں کے درمیان نگہبان کلیسیا ہونیوالا تھا فراموش نہیں
کیا تھا اور تو نے اسکی درستگی بوسیلہ مجھ ناواقف شخص کے کرائی
تاکہ اسکی وہ درستگی بلا شبہ تجھ میں محسوب ہو کیونکہ جب میں ایک روز
اپنے معمولی مقام پر بیٹھا تھا اور میرے شاگرد میرے سامنے

حاضر تھے وہ آیا اور سلام کیا اور بیٹھ گیا اور ان باتوں پر کچھ کلام
میں سے رہا تھا دل لگایا اور جس فقرہ کو میں حسب اتفاق اُسوقت
سمجھا رہا تھا اُسکے مضمون کے متعلق حلقہ تماشا کی ایک تشبیہ
ہو اُس فقرہ کو زیادہ صاف اور دلچسپ کرنے کے لائق بھی اور جلتی
تماشا گاہ کی دیوانگی کے گرفتار شدہ لوگوں پر طعنہ زنی دکھلاتی
کرتی تھی میرے خیال میں آئی تو جاتا ہے اسلئے ہمارے خدا اُس میں
اُسوقت آلیپوس کو اُس وبائی تماشے سے چنگا کرنے کا خیال نہیں
کرتا تھا لیکن اُسنے اُس بات کو بالکل اپنے اوپر لیا اور اُسنے سمجھا
کہ یہہ فقط میری خاطر کہی جاتی ہے بس اگر یہہ امر دوسرے شخص کے
نزدیک واقع ہوتا تو وہ اس سبب سے مجھپر خفا ہوتا مگر برعکس اسکے
یہہ امر اُس اچھے جوان کے نزدیک اپنے ہی اوپر خفا ہونے اور مجھ پر
زیادہ محبت و شفقت کرنیکا باعث ہوا کیونکہ تونے بزمانۂ سابق
یہہ کہا اور اپنی کتاب میں درج کیا کہ دانشمند کو تنبیہہ کر اور وہ تجھے
پیار کریگا لیکن نہ میں نے اُسکی تنبیہہ کی تھی بلکہ تونے اپنے کام

میں سب واقف و ناواقف لوگوں کو لاکر اُس ترتیب میں جسکو تو جانتا
ہے اور وہ ہی ترتیب عادل ہے میرے دل اور میری زبان سے انگارے
اسلئے بنائے کہ اُس اچھی امید کے جوان کے دل کو جو بیمار ہو رہا تھا
سوختہ و برانگیختہ کرے اور اُسے شفا بخشے تیری رحمتیں میرے عزیز جان
سے تجھ سے اقرار کرتی ہیں اور صرف وہ شخص جو اُنپر کچھ لحاظ نہیں
کرتا ہے تیری ستائشوں میں خاموش رہے کیونکہ اُس جوان نے
میری باتوں کو سنکر اپنے آپ کو اُس شے گہرے گڑھے سے
جسمیں وہ اپنی خوشی سے کود پڑا اور پریشان عشرت کے ساتھ
اندھا ہو رہا تھا نکال لیا اور اُسنے اپنے دل کو بڑی پرہیزگاری
کے سبب جھٹکارا اور حلقہ تماشا کی سب آلائشیں اُس سے
جھڑ گئیں اور وہ آئندہ پھر کبھی نہیں وہاں گیا بعد اُسکے والدین
کی ناراضگی پر غالب آیا تا کہ مجھکو اپنا اُستاد بناوے اور اُسکا باپ
اپنی ناراضگی سے باز رہا اور راضی ہو گیا اور الیپوس پھر میرا شاگرد
بنکر میرے ساتھ مانیخی بطالت میں گرفتار ہو گیا اور اُس فریب میں

تقوی کی راست نمائی کو جسے حقیقی اور اصلی سمجھتا تھا پیار کرتا تھا
لیکن یہ بیہوش اور روغلا نندہ تقوی تھا اور بیش قیمت سودوں کو
ہنوز نیکی کے عمق تک نہیں پہنچ سکتی تھیں پر سایہ دار اور ساختہ
نیکی کی سطح سے جلد فریب کھانے کے لائق تھیں پھنسا لیا تھا ۔

آٹھویں فصل

چونکہ اُسنے اُس دنیاوی راہ کو جو اُسکے ماباپ نے اُسپر کھڑی کی
نچھوڑا اس لیئے وہ مجھ سے پیشتر روم میں قوانین سیکھنے کے
واسطے گیا تھا اور وہاں شمشیر بازوں کے تماشے کا بے قیاس
اشتیاق اُسکے دل کو بیقیاسانہ طور پر بہکا لے گیا کیونکہ جب وہ ایسے
تماشوں سے خاطر برداشتہ رہتا اور نفرت رکھتا تھا تب اُسکے
بعضے دوستوں اور ہم مکتبوں سے جو کھانا کھا کے آتے تھے
اتفاقاً ملاقات ہوئی اور وے اُسکو دوستانہ زبردستی سے اگرچہ وہ بشدت
انکار و مقابلہ کرتا تھا اُس بڑے تماشاگاہ میں جسکو ایمپھتھیاٹر کہتے

ہیں دہشت اور جانکاہ کھیلوں کے دنوں میں کشاں کشاں لے گئے
لیکن وہ اُن سے یہ کہتا تھا کہ اگر تم لوگ میرے بدن کو اس جگہ
کھینچ لے چلوگے اور وہاں کھڑا کروگے پھر کیا تم میری آنکھوں کو
اِن تماشوں کی طرف مائل کر سکوگے پس میں حاضر ہو کر غیر حاضر رہونگا
اور اسی طرح اُنپر اور تم پر غالب آؤنگا جب اُنھوں نے یہ سنا تو بھی اُسکو
اپنے ساتھ لیجانے سے باز نہ آئے شاید یہ قصد تھا کہ یہ تجربہ کیا جائے
کہ کیا وہ جیسا کہتا ہے ویسا ہی کریگا یا نہیں جب وے وہاں پہنچے
اور جو کرسیاں ملیں اُنپر بیٹھے تب تمام حاضرین تماشا اِس خونخوار کھیل
سے جوش میں آئے لیکن اُسنے اپنی آنکھوں کے دروازوں کو بند کر کے
اپنے دل کو اُن برائیوں کی طرف رجوع ہونے سے منع کیا اور کاش
اپنے کانوں کو بھی بند کیئے ہوتا کیونکہ جب شمشیر بازی میں کسی کے
گرنے کے سبب سے تمام لوگوں کے بڑے شور کا صدمہ اُسپر پہنچا تب
اشتیاق سے مغلوب ہو کے اور اپنے آپ کو اُس واقعات پر جو کچھ تھا
نظر کرنے سے طعنہ زن اور غالب ہونیکے قابل سمجھکر اُس نے اپنی

آنکھیں کھول دیں اور اُس شخص کے زخم بینی سے جسکو وہ دیکھنا چاہتا
تھا ابتہی زیادہ زخم اپنے دل میں کھایا اور اُس سے جسکے گرنے
شور وغل مچا تھا زیادہ پریشانی کے ساتھ وہ خود گرا اور اس شور وغل
نے اُسکے کانوں کی راہ سے داخل ہوکے اُسکی آنکھوں کے پردہ کو
کھولا یہانتک کہ اُسکے دل کو جو ہنوز نہ ہمت ور بلکہ بے شرم تھا اور
تجھپر بھروسا رکھنے کے عوض اپنے آپ پر بھروسا رکھنے کے کمزور تھا
صدمہ پہنچانے اور گرا دینے کا باعث ہوا کیونکہ جب اُس نے اُس خون کو
دیکھا تب اُسمیں دفعتہً درشتگی پیدا ہوئی اور اُسنے وہاں سے اپنا منہ نہ پھیرا
بلکہ اپنی نظر کو قائم رکھا اور بے جانتے دیوانگی کا دم بھر لیا اور اُس خراب
لڑائی سے محظوظ و خونریز تماشے سے مخمور ہوتا تھا اور جیسا وہ آنے کے
وقت تھا اب ویسا نہ رہا بلکہ اُس گروہ میں سے جسمیں وہ آیا تھا ایک بنا
اور اُن میں سے جنھوں نے اُسے وہاں پہنچایا تھا حقیقی ساتھی ہوا
پس میں کیوں بیان کو طول دوں اُسنے نظر کی اور چلایا اور حالت
وجد میں آیا اور وہاں سے ایسی دیوانگی کے آنکسوں کو لے گیا کہ

نہ فقط اُنکے ساتھ جنھوں نے پہلے اُسکو وہاں پہنچایا پھر جایا کرتا تھا
بلکہ بلا اُنکی انتظاری کے چلا جایا کرتا اور دوسروں کو اپنے ساتھ
بھی کھینچے جاتا تھا لیکن تونے اُسکو وہاں سے اپنے نہایت قوی
ورحیم ہاتھ سے نکالا اور اُسکو یہ سکھلایا کہ نہ اپنے آپ بلکہ تجھپر بھروسا
رکھے لیکن یہ بہت دنوں کے بعد ہوا ۔

نویں فصل

لیکن فی الحقیقت وہ سرگذشت اُسوقت اُسکے حافظہ میں آیندہ
کے دوا کے لیے رکھی جاتی تھی اور اُسی طرح یہ بھی تھی کہ جب قارتاج
میں میرا شاگرد تھا اور کسی روز دوپہر کے وقت چوک میں اُس بات کو
جو اُسے بر زبان سُنانی تھی دوہراتا تھا جیسا کہ طالب العلموں کا دستور
ہے تب تونے اُسکو چور کی طرح چوک کے چپراسیوں سے گرفتار ہونے دیا
میری سمجھ میں تونے اے ہمارے خدا فقط اس سبب یہ کام ہونے دیا
کہ وہ جو آیندہ میں بہت ہی بڑا شخص ہونے والا تھا اُسوقت سے سیکھے

سیکھنے لگے کہ قدموں کے تصفیہ کرنے میں ایک شخص کا دوسرے
شخص کو بغیر غور و تامل و ثبوت تحقیقی کے جلد تقصیروار ٹھہرا دینا واجب
نہیں ہی کیونکہ جب وہ تنہا قلم و بیاض لیکے عدالت کے سامنے بیٹھا تھا
تب دیکھو وکیلوں میں سے ایک جوانمرد جو حقیقی چور تھا کلہاڑی بھی
لاکر آگیوس کی غیبت میں سیسے کے چھڑوں تک جنسے سونار
کے بازار کا احاطہ بنا ہی پہنچکر سیسہ کاٹنے لگا پر سونار لوگ کلہاڑی کی
آواز سنکر غل مچانے لگے اور اپنی طرف سے بعضوں کو بھیجا تاکہ جو
کوئی ملے اسکو پکڑ لاویں لیکن وہ انکی آوازوں کو سنکر اپنے آلہ کو چھوڑکر
بھاگ گیا کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ اگر میں اسکو اپنے ساتھ لیے رہونگا تو
پکڑا جاؤنگا لیکن اگرچہ آگیوس نے اس مرد کو داخل ہوتے ہوئے نہیں
دیکھا تو بھی جاتے وقت اسپر نظر اسکی پڑ گئی تھی اور اسنے دیکھ لیا کہ وہ کیسا
جلد بھاگا جاتا ہی اور اسکا سبب دریافت کرنے کا مشتاق ہوکر اس جگہ میں
داخل ہوا پھر کلہاڑی کو پاکر اور ٹھہر کر اس امر پر تعجب کے ساتھ سوچتا
تھا اور اسوقت دیکھو وے لوگ جو گرفتاری کے لیے بھیجے گئے تھے

آئے تنہا اُس کلہاڑی کو لیتے ہوئے جسکے کاٹنے کی آواز سنکر آئے
تھے پایا وے آگیوس کو گرفتار کرکے گھسیٹتے ہوئے اور سب چوک
رہنے والوں کو اکٹھا کرکے ایک صریح چور کے پکڑنے پر فخر کرتے
ہوئے وہاں سے حاکم کے سامنے پیش کرنے کو لے چلے ۔
لیکن یہیں تک آگیوس کو تعلیم ملنی تھی کیونکہ تونے اے خداوند
اسکی بیگناہی کو جسکا تو تنہا گواہ تھا فی الفور ظاہر کی کیونکہ جب وے
لوگ خواہ بنظر قید کرا دینے خواہ بنظر دوسری سزا دلوانے کے لیجاتے
تھے تب ان لوگوں سے اور ایک معمار سے جو سرکاری عمارات کا
مہتمم تھا ملاقات ہوئی اور چونکہ جو چیزیں چوک سے کھو جاتی تھیں
انکی چوری کا شک اس معمار کو انھیں سوناروں پر ہوا کرتا تھا اس لیے
وے اسکے ملنے سے بہت خوش تھے تاکہ اسکو اب یہ معلوم ہو جاوے
کہ کون ان چیزوں کی چوری کیا کرتا ہی لیکن اس شخص نے آگیوس کو
کئی بار ایک شریک دار مجلس عالی کے گھر میں جسکے پاس خود سلام
کرنے کے لیے جایا کرتا تھا دیکھتا تھا اور فوراً اسکو پہچانکر ہاتھ

پھر گروہ سے علیحدہ ہو گیا اور اس بڑی مصیبت کا سبب جو پیش آیا
سب حال جو گذرا تھا سنا اور تمام حاضرین کو جو شور مچاتے اور گالی
دیتے تھے حکم دیا کہ میرے ساتھ چلو اسی طرح وے اُس جوان کے
گھر کے پاس جس نے یہہ کام کیا تھا آ پہنچے اور ایک چھوٹا چھوکرا
دروازہ کے سامنے ملا اور وہ اسقدر چھوٹا تھا کہ شاید اپنے آقا پر
اس امر سے ضرر پہنچنے کا لحاظ نکرکے سارا حال ظاہر کر دے کیونکہ وہ
اپنے آقا کے ساتھ چوک میں گیا تھا اور جب الیپیوس نے اسکو یاد کرکے
پہچانا فوراً مہتمم سے یہہ بتلایا اور چھوکرے کو کلہاڑی دکھلا کر پوچھا کہ
یہہ کس کی ہے چھوکرے نے جلد جواب دیا کہ ہم لوگوں کی ہے اور کئی
ایک سوالات کے سننے سے اُسنے سب حال بتایا یوں یہہ مقدمہ
الیپیوس سے منتقل ہو کر اُس مکان کے لوگوں پر پڑا اور وہ گروہ جو
الیپیوس کی گرفتاری پر فخر کرتی تھی بیقرار ہوئی اور وہ جو آیندہ میں تیرے
کلام کا تقسیم کرنیوالا اور تیری کلیسیا کے بہت مقدموں کا ممتحن ہونیوالا
تھا تجربہ کاری و تربیت حاصل کر کے چلا گیا ‡

دسویں فصل

پس میں نے اسکو روم میں پایا اور وہ میری محبت کی مضبوط زنجیر
میں بندھا تھا اور میرے ساتھ میلان شہر کو روانہ ہوا تاکہ مجھکو چھوڑ نہ سکے
اور وہ قانون جو اُسنے سیکھا تھا کسی قسم کے کام میں لائے اُسنے یہہ کام
نہ خاص اپنی بلکہ اپنے والدین کی رضامندی پر کیا اور ہنوز میں دفعہ
ایسی بڑی دیانتداری کے ساتھ جج ہوا اور لوگ تعجب کرتے تھے اور اُس
پنچ ہوا ایک وہ برعکس اسکے اُن لوگوں پر جنکو دیانتداری سے رشوت عنایت
زیادہ عزیز تھی تعجب کرتا تھا علاوہ اسکے اسکی طبیعت نہ فقط طمع کی
کشش بلکہ خوف کے آنکس سے آزمائی گئی وہ روم میں اطالی کے
تحصیلدار اعظم کا پنچ ہوا تھا اسوقت ایک شریک مجلس ملکی بہا
ذی اختیار تھا کہ اسکی نوازش و امداد سے بہت لوگ اسکے ممنون منت
تھے اور بہت اسکے خوف سے مطیع تھے اُسنے اپنی وجاہت معمولی
سے چاہا تھا کہ ایک امر جو حسب قوانین ناجائز تھا میرے لیے روا ہووے
الیپیوس نے متفق رائے ہونے سے انکار کیا اسکو رشوت دینے کا

کو ملا وہ پو لیکن وہ دل و جان اسپر پھنسا پھر اُسے دھمکیاں دی گئیں اُسنے
انکو پامال کیا اور لوگ اس غیر معمولی دلیری پر اس لیے تعجب کرتے
تھے کہ وہ ایک شخص کو جو بہت ہی بڑا ہی اور بھلائی برائی کرسکے
بیشمار وسیلوں کے رکھنے سے بہت مشہور ہی نہ اپنا دوست بنایا
چاہتا اور نہ اُسکو دشمن جانکر اُس سے ڈرتا تھا پھر اگرچہ خود منصف
جسکا پیچ آلیپوس تھا اُس شریک مجلس ملکی کے مقدمہ کو حقیقت میں
ناپسند کرتا تھا تو بھی اُسنے برخلاف اُسکے فیصلہ صاف صاف نہ کیا
بلکہ اُسکا الزام آلیپوس پر لگاکے کہا کہ یہ پیچ مجھکو میری مرضی کے
موافق فیصلہ کرنے نہیں دیتا ہی کیونکہ اگر منصف اُس غریب کی طرفداری سے
فیصلہ کرتا تو آلیپوس حقیقت میں اپنی راے اُسکے برخلاف دیتا پھر اُس
ایام میں جب وہ علم سیکھتا تھا تب وہ عنقریب اُس گمراہی کے تھا کہ اپنے
واسطے مطابق نرخ سرکار کے منقول شدہ کو خرید لے لیکن اُسنے
بنظر انصاف اپنے اس قصد کو بدلکر بہتر قصد اختیار کیا کیونکہ اُسنے
حق کو جسکے باعث تحصیل علم میں روکا جاتا تھا اُس اختیار سے

جس سے اجازت پائی تھی زیادہ مفید سمجھتا تھا یہ چھوٹی باتیں ہیں
لیکن وہ جو تھوڑے میں ایماندار ہی وہ بہت میں بھی ایماندار ہی اور یہ بات
جو تیری سچائی کے منہ سے نکلتی ہی کسی صورت سے باطل نہیں ہو سکتی
ہی کہ جب تم جھوٹی دولت میں ایماندار نہ رہے تب سچی دولت کون
تمھیں سپرد کریگا اور جب تم بیگانہ مال میں ایماندار نہ رہے تب کون تمھیں
دیگا کہ تمھیں پونجی ہو لیس وہ اُسوقت ایسا ہی ہوکر مجھسے ملا رہتا تھا
اور میرے ساتھ اس بات پر راے بدلا کرتا تھا کہ کس طرح کی زندگی اختیار
کرنی بہتر ہی *

پھر نبریدیوس بھی اپنے وطن کو جو قارطاج کے گرد نواح میں تھا
و نیز قارطاج کو جہاں وہ مدت تک رہا تھا چھوڑکر اور اپنی عمدہ موروثی
ملکیت کو و نیز اپنی ماں کو جو اُسکے پیچھے آنیوالی نہ تھی چھوڑکر میلان شہر میں
فقط اس لیے آیا کہ میرے ساتھ رہ کے سچائی و دانائی کی تلاش میں
شوق و تمنا سے کرے وہ میرے موافق دم آرزو بھرکے اور میرے
مطابق پس و پیش کرکے حقیقی زندگی کا سرگرم متلاشی اور دشوار سوالات کا

خبر محض تھا پس ہم بھی مسکین اشخاص کے منہ اپنی حاجتمندی کو ایک
دوسرے پر بعد آہ و حسرت ظاہر کرتے تھے اور تیری طرف متوجہ ہوتے
تھے تاکہ تو انہیں وقت پر روزی دیوے پھر جسقدر ہم لوگ اُس تلخی
تلخی میں جو بسبب تیری رحمت کے ہمارے سب دنیاوی اعمال میں
ہمکو ملتی تھی انجام کے حق میں بدگمان کرتے تھے کہ کیوں ہم لوگوں کو
ان سب باتوں کی برداشت کرنی پڑتی ہے اُسقدر ہمکو تاریکی ملی تھی
اور ہم وہاں سے کنارے ہو کر نالہ کرتے اور یہہ کہتے تھے کہ اگر
ہم لوگوں کی حالت ایسی ہی رہیگی اور ہم لوگ یہی بات اکثر کہتے تھے
اور ایسا ہی کہکر اُس حالت کو نہیں چھوڑتے تھے کیونکہ ہنوز کوئی ایسی
یقینی بات ہم پر ظاہر نہیں ہوئی کہ اُسکو چھوڑکر اسکو قبول کریں ؛

گیارھویں فصل

اور میں فکر و نظر ثانی کرکے خصوصاً اسپر متعجب ہوتا تھا کہ میری عمر کے
اُنیسویں برس سے کتنی مدت دراز گذری کیونکہ اُسمیں مجھے حکمت حاصل

کرنے کا جوش پیدا ہونے لگا تھا اور میرا قصد بھی تھا کہ جب اُسے
پاونگا تب باطل حرصوں کی بیفائدہ امیدوں اور فریب بیہودہ کو تمام
ترک کرونگا اور دیکھہ اب میں اپنے تیسویں برس کو گذراتا ہوا حال کی
چیزوں سے جو گذر جاتی اور مجھکو پراگندہ کرتی تھیں محظوظ ہونیکی
آرزو رکھکر اُس کیچڑ میں جسمیں اُس مدت کے شروع میں پڑا تھا لگ کر
پیوستہ رہا اور میں اپنے آپ سے کہتا تھا کہ وہ جسکو تو ڈھونڈھتا
ہے کل مجھکو ملیگا وہ صاف ظاہر ہوگا اور میں اسکو پکڑونگا دیکھہ فوستس آویگا
اور سب کچھہ حل کریگا اے تم اقدمیہ کے شخص مردو کیا زندگی بسر
کرنے کے لیئے کوئی یقینی بات دریافت نہیں ہو سکتی ہے نہیں ہرگز نہوگا
بلکہ برعکس اسکے زیادہ محنت کے ساتھہ تحقیق کرنا اور نا امید ہونے سے
باز رہنا چاہیے دیکھہ کلیسیا کی باتیں جو پہلے خلاف فہم نظر آتی تھیں
اب ہمارے نزدیک خلاف فہم نہیں ہیں بلکہ دوسرے اور عمدہ طور پر
سمجھہ میں آسکتی ہیں جبتک مجھے صاف سچائی نہ ملے تب تک اُس
جگہہ پر جہاں میں لڑکپن میں اپنے ماباپ سے رکھا گیا کھڑا رہونگا

اگر وہ کہاں ڈھونڈھی جائے اور کب ڈھونڈھی جائے اسپر وہ کہتا
فرصت نہیں ہے اور ہم لوگوں کو پڑھنے کی فرصت نہیں ہے کہ کتابوں کو
بھی کہاں ڈھونڈھیں اور کب انکو پاویں کن لوگوں سے حاصل کریں
اوقات مقرر کیجائیں اور گھنٹے ہماری جان کی بہبودی کے لیے ہم
ہو وینگے کی امید ہمپر روشن ہونے لگی ہے جس بات کو جامع کلیسیا ہماری
دانست میں سکھلاتی تھی اور جسکے لیے ہم غلطی سے اُسپر عیب لگاتے
تھے اسکو وہ نہیں سکھلاتی ہے اسکے تعلیم یافتہ شرکا کے نزدیک خدا کو
انسانی بدن کی شکل سے محدود ہوئے جاننا کفر ہے کیا ہم لوگ گھنٹوں
کے واسطے جس سے باقی باتیں ہم پر کھولی جاویں شک کرتے ہیں
ہم دوپہر تک اپنے شاگردوں کو پڑھاتے ہیں باقی گھنٹوں میں کیا
کام کرتے ہیں کیوں یہہ کام نہیں کرتے ہیں مگر کب اپنے بڑے دوستوں
سے جنکی مہربانیوں کے ہم محتاج ہیں ملاقات کریں کب اُسکو جسکو ہم
شاگرد خریدتے ہیں طیار کریں کب اپنے دل کو شدید افکار سے
خلاص کر کے خوراک اور نیند کی تازگی پاویں ۔

کاش سب کچھ نیست ہو جاے اور ہم ان بطالتوں کو دور
دور کریں اور اپنے تئیں صرف تحقیق سچائی ہی میں حوالہ کریں زندگی
پریشان ہے اور موت نامعلوم ہے اگر وہ دفعتہ ہم پر آجاے تو کس طرح
ہم یہاں سے انتقال کریں اور کہاں ان باتوں کو جن سے یہاں
غافل رہے ہیں سیکھیں بلکیا ہم برعکس اسکے اس غفلت کی سزا کو نہ بھگتینگے
لیکن شاید خود موت سب افکار و سب رنج و راحت کو کاٹ کر ختم کر دیگی
پس اسکی تحقیق کرنی ضرور ہے لیکن ایسا ہرگز نہووے یہہ باطل و بیفائدہ
بات نہیں ہے کہ دین مسیحی کے اعتبار کی افضل قدر تمام دنیا میں پھیل گئی
ہے اگر بدن کی موت کے ساتھہ روح کی زندگی بھی تمام ہو جاتی تو ایسی عمدہ
بڑی الٰہی باتیں جسقدر ہوئی ہیں ہمارے واسطے نہوتیں پس ان سب
دنیاوی امیدوں کو چھوڑ دینے اور خدا و مبارک زندگی کی تلاش کرنے
میں بالکل مشغول ہونے کے لیے کیوں دیر کریں لیکن ٹھہر جاؤ دنیا کی
باتیں بھی پسندیدہ ہیں اُنمیں کچھ زیادہ شیرینی ہے یا اپنی فکر کو ان سے
جلد منقطع کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ انکی طرف لوٹنا شرم کی بات ہوگی

دیکھہ کوئی عمدہ حاصل ہوتا اب بڑی بات نہیں ہی پھر اِس سے زیادہ
کیا ڈھونڈھنا باقی ہوگا ذی مرتبہ دوستوں کی جماعت ہمارے
پاس ہی اور اسی سبب سے اگر اور کچھہ ہاتھہ نہ آوے اور ہم
جلدی نکریں تو کم سے کم صوبہ کی سرداری ہم کو مل سکیگی اور
جورو بھی مع دولت کے مل سکے گی یہاں تک کہ ہمارا خرچ [illegible]
اور اسکے بعد ہماری کوئی تمنا باقی نرہے گی بہتیرے بڑے اشخاص
جو ہمارے لیئے نمونہ ہونے کے لائق ہیں اپنا بیاہ کرکے دانائی
کے سیکھنے میں مشغول رہے ہیں +

جب میں یہہ باتیں کہہ رہا تھا اور یے ہوائیں بولتی جاتی
اور میرے دل کو ادھر اُدھر لیجاتی تھیں تب وقت گذر جاتا تھا
لیکن میں خدا کی طرف متوجہ ہونے میں دیر کرتا تھا اور اے خدا
تجھہ میں زندہ ہونا ہر روز ملتوی رکھتا اور اپنے آپ میں مردہ ہونا
ہر روز ملتوی نہیں رکھتا تھا اگرچہ میں مبارک زندگی کی آرزو رکھتا
تھا تو بھی میں اُسکو اُسکی خاص جگہہ میں پانے سے ڈرتا تھا

اور اُسکی طرف سے بھاگ کر غیر جگہوں میں اُسکی تلاش کرتا تھا کیونکہ میں
سمجھتا تھا کہ اگر عورت کی ہم آغوشیوں سے محروم ہو جاؤں تو نہایت
پریشان ہونگا اور میں تیری رحمت کے دوا اپنی اس ناطاقتی کے شفا
بخشنے کے لیئے لحاظ نہیں کرتا تھا کیونکہ میں نے اسکا تجربہ نہیں کیا تھا
اور میں یہہ سمجھتا تھا کہ پرہیزگاری ہم لوگوں کی طاقت میں ہی لیکن میں
اُس طاقت کو اپنے آپ میں نہیں پاتا تھا اور میں بسبب نادانی کے اسبات
سے ناواقف تھا کہ بغیر تیری بخشش کے کوئی شخص پرہیزگار نہیں ہو سکتا
ہی اور اگر میں اندرونی نالہ کے ساتھہ تیرے کانوں پر کھٹکھٹاتا اور مستحکم
ایمان کے ساتھہ اپنی فکر کا بوجھہ تجھہ پر ڈالتا تو تو مجھکو پرہیزگاری بخشتا +

بارھویں فصل

فی الحقیقت آلیپیوس مجھکو نکاح کرنے سے باز رکھتا تھا اور اُسکا یہہ
سبب ظاہر کرتا تھا کہ اگر ہم لوگ نکاح کریں تو کسی صورت سے ایک ساتھہ حکمت
کی محبت میں جس طرح ہم لوگ مدت دراز سے آرزو رکھتے تھے اسطرح

فرصت و بیکاری سے اپنی زندگی بسر نہیں کر سکینگے اور چونکہ وہ خود
تو وہ نہایت پاکدامن رہتا تھا اور اس لیے اسکی وہ مجبوری جو دکھلاتی
دیتی تھی کیونکہ اُسنے اپنی شروع جوانی میں ہم بستری کا تجربہ کیا تھا لیکن اس
میں مصروف نرہا بلکہ اُسپر غم کھایا اور اُسکی حقارت کی اور اُسوقت سے
ابتک بہت مجتنب رہتا آیا ہے لیکن میں اُسکا مخالف ہو کے یہ اعتراض
پیش کرتا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص نکاح کر کے حکمت کے پیرو رہے اور
خدا کی خدمت قابل قبول کرتے اور اپنے دوستوں کو ترک نکرتے بلکہ
اُنسے بصداقت محبت رکھتے تھے پر ان لوگوں کی عالی مزاجی سے
میں بہت ہی دور تھا اور جسم کے مرض اور اُسکی مہلک شیرینی سے مقید
ہو کر اپنی زنجیر کو کھینچے جاتا تھا اور رہا ہونے سے ڈر کر اپنے زخم کو
الیپیوس کی اچھی نصیحتوں کے مرہم سے ایذا رسیدہ جانتا تھا اور اُن
نصیحتوں کو اُس ہاتھ کے موافق جو میری زنجیر کو کھولنا چاہتا تھا
سمجھکر رد کرتا تھا علاوہ اِسکے سانپ خود بذریعہ میرے الیپیوس سے
بات کرتا تھا اور میری زبان کے وسیلہ سے عیاشی جالوں کو بنکے

اُسکی راہ میں پھیلاتا تھا تاکہ اُسکے پاک و آزاد پاؤں اُنمیں پھنس جائیں
مجھپر جو اُسکی نظر میں کم قدر نتھا وہ اِسلیے متعجب ہوتا تھا کہ میں ایسی
عشرت کے لالچ میں مستحکم پھنسے رہنے کے سبب سے آپس کے سب
مباحثوں میں جو اِس بات پر ہوتے تھے یہہ کہا کرتا تھا کہ میں ہرگز اپنی
زندگانی مجرد بسر نہیں کر سکتا اور جب میں اُسکو اسقدر متعجب ہوتے ہوئے
دیکھتا اور اپنی بات کی تائید کرنے میں یہہ کہتا تھا کہ ہم دونوں کی اِس
طرح کی زندگی کی تجربہ کاری میں یہہ بڑا فرق ہے کہ تو اُسمیں عارضی طور پر
فقط کبھی کبھی مصروف ہوا تھا اور ہنوز اُسکو بمشکل یاد رکھتا اور اِسی سبب
سے بلا تصدیعہ اُٹھائے ہوئے بآسانی محقر جان سکتا ہے لیکن میں برابر
اُس سے محظوظ ہوتا آیا اور اگر نکاح کا مبارک نام اُسکے ساتھ ملایا جائے
تو لازم نہو گا کہ تو اِس بات پر تعجب کرے کہ میں کیونکر اُس طرح کی زندگی کو
حقیر نجان سکتا ہوں تب اُسکو بھی نکاح کی تمنا ہونے لگی لیکن وہ نکاح
کی عشرت بلکہ اُسکے ادراک کی حرص سے ترغیب پاتا تھا کیونکہ وہ کہتا
تھا کہ چونکہ تیری زندگی جو مجھکو بہت ہی پسندیدہ معلوم ہوتی ہے ترے

نزدیک بغیر نکاح کے زندگی بلکہ سزا نظر آتی ہی اسلیے میں بات کیا
چاہتا ہوں کہ یہ نکاح کیا چیز ہی کیونکہ اسکا دل اسی زنجیر سے آزاد و بیکار
میری گرفتاری سے متحیر تھا اور اس حیرت کے سبب سے اس زنجیر
کی تجربہ کاری کی حرص بلکہ اس حرص سے تجربہ کاری ہی کی طرف بڑھتا تھا
اور یہاں سے شاید اس گرفتاری میں جس پر متحیر ہوتا تھا پھسلنے کو
عنقریب بھی تھا کیونکہ وہ موت سے عہد باندھنا چاہتا تھا لیکن جو شخص
جو خطرہ کو پیار کرتا ہی اسمیں پڑیگا کیونکہ جس طرح کی عزت نکاحی زندگی و
خانہ داری کے کار انتظام میں ہوتی ہی اس طرح کی عزت سے ہم دونوں کو
بہت ہی کم رغبت ملتی تھی لیکن میں ناسیر شہوت کو سیر کرنے کی عادت کے
اکثر و بشدت گرفتار ہو کے اذیت پاتا تھا پر حیرت اسکو گرفتاری کی طرف
پہنچاتی تھی اسی طرح پر ہم دونوں بہتے تھے تا وقتیکہ تو اے بزرگ ترین
جو ہماری خاک کو ترک نکرتا اور ہم بیچاروں پر رحیم ہوتا تھا عجیب و پوشیدہ
طوروں سے ہماری مدد کو نہ آیا ٭

تیرھویں فصل

میرے نکاح کے لیے پرزور کوششیں ہوا کرتی تھیں میں لڑکی کے
واسطے طلبگاری کرتا تھا اور مجھے اسکا وعدہ ملتا تھا خصوصاً میری ماں
اسلیے منت کرتی تھی کہ جب میرا نکاح ہووے تب میں صحت بخش بپتسما
سے صاف کیا جاؤں کیونکہ وہ اس سبب سے خوش ہوتی تھی کہ میں بپتسما
پانے کے لیے ہر روز آمادہ ہوتا تھا اور اسکا یہ خیال تھا کہ میری مناجاتیں
تیرے وعدے میرے سب بیٹے کے ایمان میں پورے ہوتے تھے اور وہ موافقت
بسبب میری درخواست اور اپنی خواہش کے اپنے دل کی شدت سے نالہ کے
ساتھ تیری منت ہر روز کرتی تھی تاکہ تو مجھپر میرے بیٹے کے آیندہ
نکاح کے حق میں کسی بات کو بذریعہ رویا کے ظاہر کرے لیکن تیری مرضی
کبھی ایسی ہی نتھی پر وہ فلانی ایسی بے اصل وہمی چیزوں کو جنکو انسانی
روح کی طاقت اس امر میں مشغول ہو کے پیدا کرتی ہی دیکھتی تھی اور انکی خبر
مجھکو اسنے دیں لیکن جس طرح کا اعتقاد اسوقت جب تو کسی بات کو اسپر
مکاشفہ کرتا تھا اسمیں پایا جاتا تھا اس طرح کا اعتقاد وہ ان رویاؤں کا

کرتی بلکہ انکو حقیر جانتی تھی کیونکہ وہ یہ کہتی تھی کہ اپنی کسی قسم کی خوشی
جسکا بیان الفاظ میں نہیں کر سکتی ہوں تیرے ہی کا شغل اور اپنی
کے خوابوں میں امتیاز کر سکتی ہوں لیکن میرے نکاح کے لیے اکثر شخص
ہوا کرتی تھیں اور اب ایک لڑکی کے ساتھ جسکی عمر ایام معین سے دو برس
کم تھی میری منگنی ہوئی اور چونکہ وہ پسند تھی میں اسکا منتظر رہتا تھا ۔

چودھویں فصل

ہم لوگوں میں جو دوست تھے کئی ایک باہم مشورہ کر کے اور انسانی زندگی
کی تصدیعہ و تکلیف کو مکروہ جانکر اس بات کے مباحثہ میں مشغول ہوئے اور
اب اسکی تجویز کرنے پر مستعد تھے کہ انسان کے کاروبار سے علیحدہ ہو کر اپنی
اوقات بسر کریں اور اس علیحدگی کے حاصل کرنے کی تدبیر ہوئی کہ اس مال و
متاع کو جو ہم لوگوں میں سے ایک ایک کو ملے عام جانیں اور سب چیزوں کو
ایک خانگی انتظام میں لگا دیں تاکہ ہماری حقیقی دوستی کے وسیلہ سے کوئی چیز
کسی خاص شخص کی نہووے بلکہ وہ کل جو ہم سبھوں کو دستیاب ہووے

ایک ایک کا ہووے اور ساری ایک ایک چیز سب سبھوں کی ہووے
اور ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ایسی صحبت میں کوئی دس اشخاص
شریک ہو سکتے تھے اور ان میں سے بعضے دولتمند بلکہ
رومانیا کس بہت دولتمند تھا یہ شخص ہمارا ہم وطن تھا وہ اپنے
کاروبار کی بڑی ضرورتوں کے سبب سے ارباب عدالت
کے پاس آیا وہ میرے لڑکپن سے میرا بہت ہی بے تکلف
دوست رہا اور ہم سبھوں میں سے وہ سب سے زیادہ اس
منصوبہ کے لیے سرگرم تھا اور چونکہ اوروں کی نسبت اسکی
ملکیت بہت زیادہ تھی اسلیے اسکی بات جب وہ اس منصوبہ
کے لیے سمجھاتا تھا ہم لوگوں پر بہت موثر ہوتی تھی پھر ہم
لوگوں نے یہ بھی ٹھہرایا تھا کہ ایک طرح کے حاکم سال بسال
مقرر ہو کر سب ضروری چیزیں مہیا کیا کریں اور باقی سب چیزیں
سابق دستور رہیں لیکن جب ہم اس پر غور کرنے لگے کہ کیا
وے عورتیں جو ہم لوگوں میں سے بعضوں کے پاس موجود

ہیں اور وے جنکے ساتھ نکاح کرنے کے بعضے ہم میں سے
امیدوار تھے اس منصوبہ کو منظور کریں یا نکریں تب وہ سب جو بخوبی
کاغذ کے جسکو ہم لوگ اچھی طرح طیار کرتے تھے ہمارے ہاتھوں
میں پارہ پارہ ہو گئی بلکہ پھٹ پھٹا کر رد ہو گئی تب ہم آہ کشی
واویلا کرنے لگے اور اپنے قدموں کو دنیا کی کشادہ و روندی
ہوئی راہوں میں چلنے کو بڑھایا کیونکہ ہمارے دلوں میں بہت
خیالات پیدا ہوتے تھے لیکن تیرے منصوبے ابد تک ثابت
رہینگے اور اپنے ان منصوبوں کے سبب سے تو ہمارے اس
منصوبہ پر ہنستا تھا اور اپنا منصوبہ طیار کرتا تھا تاکہ ہم لوگوں کو
وقت پر روزی دیوے اور اپنی مٹھی کھول کے ہماری جانوں کو
برکت سے بھرے ❊

پندرھویں فصل

اس عرصہ میں میرے گناہ بڑھتے جاتے تھے اور چونکہ

وہ جسکے ساتھ میں ہم بستر ہوتا تھا جب نکاح میں خلل انداز ہو کر
میری بغل کی طرف سے جبراً نکالی گئی اسلیئے میرا دل جو اسپر لگا رہتا
تھا پھاڑا گیا اور زخمی و خون آلودہ ہو گیا اور وہ افریقہ میں لوٹ گئی اور
تجھ سے اسپر قسم کھاتی تھی کہ کسی دوسرے مرد کو نہیں جانیگی اور
اور وہ میرے بیٹے کو جو اس سے پیدا ہوا تھا میرے پاس چھوڑ گئی
لیکن میں کمینہ جو عورت ہی کا پیرو نہیں ہو سکتا تھا در رنگ انتظار رہنے
بے صبر تھا کیونکہ وہ جسکی منگنی میرے ساتھ ہوئی تھی قبل دو برس کے
ملنے والی نہیں تھی اور چونکہ میں نہ نکاح کا خواستگار بلکہ شہوت کا غلام
تھا اسلیئے میں نے دوسری عورت کو رکھا لیکن اسکو اپنی جورو نہ بنایا
تاکہ بوسیلہ ایک قدیمی دستور کی غلامی میں رہنے کے میری جان
کی بیماری سنبھالی جائے اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ ہلکر یا
زیادہ ہو کر نکاحی حالت میں آ داخل ہووے اور میرا وہ زخم جو پہلی عورت
کی جدائی کی نشتر زنی سے ہوا چنگا نہ ہوتا تھا بلکہ بعد نہایت سخت
آماس و درد اٹھنے کے سڑ جاتا تھا اور میرا درد زیادہ مگن ہوتا تھا

پر اسکے پچنگے ہونے کی ناامیدی زیادہ بڑھتی جاتی تھی ۰

سولھویں فصل

اے رحمتوں کے چشمے تیری ستایش اور تیری بزرگی ہو میں
زیادہ پریشان ہوا جاتا تھا اور تو زیادہ نزدیک چلا آتا تھا تیرا دہنا
ہاتھہ ہمیشہ حاضر رہتا تھا کہ مجھکو کیچڑ سے نکال کے دھو ڈالے
پر یہہ بات مجھکو معلوم نہیں تھی اور سوائے موت اور تیری عدالت آیندہ
کے خوف کے جو میرے سب تغیر و تبدیل کے درمیان میرے
دل سے کبھی جاتا نرہتا تھا کوئی دوسری بات مجھکو جسمانی عشرتوں
کے بڑے گہرے گرداب سے نہیں نکال لائی تھی اور جب میں اپنے
دوستوں الپیوس اور نبریدیوس کے ساتھہ بھلائی و برائی کے
اصلی مطالب پر بحث کرتا تھا تب میری رائے یہہ تھی کہ اگر میں اس
بات پر جسکو اپیکیورس سچ نہیں جانتا تھا اعتقاد نرکھتا کہ موت کے
بعد روح کی زندگی اور کوئی جائے جزا باقی نرہتی تو اپیکیورس کی

رائے میرے دل کے نزدیک افضل معلوم ہوتی اور میں یہہ پوچھا کرتا تھا
کہ اگر ہم لوگ غیر فانی ہوتے اور جسم کی ایسی ابدی عشرت میں جس سے
جدا ہونے کا کچھہ خوف نہوتا تھا مصروف رہتے تو خوش حال کیوں
نہوتے یا سوائے اسکے کس دوسری بات کا ڈھونڈھنا باقی رہتا
لیکن میں اسکو بڑی پریشانی کا باعث نہیں جانتا تھا کہ میں اسطرح
پست اور اندھا ہوکر نیکی و خوبی کے اس نور کو جو اپنی ہی خاطر لایق
تحصیل ہم لوگوں کے ہو اور جو جسم کی آنکھہ سے نہیں بلکہ دل سے
دیکھا جاتا ہی نہیں تصور کر سکتا تھا اور میں پریشان ہو کر اسپر غور نہیں
کرتا تھا کہ کس چشمہ سے یہہ جاری ہوا کہ میں ان باتوں پر جو بیت
نجس ہیں اپنے دوستوں کے ساتھہ بخوشی گفتگو کرتا تھا اور
باوجودیکہ میں ان جسمانی عشرتوں کی کثرت کے درمیان رہو ل
تو بھی میں مطابق اپنے اسوقت کے خیالات کے جو خوش حالی
کی بابت مجھے آتے تھے بغیر دوستوں کے خوش حال نرہ سکتا
لیکن ان دوستوں کے پیار کرنے میں سوا انکی دوستی کے میری

کوئی دوسری غرض نتھی اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ مجھکو پیار کرنے
میں سوا میری دوستی کے انکی کوئی دوسری غرض تھی ۔
واہ اے کجراہیاں حیف اُس گستاخ روح پر جسکو یہہ امید تھی کہ
اگر میں تیری طرف سے چلی جاؤں تو مجھے کوئی بہتری ملیگی پھر
اور دوسری بار پیٹھ اور کروٹوں اور پیٹ پر پھر گئی لیکن یہی بہت
سخت معلوم ہوتا تھا اور صرف تو ہی راحت ہے اور دیکھ تو حاضر ہے
اور ہم لوگوں کو ہماری پریشان گمراہیوں سے رہا کرتا ہے اور
ہمکو اپنی زندگی میں مقرر کرتا ہے اور تسلی دیتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہ دوڑو
تو میں تمکو اٹھا لیجاؤنگا اور میں تمکو تمام منزل طے کرا دونگا اور میں
تمکو وہاں بھی لے اتارونگا ۔



ساتواں باب

پہلی فصل

اب میری خراب و مکروہ جوانی جاتی رہی اور میں شروع زمانہ
مردانگی میں داخل ہوتا تھا اور جس قدر میرا سن بڑھتا تھا اُسقدر
میں بطالت میں ذلیل ہوتا جاتا تھا اور اگرچہ میں سوائے ایسے
جوہر کے جس کو ہم لوگ بذریعہ آنکھوں کے دیکھا کرتے ہیں
اور کسی دوسری طرح کے جوہر کو خیال کرنا نہیں جانتا تھا تو بھی
تو اے خدا میرے خیال کو انسانی بدن کی شکل پر معلوم نہیں
ہوتا تھا کیونکہ جس وقت سے میں دانائی کا کچھ حال سننے لگا
اُسوقت سے میں ہمیشہ اس خیال سے باز رہتا تھا اور میں

اسکے دریافت سے خوش ہوتا تھا کہ ہماری روحانی مادر یعنی
کلیسیا ہے اسی بات کو اپنے مسائل میں شمار کرتی ہے پر
معلوم نہیں تھا کہ سوائے اسکے اور کیا تجھ کو سمجھوں اور میں
جو انسان بلکہ ایسا ہی انسان تھا تجھ کو جو اعلیٰ و یکتا و حقیقی
خدا ہے سمجھنے کی کوشش کرتا تھا اور میں تجھکو غیر فانی و بے زوال
و لاتغیر بدل و جان سمجھتا تھا کیونکہ اگرچہ میں نہیں جانتا تھا
کہ یہہ کہاں سے یا کس طرح پر ہے تو بھی میں بصفائی دیکھتا
اور یقین جانتا تھا کہ جو کچھ قابل فنا ہے بہ نسبت اسکے جو
ناقابل ہے سو کم قدر ہے اور جس کا زوال غیر ممکن ہے بہ نسبت
اُسکے جس کا زوال ممکن ہے اُسکو میں بغیر پس و پیش کے
زیادہ افضل جانتا تھا اور جو کچھ کسی طرح کی تبدیل کا متحمل
نہیں ہوتا ہے اُس سے جس کی تبدیل ہو سکتی ہے مجھ کو بہتر
معلوم ہوتا تھا پر میرا دل میرے سارے وہمی تصوروں کے
برخلاف شدت سے چلاتا تھا اور میں اسکی کوشش کرتا تھا کہ

بذریعہ اس ایک ہی ضرب نالہ کے اپنے دل کی آنکھ کے سامنے
سے اس نجس گروہ کو جو اسکے گرد گھومتی ہوئی گونج رہی تھی
ہنکا دوں اور دیکھو وہ تتر بتر ہوتے ہی پلک مارنے میں حلقہ
باندھکے حاضر ہوئی اور میرے منہ پر جھپٹ آئی اور اُسے
دھندھلا کیا اور میں اسی سبب سے اس پر خیال کرنے
کو مجبور ہوا کہ اگرچہ تو انسانی بدن کی شکل پر نہیں ہے تو بھی
تو وہ غیر فانی و بے زوال و لاتغیر جوہر جس کو میں فانی و
زوالی و متغیر جوہر سے بہتر جانتا تھا کسی مادی طور پر جگہ
خواہ دنیا کے اندر ڈھلا ہوا ہو کے خواہ دنیا کے باہر بے پایاں
پھیلا ہوا ہو کے وسعت عالم میں موجود ہے کیونکہ جس چیز نے
میں اپنے خیال میں ایسی ہی وسعت کو جدا کر سکتا تھا وہ
میرے نزدیک ہیچ ہاں بالکل ہیچ تھی بلکہ خلو بھی نہیں
معلوم ہوتا تھا جیسا کہ اگر کوئی جسم اپنی جگہ سے نکالا جائے
اور وہ جگہہ ہر ایک جسم خاکی و بادی و آبی و آسمانی سے

خالی رہے تو یہہ ایک جائے تہی مثل ایک
ہیچ کے رہیگی +

میں جو یوں دل سے کثیف وسیاہ تھا اور نہ اپنے آپ کو
شفاف نظر آتا تھا یہہ سمجھتا تھا کہ جو چیز فلاں وسعتوں پر
پھیلی ہوئی و نہ منتشر و نہ جمع شدہ و نہ آماسیدہ ہو یا جس میں
کوئی ایسی ہی صفت نہ داخل ہوئی و نہ داخل ہو سکتی ہو
سو بالکل ہیچ ہے کیونکہ جس طرح کی اشکال پر میری آنکھیں
پھرا کرتی تھیں اُس طرح کی صورتوں پر میرا دل بھی پھرتا تھا
اور میں یہہ نہیں دیکھتا تھا کہ میری وہ دلی توجہ جس سے
میں اُن اشکال کو تصور کرتا تھا اسیطرح کی کوئی شے نہیں ہے
تاہم اگر وہ خود کوئی بڑی شے نہوتی تو اُن اشکال کو تصور
نہ کر سکتی ویساہی میں سمجھتا تھا کہ تو بھی اے میری زندگی
کی زندگی بے حد وسعتوں پر کشادہ رہکر چاروں طرف عالم
کی تمام حجم کے اندر داخل ہوا تھا اور اُسکے باہر ہر سمت غیر محدود ہی

و بے حد جگہوں پر بھی پہنچا ہوا ہے یہانتک کہ زمین تیری حامل ہو
اور آسمان تیرا حامل ہووے اور سب کچھ تیرا حامل ہووے
اور وے تجھ میں محدود ہوویں پر تو کسی جگہ میں محدود نہووے
کیونکہ جس طرح یہہ جسم ہوا جو بالائے زمین ہے آفتاب کی
روشنی کی ایسی سد راہ نہیں ہے کہ اُس کو اپنے درمیان گذرنے
سے مانع ہووے اور روشنی اسکو نہ پھاڑ کر اور نہ کاٹ کر بلکہ
بالکل اُس میں معمور ہونے سے اُس میں داخل ہوتی ہے
ویساہی میں سمجھتا تھا کہ نہ فقط آسمان و ہوا و سمندر بلکہ جسم
زمین بھی تیرا داخل ہے یہاں تک کہ وے تیری حضوری کو تو
بذریعہ ایک پوشیدہ الہام کے اپنے سب مخلوقات کا انتظام
اندرونی و بیرونی سے کرتی ہے اپنے سب چھوٹی اور بڑی چیزوں
میں داخل ہوئے دیویں میں ایساہی قیاس کرتا تھا کیونکہ
میں اور دوسری طرح پر خیال نہیں کر سکتا تھا اور وہ لغو تھا
کیونکہ اگر راست ہوتا تو زمین کا بڑا حصہ تیرے بڑے حصہ کا حامل

ہوتا اور اُس کا چھوٹا حصہ تیرے چھوٹے حصہ کا حامل ہوتا اور
سب چیزیں اس طرح پر تجھ سے معمور ہوتیں کہ جس مقدار
کنجشک کے جسم میں تیرے حصہ کی گنجائش ہوتی اُس سے
سے زیادہ ہاتھی کے جسم میں جو اُس سے بدرجہا بڑا اور زیادہ
جگہ کو گھیر لیتا ہے تیرے اور بڑے حصہ کی گنجائش ہوتی
اور یوں تو اپنے تئیں پارہ پارہ بنا کر زمین کے بڑے حصوں
میں اپنے بڑے حصوں اور زمین کے چھوٹے حصوں میں اپنے
چھوٹے حصوں کو داخل کرے لیکن تو ایسا نہیں ہے پر تو نے
زبور ہنوز میری تاریکی کو روشن نہیں کیا تھا ؞

دوسری فصل

میرے لیئے اے خداوند اُن فریب کھائے ہوئے فریب دینے والے
بے زبان فضول گوؤں کی یہہ مخالفت کرنا کافی تھا چونکہ تیرا
کلام اُن کی طرف سے سنائی نہیں دیتا تھا اس لیئے اُن کی

مخالفت کے واسطے وہ بات جسکو نبریدیوس شہر کارتھیج میں
بموجودگی میرے ایام گذشتہ میں پیش کیا کرتا تھا اور جس کو کہ
سب سننے والے حیرت میں آجاتے تھے کافی تھی وہ بات
یہہ ہی کہ اگر تو اُس نامعلوم جنس تاریکی سے جس کو مخالف
جسم سمجھکر یعنی لوگ تیرا مقابلہ کرتے تھے لڑنے کا منکر ہوتا
تو وہ تیرے ساتھہ کیا کرتے کیونکہ اگر وے لوگ یہہ جواب
دیتے کہ وہ تجھہ کو کچھہ ایذا پہنچاتے تو تو قابل زوال و فنا کے
ہوتا لیکن اگر وے یہہ کہتے کہ وہ تجھہ کو کچھہ ایذا نہ دے سکتی تو اُسکے
ساتھہ تیرے لڑنے کی کوئی وجہہ ظاہر نہ رہتی بلکہ اس طرح
کے لڑنے کی وجہہ ظاہر نہ ہوتی کہ تیرا کوئی حصہ یا تیرا عضو یا
تیرے ہی جوہر کا ولد مخالف اقتداروں سے اور ایسی
ذاتوں سے جو تجھہ سے پیدا نہیں ہوئی ہیں لپٹ جائے
اور اُن سے اسقدر رفتا اُٹھائے اور خرابی میں تبدیل ہو جائے
کہ خوشحالی سے پریشان حالی میں رجوع ہوئے اور جس مدد کے

وہ رہائی و پاکی پا سکتا ہے اُس کا محتاج ہوئے اور تیرے ہو کر
وہ ولد روح ہو کر غلامی و نجاست و فنا میں مبتلا ہوا ہے اور اُسکی
رہائی کے واسطے تیرا کلام جو آزاد و پاک و کامل ہی آیا تھا اور
چونکہ یہہ کلام اُس ایک ہی جوہر میں سے ہے اس لیے وہ خود
قابل فنا رہتا ہے پس اگر وے لوگ یہہ کہتے کہ تو جو کچھ ہے تو نے
اُسے تیرا جوہر جس سے تو ہست ہے غیر فانی ہے تو اُنکی وے
سب باتیں جھوٹھی و لعنتی ہوتیں لیکن اگر وے تجھ کو
قابل فنا کہتے تو یہہ بات خود جھوٹھی اور فقط سننے ہی پر
نفرت کے لائق معلوم ہوتی پس نیبریڈیوس کی یہہ دلیل
اُن کی مخالفت کے لیئے جو پر شکم سے بالکل قے کیے جانے
کے لائق تھی کافی تھی کیونکہ سوا دل و زبان کی مکروہ
بے دینی کے جو ایسی ہی باتوں کو تیری بابت سوچنے اور
کہنے میں ظاہر ہوتی تھی اُن لوگوں کو چھوٹنے کا اور کوئی
دوسرا چارہ نہ ملتا تھا ٭

تیسری فصل

اگرچہ میں اس بات کو کہتا اور یقین جانتا تھا کہ تو ہمارا خداوند
حقیقی خدا جس نے نہ فقط ہماری ارواح بلکہ ہمارے اجسام
اور نہ فقط ہماری ارواح و اجسام بلکہ سبھوں اور سب چیزوں کو
پیدا کیا ہے داغ اُٹھانے کے ناقابل و تبدیل ہونے کے ہرگز
اور اپنے ہر ایک حصہ سے غیر متلون ہے تو بھی میں ہنوز برائی
کی موجب و حل شدہ وجہہ نہیں جانتا تھا لیکن یہہ مجھکو نظر
آتا تھا کہ جو کچھ برائی ہے اُسکو اسطرح پر دریافت کرنا لازم ہے
کہ اُسکے سبب سے ناقابل تبدیل خدا کو قابل تبدیل سمجھنا
نہ ہووے کہ میں وہ بات جس کی تفتیش کرتا تھا خود نہوں پس
میں بے فکری کے ساتھ ہنوز برائی کی تفتیش کرتا اور یہہ
یقین جانتا تھا کہ اُن لوگوں کی راے جن کی طرف سے میں
بدل و جان بھاگتا تھا راست نہیں ہے کیونکہ میں یہہ دیکھتا تھا کہ

جو لوگ اس کی تفتیش کرتے تھے کہ برائی کہاں سے ہی
سو خود برائی سے مالامال ہوئے تھے کیونکہ ان کو یہہ
خیال کرنا پسند تھا کہ تیرے جوہر کو برائی سے ایذا پہنچ
سکتی ہی لیکن یہہ خیال کرنا کم پسند تھا کہ ہم لوگوں کا جوہر
برائی کر سکتا ہی ٭

اور میں ایک دوسری بات کو جسے میں نے بالفعل سنا
سمجھنے کے لیئے جانفشانی کرتا تھا وہ بات یہہ ہی کہ خود مختاری
ہم لوگوں کی برائی کرنے کی وجہہ ہی اور تیرا راست انصاف
ہم لوگوں کی برائی سہنے کی وجہہ ہی لیکن میں اُس بات کو
صاف نہیں سمجھ سکتا تھا پس میں اپنے دل کی نظر کو اُس
عمیق غار سے نکالنے کی کوشش کرکے پھر اُس میں غرق
ہوا اور بارہا کوشش کرکے مگر رسکر پھر گر پڑا گیا تھا پر اُس
طرح سے میں تیرے نور کے پاس کچھ کچھ اُٹھایا جاتا تھا اور
اسی سبب سے جس قدر یہہ مجھے معلوم تھا کہ میں زندہ تھا

اس قدر یہہ بھی معلوم تھا کہ میرے پاس قوت اختیاری
ہی پس جب کہ میں کسی امر کو اختیار کرتا یا اس کا انکار کرتا تب
مجھ کو یہہ یقین کامل تھا کہ میں ہی اختیار یا اُس کا انکار
کرتا تھا اور یہہ میرے خیال میں کچھ کچھ آنے لگا کہ وہ
خود مختاری میرے گناہ کی وجہہ ہی لیکن میں یہہ دیکھتا تھا
کہ جو کچھ میں خلاف اپنی مرضی کے کرتا تھا اُس کا میں
نہ کرنے والا بلکہ برعکس اُسکے سہنے والا تھا اور وہ نہ میرا قصور
بلکہ تیری سزا معلوم ہوتی تھی اور اسی سبب سے میں تجھ کو
عادل جانکر فوراً اپنے آپ کو نہ خلاف عدل کے سزا یافتہ
قرار دیتا تھا لیکن میں پھر کہتا تھا کس نے مجھ کو پیدا کیا
آیا میرے خدا نے جو نہ فقط بھلا بلکہ خود بھلائی ہی مجھے پیدا
نہ کیا پس کس وجہہ سے یہہ ہوا کہ میں برائی کو اختیار اور
بھلائی کا انکار کرتا ہوں یہانتک کہ میں موافق عدل کے
سزا پاتا ہوں جب کہ میں کل اپنے قصوروں نہیں خدا سے

پیدا ہوا ہوں اس لیے کس نے یہہ مجھہ میں داخل کیا
اور مجھہ میں اُس تلخی کا پودھا لگایا اگر ابلیس اُس کا بانی
ہووے تو کہاں سے یہہ ابلیس بھی ہوا ہی پر اگر وہ نیک
بسبب اپنی گمراہ شدہ قوت اختیاری کے نیک فرشتے
سے ابلیس بنا ہی تو کہاں سے اُس میں وہ بری قوت
اختیاری جس کے سبب سے وہ ابلیس بنا تھا اور داخل
ہوئی کیونکہ ہر ایک فرشتہ نیک ترین خالق سے کل نیک
پیدا کیا گیا ایسے ہی خیالوں سے میں مالامال و دم بستہ ہوا
لیکن میں نہ اُس دوزخ کی گمراہی تک جہاں کوئی تجھہ سے
اقرار نہیں کرتا ہی بلکہ اُس میں جس میں نہ یہہ خیال کیا جاتا
ہی کہ انسان برائی کرتا ہی بلکہ برعکس اسکے یہہ کہ تو برائی زبور ٦: ٥
سہتا ہی پہنچایا گیا تھا ۔

چوتھی فصل

جس طرح پر میں نے یہہ دریافت کیا تھا کہ جو کچھہ غیر فانی
ہی اُس سے جو فانی ہی بہتر ہی اُس طرح پر میں باقی باتوں
کے دریافت کی کوشش کرتا تھا اور اس لیے میں تجھہ کو
جو کچھہ تو تھا غیر فانی قرار دیتا تھا کیونکہ کوئی روح کسی چیز کو جو
تجھہ سے بہتر ہووے کبھی خیال نہ کر سکتی تھی اور دانستگی
کیونکہ تو سب سے بڑی اور سب سے عمدہ بھلائی ہی لیکن
چونکہ جو کچھہ غیر فانی ہی اُس سے جو فانی ہی حقیقتاً یقیناً احسن
معلوم ہوتا ہی جیسا کہ جو کچھہ غیر فانی ہی سو اُسوقت میرے
نزدیک احسن نظر آتا تھا اس لیے اگر تو غیر فانی نہ ہوتا تو
میں خیال کرنے میں کسی بات تک جو میرے خدا سے بہتر ہی
پہنچ سکتا پس جہاں میں نے یہہ دیکھا کہ جو کچھہ غیر فانی ہی
اُس سے جو فانی ہی بہتر ہی وہاں مجھہ کو تجھے ڈھونڈھنا لازم
تھا اور وہاں بھی یہہ لحاظ کرنا اور جب تھا کہ کہاں سے برائی آئی

یعنے کہاں سے تھا جس سے تیرا جوہر کسی طرح برا ہو
یا سکتا ہو آئی ہو کیونکہ فنا نہ کسی طرح اور نہ کسی قصد سے
اور نہ کسی تقدیر سے اور نہ کسی غیر مشیّت میں اتفاق سے
ہمارے خدا کو ایذا پہنچاتی ہو کیونکہ وہ خدا ہو اور جو کچھ وہ خود
کرتا ہو سو بھلا ہو اور وہ خود سیدھ بھلائی ہو لیکن فانی ہونا بھلا
نہیں ہو پھر تو اپنے مرضی کے خلاف کسی امر پر مجبور نہیں کیا
جاتا ہو کیونکہ تیری قوت اختیاری تیری قدرت سے بڑی نہیں
ہو لیکن اگر تو اپنے آپ سے بڑا ہوتا تو تیری قوت اختیاری
تیری قدرت سے شاید بڑی ہوتی کیونکہ خدا کی قوت اختیاری
و قدرت خود خدا ہو اور چونکہ تو سب کچھ جانتا ہو اس لیے
کون بات تجھ کو غیر ہوش میں ہو سکتی ہو پھر کوئی ذات جو
تجھ کو معلوم نہیں ہو موجود نہیں ہو اور کیا اس کلام کو
طول دوں کہ کیوں وہ جوہر جو خدا ہو غیر فانی نہ ہووے کیونکہ
اگر غیر فانی ہوتا تو وہ خدا نہ ہوتا ۔

پانچویں فصل

اور میں اس کی جستجو کرتا تھا کہ برائی کہاں سے ہو اور
میں بری طرح سے یہی جستجو کرتا تھا اور اپنی اس جستجو کی راہ
میں برائی کو نہیں دیکھتا تھا اور میں اپنی روح کی آنکھ کے
سامنے تمام خلقت کی موجودات کو جنھیں ہم لوگ دیکھ سکتے
ہیں مثلاً زمین و سمندر و ہوا و ستارے و درخت و فانی
جاندار و نیز انکو جنھیں ہم نہیں دیکھ سکتے ہیں مثلاً آسمان
کی فضا اور سب فرشتے اور انکے سب روحانی باشندگان
حاضر کرتا تھا لیکن میرا القصور انھیں موجودات کو اجسام میں شمار
کرکے ایک ایک کے لیے جگہیں معین کر دیتا تھا اور میں نے
تیری خلقت کو ایک بڑا انبار بنا کے اسمیں انواع و اقسام
کے اجسام کا اختلاف و خلل کیا اور ان اجسام میں سے بعضے
حقیقی تھے اور بعضوں کو بعوض روحوں کے میں نے تصور کیا
تھا اور میں نے اس انبار کو بھی بڑا قرار دیا لیکن اگرچہ جم غفیر

وہ بڑا ہی کیونکہ اسی بات کو میں نہیں جان سکتا تھا بلکہ میں تجھ
اُس کا بڑا ہونا مجھکو مناسب معلوم ہوتا تھا میں تجھ سے بھرا ہوا
تو بھی اُسے ہر جانب محدود تصور کیا لیکن میں یہہ سمجھتا تھا
کہ تو اے خداوند ہر جگہہ پر اُسکو گھیر لیتا اور اُس میں داخل
ہوتا پر ہر جانب بے حد رہتا تھا جسطرح اگر ایک ایسا سمندر ہوتا
کہ ہر جا اور ہر سمت بے پایاں وسعت میں ایک ہی بے حد سمندر
رہتا ہی اور اُسمیں سوا بادل جو بہت بڑا ہی پر محدود رہتا تو وہ
سوا بادل جو بہت بڑا ہی اپنے سب حصّوں میں کس بے پایاں
سمندر سے بھر جاتا اُس طرح میں تیری خلقت ہی کو محدود
پر تجھہ سے جو لا محدود ہی بھرا ہوا خیال کرتا تھا اور میں یہہ
کہتا تھا کہ خدا کو دیکھو اور اُن چیزوں کو جنھیں خدا نے
پیدا کیا ہی دیکھو اور وہ بھلا ہی بلکہ ان سب چیزوں سے بہت
اور کہیں بہتر ہی لیکن اُس نے جو بھلا ہی ان کو بھلا پیدا کیا
ہی اور دیکھہ کسطرح اُن کو گھیرتا ہی اور بھر دیتا ہی پس برائی

کہاں ہی اور کہاں سے آئی اور کس طرح یہاں پہنچی اُسکی
بیج کیا ہی اور اُسکا تخم کیا ہی یا کیا وہ مطلق ہست نہیں پھر کیا
کیوں ہم اُس چیز سے جو ہست نہیں ہی ڈرتے اور
بھاگتے ہیں یا اگر ہم لوگ اُس سے عبث ڈرتے ہیں تو وہ
ڈر خود جس سے ہم لوگونکا دل کاہلی سے اُکس کھاتا ہوا
شکنجہ میں کھینچا جاتا ہی برائی ہی اور اگر کوئی برائی چیز نہ ہوتی
پر ہم لوگ ڈرتے تو اس حالت میں ہم لوگونکا ڈر زیادہ برا
ہوتا پس خواہ وہ جس سے ہم ڈرتے ہیں برا ہی خواہ یہہ بیجا
کہ ہم لوگ ڈرتے ہیں پس کھلا ہی وہ ہی کیونکہ خدا نے جو بھلا ہی ان
چیزوں کو بھلا پیدا کیا ہی حقیقت میں اُس نے جو بڑی و بزرگ
بھلائی ہی ان چھوٹی بھلی چیزوں کو پیدا کیا ہی لیکن دونوں
خالق و مخلوقات بھلی ہیں پھر کہاں سے برائی ہی یا کیا اُس نے
سب چیزوں کو کسی برے مادہ سے بنایا اور کیا اُس نے
اُس مادہ کو بھی بنایا اور مقرر کیا اور اُس میں ایسی کوئی چیز جس کو

بھلائی میں وہ نہیں بدل سکتا تھا چھوڑ دی پس کیوں
یہہ ایسا ہی ہوئے چونکہ وہ قادر مطلق ہی اس لیے کیا وہ سب
جیسے مادہ کو اس قدر تلون و تبدیل کرنے کے لیے لایق
تھا کہ اُس میں کچھ برائی نہ رہے حاصل کلام کیوں وہ اُس میں
سے کچھ پیدا بھی کرنا چاہی اور نہ برعکس اس کے اپنی قدرت
کاملہ سے ایسا کرنا چاہی کہ برائی مطلق نہ رہی یا کیا یہہ برائی
اُس کی مرضی کے خلاف ہست ہو سکتی تھی یا اگر وہ ازل
سے چلی آتی تو کیوں اُس نے اُس کو یوں وقت کے
بے حد عرصوں تک سابق میں رہنے دیا اور بعد بڑی
مدت کے اُس میں سے کچھ پیدا کرنا پسند کیا یا اگر وہ بالفعل
کچھ ایکبارگی اختیار کرتا تو کیا برعکس اسکے قادر مطلق کو یہہ
کرنا لازم نہ ہوتا کہ وہ برا مادہ ہست نہ ہوئے اور خود تنہا
وہ تمام اور حقیقی اور سب سے عمدہ اور بے پایاں بھلائی
رہی یا اگر یہہ اچھا نہ ہوتا کہ وہ جو بھلا تھا کچھ بھلا بھی نہ بناوے

اور نہ پیدا کرے تو وہ اس برے مادہ کو نیست و نابود کرے
اس بھلے مادہ کو جس سے سب چیزوں کو پیدا کر سکتا یا
کر سکتا کیونکہ اگر وہ بغیر مدد اس مادہ کے جس کو اس نے
پیدا نہیں کیا کچھ بھلا پیدا نہ کر سکتا تو وہ قادر مطلق نہ ہوتا
ایسے ہی خیالوں پر میرا پریشان دل گشت کرکے کھایا ہوا
افکار کا بوجھ اُٹھائے رہتا تھا تا نہ ہو کر سچائی کے دریافت
کرنے سے پیشتر مروں باوجود اس کے تیرے مسیح ہمارے
خداوند و نجات دہندہ کا ایمان جو جامع کلیسیا میں قرار دیا گیا تھا
میرے دل میں جو ہنوز بہت باتوں میں خام تھا اور تعلیم
کے قاعدہ سے کنارہ کش ہوتا تھا مضبوطی کے ساتھ لگا
رہتا تھا لیکن میری روح اُس کو ترک نہیں کرتی تھی بلکہ برس
اس کے روز بروز اُس کا دم زیادہ بھرے جاتی تھی ۔

چھٹویں فصل

میں نے اُس وقت بھی ہنہم لوگوں کی جھوٹھی فال گیر لیوں
بے دین شگنیوں کو ترک کر دیا تھا اے میرے خدا تیری
رحمتیں تیرے نہ دل سے اس کے لیئے بھی تجھے اقرار کیا چاہیے
ہیں کیونکہ تو نے بلکہ بالکل تو ہی نے مجھ کو اُن سے علیحدہ
کرنے کا ذریعہ نکالا کیونکہ سوا اُس زندگی کے جو مر نہیں سکتی اور
اور اُس دانائی کے جو کسی نور کی محتاج نہ رہکر محتاج روحوں
کو منور کرتی ہی اور جس سے تمام عالم درختوں کے عارضی
پتوں تک انتظام پذیر ہوتا ہی کون دوسرا ہم لوگوں کو سب
گمراہی کی موت سے پھر آنے کے لیئے بلاتا ہی پس تو نے
میری اُس ضد کو جس سے میں ایک ہوشیار بزرگ شخص
وندکیانس اور ایک ذی فہم جوان نیبریدیوس سے حجت کیا کرتا تھا
دور کرنے کے لیئے تدبیر کی اسی حجت میں یہہ بات اُن لوگوں
سے بجد و جہد قرار دی جاتی اور اُس جوان سے کچھ شک کے

ساتھ کہی جاتی تھی کہ آیندہ واردات کی پیش بینی کرنے کا کوئی
ہنر نہیں ہی لیکن آدمیوں کے قیاس مثل قرعہ بازی کے
ہیں اور اُن کی بہت باتوں میں سے جن کو آیندہ وقوع کی خبر
بتاتے ہیں بعضی واقع ہوتی ہیں لیکن وے لوگ جو اُن کی
پیشین گوئی کرتے تھے اپنی بہت باتوں کے کہنے سے اُن کا
اتفاقاً بے جانے پہنچتے تھے پس تیری ہی تدبیر سے ایک
ایسا دوست مجھکو جو نجوموں کا نہ غافل صلاح گیر تھا اور نہ اُن کے
ہنروں سے خوب آگاہ و تھا اللہ لیکن جیسا کہ میں نے کہا وہ
فقط بطور جاسوسی کے اُن کا صلاح گیر ہوتا تھا تاہم خلاق
بات کو اُس ہنر کے علاقہ میں جانتا تھا اُس نے کہا کہ میں نے
اُس بات کو اپنے باپ سے سنا اور یہہ نہیں جانتا ہوں کہ
کس قدر وہ بات اُس ہنر کو میرے عقیدہ سے باہر کر دینے میں
موثر ہوئی پس اس شخص نے جس کا نام فرمانیس تھا ریت
رئیسانہ یافتہ و علم بلاغت بخوبی آموختہ ہو کر اور مجھکو اپنا بڑا دوست

جانکہ یہہ صلاح پوچھی کہ تو ستاروں کی گردشوں کے مطابق
میرے فلانے کاروباروں پر جنسے میرے امور دنیاوی
کی بڑی امید ظاہر ہونے لگی کیا گمان کرتا ہے لیکن میں جو اس
امر کے علاقہ میں نیبریڈیوس کی رائے پر متوجہ ہونے لگا تھا
قیاس کرنے اور جو کچھ میرے شکی دل میں آتا تھا اس شخص
سے کہنے سے منکر نہیں ہوا پر میں نے اسپر یہہ اضافہ کیا کہ
میں ان باتوں کو عنقریب بیہودہ و مضحکہ جاننے کے ہوا ہوں
اس نے مجھ سے یہہ بیان کیا کہ میرا باپ منجموں کی کتابوں
کا متجس تھا اور اس کا ایک دوست اس کے برابر ان باتوں
کی پیروی کرتا تھا اور یے دونوں بذریعہ ساتھ مطالعہ کتب
اور بات چیت کے اپنی آتش دلی کو ان ہرزہ گوئیوں پر
بھڑکاتے تھے یہاں تک کہ وے ان ساعتوں پر جن میں
بے زبان حیوان جو انکے گھروں کے گرد پیدا ہوتے تھے نگاہ
کرتے تھے اور پھر افلاک کی وضع پر ان کی پیدایش کے علاوہ میں

نگاہ کرتے تھے تا کہ اس فن ادا وہ ہنر کی تجربہ کاریاں جمع کریں
پس اس نے کہا کہ میں نے یہہ بات اپنے باپ سے سنی کہ
جس وقت میری ماں مجھے جننے کو تھی اس کے دوست کی کوئی
لونڈی حاملہ تھی اور چونکہ وہ کتوں کے بچوں کی پیدایش کے
وقت کو بھی جاننے کے لیے بڑی جانفشانی و کوشش کرتا تھا
اس لیئے وہ اس لونڈی کے حمل سے ناواقف نہیں رہ سکتا
تھا اور ایسا واقع ہوا کہ جب فرمائینس کا باپ اپنی جورو کے
لیئے اور اس کا دوست اپنی لونڈی کے لیے ٹھیک ٹھیک جمع
کر کے دنوں اور گھنٹوں بلکہ گھنٹوں کے چھوٹے حصوں کا
حساب کرتے تھے تب دونوں عورتیں ایک ہی ساعت پے
بچوں کو جنیں اور اسی سبب سے دونوں صاحب مجبور ہو کے
ایک ہی گردش کو سب سے چھوٹے دقایق تک ایک اپنے بیٹے
اور دوسرا اپنے نوپیدا غلام کے لیے فرض کرتے تھے کیونکہ
جب ان عورتوں کو درد زہ ہونے لگا تب فرمائینس کے باپ نے

اور اُس کے دوست نے فی الفور ایک دوسرے کے پاس اِس کی خبر بھیجی کہ ہم میں سے ایک ایک کے گھر میں کیا کیا واقع ہوا ہے اور اُنھوں نے قاصدوں کو اس لیے طیار کیا کہ جب بچوں کے پیدا ہونے کی خبر ملے تب فی الفور ایک دوسرے کے پاس بھیجیں کیونکہ اُن میں سے ایک ایک نے جو اپنے اپنے گھرانے میں مالک تھے جلد اطلاع دینے کے لیے بڑی تدبیر کی تھی پس اُس نے قرار دیا کہ دونوں طرف کے قاصد ایک ایک گھر سے اِس قدر برابر دوریوں پر ملے کہ دونوں میں سے نہ یہہ و نہ وہ ستاروں کے اوضاع یا اُن کی دقیقہ حرکتوں میں کچھ فرق دیکھ سکتا تھا لیکن فرمینس اپنے والدین کے گھر میں صاحب مرتبہ پیدا ہو کر اِس دنیا کی سنہری راہوں پر اپنی زندگی بسر لے گیا اور دولت میں بڑھ گیا اور منصوبوں تک سرفراز ہوا لیکن وہ غلام اپنے آقاؤں کی غلامی میں جس میں اُس کی حلقہ بگوشی کچھ تخفیف

نہ ہوئی تھی رہا یہی بات فرمینس نے جو اُس غلام سے واقف تھا مجھ سے بیان کی ۔

پس جب میں نے اِن باتوں کو جن کو ایسے معتبر شخص نے کہا تھا سنکر یقین جانا تب میں بھی اُس سب حجت سے کنارے ہو گیا اور میں اِس کے لیے کوشش کرتا تھا کہ خود فرمینس کو اُس قرارداد بہتر کی قفس سے رہا کروں اور اسی غرض سے میں اُس سے کہتا تھا کہ جب میں اُس کی پیدایش کے وقت کے ستاروں کی گردشوں پر نگاہ کرتا تھا تب اگر میں سچی پیشینگوئی کرتا تو مجھے اُن گردشوں میں ایسے والدین جو اپنے ہمسایوں میں افضل تھے اور ایسا خاندان بھی جو اپنے شہر میں عالی نسب تھا اور پیدایش ذی مرتبہ اور ترتیب عمدہ و تعلیم شایستہ دیکھنا واجب ہوتا لیکن چونکہ وہ غلام انھیں ستاروں کی گردشوں کے وقت پر پیدا ہوا اس لیے اگر وہ بھی مجھ سے اُن پر صلاح پوچھتا تو اُس سے سچی پیشین گوئی کرنے میں مجھے انھیں گردشوں میں

نہایت حقیر اب حالت غلامی اور سب باقی احوال جو اُن دونوں کے
احوال سے بہت دور و متفرق ہیں دیکھنا واجب ہوتا پس اگر
میں سچ کہتا تو ایک ہی گردشوں پر نگاہ کر کے مختلف باتیں
کہتا یا اگر میں ایک ہی باتیں کہتا تو جھوٹھ کہتا اور یہاں سے یہ
یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ گردشوں پر نگاہ کرنے سے جو سچی باتیں کہی
جاتی تھیں سو نہ ہنر بلکہ اتفاق سے کہی جاتی تھیں اور جو
جھوٹھی باتیں کہی جاتی تھیں سو نہ ناواقفیت ہنر بلکہ خطائے
اتفاق سے کہی جاتی تھیں *

پس جب اس طرح کی ابتدا ہوئی تب میں ایسی ہی باتوں
کی جگالی اپنے دل میں کر کے یہہ چاہتا تھا کہ اُن شیفتہ گو
لوگوں میں سے جو ایسے ہی پیشہ سے اپنی اوقات بسر کرتے تھے
اور جن پر میں حملہ کرتا اور اُن کو ٹھٹھہ بازی کی راہ سے لغو گو
ٹھہرانا چاہتا تھا کوئی میرا مخالف ہو کر نہ کہے کہ خواہ فرمائکس نے
تجھسے خواہ اُس کے باپ نے اُس سے جھوٹھ بیان کیا ہوگا

اس سبب سے میں اس پر غور کرنے لگا کہ جو توام پیدا ہوتے
ہیں اکثر رحم سے ایک دوسرے کے بعد اس قدر جلد نکلتے
ہیں کہ دونوں ولادتوں کے مابین کا قلیل عرصہ باوجودیکہ لوگ
اُس کی طاقت کی قابلیت کے لیے حجت کرتے ہیں تو بھی انسان
کی نگاہ سے پہچانا نہیں جا سکتا یا اُسکے اعداد اسقدر بیان کیے
جائیں کہ کوئی منجم اُن پر ملاحظہ کر کے سچی پیشین گوئی کرے اور
وے اعداد سچ بھی نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ منجم کو ایک ہی
اعداد پر ملاحظہ کرنے سے عیسو و یعقوب کی بابت ایک ہی
پیشین گوئی کرنا واجب ہوتا لیکن ایک ہی طرح کی سرگذشت اُنکی
نہیں ہوئی پس وہ جھوٹھ کہتا یا اگر سچ کہتا تو ایک ہی اعداد
پر ملاحظہ کر کے ایک ہی باتیں نہ کہتا پس وہ نہ ہنر بلکہ اتفاق
سے سچی بات کہتا کیونکہ تو اے خداوند جو عالم کا نہایت راست
حاکم گو کہ صلاح گیر و صلاح دہ یہہ نہیں جانتے ہیں تو بھی اپنے
پوشیدہ الہام سے ایسی تدبیر کرتا ہے کہ صلاح گیر اس بات کو

جس کو، وحوں کے پوشیدہ اجروں کے مطابق تیرے راست
عدل کے عمق کی طرف سے سننا لازم ہے [illegible] اور [illegible]
کوئی شخص نہ کہے کہ یہہ کیا ہے کیوں یہہ ہے ایسا ہی نہ کہے ایسا
نہ کہے کیونکہ وہ انسان ہے+

ساتویں فصل

پس اب تو نے اے میرے مددگار مجھکو اُن زنجیروں سے
رہا کیا تھا اور میں اس کی جستجو کرتا تھا کہ کہاں سے برائی
ہے اور اس کا کوئی سراغ نہ ملا لیکن تو میرے خیالوں کے
کسی موج کو مجھے اس عقیدہ پر ایمان لانے سے بچانے
نہیں دیتا تھا کہ تو ہست ہے اور تیرا جوہر غیر متغیر ہے اور تو انسان
کی خبر لیتا اور اُسکا انصاف کرتا ہے اور بوسیلہ مسیح کے جو تیرا
بیٹا اور ہم لوگوں کا خداوند ہے و نیز پاک نوشتوں کے جو تیری
جامع کلیسیا کی معتبری سے یقین دلائی جاتی تھی تو نے

انسان کی نجات کی راہ کو واسطے اس زندگی کے جو موت کے
بعد ہوگی مقرر کیا ہے گو کہ یہ باتیں میرے دل میں صحیح
و سالم و استواری کے ساتھ لگی ہوئی تھیں تو بھی میں اسکی
جستجو بجوش کرتا تھا کہ برائی کہاں سے ہے میرے درد زہ [illegible]
دل میں کیسی کیسی اذیتیں اور کیسی کیسی آہ و زاریاں ہوتی تھیں
اے میرے خدا تیرے کان اُن کی طرف کھلے تھے اور میں
نہیں جانتا تھا اور جب میں خاموشی میں بشفقت جستجو کرتا تھا
تب میری روح کی یہ خاموش پشیمانیاں تیری رحمت
کی بڑی طلبگار آوازیں بنتی تھیں اور جس رنج و الم کا میں
حامل تھا سو نہ کسی انسان بلکہ صرف تجھکو معلوم تھا کیونکہ
کس قدر حصہ اُس کا میری زبان کے ذریعہ سے میرے
بہت ہی بے تکلف دوستوں کے کانوں میں راہ پاتا تھا
کیا میرے دل کے جوشوں کا سب ہنگامہ جس کے بیان
کے لیئے نہ وقت و نہ میرا منہ کافی تھا اُن کی سماعت میں آتا تھا

لیکن وہ تمام شور و غل جو میں اپنے دل کی نالہ کشی سے
خروش میں لاتا تھا تیرے گوش تک پہنچتا تھا اور تیرے سامنے
میری آرزو تھی اور میری آنکھوں کا نور میرے پاس نہیں تھا
کیونکہ وہ اندر تھا اور میں باہر تھا اور وہ نور جگہہ میں محصور
نہیں تھا لیکن میرا دل اُن چیزوں پر جو جگہہ میں محصور ہیں
لگتا تھا لیکن میں وہاں کوئی آرام کی جگہہ نہ پاتا اور نہ وے
بھی میرے ساتھہ اس طرح پر پیش آئیں کہ میں یہہ کہوں
کہ بس ہے اور یہی اچھا ہے اور وے بھی مجھے وہاں جہاں
میرے لیئے بس اور اچھا ہو سکتا تھا لوٹنے نہیں دیتی
تھیں کیونکہ میں ان چیزوں سے بالا تھا پر تجھہ سے پست
تھا اور جب میں تیرا تابعدار ہوا تھا تب تو میری حقیقی خوشی
بنا تھا اور تو نے اُن چیزوں کو جن کو تو نے مجھہ سے
پست پیدا کیا میرا تابعدار بنایا تھا اور حقیقی مزاج اور میری
سلامتی کا درمیانی دیا رہیہ تھا کہ تیری شکل پر رہوں اور تیری

خدمت کرکے اپنے بدن پر حکمراں ہوں لیکن جب میں غرور
سے تیرے برخلاف اُٹھتا تھا اور خداوند کے مقابلہ میں
اپنی گردن اور اپنی سپر کے سخت ابھاروں سے دوڑتا تھا تب
یے پست چیزیں بھی مجھہ سے بالا رکھی جاتی تھیں اور مجھہ کو دباتی
تھیں اور مجھے کسی جگہہ مہلت یا سانس لینے کی فرصت
نہیں ملتی تھی وے چیزیں چاروں طرف سے انبار و گروہ ہوکر میری
نظر پر آ پڑتی تھیں اور اُن اجسام کے اشکال مجھے جو ان کو فکر
کرکے لوٹتا تھا خیال آتے تھے اور اُن میں مجھے اس بات
کے کہنے کی غرض معلوم ہوتی تھی کہ اے نالائق و نجس تو کہاں
جاتا ہے یے باتیں میرے زخم دل سے پیدا ہوتی آئیں کیونکہ
تو مغروروں کو زخمی شخص کی طرح خاکسار کرتا ہے اور میں آپ ہی
اپنے تکبر کے سبب تجھہ سے علیحدہ ہوتا تھا اور میرا منہہ غرور سے پھولا
تھا میری آنکھوں کو بند کرتا تھا ٭

آٹھویں فصل

لیکن تو اے خداوند ابد تک باقی رہتا ہی اور ہم لوگوں سے ابد تک غصہ نہیں رکھتا ہی کیونکہ تو ہماری خاک اور راکھ پر رحم کھاتا اور یہ تیری نظروں میں پسندیدہ معلوم ہوتا تھا کہ میری بدروئی کو نیک روئی سے تبدیل کرے اور تو اندرونی آنکسوں کے ذریعہ سے مجھکو اس لیئے رغبت دلاتا تھا کہ میں تاوقتیکہ تو میری اندرونی نظروں پر یقیناً ظاہر نہووے بیتاب رہوں اسی طرح تیرے پوشیدہ دست شفا سے میرا ورم گھٹایا جاتا تھا اور میرے دل کی مضطرب اور دھندلی آنکھ صحت بخش غموں کے انذار سا مرہم سے روز بروز شفایاب ہوتی تھی ٭

نویں فصل

اور چونکہ تو یہ پہلے مجھہ پر ظاہر کیا چاہتا تھا کہ تو کس طرح

مغروروں کا سامنا کرتا ہی پر فروتنوں کو فضل بخشتا ہی اور کس قدر تیری رحمت سے فروتنی کی راہ انسان کے لیے اس طرح نکالی اور دکھلائی گئی تھی کہ تیرا کلام مجسم ہوا اور آدمیوں کے درمیان رہا اس لیئے تو نے میرے واسطے بذریعہ ایک شخص کے جو بے حد غرور سے بدرجہا پھولتا تھا پیروان افلاطون کی فلاتی کتابوں کو جو زبان یونانی سے لاطینی میں ترجمہ کی گئی تھیں مہیا کیا اور میں نے ان کتابوں میں نہ ان الفاظ میں بلکہ ان کے مطلب کو جو بہت اور مختلف دلیلوں کے ساتھ سمجھایا جاتا ہی پڑھا کہ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہ ہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز جو بغیر اس کے ہوئی موجود نہ تھی اور جو اس میں موجود ہوا سو زندگی ہی اور وہ زندگی انسان کا نور تھا اور نور تاریکی میں چمکتا ہی اور تاریکی نے اس کو دریافت نہ کیا اور انسان کی روح اگرچہ نور پر

گواہی دے۔ وہ آپ تو نور نہیں پر لیکن خدا کا کلام خدا پر آیت ۹
حقیقی نور ہے اور ہر ایک آدمی کو جو دنیا میں آتا ہے روشن کرتا ہے
اور وہ جہان میں تھا اور جہان اُس ہی سے موجود ہوا ،، ۱۰
اور جہان نے اُس کو نہ جانا لیکن میں نے اُن کتابوں میں
یہہ نہیں پڑھا کہ وہ اپنے لوگوں کے پاس آیا اور اُس کے ،، ۱۱
لوگوں نے اُسے قبول نہ کیا لیکن جتنے لوگوں نے اُسی
قبول کیا بلکہ اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں اُنھیں اُس نے ،، ۱۲
اقتدار بخشا کہ خدا کے فرزند ہوں +

پھر میں نے اُن میں یہہ پڑھا کہ خدا جو کلام ہے نہ لہو سے ،، ۱۳
نہ جسم کی خواہش سے نہ مرد کی خواہش سے بلکہ خدا سے
پیدا ہوا ہے لیکن میں نے اُن میں یہہ نہیں پڑھا کہ کلام مجسم ،، ۱۴
ہوا اور ہمارے درمیان رہا میں نے فی الحقیقت اس بات
کو جو اُن کتابوں میں بہت مختلف طوروں پر تحریر تھی معلوم
کیا کہ بیٹے نے باپ کی صورت میں ہو کے خدا کے برابر ہونا

غنیمت نہ جانا کیونکہ دونوں کی ذات ایک ہی ہو لیکن یہہ
اُن کتابوں میں نہیں ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو خالی کیا اور
خادم کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل بنا اور آدمی کی
صورت میں ظاہر ہو کے اپنے آپ کو پست کیا اور مرنے تک
بلکہ صلیبی موت تک فرماں بردار رہا اور اس واسطے خدا نے
اُس کو مُردوں میں سے بہت سرفراز کیا اور اُس کو ایسا نام
جو سب ناموں سے بزرگ ہے بخشا تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک
کیا آسمانی کیا زمینی کیا وے جو زمین کے نیچے ہیں گھٹنا ٹیکے
اور ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے تاکہ
خدا باپ کا جلال ہووے لیکن یہہ اُن کتابوں میں ہے کہ
سب زمانوں سے پیشتر اور سب زمانوں سے بالاتر
اکلوتا بیٹا تیرا ہم قدر ہو کر ساتھ بے تغیری کے رہتا اور
اُس کی بھرپوری میں سے روحیں پاتی ہیں تاکہ مبارک
ہوویں اور جو دانائی اُن میں رہتی ہے اُس کے حصہ دار ہونے

سے وے اس قدر نئی ہوئی ہیں کہ خود دانا ہو جاویں لیکن
یہہ اُن کتابوں میں نہیں تھا کہ وہ عین وقت پر سب بدینوں
کے لئے مُوا اور تو نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ
ہم سبھوں کے بدلے حوالے کر دیا کیونکہ تو اِن باتوں کو
داناؤں اور عقلمندوں سے چھپاتا ہی اور بچوں پر کھول
دیتا ہی تاکہ وے جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہیں
اُس کے پاس آویں اور وہ اُنھیں آرام دیوے کیونکہ
وہ حلیم اور دل سے خاکسار ہی اور وہ حلیموں کو عدالت
کی راہ بتاتا ہی اور مسکینوں کو اپنی راہ دکھلاتا ہی اور ہم لوگوں
کی عاجزی و دکھ پر نگاہ کرتا ہی اور ہمارے سب گناہوں
کو بخشتا ہی لیکن جتنے لوگ کسی قرار دادہ بزرگ علم کی راہ
میں تکبر چلتے ہیں اُنہوں نے اُس کی یہہ آواز نہیں
سنی کہ مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار
ہوں اور تم اپنی جانوں میں آرام پاؤ گے اور اگرچہ اُنھوں نے

خدا کو پہچانا تو بھی وے خدا کے لائق اُس کی بزرگی و شکرگذاری
نہیں کرتے ہیں بلکہ باطل خیالوں میں پڑ گئے اور اُن
کے بے فہم دل تاریک ہو گئے اور وے اپنے آپ کو دانا
ٹھہرا کے نادان ہو گئے ✣

اور اس لئیے میں اُن کتابوں میں یہہ بھی پڑھتا تھا
کہ اُنھوں نے تیرے بقا کے جلال کو بتوں اور مختلف
اشکال میں جو فانی آدمیوں و چڑیوں و چوپایوں و کیڑے
مکوڑوں کی ہیں بلکہ مصری خوراک کی موافقت میں جس کے
سبب سے عیسو نے اپنے پلوٹھے ہونے کا حق ضائع کیا
بدل ڈالا کیونکہ تیرے اکلوتے لوگوں نے [illegible]
ایک چوپائے کے سر کی تعظیم کی کیونکہ وے اپنے دل میں
مصر کی طرف پھرتے تھے اور اپنی روح کو جو تیری شکل تھی
ایک بچھوا کی شکل کے سامنے جو گھاس کھاتا تھا سجدہ میں
جھکایا اِنھیں باتوں کو میں نے اُن کتابوں میں پایا اور کچھ

اپنی خوراک کو نہ بنایا کیونکہ تجھ کو اے خداوند یہہ پسند ہوا
معلوم ہوا کہ یعقوب سے کم سنی کا یہہ عیب دور کرے کہ
بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا اور تو نے غیر قوموں کو اپنی میراث
میں بلایا اور میں غیر قوموں سے تیرے پاس آیا تھا اور
میں نے اُس سونے پر جس کو تیرے لوگ تیری مرضی
کے مطابق مصر سے لے گئے تھے اپنا دل لگایا کیونکہ
وہ سونا جہاں کہیں تھا تیرا تھا اور تو نے اطینی لوگوں سے
بزبان اپنے رسول کے کہا کہ تجھ سے ہم لوگ جیتے اور چلتے
پھرتے اور موجود ہیں جیسا کہ اُن کے شاعروں میں سے
ایک نے کہا ہے اور حقیقت میں وے کتابیں اِن لوگوں میں سے
آئیں اور جنہوں نے خدا کی سچائی کو جھوٹھ میں بدل ڈالا اور
بنانیوالے سے بنائی ہوئی چیز کی زیادہ پرستش و بندگی کی ہے
اُنے تیرے سونے سے مصریوں کے بتوں کی بندگی کرتے تھے
لیکن میں نے اپنا دل اُن بتوں پر نہیں لگایا تھا +

دسویں فصل

پر مجھکو اُن باتوں سے یہہ نصیحت حاصل ہوئی کہ اپنی
طرف لوٹوں چنانچہ میں تجھ کو اپنا رہبر پا کے اپنے باطن
کے اندر داخل ہوا اور مجھکو یہی لائق تھا کیونکہ تو میرا مددگار
بنا تھا پس میں داخل ہوا اور جسطرح میرے دل کی آنکھ
تھی اُس سے میں نے نور لاتغیر کو اپنے دل کی اُسی آنکھ
سے بالا بلکہ اپنی روح سے بالا دیکھا وہ نہ یہہ معمولی نور جو
ہر ایک جسم کے سامنے آشکارا ہی دکھائی دیتا تھا اور نہ
اِس طرح پر کہ اسی کی جنس میں سے ایک بڑا حصہ نظر آتا تھا
کہ اُس کے مقابلہ میں بہت زیادہ تاباں اور اپنی قدر و قامت
سے تمام وسعت میں معمور ہوئے وہ یہہ نور نہ تھا بلکہ دوسری
طرحکا ہاں اِن سب چیزوں سے کہیں دوسری طرحکا
کا تھا پھر جس طرح پر تیل پانی سے بالا رہتا ہی یا جسطرح پر
آسمان زمین سے بالا رہتا ہی نہ اُس طرح پر وہ نور میری

روح سے بالا تھا بلکہ اس سبب سے بالا تھا کہ اُسی نے مجھکو
پیدا کیا اور میں اُس سے پست اس سبب سے تھا کہ میں
اُسی سے پیدا ہوا تھا جو سچائی کو جانتا ہی سو اُس نور کو جانتا
ہی اور جو اُس نور کو جانتا ہی ہمیشگی کو جانتا ہی محبت اُس کو
جانتی ہی اے سچائی جو ہمیشگی ہی اے محبت جو سچائی ہی اور
ہمیشگی جو محبت ہی تو میرا خدا ہی تجھ سے میں شب و روز آہ
کا دم بھرتا ہوں اور جب میں نے تجھ کو پہلے جانا تب
تو نے مجھ کو اِس لیے اٹھا لیا کہ میں یہ دیکھوں کہ کچھ ہی
دیکھنے کے قابل ہی مگر میں اب تک اُس کے دیکھنے کے
لایق نہ تھا اور تو نے بشدت اپنے شعاعوں کے پنجوں کو
مجھ پر ڈال کے میری نظر کے ضعف کو مار کر ہٹا دیا اور
میں بہ عبرت و محبت کانپ گیا اور میں نے یہ دریافت کیا
کہ میں تجھ سے دور ہو کے ناموافقت کی سرزمین میں تھا گویا کہ
مثل ایک طرح کی آواز کے تیری یہ بات بلندی سے میرے کان

میں پہنچی کہ میں سیانے آدمیوں کی خوراک ہوں بڑھ جا اور تو
مجھکو نوش کریگا اور تو مجھکو مانند اپنے جسمی خوراک کے اپنے
آپ میں نہیں بدلیگا بلکہ تو مجھ میں تبدیل ہوگا اور میں نے
یہ سیکھا کہ تو آدمی کو اُس کے گناہ کے باعث تصحیح کر
سکھاتا ہی اور تو نے میری جان کو عنکبوت پژمردہ کے موافق پژمردہ
کیا اور میں نے کہا کہ کیا سچائی اس سبب سے ہیچ ہی کہ جگہوں
کی نہ محدود و نہ بے حد وسعتوں پر پھیلی ہوئی ہی اور تو نے دور سے
مجھے پکار کے یہ کہا کہ فی الحقیقت جو میں ہوں سو ہوں اور جیسا
دل سے سنا جاتا ہی ویسا ہی میں نے سنا اور میرے لیے مطلق
شک باقی نہ رہی اور جس قدر اس پر شک کرنا مشکل تھا کہ میں زندہ
ہوں اُس قدر سے زیادہ اس پر شک کرنا مشکل تھا کہ سچائی
ہی اور اُن چیزوں کے وسیلے سے جو بنائی گئی ہیں صاف
صاف معلوم ہوتی ہی ٭

گیارھویں فصل

اور میں نے دوسری چیزوں پر جو تجھ سے پست ہیں
نظر کی اور میں نے دیکھا کہ وے نہ بالکل ہست ہیں و نہ
بالکل نیست ہیں چونکہ وے تیری طرف سے ہیں اس لیئے وے
ہست ہیں پر چونکہ جو کچھ تو ہی سو وے نہیں ہیں اس لیئے
وے ہست نہیں ہیں کیونکہ جو کچھ لاتغیر ہی سو حقیقت میں
ہست ہی پس میرے لیئے یہہ بھلا ہی کہ میں خدا سے لگا رہوں (زبور ۷۳: ۲۸)
کیونکہ اگر میں اس میں نہ رہوں تو اپنے آپ میں نہ رہ
سکوں گا لیکن وہ اپنے آپ میں رہا اور سب کچھ نیا کرتا ہی
اور تو خداوند میرا خدا ہی کیونکہ تجھکو میری بھلائی کی کچھ (زبور ۱۶: ۲)
احتیاج نہیں ہی +

بارھویں فصل

اور یہہ مجھ پر واضح ہوا کہ جو چیزیں فنا پذیر ہیں سو بھلی بھی ہیں

کیونکہ اگر وے سب سے عمدہ بھلائیاں ہوتیں یا اگر وے بھلائیاں
نہ ہوتیں تو فانی نہ ہو سکتیں کیونکہ اگر وے سب سے عمدہ بھلائیاں
ہوتیں تو قابل فنا نہ ہوتیں پر اگر وے بالکل بھلائیاں نہ ہوتیں
تو ان میں کچھ فانی ہونے کے قابل نہ ہوتا کیونکہ فنا نقصان
پہنچاتی ہی لیکن اگر وہ بھلائی کو کم نہ کرے تو نقصان نہ پہنچاتی
پس خواہ یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ فنا کچھ نقصان نہیں پہنچاتی ہی پر
یہہ محال ہی خواہ یہہ نتیجہ جو بہت یقینی ہی نکلتا ہی کہ جو چیزیں
فنا پذیر ہیں سو بھلائی سے محروم ہیں لیکن اگر وے سب
بھلائی سے محروم ہو جائیں تو وے مطلق ہست نہ ہونگی
کیونکہ اگر وے ہست ہوں اور پھر فانی نہ ہو سکیں تو وے نسبت
پیشتر کے بہتر ہوں گی کیونکہ وے بغیر فنا کے رہیں گی اور اس
بات سے کیا زیادہ خلاف عقل ہی کہ جب چیزوں سے سب
بھلائی جدا کر دی جاتی ہی تب وے بہتر ہو جاتی ہیں پس اگر
وے سب بھلائی سے محروم ہو جاویں تو وے مطلق ہست

نہ ہوں گی پس جب تک وے ہست ہیں تب تک بھلی ہیں
پس جو کچھ ہست ہی سو بھلا ہی اور وہ برائی جس کی وجہ کی
جستجو میں کرتا تھا کوئی جوہر نہیں ہی کیونکہ اگر وہ کوئی جوہر
ہوتی تو بھلی ہوتی کیونکہ یہہ ضرور ہی کہ وہ خواہ غیر فانی جوہر
ہووے اور اسی سبب سے عمدہ بھلائی ہووے خواہ
فناپذیر جوہر ہووے پر اگر یہی جوہر کچھ بھلا نہ ہوتا تو فانی نہ ہو سکتا
پس میں نے دیکھا اور مجھ پر واضح ہوا کہ تو نے سب چیزوں
کو بھلا بنایا اور کوئی ایسا جوہر نہیں ہی کہ تجھ سے پیدا نہ ہوا
ہو اور چونکہ تو نے سب چیزوں کو مساوی نہیں بنایا اس لیے
سب چیزیں ہست ہیں کیونکہ ایک ایک چیز بھلی ہی اور سب
ملکے نہایت بھلی ہیں کیونکہ ہمارے خدا نے سب چیزوں
کو نہایت بھلا بنایا + پیدا ۱: ۳۱

تیرھویں فصل

اور تیرے لیے کوئی چیز بری نہیں ہی ہاں فقط تیرے
لیے بلکہ تیری تمام خلقت کے لیے کوئی چیز بری نہیں ہی
کیونکہ کوئی ایسی چیز اس کے باہر نہیں ہی کہ اس میں گھس کے
اس انتظام کو جس کو تو نے اس میں مقرر کیا ہی فنا یا برباد
کرے لیکن اس کے حصوں کی بعضی چیزیں اوروں کے
ساتھ اتفاق نہ رکھنے سے بری گنی جاتی ہیں لیکن وے ہی چیزیں
اوروں کے ساتھ اتفاق رکھتی ہیں اور اسی واسطے بھلی
ہیں اور از خود بھی بھلی ہیں اور یے سب چیزیں جو آپس میں
ایک ساتھ اتفاق نہیں رکھتی ہیں موجودات کے اسی پست
حصہ سے جس کو زمین کہتے ہیں اتفاق رکھتی ہیں اور یہہ زمین
اپنے فلک سے جس میں بادل و طوفان اٹھتے ہیں اتفاق
رکھتی ہی پس یہہ بات میری زبان سے ہرگز نہ نکلے کہ یہی
چیزیں موجود ہونے کے لایق نہیں ہیں کیونکہ اگر میں سوا ان کے

اور دوسری چیزوں کو نہ دیکھتا تو بلاشبہ اُن سے بہتر چیزوں کا
کا خواہشگار ہوتا لیکن مجھ پر فرض ہے کہ اگر اور چیزیں نہ ہوتیں تو بھی
اُن کے لیے تیری ستایش کرتا کیونکہ تیری ستایش کرنے کا
فرض یوں ظاہر ہے کہ زمین پر تنین اور سب گہراپے اور آگ زبور ۱۴۸: ۷—۱۲
اور اولہ اور برف اور یخ اور طوفانی ہوا جو تیرے حکموں کو
بجا لاتے ہیں اور پہاڑ اور سارے ٹیلے اور میوہ دار درخت اور
اور سارے بہیمی اور سارے مواشی اور کیڑے مکوڑے اور
شاہان زمین اور ساری گروہیں امرا اور سارے فرماں روا
جوان و کنواریاں بھی اور بڈھے بچوں سمیت تیرے نام کی
ستایش کرتے ہیں لیکن جب افلاک پر تیری ستایش کی جاتی
ہے تب اے ہمارے خدا بلندیوں پر تیرے سب فرشتے
اور تیرے سب لشکر اور سورج اور چاند اور سب ستارے اور
روشنی اور آسمانوں کے آسمان اور پانی جو آسمان کے اوپر
ہے تیری ستایش کرتے ہیں بس میں اب اِسکا خواہشگار نہیں

رہتا تھا کہ چیزیں بہتر ہوویں کیونکہ میں سب چیزوں پر خیال
کرتا تھا اور اب بہ نسبت پیشتر کے زیادہ صحیح عقل سے یہ سمجھتا تھا
کہ اشیاے بالا اشیاے پست سے بہتر ہیں لیکن سب اشیا ملکر
ایک ایک اشیاے بالا سے بہتر ہیں ◆

چودھویں فصل

اُن لوگوں میں جن کو تیری خلقت کا کوئی حصہ ناپسند ہے
کچھ صحت نہیں ہے جیسا کہ مجھ میں جب بہت چیزیں جن کو
تو نے بنایا تھا مجھے ناپسند آتی تھیں کچھ صحت نہیں تھی اور
چونکہ میری روح اس قدر گستاخ نہ تھی کہ اپنے خدا کو ناپسند
کرے اس لیے وہ اُس چیز کو جو اُسے ناپسند آتی تھی تجھے
جاننے سے منکر ہوتی تھی اور اسی سبب سے میری روح دو
جوہروں کی رائے میں آ داخل ہوئی اور بے آرام نہیں رہتی
اور بیہودہ باتیں بکتی تھی اور اُس رائے نے لوگ اپنے لیے

ایک خدا کو جو تمام وسعت کے بے حد عرصوں میں رہتا ہو
بناتی تھی اور سمجھتی تھی کہ یہی تو ہی اور اُس کو اپنے دل میں
رکھتی اور خود دوسری بار اپنے بت کی ہیکل جو تیرے سزاوار
مگر وہ بھی بن جاتی تھی لیکن جب تو میری نادانستگی میں بے خبر
سر کو دبا چکا اور میری آنکھوں کو بند کر لیا تا کہ وے بطالت زبور ۱۱۹ : ۳۷
کو نہ دیکھیں تب میں اپنی حالت گذشتہ سے کچھ کچھ باز رہا
اور میری دیوانگی بہلکر نیند میں آئی اور میں تجھ میں بیدار
ہوا اور مجھ کو تو دوسری طرح پر بے پایاں نظر آگیا اور یہہ بینائی
جسم سے اختراع نہیں ہوئی +

پندرھویں فصل

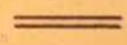
اور میں نے دوسری چیزوں پر دوبارہ نظر کر کے دیکھا کہ
وے بباعث اپنی ہستی کے تیری قرضدار ہیں اور سب تجھ میں
محدود ہیں لیکن نہ وسعت میں رہنے کی طرح بلکہ دوسری طرح سے

تجھ میں محدود ہیں کیونکہ تو سب چیزوں کو اپنے ہاتھ میں جو
سچائی ہے رکھتا ہے اور سب چیزیں جس قدر ہستی ہیں سچی ہیں
اور سوا اس خیال کے کہ جو کچھ نیست ہو سو ہست ہے اور کوئی
دوسرا جھوٹ نہیں ہے اور میں نے یہہ دیکھا کہ ہر ایک چیز فقط
اپنی جگہ بلکہ اپنے موسم سے اتفاق رکھتی ہے اور تو تنہا ازل
سے ابد تک رہتا ہے اور تیرے کام کرنے کا شروع اوقات
کے بیشمار عرصوں کے بعد نہیں ہوا کیونکہ اوقات کے سب
عرصے جو گذر گئے ہیں اور جو گذریں گے تیرے سوا جو
کام کرتا اور موجود رہتا ہے اور کسی دوسرے ذریعے
نہ آتے و نہ جاتے ہیں +

سولھویں فصل

اور میں نے یہہ دریافت و تجربہ کیا کہ یہہ تعجب نہیں ہے کہ جو
روٹی صحتوروں کو لذیذ ہو سو بے صحتوں کو بے لذت ہو اور جو روشنی

صحیح وسالم آنکھوں کو پسندیدہ ہی سو بیمار آنکھوں کو تکلیف دہ اور
اور تیری راستبازی گنہگاروں کو ناپسند ہی پھر کس قدر زیادہ اور
کیڑے مکوڑے ناپسند ہیں کیونکہ تونے اُن کو بھلا بنایا اور وے
تیری خلقت کے پست حصوں سے جن سے بُرے لوگوں کو
بھی اتفاق ہی اتفاق رکھتے ہیں اور جس قدر تجھے نا موافق ہیں
اُس قدر ان حصوں سے اتفاق رکھتے ہیں لیکن جس قدر تیرے
موافق ہو جاتے ہیں اُس قدر مخلوقات بالا سے اتفاق رکھتے
ہیں اور میں نے اس کی جستجو کی کہ گناہ کیا ہی اور سمجھ دریافت
کیا کہ وہ نہ کوئی جوہر بلکہ قوت اختیاری کی برگشتگی ہی کیونکہ جب
قوت اختیاری تجھ سے اے خدا جو جوہر اعلیٰ ہی برگشتہ ہوتی
ہی تب وہ ان پست چیزوں کی طرف پھر کے اور اپنی اندرونی
کو قی کر کے باہر متکبر ہوتی ہی ✦



سترھویں فصل

اور میں اس پر تعجب کرتا تھا کہ میں اب نہ خیالی عوض میں کسی
وہمی صورت بلکہ تجھ کو پیار کرتا تھا لیکن میں نہ اپنے خدا سے
مسرور و محظوظ ہونے کے لیے قائم ہوتا تھا بلکہ باعث تیرے
حسن کے تیری طرف اُٹھایا جاتا تھا اور فوراً تیری طرف سے
بباعث اپنے وزن کے گرایا جاتا تھا اور رنج کے ساتھ ان پست
چیزوں کے درمیان غرق رہتا تھا یہی وزن جسمانی دستور تھا
لیکن میرے پاس تیری یادگاری رہتی تھی اور میں اس بات کسی
صورت سے شک نہیں کرتا تھا کہ وہ واحد جس سے میں لگا رہ سکتا
ہوں موجود ہی پر میں اب تک ایسا نہ تھا کہ تجھ سے لگا رہوں کیونکہ
وہ بدن جو فانی ہی روح کو دباتا ہی اور مسکن خاکی اُس روح کو
جو بہت باتوں پر سوچتی ہی نیچا کرتی ہی اور میں اسکو بہت یقینی
جانتا تھا کہ تیری صفتیں جو ظہور میں نہیں آتی ہیں یعنی تیری ازلی
قدرت اور خدائی دنیا کی پیدائش سے تیرے کاموں پر غور کرنے سے

صاف معلوم ہوتی ہیں کیونکہ جب میں نے تحقیق کرتا تھا کہ میں کس
وجہ سے آسمانی یا دنیاوی جسموں کے حسن کی تعریف کرتا تھا
اور کس وسیلہ سے متبدل چیزوں پر راست منصفی کرتا اور
تصفیہ کرتا تھا کہ اس کی ہستی اور اُس کی ہستی واجب ہی ہاں
جب میں یہہ تحقیق کرتا تھا کہ چونکہ میں ایسی ہی منصفی کرتا تھا
اس لیے کس وجہ سے میں ایسی ہی منصفی کرتا تھا تب میں
سچائی کی غیر متبدل و حقیقی ہمیشگی کو اپنی متبدل روح سے بالا
دیکھتا تھا اور یوں میں رفتہ رفتہ ابدان سے روح تک جو بذریعہ
حواس بدنی کے حالات بیرونی کو دریافت کرتی ہے اور یہاں سے
اُس کے حس اندرونی تک جس کو بدن کے حواس کے ذریعہ
سے باہری چیزوں کی خبر ملتی ہے اور جس کی قابلیت تک حیوان
بھی پہنچتے ہیں اور پھر یہاں سے قوت ناطقہ تک جسکے سامنے
جو کچھ بدن کے حواس سے لیا جاتا ہے واسطے انفصال کے
پیش کیا جاتا ہے پہنچا پھر اس قوت ناطقہ نے اپنے آپ کو مجھ میں

کوئی متبدل چیز جان کر کے خود اپنی سمجھ تک اٹھایا اور اپنے
خیالات کو دستور کی پابندی سے واپس لیا اور اپنے آپ کو
وہمی صورتوں کی مخالف گروہوں کی طرف سے کھینچ لیا کہ
یہہ دریافت کرے کہ کس نور سے پاشیدہ ہو کر بغیر کسی شک کے
یہہ پکارتی تھی کہ جو کچھ غیر متبدل ہے سو اس سے جو قابل
تبدیل ہے زیادہ قبول کے لائق ہے و نیز کس نور سے غیر متبدل
وجود کو جانتی تھی کیونکہ اگر اُس کو کسی صورت سے نہ جانتی تو
کسی یقینی طور پر متبدل وجود سے زیادہ پسند نہ کرتی تو پس
میری روح اپنی ایک لرزتی ہوئی جھلک کے ضرب سے
اُسی پر جو ہست ہے پہنچی اور میں نے تیری صفتوں کو جو دیکھنے
میں نہیں آتی ہیں تیرے کاموں سے ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا
لیکن میں اپنی بینائی وہاں قائم نہیں رکھ سکتا تھا اور چونکہ
میرا ضعف میرے پاس لوٹایا گیا اس لیے میں اپنی معمولی
عادتوں پر پھرا اور اُس دیدار کی طرف سے سوا اُس کی یاد

یادگاری کے جو اُسے عزیز جانتی اور مثلاً سونگھہ کے اُس کی
مشتاق رہتی پر اب تک اُس کو اپنی خوراک نہیں بنا سکتی تھی اور
کوئی دوسری چیز نہیں لیجاتا تھا +

اٹھارھویں فصل

اور جسقدر طاقت تجھسے مسرور و محظوظ ہونے کے لیے کافی
ہی اُس قدر تحصیل کی راہ کو میں ڈھونڈھتا تھا اور جب تک خدا
و آدمیوں کے اُس درمیانی کو جو آدمی مسیح یسوع ہی اپنی آغوش
میں نہ لیا تب تک میں نے کسی ایسی ہی راہ کو نہ پایا لیکن اُس وقت
مجھے یہہ معلوم ہوا کہ وہ جو سب چیزوں کے اوپر خدا ہی اور ابد لآباد
مبارک ہی مجھکو پکار کے یہہ کہتا تھا کہ میں راہ و سچائی و زندگی
ہوں اور وہ اُس غذا کو جس کے قبول کرنے کی کم طاقت
مجھہ میں تھی ہم لوگوں کے جسم کے ساتھہ ملاتا ہی کیونکہ کلام
مجسم ہوا تاکہ تیری دانائی جس کے وسیلہ سے تو نے سب کچھ

پیدا کیا ہم لوگوں کی حالت بچپن کے واسطے دودھ طیار
کرے پر میں فروتن نہیں ہوا تاکہ اپنے خداوند یسوع مسیح
جو فروتن ہی لگا رہوں اور میں اب تک یہہ نہیں جانتا تھا
کہ اُس کی کمزوری ہم لوگوں کی ہادی کہاں تک ہو گی کیونکہ
تیرا کلام جو دائمی سچائی ہی تیری خلقت کے اعلیٰ حصوں
سے بہت ہی بلند رہکر اپنے پاس زیردستوں کو اُٹھا لیتا
ہی اور اُس نے اِس پستی میں اپنے لیے ہم لوگوں کی مٹی سے
فروتن مسکن بنایا تاکہ اُن کو جو زیردست ہوا چاہیں اُنکے کبر سے
گرا کر اپنی طرف متوجہ کرے اور انھیں اُنکے اِس غرور سے
شفا بخشے اور اُن کی محبت کی پرورش کرے تاکہ وے اپنے آپ پر
اعتماد رکھنے میں قدم نہ بڑھائے جائیں بلکہ اُلوہیت کو جو ہم لوگوں کے
چمڑہ کی تہبوں میں شریک ہونے سے کمزور ہوئی ہی اپنے پاؤں کے
سامنے دیکھکر کمزور ہونا اختیار کریں اور ماندہ ہو کر اپنے تئیں اُس پر
ڈال دیویں اور وہ اُٹھتا ہوا صحت بخشی سے اُنکو اُٹھائے +

انیسویں فصل

لیکن میں دوسری طرح کا خیال کرتا تھا اور اپنے خداوند مسیح کو فقط ایک شخص جو دانائی میں افضل تھا اور جس کے برابر کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا ہی سمجھتا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ چونکہ خدا ہم لوگوں کی فکر رکھتا ہے اس لئے مسیح نے عجیب طور پر کنواری سے پیدا ہو کے ہدایت کی بہت ہی بڑی معتبری کا درجہ پایا تاکہ بغرض حاصل کرنے بقا کے فانی چیزوں کو حقیر جاننے کا نظیر بنے لیکن میں قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ان لفظوں میں کس قدر راز ہے کہ کلام مجسم ہوا پر اُن نوشتوں سے جو اُسکے بیان میں یوحنا ۱ مرقوم ہو کے ہم لوگوں کو عطا ہوئے ہیں صرف اسقدر دریافت کیا کہ اُس نے کھایا اور پیا اور سویا اور سیر کی اور خوش ہوا اور غم کھایا اور گفتگو کی اور سوا اسکے ہونے انسانی روح و جان کے اور کسی دوسری طرح پر جسم تیرے کلام سے پیوست

نہیں ہوا یہی اُن سبھوں کو جو تیرے کلام کی لاتغیری سے واقف ہیں معلوم ہے اور میں بھی اب جسقدر مجھے ممکن تھا اُس کی لاتغیری سے واقف ہوا اور اُس پر بلاشک یقین کرتا تھا کیونکہ اعضائے بدنی کو مطابق مرضی کے کبھی کبھی تحریک میں لانا اور کبھی کبھی نہ لانا اور کبھی کبھی کسی خواہش سے رغبت پانا اور کبھی کبھی نہ پانا اور کبھی کبھی بذریعہ علامات کے خیالات دانا کو ظاہر کرنا اور کبھی کبھی خاموش رہنا قابل التبدیل روح و جان کے خواص ہیں پر اگر انھیں امور کا غلط بیان انکی بابت تحریر ہوا ہوتا تو باقی سب بیانات پر بھی ایسا ہی مبالغہ کا شک پڑتا اور اُن نوشتوں میں انسانی جنس کے لئے کچھ نجات بخش ایمان باقی نہ رہتا پس جب کہ وے بیانات حقیقی ہیں اس لئے میں نے قرار دیا کہ مسیح میں کامل انسان تھا اور نہ فقط انسان کا بدن یا نہ فقط ساتھ بدن کے جان بے نطق بلکہ انسان حقیقی تھا پر میں سمجھتا تھا کہ وہ اس لئے دوسرے

اشخاص سے افضل تھا کہ سچائی کی شکل پر تھا اور ازلی
ذات کی بڑی فضیلت رکھتا تھا اور دوسروں سے زیادہ
میں کامل حصہ دار تھا لیکن الیپیوس یہہ خیال کرتا تھا کہ جو
عقائد شرکاے جامع کلیسیا کے خدا اس طرح جسم سے مس
ہوا کہ سوا خدا و جسم کے اور کسی دوسری طرح کی جان
مسیح میں نہیں تھی اور نہ یہہ سمجھتا تھا کہ انسانی روح کا ذہن
ہونا قرار دیا جاتا تھا اور چونکہ وہ اِسپر قوی اعتقاد رکھتا تھا کہ
وے اُمور جو اُس کے حق میں بیان کیے گئے ہیں صرف زندہ
و ناطق مخلوق سے سرزد ہو سکتے ہیں اس لیے آہستہ آہستہ
مسیحی دین میں پہنچا لیکن بعد اُس کے جب اُس نے دریافت
کیا کہ یہہ اپولناریانس کی بدعت کی گمراہی تھی تب جامع
کلیسیا کے عقیدہ سے خوش ہوا اور اُس میں شریک
ہو گیا لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ بعد اُس کے قلیل عرصہ
پر میں نے یہہ دریافت کیا کہ کیونکر پھوتائی نس کے مخالفوں

سے جامع کلیسیا کی سچائی اس بات میں مختلف معلوم
ہوتی ہے کہ کلام مجسم ہوا کیونکہ بدعتیوں کی تردید کے ذریعہ
سے تیری کلیسیا کے مسائل اور صحیح تعلیم بصفائی ظاہر ہوتی
ہیں کیونکہ ضرور ہے کہ بدعتیں ہوویں تاکہ جو مقبول ہیں ۱ قرنتی ۱۱: ۱۹
کمزوروں پر ظاہر ہوویں ✦

بیسویں فصل

لیکن جب میں نے پیروان افلاطون کی اُن کتابوں کو
جن کا ذکر کیا پڑھا تھا اور اُن میں اُس سچائی کو جو جسمانی نہیں
ہے ڈھونڈھنے کے لیے نصیحت پائی تب میں نے تیری
صفتوں کو جو دیکھنے میں نہیں آتی ہیں بنے ہوے کاموں پر رومیوں ۱: ۲۰
غور کرنے سے معلوم ہوتی ہیں دیکھا اور اگرچہ میں ہٹایا
گیا تھا تو بھی میں نے یہہ سمجھا کہ جس پر باعث اپنے دل
کی تاریکی کے غور کرنے میں زحمت پاتا تھا سو کیا ہی اُدھر

یہہ یقین ہوا کہ تو ست ہی اور بے پایاں ہی پر نہ محدود و
بے حد وسعتوں پر پھیلا ہوا ہی اور تو جو ہمیشہ ایک ہی حال پر
رہتا اور نہ کسی حصہ و نہ کسی حرکت میں تبدیل یا تغیر ہوتا ہی
حقیقت میں ہست ہی اور باقی سب چیزیں تیری طرف سے
آئی ہیں اور اِس کی یہہ دلیل نہایت یقینی ہی کہ شے ہست
ہیں اگرچہ میں اِن باتوں کو یقین جانتا تھا تو بھی میں تجھ
سے محظوظ ہونے کے لیئے کافی طاقت نہیں رکھتا تھا
میں اپنے تئیں خوب عاقل سمجھکر ہرزہ گوئی کرتا تھا لیکن
اگر میں تیری راہ کو مسیح میں جو ہم لوگوں کا نجات دہندہ
ہی نہ ڈھونڈھتا تو میں نہ عاقل بلکہ مقتول نکلتا کیونکہ میں نے
سزا سے مملو ہو کر دانا دکھائی دینے کی تمنا رکھنے لگا پر میں
نہ روتا تھا بلکہ ادراک سے پھولتا تھا کیونکہ جو محبت فروتنی

کی اُس بنا پر جو یسوع مسیح ہی تعمیر کرتی ہی سو کہاں تھی (اقرن ۳: ۱۱)
یا کب پیروان افلاطوں کی کتابیں مجھے وہ فروتنی دکھلا

سکتی تھیں پس میری سمجھ میں تو نے یہہ سمجھایا کہ میں تیرے
نوشتوں پر غور کرنے سے پیشتر اُن کتابوں پر آپہنچوں تا
یہہ میری قوت حافظہ میں نقش ہو جائے کہ میں کس طرح
اُن سے رغبت پاتا تھا اور بعد اُس کے جب میری روح
بذریعہ تیری کتابوں کے حاذق ہوا اور میرے زخم تیری
شفابخش انگلیوں سے مس کیئے جائیں تب میں افتخار
اقرار میں بلکہ اُن لوگوں میں جو اگرچہ دیکھتے تھے کہ کہاں جانا
ہی تو بھی راہ کو نہیں دیکھتے تھے اور اُس راہ میں جو نہ فقط
دیار مبارک کو دیکھنے بلکہ اُس میں رہنے کو پہنچاتی ہی امتیاز
و اختلاف کروں کیونکہ اگر میں پہلے تیری کتابوں میں
تربیت پاتا اور اُن سے واقف ہو جانے میں تجھے شیریں
پاتا اور بعد اُس کے اُن دوسری کتابوں پر آپہنچتا تو شاید وے
مجھکو استوار دینداری کی طرف سے کھینچ لیجاتیں یا اگر میں
اُس صحیح مزاج میں جو مجھ میں وہاں سے داخل ہوا تھا قائم رہتا

تو شاید میں یہہ خیال کرتا کہ ایساہی مزاج فقط اُن کتابوں کے
مطلب پر غور کرنے سے حاصل ہو سکتا ہی ۞

اکیسویں فصل

پس میں نے شوق دلی سے تیری روح کی واجب التعظیم
تصنیف بلکہ سب سے زیادہ پولوس رسول کے خطوط کو لیا
اور وے اِستفسارات جن میں وہ سابق میں اپنا ہی مخالف
اور اُسکے کلام کا متن توریت اور انبیا کی شہادتوں سے مختلف
مجھے نظر آتے تھے محو ہوگئے اور اُس پاک کلام کا چہرہ مجھکو
ایک ہی وایک سا نظر آتا اور میں نے خوف کے ساتھہ خوشی زبور ۲ : ۱۱
کرنا سیکھا پس میں نے یوں ہیں شروع کیا اور یہہ پایا کہ
جس جس سچائی کو میں نے اُن دوسری کتابوں میں پڑھا تھا
سو ان میں تیرے فضل کی تعریف کے ساتھہ کہی جاتی
ہی تاکہ جو کوئی دیکھتا ہی اِس گمان پر فخر نہ کرے کہ نہ فقط اُس کو ۱ قرن ۴ : ۷

جسے دیکھتا ہو بلکہ دیکھنے کی طاقت کو بھی نہیں پایا کیونکہ کسی
چیز جس کو اُس نے نہیں پایا اُسکے پاس ہی اور نہ اُس کو
یہہ نصیحت دی جاوے کہ تجھکو جو ہمیشہ ایک سا رہتا ہی دیکھے
بلکہ شفا یافتہ بھی ہووے تاکہ تجھکو حفظ کرے اور وہ بھی جو دور
تک نہیں دیکھ سکتا ہی اُس راہ پر جس سے تیرے پاس
پہنچنا اور تجھے دیکھ لینا اور حفظ کرنا ممکن ہو چلے کیونکہ اگرچہ
کوئی شخص باطنی انسانیت سے خدا کی شریعت میں خوش
ہووے تو بھی اُس دوسری شریعت کے ساتھہ جو اُسکے
اعضا میں رہتی اور اُسکی عقل کی شریعت سے لڑتی اور اُسے
اُس گناہ کی شریعت میں جو اُس کے عضووں میں ہی قید کرتی
ہی کیا کریگا کیونکہ تو اے خداوند راستباز ہی لیکن ہم نے گناہ
کیا اور خطاکار ہوئے اور برائی میں مصروف رہے اور تیرا
ہاتھہ ہم پر جبر ہوگیا اور ہم بعدل اُس قدیم گنہگار کو جو موت
کا سردار ہی سپرد کیے گئے کیونکہ اُس نے ہماری [illegible]

کو مانند اپنی قوت اختیاری کے جس کے سبب سے
وہ تیری سچائی میں قائم نہیں رہا جاننے کو رغبت کیا
مصیبت زدہ آدمی کیا کرے سوائے تیرے فضل کے (رومیوں ۷: ۲۴)
جو بوسیلہ یسوع مسیح ہمارے خداوند کے ظاہر ہوتا ہے جن
دوسرا اُسکو اس بدن کی موت سے چھڑاویگا کیونکہ تو نے
ہمارے خداوند یسوع مسیح کو اپنا ہم دائم پیدا کیا اور تو نے
راہوں کی ابتدا میں بنایا اور اُس میں اِس جہان کے (امثال ۸: ۲۲)
سردار نے کوئی بات جو موت کے لائق ہو نہیں پائی (یوحنا ۱۴: ۳۰)
پر اُس کو قتل کیا اور حکموں کا دستخط جو ہمارا مخالف تھا (کلسیوں ۲: ۱۴)
ہماری بابت مٹایا گیا یہہ بات اُن دوسری کتابوں میں درج
نہیں ہے اور اُن کے اوراق پر دینداری کا وہ چہرہ جس میں
اقرار کے آنسو اور تیری قربانی جو گھبرائی ہوئی روح اور شکستہ (زبور ۵۱: ۱۷)
و پشیمان دل ہے اور لوگوں کی نجات و دولہن کا شہر و روح القدس (مکاشفہ ۲۱: ۲)
کا بیعانہ و ہماری مخلصی کا پیالہ پائے جاتے ہیں دکھلائی نہیں (۲ قرنتیوں ۵: ۵) (زبور ۱۱۶: ۱۳)

دیتا ہے اُن کتابوں میں کوئی شخص اِس طرح کا گیت نہیں
گاتا ہے کہ کیا میری روح خدا کے تابع نہ ہو رہے کیونکہ
اُس کی طرف سے میری نجات آتی ہے اور وہ میرا خدا اور (زبور ۶۲: ۱)
میری نجات اور میرا حافظ ہے اِس سبب مجھکو بہت جنبش نہیں
اُن کتابوں میں کوئی شخص اُس کو یہہ پکارتے ہوئے
نہیں سنتا ہے کہ اے تم لوگو جو تھکے ہو سب میرے پاس
آؤ وے راضی نہیں ہیں کہ اُس سے اِس سبب سیکھیں
کہ وہ حلیم اور دل سے خاکسار ہے کیونکہ تو نے اِن باتوں (متی ۱۱: ۲۸)
کو داناؤں اور عقلمندوں سے چھپایا اور بچوں پر کھول دیا (متی ۱۱: ۲۵)
کیونکہ یہہ اور بات ہے کہ کوئی شخص پہاڑ کی جھاڑ دار چوٹی پر (استثنا ۳۲: ۴۹)
کھڑا ہو کے صلح کی سرزمین کو دیکھے اور اُسکے پاس پہنچنے کی
کوئی راہ نہ پائے اور باغیوں اور فراریوں اور اُن کے
سردار کے جو شیر و اژدہا ہے مقابل ہو کے اور محاصرہ کیا
جا کے عبث مسدود راہوں سے گذرنے کی کوشش کرے

اور یہہ اوسہی بات ہی کہ کوئی شخص اس راہ پر جو صلح کی زمین میں پہنچاتی ہی اور جسکی حمایت آسمانی سپہ سالار کے انتظام سے ہوتی ہی اور جسکو آسمانی لشکر کے مفرور شدہ لوگ نکال جانکر چھوڑتے اور اُس میں راہزنی نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ چلے بے باتیں جب میں تیرے رسولوں سے کے اُس سب (زبور ۱۵ : ۹)
سے چھوٹے کے خطوط کو پڑھتا تھا اور تیرے کاموں پر غور کیا تھا اور نہایت لرز گیا تھا میرے دل کے اندر عجیب طوروں سے داخل ہوئیں ❊



آٹھواں باب

پہلی فصل

اے میرے خدا میں چاہتا ہوں کہ تیری رحمتوں کو جو مجھپر ظاہر ہوا کرتی ہیں تیری شکرگذاری کے ساتھہ یاد کروں اور تجھسے اُن کا اقرار کروں میری ہڈیاں تیری محبت سے سرشار ہو جاویں اور یہہ کہیں کہ اے خداوند تیرے موافق کون ہی تونے میرے بندھنوں کو کھولا میں تیرے حضور شکرگذاری کے ذبیحہ چڑھاونگا کس طرح تونے اُن کو کھولا میں اسکا بیان کرونگا اور سب لوگ جو تیری تعظیم کرتے ہیں ان باتوں کے سُننے پر یہہ کہینگے کہ خداوند کی مبارکبادی

آسمان وزمین میں کی جاے اُس کا نام بزرگ و عجیب [illegible]
تیری باتیں میرے دل میں لگ گئی تھیں اور میرے چاروں طرف [illegible]
تو نے احاطہ کر لیا اگرچہ میں نے تیری ابدی زندگی کو تمثیل [illegible]
میں اور بذریعہ آئینہ کے دیکھا تھا توبھی میں اُس پر یقین کر چکا
لیکن جو شک غیر فانی جوہر کی بابت جس سے سب اور
جواہر ہوئے ہیں مجھ کو ہوتا تھا سو اب بالکل دور دفعہ ہو گیا
تھا اور میں نہ تجھکو زیادہ یقین جانتا بلکہ تجھ میں زیادہ [illegible]
کے ساتھ لگا رہنا چاہتا تھا سب کچھ میری عارضی زندگی
کے علاقہ میں بے قرار ہوتا تھا اور پرانے خمیر سے میرے [illegible]
دل کا پاک ہونا باقی رہتا تھا اور وہ راہ جو خود نجات دہندہ یوحنا ۱۴:۶
ہی مجھ کو پسند آئی تھی لیکن میں اب تک اُس کی تنگی پر
چلنے سے ہچکچاتا تھا اور تو نے یہہ بات میرے دل میں
پیدا کی اور وہ میری نظروں میں پسند آئی تھی کہ سمپلکیانس
کے پاس جاؤں کیونکہ وہ مجھ کو تیرا نیک خادم نظر آتا او

اُس میں تیرا فضل نمایاں رہتا تھا میں نے یہہ بھی سنا تھا
کہ وہ اپنے عالم جوانی سے تجھ پر جاں نثار رہتا آیا اب
وہ سن رسیدہ ہو گیا تھا اور چونکہ وہ اپنی عمر دراز کو تیری راہ
کے پیرو ہونے کی بڑی کوشش دلی سے بسر کرتا تھا اسلئے
بہت باتوں کا تجربہ کار اور بہت باتوں سے آگاہ مجھے
معلوم ہوتا تھا بلکہ وہ تھی ایسا ہی تھا اور میں چاہتا تھا کہ وہ
اپنی اُس تجربہ کاری و آگاہی سے مجھ پر جو اُس کے سامنے
اپنے جوشہاے افکار کو پیش کرتا تھا یہہ ظاہر کرے کہ جو شخص
حسب حال میرے تھا اُس کے واسطے تیری راہ میں چلنے
کا کون کون واجب طریقہ ہے ۔

کیونکہ میں بھری ہوئی کلیسیا کو دیکھتا تھا اور ایک شخص
اس طریقہ پر اور دوسرا اُس طریقہ پر چلتا تھا پر یہہ مجھ کو
ناپسند تھا کہ میں دنیاداری میں اپنی زندگی بسر کرتا تھا اور
چونکہ بہ نسبت سابق کے بالفعل میری حرصوں کو عزت و دولت [illegible]

کی امید سے آتش رغبت نہیں ملتی تھی اس سبب سے مجھ کو
دنیاداری کی سخت غلامی گوارا کرنا بار گراں معلوم ہوتا تھا
کیونکہ بنسبت تیری شیرینی کے اور تیرے مسکن کے
حسن کے جس کو میں پیار کرتا تھا اب اُن دنیاوی طلبوں
سے مجھے خوشی نہیں ہوتی تھی لیکن میں ابتک عورت
کا مستحکم پابند رہتا تھا اور پولوس رسول بھی مجھے نکاح
کرنے سے منع نہیں کرتا تھا البتہ وہ مجھے میری بہتری
کے لیے نصیحت دیکے یہہ بڑی خواہش رکھتا تھا کہ
جیسا میں ہوں ویسا ہی سب ہوویں لیکن میں کمزور
ہو کر جاے آسایش کو اختیار کرتا تھا اور فقط اسی سبب
سے باقی باتوں میں پس و پیش کر کے افکار پژمردہ کن
سے بیتاب و ماندہ ہوتا تھا کیونکہ اُن دوسری باتوں میں
جن کا برداشت کرنا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا میں
جز انکاحی زندگی سے جسکی قید میں گرفتار بخاراضی رہتا تھا

میں نے سچائی کے منہ سے یہہ سنا کہ بعضے خوجے ہیں
جنھوں نے آسمان کی بادشاہت کے لیے اپنے تئیں
خوجہ بنایا لیکن اُس نے اسپر یہہ اضافہ کیا کہ جو اس کو
قبول کر سکتا ہی سو قبول کرے یقیناً سب آدمی
جو خدا سے آگاہ نہیں ہیں باطل ہیں اور اُن بھلی چیزوں
سے جو دیکھنے میں آتی ہیں اُس کو جو ہست ہی دریافت
نہیں کر سکتے تھے لیکن میں ہنوز اُس بطالت میں
نہیں رہتا تھا میں اُس پر غالب آیا تھا اور بذریعہ یکی
تمام خلقت کی گواہی کے میں نے تجھ کو جو ہمارا خالق
ہی اور تیرے کلام کو جو تیرے پاس خدا ہی اور تیرے
ساتھ ایک خدا ہی اور جس کے وسیلے تو نے سب
چیزوں کو پیدا کیا پایا تھا گنہگاروں کا یہہ ایسا دوسرا جنس ہی
کہ اگرچہ خدا کو پہچانا تو بھی خدا کے لائق اُس کی بزرگی اور
شکرگذاری نہ کی میں اس جنس میں بھی جا پڑا تھا لیکن تیرے

دہنے ہاتھ نے مجھ کو سنبھالا اور مجھکو وہاں سے نکالا
اُس جگہ میں جہاں میں شفایاب ہو سکتا تھا رکھدیا کیونکہ
تو نے انسان کو فرمایا ہو کہ دیکھ خداوند کا خوف دانائی ہی زبور ۱۱۱: ۱۰
اور دانا دکھائی دینا مت چاہ کیونکہ وے جو آپ کو دانا گنتے امثال ۳: ۷
تھے نادان ہو گئے پر میں نے اب اچھے موتی کو پایا اور جو کچھ رومیوں ۱: ۲۲ متی ۱۳: ۴۶
میرے پاس تھا اُسے بیچنا اور اُس موتی کو خریدنا مجھے لازم تھا
لیکن میں پس و پیش کرتا تھا +

دوسری فصل

پس میں سمپلکیانس کے پاس گیا وہ پدر امبروسیوس جو
نگہبان کلیسا ہی تیرے فضل کی تحصیل میں تھا اور امبروسیس
اُس کو پدر جانکر پیار کرتا تھا میں نے اُس سے اپنے ورطہائے
گمراہی کا اظہار کیا لیکن جب میں نے اِس کا ذکر کیا کہ
پیروان افلاطوں کی اُن کتابوں کو جنھیں وکتورینس نے

اب مطابق میرے سننے کے دین مسیحی میں وفات پاگیا جو
قبل ازاں شہر روم کا فصاحت آموز ہو کر لاطینی زبان میں
ترجمہ کیا تھا میں نے پڑھا تھا تب اُس نے اپنی خوشی
مجھ پر اِسلیئے ظاہر کی کہ میں نے اُن دوسرے حکما کے
تصنیفوں کو جو مغالطوں اور فریبوں سے موافق اصول علم
دنیاوی کے بھرے ہیں نہ پڑھا تھا کیونکہ پیروان افلاطون
بہت پیچیدہ طوروں پر خدا اور اُس کے کلام کی طرف
پہنچاتے ہیں پھر غرض کہ وہ مجھکو مسیح کی فروتنی پر جو دانایان
پر چھپی اور بچوں پر ظاہر ہوئی ہی راغب و مائل کرے اس نے متی ۱۱: ۲۵
وکتورینس ہی کو جس سے روم میں رہنے کے وقت اُس
اُس سے بہت ہی شناسائی تھی یاد کیا اور اُس نے
مجھ سے اُس کے حق میں ایسا حال جس میں ساکت نہ رہونگا
بیان کیا کیونکہ اُس میں تیرے فضل کی بہت بڑی تعریف
جسکا اقرار تجھسے کرنا واجب ہی دکھائی دیتی ہی کہ کسطرح کی

تبدیل اُس عمر رسیدہ شخص میں ظاہر ہوئی کیونکہ وہ پہلے ایک عالم اور تربیت رئیسانہ آموختہ ہوا اور حکما کی بہت تصنیفات کو پڑھا اور اُن پر غور و منصفی کی اور بہت شریف شہر کا مجلس کی کا اُستاد ہو کر اپنے عمدہ ذہن عمدہ ہونے کی یادگاری کے لیے روم کے چوک میں بشکل بت کے جسکو اس دنیا کے لوگ بڑی عزت سمجھتے ہیں نہ فقط تراشے جانے کے لایق ٹھہرا بلکہ تراشا گیا اور اُس عمر تک مورتوں کا پرستار رہا اور چونکہ باطل رسوم شہر روم کے اکثر اُمرا کو مرغوب ہیں اور عوام کو ہر طرح کے

عفریتی الہو یعنی بھوکنیوالے انیوبس کی طرف جنھوں نے نیپچون

اور وینس اور منیروا پر تیر چلائے اور جن پر روم فتح پا کے اُن کو اب سجدہ کرتا تھا مائل کرتی تھی اِسلیئے اُن میں وکتورینس نہ فقط شریک ہوا بلکہ اُنکی تائید اپنی بلاغت سے جو رعد کے موافق سنائی دیتی تھی بہت برسوں سے کرتا رہا پر اب یہہ عمر رسیدہ وکتورینس اِسپر شرمندہ نہ ہوا کہ تیرے مسیح کا لڑکا او

تیرے چشمہ کا بچہ بنے اور اپنی گردن کو فروتنی کے جوئے کے تابع کرے اور اپنی پیشانی کو صلیب کی ملامت تک پست کرے ؛

اے خداوند اے خداوند جو آسمانوں کو جھکا کے اُتر آیا

اور پہاڑوں کو چھوا اور وے دھواں بکلے لگے کن راہوں سے تو نے اپنے تئیں اُس شخص کے قلب میں داخل کیا جسطرح سمپلکیانس نے کہا اُسطرح وہ پاک نوشتہ کو پڑھتا تھا اور سب مسیحی تحریرات کے مطالب کو جانفشانی کے ساتھ تحقیق و دریافت کرتا تھا اور اُس نے سمپلکیانس سے نہ ظاہرا بلکہ خفیہ و بلا تکلف یہہ کہا کہ سمجھ لے کہ میں اب مسیحی ہوں لیکن سمپلکیانس نے یہہ جواب دیا کہ اگر میں تجھ کو مسیح کی کلیسیا میں نہ دیکھوں تو میں تیری بات کو سچ نجانونگا و نہ تجھکو مسیحیوں میں شمار کرونگا وکتورینس نے ہنسی کر کے کہا کہ پس کیا دیواریں لوگوں کو مسیحی بناتی ہیں اور وہ یہہ

اکثر کہتا تھا کہ میں اب مسیحی ہوں اور سمپلکیانس اکثر وہی
جواب دیتا تھا اور اکثر وکٹورینس دیوار دل کا وہ لطیفہ دہراتا
تھا کیونکہ وہ اپنے دوستوں کو جو مغرور و عفریت پرست تھے
بیزار کرنے سے خوف کھاتا تھا اور یہہ سمجھتا تھا کہ ان کی
بابلی عظمت کی بلندی پر سے اُن کی بڑی دشمنی کا بوجھ
مثل لبنان کے سروؤں کے گرنے کے جن کو خداوند نے زبور ۲۹: ۵
اب تک نہیں توڑ ڈالا تھا اپنے آپ پر آگریگا لیکن جب پڑھنے
اور آرزو کے دم بھرنے سے اُس نے برقراری کا دم بھر لیا اور اس کو
ڈر لگا کہ اگر میں آدمیوں کے سامنے مسیح کے اقرار کرنے سے شرماؤں تو لوقا ۹: ۲۶
پاک فرشتوں کے سامنے مسیح سے انکار کیا جاؤں اور وہ
اپنے آپ کو بڑی خطا کا ملزم اس لیئے نظر آیا کہ تیرے
کلام کی فروتنی کے آئینوں سے شرماتا تھا اور اُن مغرور
عفریتوں کے باطل آئینوں سے جن کو اُس نے قبول کیا
اور اُن عفریتوں کا مغرور پیرو رہا نہیں شرماتا تھا تب وہ باطلیت

سے بے شرم ہو گیا اور سچائی کی طرف سے شرمندہ ہوا اور ناگہاں
وکٹورینس جیسا خود سمپلکیانس نے مجھ سے بیان کیا سمپلکیانس
سے کہا کہ آؤ ہم کلیسیا میں چلیں میں مسیحی ہونا چاہتا ہوں
پس وہ خوشی سے بیخود ہو کر اُس کے ساتھ چلا اور
وکٹورینس تربیت کے پہلے آئین میں داخل ہو کے اور بپتسمہ کی
ہو کر بعد تھوڑی دیر کے اپنا نام درج کرایا تاکہ بپتسمہ کے ذریعہ سے
از سر نو پیدا ہوئے اور اس امر پر روم تعجب کرتا اور کلیسیا
زبور ۳۱: ۶ خوشی مناتی تھی مغرور لوگ دیکھتے اور کڑھتے تھے وے دانت
زبور ۱۱۲: ۱۰ پیستے تھے اور گھلتے تھے لیکن تو اے خداوند خدا اپنے
خادم کی اُمید رہتا تھا اور وہ بطالتوں اور جھوٹی دیوانگیوں کا
لحاظ نہیں کرتا تھا +

آخر کار وہ ساعت پہنچی کہ وہ اپنے ایمان کو ظاہر کرے
روم میں یہہ دستور جاری ہے کہ جو لوگ تیرے فضل تک اپنی
رسائی پر آمادہ ہیں بلند مقام پر کھڑے ہو کے دیندار لوگوں کے

روبرو خاص مقرر الفاظ میں جن کو انھوں نے حفظ کر لیا تھا
اپنا ایمان ظاہر کریں پر چونکہ بعضے لوگوں کو حیاداری سے
خوف کھانے کا احتمال ہوتا تھا اس لیئے خادم الدین اس
دستور کو اُن سے باز رکھتے تھے اور سمپلکیانس نے مجھ
سے کہا کہ خادم الدین راضی تھے کہ وکتورینس پوشیدگی
میں اپنا ایمان ظاہر کرے لیکن برعکس اس کے اس نے یہ
اختیار کیا کہ پاک جماعت کے سامنے اپنی نجات کا اظہار کرے
کیونکہ گو کہ جو کچھ وہ علم فصاحت میں سکھلاتا تھا سو نجات
نہیں تھی تو بھی وہ اس کو لوگوں کے سامنے قرار دیتا تھا
پس چونکہ وہ اپنے الفاظ کو بیان کرنے میں دیوانہ گروہ سے
نہیں ڈرتا تھا اس لیئے تیرے کلام کے قرار دینے میں تیرے
حلیم گلہ کو ملنے سے اُس کو کس قدر کم ڈرنا لازم تھا پس جب وہ
چڑھ گیا تاکہ اپنا ایمان ظاہر کرے وے جو اُس سے واقف تھے
ایک دوسرے سے مبارکبادی کی صدائیں اُس کے نام کا ذکر

کانوں کان کرتے تھے اور کون وہاں اس سے واقف
نہیں تھا اور تمام تہنیت خواں لوگوں کے دہنوں کی
راہ پر یہ آہستگی کی صدا چلی کہ وکتورینس وکتورینس سے
ناگہاں وجد سے اس سبب چلائے کہ اس کو دیکھتے تھے پھر
خاموشی میں اس لیئے آئے کہ اس کی سنیں اس نے حقیقی
ایمان کو بڑی دلیری کے ساتھ ظاہر کیا اور سب اس کو
اپنے دل کے اندر کھینچا چاہتے تھے بلکہ اپنی خوشی و محبت کے
اُس کو وہیں کھینچتے تھے کیونکہ ایسی ہی بات اُن کھینچیوالوں
کے ہاتھوں سے ظاہر ہوتی تھی ۔

تیسری فصل

اے اچھے خدا انسان میں کیا واقع ہوتا ہے یہانتک کہ
جس قدر اُس روح پر جس پر امید جتنی ہے اور جو کہ خطرہ میں پڑتی
ہے خوشی کی جاتی ہے اس قدر سے زیادہ خوشی اس کی نجات کے

جس پر ناامیدی ہوئی اور جو بڑے خطرہ میں پڑی تھی پائی
لوقا ۱۵: ۷ جاتی ہی کیونکہ اسی طرح پر تو بھی اے رحیم باپ ایک توبہ کرنیوالے
شخص کے واسطے ننانوے راستبازوں سے جو توبہ کی حاجت
نہیں رکھتے ہیں زیادہ خوشی کرتا ہی اور ہم لوگوں میں بڑی
ایسی ایسی خبروں کے سننے سے خوشیاں پیدا ہوتی
ہیں کہ کس قدر شادیانوں کے ساتھ وہ بھیڑ
آیت ۵ جو کھو گئی تھی چرواہے کے کندھے پر لائی جاتی ہی اور
جب درہم خزانہ میں پھیر دیا جاتا ہی تب عورت کے ساتھ جس نے
اُس کو ڈھونڈھ کر پایا اُس کے پڑوسی خوشی کرتے ہیں اور
جب بڑے گھر میں چھوٹے بیٹے کے حق میں یہ پڑھا جاتا
آیت ۳۲ ہی کہ وہ موا تھا اور پھر جیا ہی اور کھو گیا تھا پھر ملا ہی تب بڑے
گھر کی عبرت انگیز عبادت کی خوشی سے ہم لوگ مجبور ہوکے
آنسو بہاتے ہیں کیونکہ تو ہم لوگوں میں اور اپنے فرشتوں
میں جو پاک محبت کے مارے پاک ہیں خوشی کرتا ہی کیونکہ تو

ہمیشہ ایک ہی رہتا ہی اور اُن سب چیزوں کو جو نہ ایک ہی
طور پر نہ ہمیشہ رہتی ہیں تو ایک ہی طور پر ہمیشہ جانتا ہی
پس جب روح جس قدر اُن چیزوں پر جو ہمیشہ اُس کے
پاس رہتی ہیں خوشی کرتی ہی اُس قدر سے زیادہ اُن کے
پانے یا پھر حاصل کرنے پر خوشی کرتی ہی تب اُس میں کیا
واقع ہوتا ہی دوسری چیزیں بھی اسی پر گواہی دیتی ہیں
اور سب باتوں میں گواہ معمور ہو کے یہ پکارتے ہیں کہ
اسیطرح پر ہی فتحمند سپہ سالار شادیانہ بجاتا ہی لیکن اگر وہ لڑا نہ تا
تو فتح یاب نہ ہوتا اور جس قدر خطرہ لڑائی میں ہوا اُس قدر
شادیانہ بجانے میں خوشی ہوتی ہی طوفان ملاحوں کو اچھالتا
اور جہاز شکنی کا خوف دلاتا ہی اور سبھوں کے چہرہ کا رنگ
موت کے نزدیک ہونے سے فق ہو جاتا ہی اور پھر آسمان
و سمندر تسکین پاتے ہیں اور ملاح لوگ بسبب بہت ہی خوف
کھانے کے اب بہت ہی خوشی سے اُچھلنے میں ایک دوسرے

بیمار ہی اُس کی نبض سے خطرہ معلوم ہوتا ہی اور سب جو
اُس کی شفایابی کے مشتاق ہیں اُس کے ساتھ دل سے
بیمار ہیں پھر وہ بحال ہوتا ہی پر اب تک اپنی اگلی طاقت سے
نہیں چلتا ہی لیکن جس قدر خوشی اب اُسپر ہوتی ہی اُس قدر
خوشی اُسوقت جس میں وہ تندرست و توانا ہو کے چلتا تھا
نہیں ہوا کرتی تھی انسانی زندگی کی عشرتوں کو بھی ہاں
اُن عشرتوں کو جو ہم پر نہ فقط بلا انتظاری و مرضی کے بلکہ
مقرر و عیاشی انگیز تکلیفوں سے آپڑتی ہیں انسان جھگڑوں
سے حاصل کرتے ہیں اگر پہلے بھوک اور پیاس کی تکلیف
نہ ہووے تو کھانے اور پینے میں عشرت نہ ہو گی شرابی
لوگ گزک کو کھاتے ہیں تاکہ تکلیف دہندہ گرمی پائیں اور اس
شراب سے جس سے یہہ ٹھنڈھی ہو جاے خوشی اُٹھائیں یہ بھی
مقرر ہی کہ منسوب دلہن فوراً نہ دی جاے تا نہ ہو کہ شوہر جو وقت نسبت کے
اُسکے واسطے دم سرد بھرنے کا موقع نہیں پاتا تھا اُس کو کم قدر جانے +

یہہ دستور خراب و ملعون خوشی میں ہی کہ یہہ دستور جاری
و روا خوشی میں ہی یہہ دستور دوستی کی کامل دیانت داری
میں ہی یہہ دستور اُس میں جو مُوا اور پھر جیا اور کھو گیا تھا
اور پھر ملا نظر آتا ہی ہر جا بڑی تکلیف بڑی خوشی کی پیشرو
ہوا کرتی ہی اس کا کیا مطلب ہی اے خداوند میرے خدا
کیونکہ تو ازل سے ابد تک اپنے آپ کی خوشی ہی اور
بعضی چیزوں جو تیرے گرد ہیں ہمیشہ تجھے خوش میں اس کا
کیا مطلب ہی کہ چیزوں کو یہہ حصہ باری باری سے ترقی
و تنزلی پر او بے زاری و صلح سے ہوتے کیا یہہ بھی اُن کا
طریقہ فعلی ہی کیا تو نے فقط اتنا ہی اُن کو بخشا اور آسمان
کی بلندی سے زمین کی پستی تک اور زمانوں کے آغاز سے
انتہا تک اور فرشتے سے کرم تک اور حرکت اول سے
آخر تک تو بھلی چیزوں کی سب جنبشوں اور اپنے سب
راست کاموں کو ہر ایک اسکی جگہ میں مقرر کرتا ہی اور جہاں کہ

گو اسکے موسم میں استعمال کرتا ہی افسوس مجھ پر تو بڑا
میں کس قدر بلند ہی اور پستیوں میں کس قدر پست ہی
اور تو کسی جگہ کو نہیں چلا جاتا اور ہم لوگ بہ جلد تیرے
پاس نہیں لوٹتے ہیں +

چوتھی فصل

مستعد ہو اے خداوند اور کام میں مشغول ہو ہم کو رغبت
دلا اور اپنے پاس پھر بلا ہم میں شعلہ محبت بھڑکا اور ہم کو
اپنی طرف کھینچ لے اور اپنی آتش عشق سے جلا اور
شیریں معلوم ہو ایسا ہو کہ ہم میں تیرا عشق پیدا ہو اور ہم
غزل ۱: ۴ تیرے پیچھے دوڑیں کیا نہ بہتیرے لوگ بہ نسبت وکتورینس کے
زیادہ عمیق دوزخ نابینائی سے تیری طرف لوٹتے اور
نزدیک آتے اور اس وجہ سے روشن ہوتے ہیں کہ
یوحنا ۱: ۱۲ اس نور کو جسکے سب قبول کرنیوالے تیری طرف سے

فرزند ہونے کے لیئے اختیار پاتے ہیں بھول گئے ہیں
اگر قوموں میں کم مشہور ہیں تو وے جو ان کو جانتے
ہیں اُن پر کم خوشی کرتے ہیں کیونکہ جب بہتیرے ہم
خوشی کرتے نہیں تب اُن میں سے ایک ایک کی خوشی
زیادہ فراوان ہی کیونکہ وے ایک دوسرے سے اپنے
میں شعلہ محبت بھڑکاتے اور جلنے میں پھر تو گرم ہو
بہتیروں میں مشہور ہیں بہتیروں پر نجات کے لیے اثر بخشتے
ہیں اسلیئے وے بہت پیرو ان کے رہنما ہیں اور وے
جو اُن کے پیشرو تھے اس لیئے اُن پر بہت ہی خوشی کرتے
ہیں کہ نہ فقط انھیں بلکہ زیادہ لوگوں پر خوشی کرتے ہیں ہم
ہرگز نہ ہووے کہ تیرے مسکن میں دولت مندوں کی
تعظیم غریبوں سے بیشتر یا ذی مرتبہ لوگوں کی خوشی
ذلیل لوگوں سے بیشتر مقبول کی جائیں کیونکہ بلکہ اسکے
۱ قرنتھی ۱: ۲۷ تو نے دنیا کے کمزوروں کو چن لیا تاکہ زور آوروں کو شرمندہ

کرے اور دنیا کے کمینوں و حقیروں کو اور اُن کو جو شمار
میں نہیں آتے ہیں تو نے چن لیا تاکہ اُنھیں جو شمار میں
ہیں ناچیز کر ڈالے لیکن جب اُس شخص کی سپاہ گری سے
جو تیرے رسولوں میں سب سے چھوٹا ہی اور جسکی زبان
کے ذریعے سے تو نے اُنھیں کلاموں کو سنا دیا پولوس
صوبہ دار کا غرور ضبط ہو گیا اور وہ خود مسیح کے ملائم جوئے
کے نیچے کیا گیا اور بادشاہ بزرگ کے شہر کا باشندہ ہو گیا
تب اُس رسول نے بھی ایسی ہی بڑی فتح مندی کی
شہرت کے سبب سے یہہ چاہا کہ میرا نام جو پیشتر ساؤل
تھا پولوس ہووے کیونکہ جس شخص پر دشمن بہت مسلط
ہی اور جسکے وسیلہ سے بہت لوگوں پر قبضہ رکھتا ہی اُس سے
وہ بہت شکست پاتا ہی لیکن مغروروں پر بباعث اُن کے
مرتبہ کے بہت قابض رہتا ہی اور نیز بوجہ اُنکی وجاہت
کے بہتیروں پر قبضہ رکھتا ہی پس جس قدر وکٹورینس کا دل

جس کو مثل غیر مغلوب مخزن کے ابلیس نے دخل کر لیا تھا
اور وکٹورینس کی زبان جس کو اپنا تیز و مضبوط ہتھیار
بنا کے ابلیس بہتیروں پر غالب آیا پس بند ہو گئے جائیں
اُس قدر تیرے فرزندوں کو بہت زیادہ خوشی کرنا لازم
ہی کیونکہ ہمارے بادشاہ نے مضبوط شخص کو قید کر لیا اور
اُن کی نظروں کے سامنے اُس کے ظروف اُس سے
چھین لیے گئے اور پاک کیے گئے اور تیری عزت کے
لائق بن گئے اور خداوند کو ہر ایک اچھے کام کے واسطے
فائدہ مند ہوئے +

پانچویں فصل

لیکن جب تیرا مرد سمپلکیانس مجھ سے وکٹورنس کا
وہ حال بیان کر چکا تب میں اُس کی مانند ہونے کے
لیے آگ ہو گیا پر جب تو نے اُس بات پر یہہ اضافہ کیا کہ

کس طرح شاہنشاہ جولیانس کے ایام میں ایک قانون
کے اجرا ہونے سے مسیحی لوگ اقلیم ریسانہ اور فصاحت
سکھلانے سے منع کیئے گیئے تھے اور اُس نے اس
قانون کا مطیع ہوکر بنسبت تیرے کلام کے جس سے
گونگوں کی زبانوں کو فصیح کرتا ہی بکی مدرسہ کو چھوڑنا پسند
کیا تب وکٹورینس جس قدر مستقل اُس قدر مبارک بھی
مجھکو نظر آیا کیونکہ اُس کو موقع ملا کہ اور سبھوں کو چھوڑکر
تیری ملازمت میں رہے اور اسی کے لیئے میں جو غیروں
کے آہن سے بلکہ اپنی آہنی قوت اختیاری سے قید
تھا آہ سرد بھرتا تھا لیکن دشمن میری قوت اختیاری پر
قبضہ رکھتا تھا اور اُس سے اُس نے میرے لیئے ایک
زنجیر بنائی اور مجھے گرفتار کیا کیونکہ گمراہ قوت اختیاری سے
شہوت پیدا ہوئی اور جب شہوت کی پیروی ہوتی ہی تب وہ
دستور بنتا ہی اور جب دستور کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تب وہ ضرورت

بنتی ہی ان سے جو مثل کڑیوں کے ایک دوسرے کے
ساتھ بندھی ہیں اور جن کو میں نے اسی سبب سے
زنجیر کا نام قرار دیا ایک سخت غلامی مجھ کو گرفتار کیئے تھی
لیکن وہ نئی قوت اختیاری جو مجھ میں شروع ہوئی کہ بے
خواہش پیدا کرنے لگی تھی کہ خود میں بے غرضی سے
تیری خدمت کروں اور تجھ سے اے خدا جو واجب یعنی
خوشی ہی محظوظ ہوؤں میری پرانی قوت اختیاری پر جو عمر کی
درازی سے قوی ہو گئی تھی غالب آنے کے قابل
نہیں تھی اسی طرح میری دو قوتیں اختیاری ایک نئی اور
دوسری پرانی ایک جسمانی اور دوسری روحانی آپس
میں لڑتی تھیں اور یہہ دونوں اپنی نااتفاقی سے میری
روح کو پارہ پارہ کرتی تھیں +
یوں میں میں اپنے آپ میں تجربہ کاری سے جو بات
جس کو میں نے پڑھا تھا سمجھتا تھا کہ جسم کی خواہش روح کی مخالف گلت ۵: ۱۷

ہی اور روح کی خواہش جسم کی مخالف ہی میں اُن دونوں
میں بلکہ بنسبت اُس کے جس سے میں راضی نہ تھا اُس
میں جس سے راضی تھا گرفتار شدہ معلوم ہوتا تھا کیونکہ
پہلی خواہش میں بالفعل خاص میں ہی نہیں تھا کیونکہ میں بہت
امور کو نہ اپنے اختیار سے کرتا بلکہ مجبور ہو کر سہتا تھا
لیکن یہہ میرے ذریعہ سے ہوا کہ دستور میرے برخلاف
اُسی طرح کا لڑنے والا بنا تھا کیونکہ میں اپنی مرضی سے
وہاں جہاں کے آنے سے ناراض تھا آیا تھا اور جب
راست سزا گنہگار کی پیروی رہتی ہی تب کس کا حق ہی کہ اُس پر
معذرت کرے اور میرے پاس ہنوز وہ عذر پیشتر کا نہ تھا
کہ مجھے اب تک دنیا کو حقیر جاننا اور تیری خدمت کرنا اس لئے
لازم نہیں تھا کہ سچائی کی یقینی ادراک مجھ کو نہ ہوئی کیونکہ
اب اُس کی یقینی ادراک مجھ کو ہوئی لیکن میں ہنوز دنیا
سے گرفتار رہ کر تیرے جھنڈے کے تلے لڑنے سے

منکر تھا اور جس قدر ہر طرح سے دنیا کی محبت کی زحمت باہر
سے ڈرنا لازم ہی اُس قدر اُن سے آزاد ہونے سے میں
خوف کھاتا تھا اسی طرح میں اس دنیا کے بوجھ سے مثل شخص
مخمور خواب کے شیرینی کے ساتھ دبا ہوا رہتا تھا اور جس طرح
وے لوگ جو بیدار ہونا چاہتے ہیں پر بجاری نیند سے مغلوب
ہو کے اس میں پھر غرق ہو جاتے ہیں اُٹھنے کے لئے کوشش
کرتے ہیں ویسے ہی خیالوں سے میں تجھ پر غور کرتا تھا اور
جس طرح کوئی شخص ہمیشہ تک سونا نہیں چاہتا اور سبھوں
کی راست منصفی کے مطابق بیدار ہونا بہتر ہی تو بھی اکثر
آدمی اپنے اعضا میں بڑی سستی پا کی نیند کو اچانک دفعہ
ملتوی کرتے ہیں اور کچھ کچھ اپنے آپ سے ناراض ہو کے
باوجودیکہ وقت اُٹھنے کا آیا ہی خوشی سے نیند کے مطیع
رہتے ہیں اُسی طرح میں یہہ یقین جانتا تھا کہ اپنی حرص
کے تابع ہونے سے نہ اپنے تئیں محبت کے حوالہ کرنا بہتر

ہی لیکن اگرچہ یہہ راہ پسندیدہ معلوم ہوئی اور غالب آئی
توبھی وہ راہ مجھہ کو پسند آئی اور مجھے مغلوب کیے تھی
اور جب تو مجھہ کو پکار کے یہہ کہتا تھا کہ اے تو جو سوتا ہی (افسیوں ۵: ۱۴)
جاگ اور مردوں میں سے اُٹھہ اور مسیح تجھے روشن کریگا
تب میرے پاس تجھے جواب دینے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور
جب تو نے چاروں طرف سے مجھپر یہہ ظاہر کیا کہ جو کچھہ
تو کہتا تھا سو سچ ہی تب میرے پاس جو سچائی سے قائل
تھا سوا ان مجہول اور خواب آلودہ الفاظ کے کہ جلد اُٹھونگا
ذرا رہنے دے تجھہ کو اور کچھہ جواب دینا نہ تھا لیکن وہ میرا
جلد اُٹھنا جلد نہ ہوا اور وہ ذرا بہت طویل ہوا اور یہہ بیفائدہ
تھا کہ میں باطنی انسانیت سے خدا کی شریعت میں مگن رہتا (رومیوں ۷: ۲۲)
تھا کیونکہ دوسری شریعت میرے اعضا میں ہو کے میری
عقل کی شریعت سے لڑتی اور مجھے اُس گناہ کی شریعت
میں جو میرے عضو میں تھی گرفتار کرتی تھی کیونکہ گناہ کی

شریعت دستور کا ظلم ہی اور اس سے دل اپنی مرضی کے
خلاف بھی کھینچا جاتا ہی اور گرفتار رہتا ہی اور یہہ اس
سبب سے راست ہی کہ وہ اُس دستور میں اپنی رغبت
سے پھنس جاتا تھا پس سوائے تیرے فضل کے جو یسوع مسیح
کے وسیلہ سے ہی کون دوسرا مجھہ ابھاگے کو اس موت کے بدن سے چھوڑاویگا (رومیوں ۷: ۲۴، ۲۵)

چھٹھویں فصل

اور کس طرح تو نے مجھہ کو اس حرص جماع کی زنجیر
جسمیں میں بڑی تنگی سے بندھا رہتا تھا اور دنیاوی کاموں
کی غلامی سے جسمیں میں مقید تھا آزاد کیا اسکا میں بیان
کرونگا اور تیرے نام سے اسکا اقرار کرونگا اے خداوند (زبور ۱۱۶: ۱۶)
میرے مددگار و میرے شفیع میں بڑھتے ہوئے اضطرب
کے ساتھہ اپنے معمولی کاموں میں مصروف رہتا تھا اور روز روز

تیرے واسطے دم سرد بھرتا تھا جب جب مجھکو ان کاموں
سے جنکے بوجھ کے سبب سے میں نالہ کرتا تھا فرصت
ملتی تھی تب تب میں تیری کلیسیا میں حاضر ہوتا تھا جو کہ اس
نے بعد تیسری اجلاس عدالت کے فراغت پائی ہر سال
میں طاقت گویائی کو بشرطیکہ سکھلائے جانے سے لوگوں کو
مل سکتی ہی فروخت کرتا تھا اُسی طرح وہ اپنی وکالت فروخت
کرنے کے واسطے لوگوں کا منتظر رہتا تھا اسلیئے وہ اُس
عرصہ میں میرے ہمراہ رہتا تھا لیکن نیبریڈیوس ہماری دوستی
کے سبب سے اِس پر راضی ہوا کہ وہ ویرکنڈس کی ماتحتی میں
جو میلان کا باشندہ اور صرف و نحو کا معلم تھا اور ہم سبھوں کا بڑا
بے تکلف دوست تھا اُستاد مقرر ہووے کیونکہ ویرکنڈس
جس مدد کا وہ محتاج تھا اُس کو بہ دیانت ہماری رفاقت کی طرف
سے بجوش چاہتا اور بہ حق دوستانہ دعوی کرتا تھا پس نیبریڈیوس
اِس کام پر فائدہ کے لالچ سے راغب نہیں ہوا کیونکہ اگر وہ چاہتا

تو اپنے علم سے بہ نسبت اُس کے بہت زیادہ فائدہ حاصل
کر سکتا لیکن نہایت مہربان اور حلیم دوست ہو کر کہ از بس
اور ہم لوگوں کی درخواست کو ناچیز جانتا نہیں کر سکتا تھا
بڑی دانشمندی کے ساتھ یہ کام کرتا تھا کیونکہ وہ ان لوگوں
میں جو اس دنیا کے نزدیک بڑے ہیں مشہور ہونے سے
پرہیز کرتا تھا اور جو دل کی بیقراری اُن کے درمیان پیدا
ہوتی ہی اُس سے باز رہتا تھا اور اپنے دل کو اِس لیئے
فارغ و آزاد رکھا چاہتا تھا کہ جس قدر گھنٹے مل سکیں اُس قدر
کچھ دانائی کی بابت ڈھونڈے یا پڑھے یا سُنے ٭

پس ایک روز جس روز نیبریڈیوس غیر حاضر تھا اُس کی
غیر حاضری کی وجہ مجھے یاد نہیں آتی ہی تب دیکھو ایک
شخص پونٹطیانس جو باشندہ افریقہ اور ہمارا ہم وطن اور محل
شاہنشاہی میں عالی مرتبہ تھا میرے اور الیپیوس کی ملاقات
کے واسطے آیا میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ ہم لوگوں سے کیا

پاتا تھا لیکن ہم لوگ بات چیت کرنے کے لیے بیٹھ
گئے اور اس نے ناگہاں ایک تختۂ قمار بازی پر جو سامنے
پڑا تھا ایک کتاب کو دیکھا اور اٹھایا اور کھولا اور برخلاف اپنے
گمان کے صحیفۂ پولوس رسول کا پایا کیونکہ اس نے یہ گمان
کیا تھا کہ ان کتابوں میں سے جن کے سکھلانے کی شغل
سے میں علیل ہوتا تھا یہ بھی ہوگی پھر تبسم کر کے اور میری
طرف دیکھ کے خوشی کے ساتھ اس پر تعجب کیا کہ اسی کتاب
نہ کسی دوسری کو میری نظروں کے سامنے اتفاقاً پایا کیونکہ
وہ بھی اور ایماندار تھا اور اکثر تیرے سامنے اے ہمارے
خدا کلیسیا میں اپنی اکثر روزانہ دعاؤں میں سجدہ کرتا تھا
پس جب میں نے اس سے کہا کہ میں ان نوشتوں میں
بڑی محنت و مشقت کرتا ہوں تب اس نے انطونیوس
کا حال جو مصری قلندر تھا بیان کیا اور اس پر ہم لوگوں میں
گفتگو ہوئی گو کہ وہ تیرے خادموں میں بڑا معزز و مشہور تھا

تو بھی ہم لوگوں کو اس ساعت تک معلوم نہ تھا پر جب
اس نے بھی جانا تب اس بیان کو طویل کیا اور ہم کو جو
ایسی ہی شخص سے ناواقف تھے آگاہی دیکے ہماری اس
ناواقفیت پر تعجب کرتا تھا پر ہم متحیر ہوکے ان عجیب و غریب
کاموں کا حال جو جدید یادگاری کے وقت او نزدیک زمانہ قبل
ہم لوگوں کے حقیقی دین اور تیری کلیسیا میں کیے گئے اور
اچھی طرح تصدیق ہوئے سن رہے تھے ہم سب تعجب کرتے
تھے الیپیوس اور میں اس پر تعجب کرتا تھا کہ وے کام ایسے ہی
بڑے تھے اور وہ اس پر تعجب کرتا تھا کہ ہم دونوں کے کانوں تک وے کبھی نہیں پہنچے تھے
بعد ازاں اس کی بات چیت خانقاہوں کے گلوں اور
ان کے ان طریقوں پر جو تیرے نزدیک خوشبودار ہیں اور
جنگل کے میوہ دار بیابانوں پر جن کا حال ہم کو معلوم نہ تھا
رجوع ہوئی اور میلان میں شہر پناہ کے باہر ایک خانقاہ پاک
بھائیوں سے بھری ہوئی امبروسیوس کی نگہبانی کی تحت میں تھی

میں تھی اور ہم یہہ نہیں جانتے تھے پر پونطیانس نے بات
کو طول دیئے جاتا تھا اور ہم چپ چاپ کان لگائے تھے پھر
اُس نے ہم لوگوں سے کہا کہ جب شاہنشاہ کسی روز بوقت
سہ پہر کے ٹریویری شہر میں حلقہ تماشا گاہ کے کھیلوں میں
مصروف تھا وہ خود اور تین شخص جو اُس کے ساتھی تھے
شہری دیواروں کے قریب کے باغوں میں سیر کرنے گئے
اور چونکہ وے وہاں اتفاقاً دو دو ساتھ چلتے تھے اس لیے ایک
اُس کے ساتھ علیحدہ ہو گیا اور باقی دو دوسری طرح علیحدہ
ٹہلتے تھے اور یہہ سیر کرتے ہوئے کسی جھونپڑہ پر جس میں
تیرے بعض خادم دل کے غریب پر آسمان کی بادشاہت متی ۱۹:۲۱
کے وارث ہو کے رہتے تھے پہنچے اور وہاں ایک چھوٹی کتاب
کو جس میں انطونیوس کا احوال لکھا تھا پایا اُن میں سے ایک
شخص پڑھنے اور اُسپر تعجب کرنے اور اُس سے ترغیب
پانے لگا اور پڑھتے وقت اِس پر غور کرنے لگا کہ کیا اسی طرح

کی زندگی کو اختیار کروں یہہ دونوں اُن لوگوں میں
جن کو کارندہ ملکی کہتے ہیں شریک تھے پھر وہ فوراً کس قدر
پاک محبت و سنجیدہ حیا سے معمور اور خود آپ سے بیزار
ہو کے اور اپنے دوست کی طرف دیکھکر کہا کہ میں تیری
منت کرتا ہوں مجھے یہہ بتلا کہ ہم اپنے روزانہ محنتوں
اور مشقتوں سے کس مقصد تک پہنچنا چاہتے ہیں کیا ڈھونڈتے
ہیں کسواسطے سپاہ گری کرتے ہیں کیا محل میں شاہنشاہ
کے احباب ہونے سے زیادہ سرفرازی کی امید ہو سکتی ہے
اور کیا اسی سرفرازی میں سوا اُس حال کے جو ناپائدار اور
خطرناک ہی کچھہ اور باقی ہے پھر کس قدر خطروں سے ہم اُس
بڑے خطرے تک جو اُس سرفرازی میں ہے پہنچتے ہیں اور
کب ہم وہاں تک پہنچتے ہیں لیکن اگر میں خدا کا حبیب چاہوں
تو اب بن سکوں یہی اُس نے کہا اور نئی زندگی کے درد زہ
سے مضطرب ہو کر اپنی نظروں کو اوراق پر پھر ڈالا اور [illegible]

اپنے دل میں جہاں تو دیکھتا ہی متبدل ہوا جاتا تھا اور
یہہ فوراً ظاہر ہوا کہ اُسکے دل سے دنیا کا جامہ اُتار گیا کیونکہ
جب وہ پڑھتا اور اپنی طبیعت کے موجوں کو لہراتا تھا تب
اُس نے چند لحہ تک اپنے آپ پر جوش وخروش کیا اور بہتر
راہ کو دیکھکر اختیار کیا اور اب تیرا ہوکر اپنے دوست سے
کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اُن اُمیدوں سے جو اب تک
ہم لوگوں کی دلنشین تھیں چھین لیا اور خدا کے خادم بننے
کا قصد کیا اور میں اس کا اسی گھڑی اور اسی جگہ میں شروع
کرتا ہوں اگر تو میری پیروی کرنے سے راضی نہ ہو تو میرا
مخالف مت بن اُس کے ساتھی نے جواب دیا کہ میں تجھ سے
لگا رہونگا ایسی ہی بڑی جزا اور ایسی ہی بڑی خدمت میں
ہمشریک ہونگا یونہیں وے دونوں اب واجب خرچ سے
برج بنا کے اور اپنا سب کچھ چھوڑ کے تیری پیروی کرنے میں
پھر پونطیانس اور اُسکے ساتھی جو باغ کے دوسرے جوانب

ٹہل رہے تھے اُنکی تلاش کرتے ہوئے ایک ہی جگہ پر پہنچے
اور اُن سے ملکر لوٹنے کے لیے سمجھایا کیونکہ دن بہت
ڈھل گیا تھا لیکن اُنھوں نے یہہ بیان کیا کہ ہماری
کیا تجویز اور کیا قصد ہوا اور کسطرح ہمیں اُس مقصد کی
ابتدا اور اُسکا استحکام ہم میں ہوا ہی اور اُنکی منت کی
اگر تم ہمارے ساتھ شریک نہ ہوؤ تو ہم کو تکلیف نہ دو
لیکن اگرچہ وے دوسرے اشخاص اپنی حالت پر جو
سے مطلق تبدیل نہ ہوئے تو بھی جیسا پونطانس نے
ہم لوگوں سے بیان کیا ویسے اُنھوں نے اپنے
آپ پر ماتم کیا اور دعا دیکے ہماری تعریف کی اور اپنے
دل کو دنیا کی طرف مائل کرکے محل کو چلے گئے لیکن
پونطیانس اور اُسکا ساتھی اپنا دل آسمان پر لگا کے
جھونپڑہ میں ٹھہر گئے اور دونوں کی منسوبہ دلہن تھیں اور جب
اُنھوں نے وہ حال سنا تب اپنی بکارت کو مخصوص کیا۔

ساتویں فصل

ان احوال کا بیان پونٹیشیانس کرتا تھا لیکن تو اے خداوند
اُس کی باتوں کے درمیان مجھ کو میری ہی طرف گھما دیتا اور
اگرچہ میں نے اپنے آپ کو دیکھنے سے ناراض ہو کے اپنے
آپ کو اپنی پیٹھ کی پچھاڑی کھڑا کیا تو بھی تو نے مجھے اٹھا
کے میرے منہہ کے اگاڑی رکھا تاکہ میں دیکھوں کہ کس قدر
خراب تھا اور کس قدر کج صورت و نجس اور داغی و زخمی تھا اور
میں دیکھتا اور چونک اُٹھتا تھا لیکن کوئی جگہہ جہاں میں اپنی
طرف سے بھاگوں نہیں ملتی تھی اور اگر میں اپنی طرف سے
اپنی نظروں کو اُٹھا لینا چاہتا تو وہ اپنا بیان کیے جاتا اور
تو پھر مجھے میرے مقابلہ میں رکھتا اور مجھے میری نظروں کے
سامنے ڈالتا تھا تاکہ اپنے گناہ کو دریافت کروں اور اُس سے زبور ۳۶:۲
نفرت رکھوں میں اُس کو جانتا تھا لیکن اُس پر عذر کرتا اور اُس سے
آنکھیں چراتا اور فراموش ہوتا تھا +

لیکن اب جس قدر میں اُن کو جن کی مفید خواہشوں کا
حال سن رہا تھا اس لیے بجوش پیار کرتا تھا کہ انھوں نے
اپنے آپ کو شفا پانے کے لیے بالکل تیرے سپرد کیا اس قدر
میں اپنے تئیں بہ مقابلہ اُن کے ملعون و متنفر ٹھہراتا تھا کیونکہ
میری عمر کے اُنیسویں برس سے جس میں سسرو کی کتاب
ہورٹینسیوس کو پڑھ کر میں نے تحصیل حکمت کے لیے رغبت
پائی میرے بہت برس ہاں بارہ برس گذر گئے اور میں ہنوز
دنیاوی خوشی کو ناچیز جانتا اور جس خوشی کی نہ فقط تحصیل
بلکہ اُسکی محض تلاش دنیا کے خزانوں و بادشاہتوں کے
پانے سے و نیز بدن کی عیش و عشرت سے جو میری مرضی کے
مطابق ہر چہار طرف موجود ہوں پسند کیے جانے کے لائق ہے
اُس کی جستجو میں مستعد رہنا ملتوی رکھتا تھا لیکن میں
پریشان بلکہ نہایت پریشان ہو کے اپنی جوانی کے شروع
میں تجھ سے پاکدامنی مانگ کے کہتا تھا کہ مجھ کو پاکدامنی و پرہیزگاری

عنایت کر پر ابھی نہیں کیونکہ مجھے یہہ خوف تھا کہ تو میری
بجلد سنیگا اور مجھ کو عارضہ شہوت سے جس کا سیر و آلودہ
ہونا اُس کے دور دفع ہونے سے زیادہ مرغوب تھا جلد
شفا بخشیگا اور میں ایک بے دین بطالت کی کج راہوں
میں آوارہ پھرتا تھا لیکن میں اُس پر یقین نہیں لاتا تھا مگر
اُس کو اُن دوسرے مذہبوں سے جن کی جستجو میں
نہ دینداری سے کرتا تھا بلکہ مخالفت دشمنی سے کرتا تھا
زیادہ پسند کرتا تھا ❊

اور میں نے یہہ خیال کیا تھا کہ چونکہ کوئی یقینی بات
جس کی طرف چلوں نظر نہیں آتی تھی اِسی لیئے میں روز
اِس دنیا کی اُمیدوں کو چھوڑنا اور صرف تیری ہی پیروی
کرنا ملتوی رکھتا تھا لیکن اب وہ دن جس میں مجھ کو اپنے
سامنے عریاں ہونا اور اپنے دل سے ملامت اُٹھانا پڑتا
تھا پہنچا اے میری زبان تو اب کہاں ہے تو نے کہا تھا

کہیں کسی بے یقین سچائی کے لیئے بطالت کا بوجھ
اُتارا نہیں چاہتی ہوں لیکن دیکھ اب وہ سچائی یقینی
ہی اور وہ بوجھ مجھ کو ہنوز دبائے رہتا ہی لیکن نئے جنھوں
نے اُس کی تلاش میں نہ اپنے تئیں تحلیل کیا ہی اور نہ دس
برس سے زیادہ اُس پر غور کیا ہی اپنے آزاد کیئے ہوئے
کندھوں کے لیئے پروں کو پایا یونہیں جب پونٹیشینس
اپنا بیان کر رہا تھا تب میں اندر کٹا جاتا تھا اور مکروہ شرم
سے بشدت بے قرار ہوتا تھا لیکن وہ اپنی حکایت اور
اپنا کام جس کے لیئے آیا تھا پورا کر کے چلا گیا اور میں
اپنے اندر چلا آیا میں نے کون کون باتیں اپنے برخلاف
نہیں کہیں اور فتووں کے کن کن تازیانوں سے
میں نے اپنی روح کو نہیں مارا تاکہ مجھ سے جو تیرے
پیچھے چلنے کی کوشش کرتا تھا پیچھے نہ پڑ جائے لیکن وہ
پیچھے پڑ گئی اور انکار کرتی تھی اور اپنے پر عذر نہیں کرتی تھی

سب دلایل پیش آچکے اور رد ہو گئے اور ایک خاموش اضطراب رہا اور میری روح مثل موت سے خوف کھاتی کے اس دستور کے جاری رہنے سے جس کے باعث وہ موت تک پژمردہ ہوتی تھی باز رکھے جانے سے خوف کھاتی تھی ٭

آٹھویں فصل

پس میں اپنے مسکن اندرونی کے اس بڑے جھگڑے میں جسکو میں نے اپنی جان کے خلاف اپنے خانۂ دل میں بزور اُٹھایا تھا گرفتار رہکر نہ فقط روح سے بلکہ منہہ سے مضطر ہوکر الیپیوس کی طرف پھرا اور چلایا کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں یہہ کیا ہے تو نے کیا سنا ناخواندہ لوگ اُٹھکے آسمان کو زبردستی سے پکڑتے ہیں اور دیکھہ کہ کہاں ہم لوگ جو اپنے علوم کے ساتھہ بے دل

یسع ۲۲:۴
متی ۲:۹
متی ۱۲:۹

ہیں جسم و خون میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں کیا ہم لوگوں کو پیروی کرنے سے اسلیئے شرم آتی ہے کہ لوگ ہم سے آگے بڑھ گئے اور کیا اسلیئے بھی شرم نہیں آتی ہے کہ پیروی نہیں کرنے میں اسی طرح کی چند باتوں کو میں نے کہا اور میرا جوش دل مجھہ کو اُس کی طرف سے لے گیا پر وہ بہ حیرت مجھہ کو دیکھکر خاموش رہتا تھا کیونکہ میرا تلفظ میرے معمولی طور پر نہیں تھا اور اُن لفظوں سے جن کو میں نے سنایا بڑھکر میری پیشانی و رخسارے اور آنکھیں اور رنگ و آواز کی صدا میرے دل کا مطلب بیان کرتی تھیں قریب ہماری بود و باش کے ایک باغیچہ واقع تھا اور ہم لوگ اسکو مانند تمام گھر کے اپنے کام میں لاتے تھے کیونکہ گھر کا مالک جو ہمارا میزبان تھا وہاں نہیں رہتا تھا اُس باغیچہ میں میرے دل کے ہنگامہ نے مجھہ کو پہنچا دیا تاکہ وہ گرم نزاع جس سے میں اپنا مخالف بنا تھا کسی شخص سے خلل پذیر نہ ہوئے جس طرح

نہیں بلکہ تو اے خداوند جانتا تھا ختم ہوئے لیکن میں
صرف بصحت یابی دیوانہ تھا اور بغرض تحصیل زندگی مرتا تھا
کیونکہ میں جانتا تھا کہ میں کیسی بری شی تھا پر نہیں جانتا تھا
کہ میں بعد چندے کیسی اچھی شی ہونیوالا ہوں پس میں
باغیچہ میں چلا گیا اور الیپوس نے میرے قدم کے بعد اپنا
قدم رکھا اور جہاں وہ تھا میری خلوت میں کچھ خلل
نہ واقع ہوا پر کیوں وہ مجھ ایسے مضطرب شخص کو تنہا
چھوڑ سکتا تھا ہم دونوں گھر سے جس قدر ممکن تھا دور
بیٹھ گئے میں روح میں اسلیئے نالہ کش اور بشدت غضبناک
تھا کہ میں نے اپنے تئیں تیرے عہد میں اے میرے
خدا داخل نہ کیا اور میری ساری ہڈیاں اسمیں شریک
ہونے کے لیئے مجھے پکارتی تھیں اور اس کی تعریف
آسمان تک کرتی تھیں پر لوگ اس میں نہ جہازوں
اور نہ گاڑیوں اور نہ قدموں سے چلتے ہیں بلکہ جس قدر

گھوڑے اس جگہ پر جہاں ہم بیٹھے تھے اتنی بھی
رواں نہیں ہوتے ہیں کیونکہ نہ فقط اسکی طرف جانا بلکہ
اس میں داخل ہونا سوا چلنے کو اختیار کرنے بلکہ بالکل
وبہ استحکام اختیار کرنے کے اور کوئی دوسرا چارہ نہیں
تھا پر اس کے لیئے یہ ضرور ہے کہ نیم زخمی قوت اختیاری
جو بوقت اپنے ایک حصہ کے گرنے کے دوسرے
اٹھتے ہوئے حصہ سے کوشش کرتی ہے ادھر ادھر نہ جھولی
و نہ اچھالی جائے ❖
آخر کار میں بہت ایسی حرکتوں کو مثل ان حرکات کے
جن کو لوگ کیا چاہتے ہیں پر اس سبب سے نہیں کر سکتے
ہیں کہ بے اعضا ہیں یا ان کے اعضا بستہ زنجیر یا ناتوانی
سے بیکار یا بنوع دیگر زحمت یافتہ ہیں عالم بے ثباتی کے
جوشوں میں اپنے بدن سے کرتا تھا پس اگر میں نے
اپنا موے سر کھینچا یا اگر اپنی پیشانی پیٹی یا اپنے ہاتھوں

کی اُنگلیوں کو جکڑ کے زانو پکڑا تو یہہ کام اِس سبب سے
کیا کہ اُسکو اِختیار کیا تھا لیکن اگر میری جنبش اعضا نہ تھی
تو میں باوجود اِختیار کرنے کے اُن حرکات کو نہ کر سکتا
پس بہت ایسے ہی کام جب اِختیار کرنا اور پورے کرنے
کی طاقت ایک ہی نہیں تھی میں نے کیا اور جو کام اُن
سبھوں سے از حد مجھے مرغوب تھا اور جسکو بعد چندے
جب اُسکو اِختیار کرتا تب اِس لیئے اُسے کر سکتا تھا کہ
جب بعد چندے اِختیار کرتا تب بالکل اِختیار کرتا اُس
کام کو نہیں کرتا تھا کیونکہ اِن اُمور میں طاقت و اِختیار
ایک ہی تھا اور اِختیار کرنا پورا کرنا ہو گیا لیکن وہ کام
مجھ سے نہیں ہوا اور جس قدر دشواری سے میرا بدن
میری روح کے سب سے ضعیف قصد کو مانکے اُس کے
اِشارہ پر اپنے اعضا کو حرکت دیتا تھا اُس قدر دشواری
سے زیادہ میری روح اپنے آپ کو مانتی تھی تاکہ

اپنی قوت اِختیاری میں اُس کے اِس بڑے قصد
کو پورا کرے *

نویں فصل

کہاں سے یہہ خلاف سرشتی آئی اور اُس سے کیا
غرض ہی تیری رحمت مجھپر چمکے تاکہ میں پوچھوں شاید
آدمیوں کی سزاؤں کے پوشیدہ غاروں اور بنی آدم
کے تاریک غموں کی طرف سے جواب آسکیگا کہاں سے
یہہ خلاف سرشتی آئی اور اُس سے کیا غرض ہی روح
بدن کو حکم دیتی ہی اور فوراً یہہ اُس کو مانتا ہی روح خود
آپ کو حکم دیتی ہی اور اُس کا مقابلہ کیا جاتا ہی روح ہاتھ
کو متحرک ہونے کے لیئے حکم دیتی ہی اور اُس کی تعمیل
ایسی سرعت سے ہوتی ہی کہ حکم و فرمانبرداری میں مشکل
تمیز ہو سکتی ہی لیکن روح روح ہی اور ہاتھ جسم ہی روح



حکم دیتی ہی کہ روح اختیار کرے اور اگرچہ اپنے آپ کو
حکم دیتی ہی تو بھی تعمیل نہیں کرتی ہی کہاں سے یہہ
خلاف سرشتی آئی اور اُس سے کیا غرض ہی میں کہتا ہوں
کہ روح اپنے آپ کو اختیار کرنے کے لیے حکم دیتی
ہی اور اگر وہ اختیار نہ کرتی تو حکم نہ دیتی لیکن جو حکم دیتی
ہی سو نہیں مانا جاتا ہی لیکن وہ پورا اختیار نہیں کرتی ہی
اور اس لیئے وہ پورا حکم نہیں دیتی ہی کیونکہ جس قدر وہ
اختیار کرتی ہی اُس قدر وہ حکم دیتی ہی اور جس قدر اختیار
نہیں کرتی ہی اُس قدر جس کام کے لیئے حکم دیتی ہی
سو نہیں کیا جاتا ہی کیونکہ قوت اختیاری نہ کسی دوسرے
کو بلکہ اپنے آپ کو اختیار کرنے کے لیئے حکم دیتی ہی
لیکن وہ پورا حکم نہیں دیتی ہی لہذا جس کام کے واسطے
حکم دیتی ہی سو انجام نہیں ہوتا ہی کیونکہ اگر قوت اختیاری
پوری ہوتی تو اپنے موجود ہونے کے لیئے حکم نہ دیتی

کیونکہ وہ ہنوز موجود نہ ہوتی پس کسی قدر اختیار کرنا اور
کسی قدر انکار کرنا خلاف سرشتی نہیں ہی لیکن یہہ مرض
روح ہی کہ قوت اختیاری نہ بالکل اُٹھتی ہی بلکہ کسی قدر سچائی
سے اُٹھائی جاتی اور کسی قدر دستور سے گرائی جاتی
ہی اور اسلیئے دو قوتیں اختیاری نہیں ہیں کیونکہ ان میں
سے ایک پوری نہیں ہوتی اور جس چیز میں ایک ناقص ہی
سو دوسرے میں پائی جاتی ہی ✣

دسویں فصل

اے خدا جس طرح بیہودہ گو اور دل کے بہکانیوالے
فنا ہو جاتے ہیں اُس طرح جن لوگوں کو غور کرنے میں
دو قوتیں اختیاری نظر آتی ہیں یہہ قرار دیتے ہیں کہ ہم لوگوں
میں دو قسم کی دو ارواح ایک بھلی اور دوسری بری موجود
ہیں سو تیرے حضور میں فنا ہو جائیں جب کہ اُن کا اعتقاد زبور

اسی طرح کی بری باتوں پر ہی تو فی الحقیقت وے خوش ہوتے
ہیں لیکن وے اس شرط پر بھلے ہو جاینگے کہ سچی باتوں
پر اعتقاد رکھیں اور اُنسے راضی ہوویں تا کہ تیرا رسول
اُن سے یہہ کہے کہ تم آگے تاریکی تھے پر اب خدا میں افسی ۵: ۸
ہو کے نور بنے لیکن وے روح کی ذات کو وہ چیز ہونا
ہی سمجھکر نہ خدا میں بلکہ اپنے آپ میں نور بننا چاہکر نہایت
تاریکی بن گئے ہیں کیونکہ وے بہ سبب خوفناک شوخی
کے تیرے طرف سے جو حقیقی نور ہی اور ہر ایک شخص یوحنا ۱: ۹
کو جو اس دنیا میں آتا ہی منور کرتا ہی بہت دور ہو گئے
ہیں پس اس سے خبردار ہو کہ کیا کہتے ہو اور شرم کے
مارے زرد رو ہو اُس کے نزدیک چلو اور منور ہو اور زبور ۳۴: ۵
تمھارے چہرے شرمندہ ہونگے جب میں اسپر سوچتا تھا
کہ جس طرح پر عرصہ سے قصد کیا ہی اُس طرح پر اب اپنے
خداوند خدا کی خدمت میں مصروف ہوؤں یا نہیں تب

میں ہی اختیار کرتا اور میں ہی انکار کرتا تھا ہاں میں ہی
تھا میں نہ بالکل اختیار کرتا اور نہ بالکل انکار کرتا تھا اس لیے
میں اپنے ساتھ لڑائی کرتا تھا اور اپنے آپ سے پارہ
پارہ کیا جاتا تھا اور یوں پارہ پارہ کیا جانا مجھہ میں خلاف
میری مرضی کے ہوتا تھا اور اس جنگ باطنی میں نہ روح
رومی ۷: ۱۷ غیر بلکہ میری روح کی سزا ظاہر ہوئی تھی لہذا نہیں بلکہ وہ
گناہ جو مجھہ میں بستا تھا یہہ کام کرتا تھا اور یہہ گناہ اس
گناہ کے لیئے جو آزادگی سے سرزد ہوا تھا سزا تھی
کیونکہ میں ولد آدم تھا ٭
کیونکہ اگر جتنی قوتیں اختیاری آپس میں مقابلہ کرتی
ہیں اُتنی ہی خلاف ذاتیں ہوتیں تو اب نہ فقط دو بلکہ
بہت ہونگی کیونکہ اگر کوئی اسپر غور کرے کہ کیا یا نہیں لوگوں
کے عبادتخانہ یا تماشاگاہ میں جاؤں تو وے یہہ بول
اُٹھینگے کہ دیکھو دو ذاتیں ایک بھلی اس طرف اور ایک

بری اُس طرف کھینچتی ہی ورنہ کس دوسری وجہسے
قومیں اختیاری باہم مخالف ہوکے یہہ لیس و پیش کرتی
ہیں لیکن میں یہہ کہتا ہوں کہ وہ قوت اختیاری جو اُن
کی طرف کو کھینچتی ہی اور وہ جو انکی طرف سے تماشاگاہ
کی طرف کھینچتی ہی دونوں بری ہیں لیکن وے اُن قوت
اختیاری کو جو اُن کی طرف کھینچتی ہی بجز بھلے کے اور کچھ
نہیں سمجھتے ہیں پس اگر ہم لوگوں میں سے ایک شخص
اس پر سوچے کہ تماشاگاہ میں یا اپنے عبادتخانہ میں جاؤں
اور بسبب اُن دونوں مخالف قوت اختیاریوں کے اس
شک میں پڑے کہ اُن دونوں جگہوں میں سے کہاں
جاؤں تو کیا وے لوگ اس شک میں نہ پڑینگے کہ کیا
جواب دیں کیونکہ خواہ یہہ قرار جو اُن کو ناپسند ہی دینگے کہ
جس طرح اُن لوگوں کی قوت اختیاری جو مانئی رسوم
مذہبی میں داخل ہوئے اور اُن سے پابند ہیں بھلی ہی

اُسی طرح وہ قوت اختیاری جو ہم لوگوں کی کلیسیا
کی طرف کھینچتی ہی بھلی ہی خواہ وے گمان کرینگے کہ دو
بری ذاتیں اور دو بری ارواح ایک ہی شخص میں
باہم مخالفت کرتی ہیں اور یہہ جو وے لوگ کہینگے سچ
نہیں ہوگی کہ ایک ذات بھلی اور دوسری بری ہی
خواہ وہ سچائی کی طرف متوجہہ ہونگے اور پھر اس کا انکار
نکر سکینگے کہ جب کوئی شخص لیس و پیش کرتا ہی تب ایک
روح مخالف قوت اختیاریوں کے درمیان موج
زن رہتی ہی ٭

پس وے لوگ جب ایک ہی شخص میں دو لڑائی کرنیوالی
قوت اختیاریوں کو دیکھیں تب پھر یہہ نکہیں کہ دو روحیں
جو دو مخالف جوہر اور دو مخالف اصول ہیں ایک بھلی
اور دوسری بری آپس میں لڑتی ہیں کیونکہ تو اے سچے
خدا اُن کو بذریعہ اس طرح کی دو بری مخالف قوت اختیاریوں

کے قائل و معقول کر کے جھوٹا ٹھہراتا ہے کہ جب کوئی شخص
اس پر پس و پیش کرے کہ کیا فلانے آدمی کو تلوار یا زہر
سے ہلاک کروں یا اگر دو جایداد وغیرہ کا ایک ساتھ چھین
نا ممکن ہو تو اس شخص کی یا اس شخص کی چھین لوں یا کیا
فضولخرچی سے عیش و عشرت کو مول لوں یا بخالت سے
نقد کو اپنے پاس جمع کروں یا کیا حلقہ تماشاگاہ میں یا
نقلبازی کے تماشاگاہ میں بشرطیکہ دونوں کے دروازے
ایک ہی روز کھلے ہوں جاؤں یا تیسرے اگر ذریعہ ہو تو کسی
کے گھر میں چوری کے واسطے جاؤں یا چوتھے اگر اس قسم کا
موقع ملے تو حرامکاری کے لیئے بھی جاؤں پس سوچو کہ
یہہ سب خیالات جن کا ایک ساتھ ماننا غیر ممکن ہے ایک ہی
وقت پیدا ہوویں اور سبھوں کے موافق برابر خواہشیں بھی
پیدا ہوں کیونکہ وے خیالات روح کو چار بلکہ بسبب کثرت
اُن اشیاء کے جو مطلوب ہیں چار سے زیادہ مخالف قوت

اختیاریوں میں پھاڑتے ہیں لیکن تبھی لوگ یہہ نہیں کہتے
ہیں کہ اتنے ہی مختلف جواہر ہیں پھر ہے قوتیں اختیاری
بھی جو بھلی ہیں اسی طرح پر ہیں کیونکہ میں اُن لوگوں سے
یہہ پوچھتا ہوں کہ کیا رسول کے خطوط کے مطالعہ میں
خوش ہونا بھلا ہے یا سنجیدہ گیت سے خوش ہونا بھلا ہے یا
انجیل پر کلام کرنا بھلا ہے وے ان ایک ایک سوال کا یہہ
جواب دینگے کہ بھلا ہے پس اگر سبھوں سے برابر خوشی اور
سبھوں سے ایک ہی وقت برابر خوشی ہوتی ہے کیا جواب
دینگے جب کوئی اسپر غور کرتا ہے کہ کس کو مقدم جانوں تب
کیا مختلف قوتیں اختیاری اُسکی روح کو ادھر اُدھر نہیں
کھینچتی ہیں اور وے سب بھلی ہیں لیکن جب تک اُن
مقاصد میں سے ایک نہ چنا جاوے تاکہ اُس کی طرف
پوری قوت اختیاری جو پیشتر کئی ایک میں تقسیم ہوئی تھی
مائل کی جاوے تب تک وے بھلی قوتیں اختیاری باہم

مخالف ہیں اسی طرح جب بلندی کی طرف سے ہمیشگی بھی مرغوب ہی اور عارضی بھلائی کی خوشی ہم کو پستی میں رکھتی ہی تب روح گونہ اسکو اور نہ اس کو پوری قوت انتخابی کے ساتھ چاہتی ہی تو بھی ایک ہی رہتی ہی پر چونکہ بلندی کو سچائی کی راہ سے بہتر جانتی ہی اور پستی کو اپنی عادت کے سبب سے ترک نہیں کرتی ہی اسلیئے بڑی حیرانی سے پارہ پارہ ہوتی ہی ✣

گیارھویں فصل

یونہیں اگرچہ میں اب صرف نازک زنجیر سے پابند رہتا تھا تو بھی ہنوز پابند تھا اور جب تک وہ بالکل نہ ٹوٹ جائے تب تک میں اپنے آپ کو اُس میں ڈھلکا کر اور گھما کر اور اپنے معمول سے زیادہ اپنے آپ پر سخت الزام لگا کر مرض بنا رہتا اور اذیت پاتا تھا اور تو اے خداوند خوف و شرم

کے تازیانے کے ضربوں کو مکرر سہ کر بہ رحمت شدید میرے اندرونی حصوں میں مار کر جبر کرتا تھا تا نہ ہو کہ میں آیندہ میں باز رہوں اور وہ سبک بند جو باقی رہا ٹوٹ جائے بلکہ پھر مضبوط ہو کے مجھ کو زیادہ سختی کے ساتھ قید رکھے کیونکہ میں اپنے دل سے کہتا تھا کہ ابھی ٹوٹ جائے ابھی ٹوٹ جائے اور یہہ کہتے ہی میں عنقریب اس کو توڑنے کے مقام میں تقریباً یہہ کرتا تھا پر نہیں کرتا تھا لیکن اپنے حال سابق پر نہ پھسلا بلکہ نزدیک کھڑا رہتا اور دم لیتا تھا اور پھر کوشش کرتا اور مجھ کو کم اور کم باقی رہا اور پھر اور اور کم باقی رہا اور میں اُسے چھونے اور پکڑنے پر تھا لیکن میں اُس پر نہ آیا اور نہ اُس کو چھوا اور نہ پکڑا کیونکہ میں موت کے لیے مرنے اور زندگی کے لیے زندہ ہونے پر پس و پیش کرتا تھا اور بہ نسبت اُس بہتری کے جس کا میں عادی نہیں تھا وہ بدتری جس کا میں عادی تھا مجھ پر زیادہ موثر ہوتی اور

بس قدر وہ ساعت جس میں مجھ کو دوسرا ہونا تھا میرے
نزدیک چلی آتی تھی اُس قدر زیادہ مجھ پر خوف کا صدمہ
پہنچاتی تھی لیکن مجھ کو نہ ہٹاتی اور نہ لوٹاتی بلکہ پس و پیش
میں رکھتی تھی *

وے کھلونوں میں کھلونے اور بطلانوں میں بطلان
جو میری قدیم معشوقہ تھیں میرے جسمی دامن کو ہنوز کھینچتی
تھیں اور آہستہ آہستہ یہہ پھسپھساتی تھیں کہ آیا تو ہم لوگوں
کو بھی خارج کرتا ہی اور کیا اس ساعت سے تا ابد ہم تیرے
ساتھ نہ ہوویں اور کیا اس ساعت سے تا ابد یہہ یا وہ
امر تجھکو روا نہ ہووے اور جب میں نے یہہ بات کہی کہ یہہ
یا وہ امر تب وے کیا اشارہ کرتی تھیں اے میرے خدا
کیا اشارہ کرتی تھیں تیری رحمت اُسکو تیرے بندہ کے
دل کی طرف سے پھیر دیوے کیسی نجاست کیسی بدبوئی
کی طرف اشارہ کرتی تھیں اور میں اب اُن کی آدھی بات

سے بہت کم سنتا تھا اور وے نہ ظاہرا مجھے اپنے تئیں
دکھاتیں اور نہ میرے کہنے کا انکار کرتیں بلکہ جب میں روانہ
ہوتا تھا مثلاً میرے پیچھے منمنا کے مجھے خفیہ کھینچتی تھیں
کہ پھر ہم پر نظر ڈال مگر وے اس قدر مجھ کو روکتی تھیں کہ میں
اپنے آپ کو اُن کی طرف سے چھینا اور وہاں جہاں بلایا
جاتا تھا کود جانا ملتوی رکھتا تھا کیونکہ ایک زبردست عادت
مجھ سے یہہ کہتی تھی کہ کیا تو اپنی دانست میں بغیر ان کے اپنی
زندگی بسر کر سکتا ہی *

لیکن اُس عادت کی آواز بالفعل بہت سست ہو گئی تھی
کیونکہ اُس جانب پر جہاں میں نے اپنا منہہ پھیرا تھا اور جہاں
میں جانے پر کانپتا تھا پرہیزگاری کی پاک و عزیز صورت مجھے
نظر آتی تھی وہ حلیم پر نہ لاپروائی سے بشاش تھی اور وہ مجھے
آنے اور شک نہ لانے کے لئے بدیانت و خلاقتی اور مجھے
لے لینے اور آغوش میں بٹھانے کے لئے اپنے دیندار ہاتھوں

گو جو پاک فقیروں کے گروہوں سے بھرے تھے پھیلاتی
تھی اُن میں بہت ہی لڑکے اور لڑکیاں اور جوانوں کے
گروہ اور ہر ایک عمر کے لوگ متقی بیوائیں اور ضعیف کنوارے
اور ان سبھوں کے درمیان خود پرہیزگاری تھی وہ نہ بانجھ بلکہ
تجھ سے اے خداوند جو اُس کا شوہر ہی خوشیوں کے فرزندوں
کی جننےوالی ماں ہے وہ مجھپر رغبت دہ تبسم کے ساتھہ مسکراتی
تھی اور اُس میں اس بات کے کہنے کی آرزو معلوم ہوتی تھی
کہ کیا جو کچھ یے جوان اور یے کنواریاں کر سکتی ہیں اُس کو
تو نہیں کر سکتا ہی یا کیا وے بھی اپنے آپ میں اور نہ
برعکس اس کے خداوند اپنے خدا میں یہہ کر سکتے ہیں
خداوند اُن کے خدا نے اُن کو مجھے بخشا تو کیوں اپنے
آپ میں کھڑا رہتا اور یوں نہیں کھڑا نہیں رہتا ہی اپنے تئیں
اُس پر ڈالدے اور مت ڈر وہ اپنے تئیں اسلئیے باز نہیں
رکھیگا کہ تو گرے اپنے تئیں اُس پر ڈالدے وہ تجھکو اٹھالیگا

اور صحبت بخشیگا پس میں نہایت شرمندہ ہو گیا کیونکہ میں اُن
کھلونوں کی منمناہٹ کو اب تک سنتا تھا اور پس و پیش
میں لٹکا رہا اور اُس پرہیزگاری میں پھر یہہ کہنے کی خواہش
معلوم ہوتی تھی کہ اپنے کانوں کو اپنے اُن ناپاک اعضا
کی طرف سے جو زمین پر ہیں بند کر تاکہ وے قتل ہو جائیں
وے تجھکو خوشیوں کی خبر دیتے ہیں پر خداوند تیرے خدا کی
شریعت کہیں بہتر خوشیوں کا ذکر کرتی ہی پس میرے دل
کی یہہ تکرار صرف میری ہی طرف سے خلاف میرے پیدا
ہوئی اور علاوہ اسکے اور کچھہ نہیں لیکن الیپوس میرے
بغل میں بیٹھکر میرے اُس غیر معمولی قلق کے انجام کے واسطے
خاموشی کے ساتھہ منتظر رہا +

بارھویں فصل

پر جب خوض عمیق نے میری ساری پریشانی کو میری

روح کی پوشیدہ بنیاد کی طرف سے سمیٹ لیا اور میرے
دل کی بصارت کے سامنے جمع کیا تب بڑا طوفان اٹھا
آنسوؤں کا بڑا مینہ لایا اور میں اُسے اس کی خاص آواز
کے ساتھ بالکل برسانے کے لیئے الیپیوس کے پاس
سے اٹھ گیا کیونکہ مجھے تنہائی واسطے گریہ کے زیادہ مناسب
معلوم ہوتی تھی اور میں اس قدر دور گیا کہ اُس کی حضوری
بھی مجھپر بار نہ ہو سکے یونہیں میں اُسوقت تھا اور اُس نے
جانا کیونکہ مجھے خیال آتا ہی کہ میں نے کسی بات کو
جس میں میری آواز کا تلفظ رونے سے بھاری معلوم
ہوتا تھا کہا ہوگا اور یونہیں میں اُٹھ گیا اسلیئے وہ اُس
جگہہ میں جہاں ہم بیٹھے تھے ٹھہر کر نہایت متحیر ہوا اور میں نے
اپنے تئیں کسی طور پر جو مجھے معلوم نہیں ایک انجیر کے
درخت کے نیچے گرا دیا اور اپنے آنسوؤں کی باگ چھوڑ دی
اور میری آنکھوں کے سوتے جو تیرے نزدیک مقبول قربانی زبور ۵۱:

ہی پھوٹ نکلے اور میں نے تجھ سے گو نہ ان الفاظ
میں تو بھی اس مطلب پر بہت کچھ کہا کہ اور تو اے خداوند کب تک زبور ۷۹: ۵، ۸
اے خداوند کب تک تو بیزار رہیگا کیا ابد تک تیرا غصہ رہیگا ہماری
گذشتہ خطاؤں کو یاد مت رکھ کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ ان
سے مقید ہوں اور میں ان پریشان آوازوں کو نکالتا رہا کہ
کب تک کب تک کیا کل اور کل کیوں ابھی نہیں کیوں
اِسی گھڑی میری نجاست کا اختتام نہ ہووے ✦

میں یہی کہہ رہا تھا اور اپنے دل کی نہایت تلخ شکستگی
سے رو رہا اور دیکھو کسی مکان قریب کی طرف سے ایک آواز
جو لڑکے یا لڑکی کی سی تھی بطور راگ کے میرے کان میں
آئی اور یہہ کہتی اور بہت دوہراتی تھی کہ اٹھا اور پڑھ اٹھا
اور پڑھ فوراً میرا چہرہ بدل گیا اور میں اسپر بڑی توجہ دلی
سے سوچنے لگا کہ کیا لڑکے کسی طرح کے کھیل میں ایسی
باتیں گایا کرتے ہیں اور مجھے یاد نہیں آیا کہ کبھی ایسی بات

سنی ہو اور اپنے آنسوؤں کا تار توڑ کر اُٹھا اور صرف یوں
اُس آواز کی تعبیر کی کہ کتاب کو کھولئے اور اُس باب کو جو پہلے
نظر آوے پڑھنے کے لئے خدا کی جانب سے مجھے حکم ہے
کیونکہ میں نے انطونیوس کی بابت یہہ سنا تھا کہ وہ عبادتخانہ
میں بوقت پڑھنے انجیل کے داخل ہوکے اس نصیحت کو جو
اتفاقاً پڑھی گئی تھی اپنے واسطے سمجھا کہ جا کے سب کچھ جو متی ۱۹: ۲۱
تیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے اور تجھے آسمان پر
خزانہ ملیگا اور میرے پیچھے ہو لے اور ایسی ہی ہاتف غیبی
کے ذریعے سے فوراً اُنجہ پر متوجہ ہوا پس یونہیں ترغیب
پاکے میں اُس جگہہ پر جہاں الیپیوس بیٹھا تھا لوٹ آیا کیونکہ
میں نے اُٹھتے وقت رسول کے نوشتہ کو وہاں رکھ دیا تھا
میں نے اُسے پکڑا اور کھولا اور خاموشی میں اس فقرہ کو
جس پر میری نظریں اول پڑیں پڑھا کہ نہ اوباشی اور مستی رومیوں ۱۳: ۱۳، ۱۴
میں نہ حرامکاریوں اور بدپرہیزیوں میں نہ جھگڑے اور

ڈاہ میں بلکہ خداوند یسوع مسیح سے ملبس ہو اور جسم کی
خواہشوں کے لئے نفسانیت میں تدبیر نہ کرو میں نے
زیادہ پڑھنا نہیں چاہا اور ضرور بھی نہ تھا کیونکہ فوراً اسی
جملہ کے آخر پر گویا اطمینان کے ایک نور سے جو میرے
دل میں پھیلا ہوا تھا میرے سب شک کی تاریکی
کافور ہو گئی ✦

پھر میں نے اس کتاب میں اپنی اُنگلی یا کوئی دوسرا نشان
رکھکے اُسے بند کیا اور اب تسکین یافتہ چہرہ سے اپنا حال
الیپیوس سے بیان کیا اور جو کچھ اُس میں واقع ہوا مجھے
معلوم نہیں تھا پر اُس نے اُسے یوں مجھ پر ظاہر کیا وہ
اُس مقام کو جسے میں نے پڑھا تھا دیکھنے کا طلبگار ہوا
میں نے اُسے دکھلایا اور اُس نے اس فقرہ سے جس کو
میں نے پڑھا تھا آگے بڑھ کر نظر کی اور جو آگے تھا میں
رومـ نہیں جانتا تھا وہ یہہ تھا کہ سست اعتقاد کو آپ میں شامل کر لو

اور اُس بات کو اُس نے اپنے اوپر لے لیا اور مجھ پر
ظاہر کیا اور اُس نصیحت سے اُسے تقویت حاصل ہوئی
اور وہ موافق اپنی سیرت کے جس میں وہ مجھ سے بیشتر
بہتر ہو کے کہیں مخالف تھا نیک تجویز و قصد کر کے بغیر
مضطرب توقف کے میرے ساتھ شریک ہوا بعد اُس کے
وہ میرے ساتھ میری ماں کے پاس آیا ہم نے اُسے خبر
دی وہ بشاش ہوئی ہم نے بیان کیا کہ کس طرح یہ ہوا
وہ خوشی سے اُچھلی اور شادیانہ بجایا اور تجھ کو مبارک کہا
اے تو جو ایسا قادر ہے کہ جو کچھ ہم مانگتے یا خیال کرتے افسیوں ۳: ۲۰
ہیں اُس سے نہایت زیادہ کرے کیونکہ اُس کو یہ نظر
آتا تھا کہ جس برکت کو وہ میرے واسطے تجھ سے درد
و گریہ کے نالوں میں مانگا کرتی تھی اُس سے بہت زیادہ
اُسے دی گئی کیونکہ تو نے مجھ کو اپنی طرف متوجہ کیا
یہاں تک کہ میں نہ جورو کا اور نہ اس دُنیا کی کسی اُمید کا خواہاں

رہا اور ایمان کے اُس مسطر پر جس پر تو نے مجھے میری
ماں کو رویا میں بہت برس قبل اس کے دکھلایا کھڑا ہوا اور
تو نے اُس کے غم کو اسقدر خوشی میں بدل دیا کہ جس قدر
وہ مشتاق تھی اُس سے بہت زیادہ ہوئی اور جس قدر
میرے جسم سے اپنے پوتوں کے پانے میں چاہتی تھی
اُس سے بھی بہت عمدہ و پاک ہوئی ❊

نواں باب

پہلی فصل

زبور ۳۰: ۳ اے خداوند میں تیرا بندہ ہوں میں تیرا بندہ تیری خادمہ کا
زبور ۱۱۶: ۱۶-۱۷ بیٹا ہوں تو نے میرے بندھن کھولے میں تیرے حضور
شکرگذاری کے ذبیحے چڑھاؤنگا میرا دل اور میری زبان تیری
زبور ۳۵: ۱۰ ستایش کریں اور میری ساری ہڈیاں یہہ کہیں کہ اے خداوند تیرا
ثانی کون ہے ہاں وے کہیں اور تو مجھے جواب دے اور میری جان
زبور ۳۵: ۳ کو فرما کہ میں تیری نجات ہوں میں کون ہوں اور میں کیسا ہوں
خواہ میرے اعمال خواہ اگر نہ میرے اعمال تو میری باتیں خواہ
اگر نہ میری باتیں تو میری قوت اختیاری کیا برائی نہیں لیکن

اے خداوند تو نیک اور رحیم ہے اور تیرا دہنا ہاتھ میری موت
کی پستی پر لحاظ کرتا اور میرے دل کو بے پایان تباہی سے
انتہا تک خالی کرتا تھا اور یہہ تیری بخشش کامل تھی کہ جس چیز
کو میں اختیار کیا کرتا تھا اُس سے انکار کروں اور جس چیز
کو تو اختیار کرتا تھا اُسکو اختیار کروں لیکن اُن سب برسوں
میں میری خود مختاری کہاں تھی اور کس پست و عمیق خلوت
سے ایک لمحہ میں طلب کی گئی تاکہ میں اپنی گردن کو تیرے متی ۱۱: ۲۹-۳۰
ملائم جوئے کے اور اپنے کندھوں کو تیرے ہلکے بوجھ کے
تابع کروں اے مسیح یسوع میرے مددگار اور میرے شفیع
مجھکو بدون اُن کھلونوں کی شیرینی کے جنا کس قدر دفعتاً
شیریں معلوم ہوا اور جن سے علیحدہ رہنے کا خوف تھا
انکو چھوڑ دینا اب کیسی خوشی تھی کیونکہ تو اُن کو میری طرف
سے پھینکدیتا تھا اے تو حقیقی و افضل شیرینی تو اُن کو پھینکدیتا
تھا اور اُن کی عوض میں خود داخل ہوا اے تو جو اگرچہ ہر جسم

وخوان کے نزدیک تو بھی درحقیقت سب عیش و عشرت
سے بڑھکر شیریں ہی اے تو جو اگرچہ سب خلوت سے زیادہ
غائب تو بھی سب نور سے زیادہ تاباں ہی اور اگرچہ شان
لوگوں کے نزدیک جو اپنی دانست میں عظیم ہیں تو بھی
درحقیقت سب عزت سے زیادہ عظیم ہی بالفعل میری روح
ڈھونڈھنے اور حاصل کرنے اور غلطاں ہونے اور شہوتوں
کی کھجلی کو کھروچنے کی کھانیوالی افکار سے آزاد تھی اور میں
بچہ کی طرح تجھسے ہمکلام ہوتا تھا اے میری تابش اور میری
دولت اور میری صحت خداوند میرے خدا +

دوسری فصل

اور مجھکو یہہ تیرے حضور میں پسند آیا کہ اپنی زبان کی
خدمت کو فضول گوئی کے بازاروں سے نہ بہ شورش چھین
لوں بلکہ بہ آہستگی چھڑاؤں تاکہ وے جوان جو نہ تیری شریعت

اور نہ تیری صلح بلکہ لغو دیوانگیوں اور عدالتی جھگڑوں کی
فکر رکھتے تھے آیندہ میں میرے منہ سے اپنے جنون
کے واسطے ہتیاروں کو نہ خریدیں اور اب ایسا ہوا کہ
اُس تعطیل کو جو انگور کی فصل میں ہوا کرتی تھی بہت تھوڑے
روز باقی رہے تھے اور میں نے ان جوانوں کے سینے کا
قصد کیا تاکہ معمولی طور پر اُن کو چھوڑوں اور تیرا خریدہ ہوکر
پھر فروخت ہونے کے لیئے نہ لوٹوں پس ہماری مصلحت
تیرے سامنے تھی لیکن سوا ہمارے دوستوں کے اور
باقی آدمیوں کے سامنے نہیں تھی اور ہم نے آپس میں
یہ ٹھہرایا تھا کہ اس کی خبر ہر ایک شخص پر بلاتمیز کے ظاہر
نہ کریں لیکن تو نے ہم کو جو آنسوؤں کی وادی سے نکلتے (زبور ۸۴)
اور درجوں کے گیت گاتے تھے تیز تیر اور خلاف شرعی
زبان کے مہلک کوئلے دئیے تھے کیونکہ فریبی زبان صلاح
دینے کی صورت میں ہم سے انکار کرتی اور پیار کرنے کی

صورت میں ہم کو مثل گوشت کے نگل جاتی تھی ٭

تو نے ہمارے دلوں کو اپنی محبت کے تیروں سے چھید اتھا اور ہم لوگ تیرے کلاموں کو جو ہماری انتڑیوں میں لگے تھے لئے پھرتے تھے اور تیرے ان خادموں کے نظایر جن کو تو نے سیاہوں میں سے روشن اور مُردوں میں سے زندہ کیا تھا ہمارے خیال کے سینے میں جمع ہو کے سوزاں تھے اور ہماری سخت سرمازدگی کو بھسم کر دیتے تھے یہانتک کہ ہم پستیوں کی طرف مائل نہ ہوویں اور وے نظایر ہم کو اِس قدر شدت سے برانگیختہ کرتے تھے کہ برعکس گووؤں کی فطرتی زبان کا جھونکا ہماری سرگرمی کو نہ بجھاوے بلکہ زیادہ بھڑکاوے لیکن چونکہ تیرے نام کی خاطر جس کی تقدیس تو نے تمام دنیا میں کی ہی ہمارے اِس مقصد و مطلب کے مداح لوگ مل سکتے تھے اس لئے اُس تعطیل تک جواب بہت قریب تھی نہ ٹھہرنا بلکہ سرکاری

عہدہ کو جو سب لوگوں کی نظروں کے سامنے آشکارا تھا چھوڑنا خودنمائی کے موافق معلوم ہوتا تھا یہانتک کہ وے سب لوگ جن کے منھہ میرے اس امر پر متوجہ ہو کر اس پر لحاظ کرتے کہ میں کس قدر قریب فصل انگور کے ایام کی پیش بندی کیا چاہتا تھا میری بابت اس لئے بہت کچھہ کہتے کہ میں کیسا بڑا شخص دکھلائی دینے کا خواہشگار معلوم ہوتا تھا اور مجھہ کو اس سے کیا فائدہ ہوتا کہ میری طبیعت کی بابت لوگ گمان و حجت کریں اور

رومیوں ۱۴: ۱۶ ہماری نیکی کی بدنامی ہووے ٭

علاوہ اُسکے اِس سے بھی مجھہ میں پہلے رنج پیدا ہوا کہ اسی موسم گرما میں میرا پھیپھڑا بہت ہی علمی محنت کے باعث سے سُست ہونے اور بمشکل سانس لینے اور بذریعہ میرے درد سینہ کے خود زخمی ہونے پر گواہی دینے اور بہت صاف و طویل آواز دینے سے منکر ہونے لگا

یہہ اس لیے مجھ کو رنج کا باعث تھا کہ میں تقریباً بار معلمی سے سبکدوش ہوتے یا اگر شفا یاب و تندرست ہو سکتا تو بھی اسے کچھ دیر تک ملتوی رکھنے کے لیے مجبور ہوا لیکن جب مجھ میں اس کی پوری خواہش پیدا و مستحکم ہوئی کہ فرصت پاکر یہہ دیکھوں کہ تو خداوند ہی تب تو جانتا ہی اے میرے خدا کہ میں اس بے مبالغہ عذر ثانی پر بھی جو میرے پاس تھا خوش ہونے لگا کہ اُن لوگوں کی ناراضگی کو جو اپنے بیٹوں کی خاطر میرا آزاد ہونا پسند نہیں کرتے تھے کسی قدر دفعہ کروں پس ایسی ہی خوشی سے معمور ہوکر میں تاوقتیکہ وہ عرصہ گذر نہ جاے برداشت کرتا تھا شاید بیس روز باقی رہے تھے لیکن میں اس لیے دلیری سے اُن کی برداشت کرتا تھا کہ وہ طمع جو پہلے اس گراں کاربار کے اُٹھانے میں میرے شریک رہتی تھی مجھ سے دور ہو گئی تھی اور میں تنہا رہگیا تھا اور اگر صبر اُسکا قایم مقام

نہ ہوتا تو میں دبا جاتا شاید تیرے اُن خادموں میں سے جو میرے بھائی ہیں بعضے اسکو مجھ میں گناہ ٹھہراوینگے کہ میں جسنے اب اپنا دل تیری خدمت میں بالکل لگا یا تھا اپنے آپ کو مبالغہ کی کرسی پر ایک گھڑی بیٹھنے کی اجازت دیتا تھا لیکن میں بھی اس پر اعتراض نہ کرونگا پر کیا تو نے اے رحیم خداوند اس گناہ کو بھی ساتھہ میرے دوسرے ہولناک و مہلک گناہوں کے نہاہرانہ عفو کیا و نہ بخش دیا ہے؟

تیسری فصل

ورسبب ہماری اُس بھلائی کے ویرکنڈس فکر سے لاغر ہو جاتا تھا کیونکہ وہ بہ باعث اپنی زنجیروں کے جن کی سخت گرفتاری میں رہتا تھا یہہ دیکھتا تھا کہ ہم لوگوں کی صحبت سے خود متروک ہو جاویگا کیونکہ وہ ہنوز مسیحی نہیں ہوا تھا پر اُس کی جورو ایماندار تھی لیکن دوسرے قیود سے بڑھکر یہی اُس کو

اُس سفر سے جس پر ہم نے قدم رکھا تھا بیحد روکتی تھی
اور وہ یہہ کہتا تھا کہ سوا اُس طور کے جو ناممکن ہو کسی دوسرے
طور پر بھی نہیں ہو جاؤنگا پر وہ خوش اخلاقی سے یہہ مشورہ دیا
کرتا تھا کہ ہم لوگ تا وقتیکہ وہاں ٹھہریں اُس کے دیہاتی
مکان میں رہیں تو اُس کو اے خداوند راستبازوں کی لوقا ۱۴: ۱۴
قیامت میں بدلا دیگا کیونکہ تو نے ابھی اُس کو اُن کا بخرا زبور ۱۵: ۳
بخشا ہے از بسکہ ہماری پس غیبت میں جب ہم روم میں گئے
تھے عارضہ بدنی میں گرفتار ہو کر اُسوقت مسیحی اور ایماندار
بنکر اِس زندگی سے منتقل ہوا تو بھی تو نہ فقط اُس پر بلکہ فیل ۲: ۲۷
ہم پر رحم کھایا تا نہ ہو کہ ہم اپنے دوست کی اُس بڑی مہربانی
کو جو ہم پر ظاہر ہوئی یاد رکھکے پر اُسی کو تیرے گلے میں شمار
نہ کر کے نابرداشتہ غم سے مضطرب ہو جائیں تیری شکرگذاری
ہووے اے ہمارے خدا ہم لوگ تیرے ہیں تیری نصیحتیں
اور تسلیاں اے وفادار وعدہ کنندہ ہم پر یہہ ظاہر کرتی ہیں

کو اب ویریکندس کو اُس کے اُس مکان کے عوض میں
جو موضع کاسیاکم میں تھا اور جس میں ہم نے سوزش دنیا
سے تجھہ میں آرام پایا اپنی ہمیشہ تر و تازہ بہشت کی خوشی کا
بدلا دیا ہے کیونکہ تو نے اُس کے گناہوں کو جو زمین پر ہوئے
تجھے اُس جغرات دہ پہاڑ پر جو تیرا پہاڑ اور شیر کا پہاڑ ہے
بخش دیا ہے +

پس وہ اُسوقت رنجیدہ تھا پر نیبریدیوس ہمارے
ساتھہ شاد ہوا کیونکہ ہر چند وہ بھی قبل مسیحی ہونے کے
اُس مہلک گمراہی کے غار میں جس میں تیری سچائی کے
بیٹے کے جسم کو وہمی صورت جانتا تھا گر پڑا تھا تو بھی
وہاں سے نکلکر ہماری طرح خیال کرتا تھا اور گو اب تک
تیری کلیسیا کی پاک رسوم میں داخل نہیں ہوا لیکن تیری
سچائی کا جانفشان محقق ہو گیا تھا ہم لوگوں کے متوجہہ
ہونے اور تیرے بپتسما کی نو پیدائش کے بعد بہت عرصہ

گذرا کہ اُس کو جو جامع کلیسیا کا حقیقی شریک تھا اور اپنے
لوگوں کے درمیان افریقہ میں تیری خدمت کامل پاکدامنی
و پرہیزگاری کے ساتھہ کرتا تھا اور جس کا تمام خاندان اُس کے
وسیلہ سے مسیحی ہو گیا تھا تو نے جسم سے رہائی بخشی اور
وہ اب ابراہیم کی گود میں زندہ ہی جو کچھہ اُس گود سے مراد لوقا ۱۶: ۲۲
ہو وہاں میرا نیبریدیوس زندہ ہی میرا شیریں دوست اور
تیرا فرزند اے خداوند اور ایک آزادگی یافتہ شخص کا لے پالک
وہاں زندہ ہی کیونکہ کون دوسری جگہہ ایسی ہی روح کے
واسطے ہی اُس جگہہ میں جس کی بابت وہ مجھہ غریب ناتجربہ کار
شخص سے بہت کچھہ پوچھتا تھا زندہ ہی اب وہ اپنا کان
میرے منہہ پر نہیں بلکہ اپنے روحانی منہہ کو تیرے چشمہ پر لگاتا
ہی اور ہمیشہ خوش رہکر جس قدر ممکن ہی دانائی کو موافق اپنی
تشنگی کے نوش کرتا ہی اور اُس سے میری دانست میں
یہانتک مخمور نہیں ہی کہ مجھہ کو فراموش کرے کیونکہ تو اے

خداوند جس کو وہ نوش کرتا ہی ہم لوگوں کو یاد رکھتا ہی پس
یوں نہیں ہم لوگ ویریکنڈس کو جو دوستی کی اجازت کی
انتہا تک ہمارے اُس سے ہی متوجہہ ہونے پر غمگین ہوتا تھا
تسلی دیتے اور اُسے یہہ نصیحت کرتے تھے کہ اپنے مقدور
تک جو منکوح زندگی میں ہو سکتا ہی ایماندار ہو جائے اور ہم
نیبریدیوس کے آنے کے منتظر تھے تاکہ وہ ہمارا ہبرہ ہوئے
اور بہت نزدیک ہونے کے سبب سے وہ یہہ کر سکتا اور
کرنے پر تھا اور دیکھہ رفتہ رفتہ یے دن گذر گئے کیونکہ وے
بہ باعث اُس محبت کے جو مجھہ کو آسایش آمیز آزادگی سے
تھی میرے واسطے بڑی مدت دراز معلوم ہوئے کہ میں
اپنی اندرونی مغز میں سے یہہ گاؤں کہ میرے دل نے
زبور ۲۷: ۸ تجھہ سے کہا ہی کہ میں تیرے دیدار کا طالب ہوا تیرے دیدار
کا طالب اے خداوند میں ہونگا ٭

چوتھی فصل

اب وہ دن پہنچا کہ میں علم فصاحت کی معلمی سے جس سے بالفعل خیال میں آزاد ہوا تھا کام میں بھی آزاد ہو جاؤں اور یہی وقوع میں آیا اور جہاں سے تو نے میرے دل کو نکالا تھا وہاں سے تو نے میری زبان کو بھی نکالا اور میں خوش ہو کر تجھکو مبارک کہتا تھا اور شہر کو چھوڑ کر اپنے سب دوستوں کے ہمراہ گانو کے مکان میں جا رہا کتنا کام میں نے اُن تصانیف میں جواب تیری خدمت میں آ گئیں پر ہنوز اُس سانس لینے کی مہلت میں تحریر ہو کر غرور کے مدرسہ کی بو دیتی ہیں وہاں کیا اُس کام پر میری وے کتابیں جن میں دوسروں کے ساتھ و نیز تنہائی میں تیرے سامنے خود اپنے ساتھ بحث کرتا تھا گواہی دیتی ہیں اور کتنی بحث میں نیبریڈیوس کے ساتھ جو غیر حاضر تھا کرتا تھا اُس پر

میرے خطوط گواہی دیتے ہیں کب مجھ کو فرصت ملیگی کہ تیری اُن سب بڑی مہربانیوں کو جو ہم پر ہوئیں اور خصوصاً دوسری زیادہ مہربانیوں کی طرف دوڑنے کے وقت ہوئی ہیں بیان میں لاؤں کیونکہ میری یادآوری مجھے پھر بلاتی ہے اور یہہ مجھے شیریں معلوم ہوتا تھا کہ تجھ سے اے خداوند اس کا اقرار کروں کہ کن اندرونی آنکسوں سے تو نے مجھے اپنے تابع کیا تھا اور کسطرح میرے خیالوں کے ٹیلوں و پہاڑوں کو پست کر کے مجھے مسطح کیا اور میری کجیوں کو سیدھا کیا اور میری ہمواریوں کو برابر کیا اور کس طرح میرے دل کے بھائی الیپیوس کو اپنے اکلوتے ہمارے خداوند و نجات دہندہ یسوع مسیح کے نام کا تابعدار بنایا کیونکہ وہ قبل اس کے راضی نہیں تھا کہ یہہ نام ہم لوگوں کے صحیفوں میں درج ہووے پر چاہتا تھا کہ اُن صحیفوں کو نہ کلیسیا کی اُن صحت بخش نباتات سے جو سانپوں کے خلاف تریاق ہے بلکہ

مدرسوں کے اُن سروں سے جن کو خداوند نے اب زبور ۲۹:۵
توڑ ڈالا ہے معطر کریں *

کیسی کیسی صدائیں میں نے بوقت پڑھنے داؤد کے
اُن زبوروں کے جو ایمانداری کے گیت اور دینداری کی
آوازیں اور متکبر مزاج کے باز رکھنیوالے ہیں تجھ کو سنائیں
اور میں ہنوز انجیل کا مبتدی اور تیری حقیقی محبت میں نوآغاز
ہو کر اُس گانوں کے مکان میں الیپوس کے ساتھ جو انجیل
کا مبتدی بھی تھا فارغ رہتا تھا اور میری ماں ہماری ہم صحبت
ہو کر زنانہ جیس اور مردانہ ایمان و بزرگانہ تسکین و مادرانہ
محبت و مسیحی دینداری کے ساتھ پیش آتی تھی کیسی کیسی
صدائیں میں نے تجھ کو اُن زبوروں میں سنائی تھیں اور
کس طرح اُن سے آتش رغبت پا کر شعلہ خیز ہوتا تھا تاکہ
اگر ممکن ہو تو اُنھیں تمام دنیا میں انسانی جنس کے تکبر کے
خلاف بیان کروں لیکن وے تمام دنیا میں گائے جاتے

ہیں اور تیری گرمی سے کوئی نہیں چھپ سکتا ہو کیسے زبور ۱۹:۶
شدید و تلخ غم سے میں باغی لوگوں پر غصہ ہوتا تھا اور پھر
اُن پر اس لئے رحم کھاتا تھا کہ وے اُن علاجوں کو
جو جامع کلیسیا کی پاک رسوم ہیں نہیں جانتے اور خلاف
اُس تریاق کے کہ جس سے اُن کی دیوانگی شفایاب
ہو سکتی تھی دیوانہ ہوتے تھے کاش وے اُس وقت کسی
جگہہ میرے نزدیک میری اُس فراغت میں جس وقت
میں نے چوتھے زبور کو پڑھا میری ناواقفیت میں حاضر
رہکر میرے منہہ کو دیکھتے اور میری باتوں کو سنتے اور
سمجھ جاتے کہ وے باتیں کیونکر مجھ میں موثر ہوئیں جب
میں نے پکارا تب میری صداقت کے خدا نے میری سن لی زبور ۴:۱
تنگی میں تو نے مجھے کشادگی بخشی مجھ پر رحم فرما اور میری
مناجات سن لے کاش اُس کو جو کچھ میں اُن باتوں کی
بابت کہتا تھا وے سنتے اور میں نہ جانتا کہ وے سنتے ہیں

تاکہ وے یہہ گمان نہ کرتے کہ میں نے اُن کے لیے
کہا کیونکہ فی الحقیقت اگر یہہ مجھے معلوم ہوتا کہ وے
میری سنتے اور مجھے دیکھتے ہیں تو میں وے ہی باتیں
نہ کہتا اور اگر میں انہیں کہتا تو وے بھی اُنھیں اُس طرح
پر جس طرح پر میں اپنے ساتھہ اور اپنے لیئے تیرے
حضور میں اپنے دل کی طبعی خواہش سے کہتا تھا
قبول نہ کرتے +

میں مارے ڈر کے کانپ گیا اور پھر میں مارے امید
اور تیری رحمت پر بشاش ہونے کے اے باپ جوش
میں آگیا اور یہی سب میری آنکھوں اور میری آوازوں
کی راہ سے نکلتا تھا کیونکہ تیری نیک روح ہم پر متوجہ
زبور ۴: ۲ ہوکر ہم سے کہتی تھی کہ اے آدم زادو تم کب تک دل
کے سست اعتقاد رہوگے کیوں تم بطالت کو دوست
رکھتے ہو اور جھوٹھہ کی پیروی کرتے ہو کیونکہ میں بطالت کو

دوست رکھتا تھا اور میں نے جھوٹھہ کی پیروی کی تھی
افسی ۱: ۲۰ اور تو نے اے خداوند اپنے مقدس کو سرفراز کرکے مُردوں
میں سے جلایا اور اپنے دہنے ہاتھہ پر آسمانی مکان
میں بٹھایا تاکہ اُس بلندی سے اپنے اُس وعدہ کو جو
لوقا ۲۴: ۴۹ تسلی دہندہ وسچائی کی روح ہی بھیجدیوے اور اُس نے
یوحنا ۱۴: ۱۶، ۱۷ اُسے بھیج دیا تھا لیکن میں نہیں جانتا تھا اُس نے اُسے
بھیج دیا تھا کیونکہ وہ مُردوں میں سے اُٹھکر اور آسمان پر
یوحنا ۷: ۳۹ چڑھکر سرفراز ہوا تھا کیونکہ اُس سے پیشتر روح نہیں دیا گیا
تھا کیونکہ یسوع ہنوز اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا اور نبی یہہ
پکارتا ہی کہ کب تک دل کے سست اعتقاد رہوگے کیوں
تم بطالت کو دوست رکھتے ہو اور جھوٹھہ کی پیروی
کرتے ہو یقین کر جانو کہ خداوند نے اپنے مقدس کو سرفراز
کیا ہو وہ یہہ پکارتا ہی کہ کب تک وہ یہہ پکارتا ہی کہ یقین
کر جانو اور میں نے بہت عرصہ تک بلاجانے بطالت کو

دوست رکھا اور جھوٹھہ کی پیروی کی اور اس لئیے میں
سنکے کانپ گیا کہ جس طرح کا شخص میں خود اپنے بنے ہتے
گویا دیکھتا تھا اُس طرح کے شخصوں سے بنی کی وے
باتیں کہی جاتی تھیں کیونکہ اُن وہمی صورتوں میں جن کو
بعوض سچائی کے میں اعتقاد رکھتا تھا بطالت و جھوٹھہ
تھی اور میں نے اپنی یاد آوری کی تلخی میں بہت باتوں کو
بزور و بشدت سنایا کاش وے لوگ جو ہنوز بطالت کو
دوست رکھتے اور جھوٹھہ کی پیروی کرتے تھے میری
اُن باتوں کو سنتے شاید وے مضطرب ہوکر اُس بطالت
و جھوٹھہ کو قی کرتے اور تو جس وقت وے تیرا نام لیتے
اُن کی سنتا کیونکہ وہ جو تجھہ سے ہماری شفاعت کرتا ہے رومیوں ۳۴:۸
ہم لوگوں کے واسطے حقیقی موت سے جسم میں مرا ✝
اور میں آگے یہہ پڑھتا تھا کہ غصہ کرکے گنہگار مت ہوؤ
اور اے میرے خدا کس طرح میں نے جس نے اب اپنی

سرگذشتوں کے لئیے غصہ ہونا سیکھا تھا نہ غیب پائی
تاکہ آیندہ میں گناہ نہ کروں اور اسلئیے راستی سے غصہ
ہووں جس طرح وے لوگ جب اپنے آپ پر غصہ نہیں ہوتے زبور ۴:۶
ہیں اور قہر و خدا کی راست عدالت کے ظہور کے دن تک
اپنے لئیے غضب جمع کرتے ہیں کہتے ہیں اُس طرح کی تاریکی کی
جنس کی کوئی دوسری ذات میرے لئیے گناہ نہیں
کرتی تھی کیونکہ میری بھلائیاں اب بیرونی نہیں تھیں
اور نہ جسم کی آنکھوں سے آفتاب کے سامنے ڈھونڈھی
جاتی تھیں کیونکہ وے جو بیرونی خوشی کیا چاہتے ہیں
جلد فانی ہوتے ہیں اور اُن چیزوں میں جو آشکارا و چند روزہ
ہیں ضائع ہوتے ہیں اور اُنکی صورتوں کو اپنے گرسنہ
خیالوں میں چاٹتے ہیں کاش وے اپنی فاقہ کشی سے
بالکل ماندہ ہوکر کہتے کہ کون ہم کو کچھہ بھلائی دکھلاویگا اور زبور ۴:۳
ہم اُنسے یہہ کہتے اور وے سنتے کہ تیرے چہرہ کے نور کی

مہر ہم پر کی گئی ہی کیونکہ وہ نور جو ہر ایک شخص کو نور بخشتا یوحنا ۱: ۹
ہی سو ہم نہیں ہیں لیکن ہم تجھہ سے منور ہوتے ہیں تاکہ
ہم جو آگے تاریکی تھے تجھہ میں نور بن جائیں کاش وے افسی ۵: ۸
اُس دائمی کو جو اندرونی ہی دیکھتے کیونکہ میں اُس کو چکھکر
اِس لیئے غمگین ہوا کہ جب تک وے اپنے دل کو جو اُن
کی آنکھوں میں آوارہ ہو کر تجھہ سے دور رہتا تھا میرے
پاس لاتے اور یہہ کہتے کہ کون ہم کو بھلائی دکھلاویگا تب تک
میں اُن کو وہ اندرونی نہ دکھلا سکتا تھا کیونکہ جہاں میں
اپنے اندرونی آرام گاہ میں اپنے اوپر غصہ ہوتا تھا اور جہاں
میں چھیدا جاتا تھا اور جہاں میں اپنی قدیم انسانیت کو ذبح کرکے تیرے حضور
میں قربانی چڑھائی اور تجھہ پر ایمان لاکے نئی زندگی کا قصد زبور ۴: ۵
کرنے لگا وہاں تو مجھہ کو شیریں ہونے لگا تھا اور میرے
دل کو خوشی بخشی تھی اور جب میں اُس بات کو ظاہراً پڑھتا
تھا تب اُس کو اپنے دل میں جان بوجھکر بول اُٹھتا تھا

اور میں نہیں چاہتا تھا کہ دنیاوی بھلائیوں میں بڑھوں
اور اپنا وقت ضایع کروں اور اوقات میں ضایع ہووں کیونکہ
مجھہ کو تیری قدیمی وحدانیت میں دوسری طرح کے غلہ
و مے و تیل ملتے تھے ٭

اور میں اپنے دل کی بلند آواز سے دوسری آیت کے
لفظوں میں پکارتا تھا کہ واہ سلامتی کے واسطے واہ اُس
قائم بالذات کے واسطے واہ اُس کی یہہ بات کیسی ہی
زبور ۴: ۸ کہ میں لیٹ جاؤنگا اور سو رہونگا کیونکہ جب وہ بات جو
۱ قرنتھ ۱۵: ۵۴ لکھی ہی پوری ہو کہ فتح نے موت کو نگل لیا تب کون ہمارا
مانع ہوگا اور تو بدرجہ اعلیٰ وہ قائم بالذات ہی جو نہیں بدلتا ہی
اور وہ آرام جو ساری مشقت کو بھول جاتا ہی تجھہ میں ہی کیونکہ
کوئی دوسرا آرام تیرے پاس نہیں ہی اور اُن بہت باقی
چیزوں کو جو تو نہیں ہی حاصل کرنا نہیں ہی کیونکہ تو ہی اے
خداوند امید سے رہنے دیتا ہی میں پڑھتا اور آتش رغبت پاتا

اور یہہ نہیں جانتا تھا کہ اُن بہروں اور مُردوں کے
ساتھہ جن کے شمار میں خود میں مفقود ہو کے آسمانی شہد
سے شہد آلودہ و آسمانی نور سے منور نوشتوں کے
خلاف تلخ اور اندھا بھونکنیوالا تھا کیا سلوک کروں اور
میں اُن نوشتوں کے دشمنوں کے سبب سے غیرت
میں گھلا جاتا تھا ❊
کب میں اُن تعطیل کے دنوں کے سب احوال کو یاد
میں لاؤں پر میں نہ تیرے تازیانہ کی سختی اور نہ تیری عجیب
رحمت کی تیزروی کو بھول گیا ہوں اور نہ اُس سے خاموش
رہونگا تو اُس وقت مجھے دانتوں کے درد سے اذیت
دیتا تھا اور جب وہ درد یہانتک بڑہ گیا کہ میں بول نہ سکتا
تھا تب میرے دل میں یہہ آیا کہ میرے جتنے دوست
موجود تھے اُن سبھوں کی منت کروں کہ میرے واسطے
تجھ سے اے ہر طرح کی صحت کے خدا دعا مانگیں اور میں نے

اُسے موم کی تختی پر لکھا اور اُن کو واسطے پڑھنے کے دیا
جب ہم لوگوں نے منت والتجا میں اپنے زانوؤں کو ٹیکا
فوراً وہ درد جاتا رہا لیکن کون درد تھا اور کیونکر جاتا رہا
میں ڈر گیا اور میں اسکا اقرار کرتا ہوں اے میرے خداوند
میرے خدا کیونکہ میں نے بچپن کی عمر سے ابتک اُس درد
کے موافق کچھہ تجربہ نہیں کیا تھا اور تیری مرضی کے اشارے
میرے دل کے اندر داخل ہوئے اور میں نے ایمان میں
خوش ہو کر تیرے نام کی ستایش کی اور میرا ایمان مجھے
میرے اُن گذشتہ گناہوں سے جو ہنوز تیرے بپتسما سے
معاف نہیں ہوئے تھے بے فکر ہونے نہیں دیتا تھا ❊

پانچویں فصل

جب انگور کی فصل کی تعطیل ختم ہو گئی تب میں نے میلان
شہر کے باشندوں کو استعفا دیا تاکہ وے اپنے لڑکوں کے

واسطے الفاظ کے دوسرے پیچھے ملنے کی تلاش کریں کیونکہ میں نے تیرا خادم بننا اختیار کیا تھا اور بہ سبب دشواری سانس لینے کے اور درد سینہ کے میں لائق معلمی کے نہیں تھا اور میں نے بذریعہ خطوں کے تیرے نگہبان کلیسیا پاک مرد امبروسیوس کو اپنی قدیم گمراہیوں اور جدید ارادہ کی خبر بھیجی تاکہ وہ صلاح دیوے کہ تیرے نوشتوں میں سے کس کو میں پڑھکر ایسے ہی فضل کی حصول کے لیئے طیار و لائق ہو جاؤں اُس نے یسعیاہ نبی کی کتاب کو بتلایا میری دانست میں اُسنے اِس سبب سے اُسے بتایا کہ یہہ نبی اوروں سے بڑھکر انجیل اور غیر قوموں کی طلبگاری کا صاف پیشین گو ہی لیکن میں نے اُس کو اول مطالعہ میں نہ سمجھکر یہہ خیال کیا کہ وہ تمام ایسی ہی ہے اور اسی رکھ دیا تاکہ جب خداوند کے کلام سے زیادہ واقف ہوؤں پھر لیکر پڑھوں ✣

چھٹویں فصل

بعد ازاں جب وہ وقت پہنچا کہ میں بپتسما کے واسطے اپنا نام لکھکر بھیجدوں تب گانو کو ہم چھوڑکر شہر میلان میں آئے الیپوس کو بھی پسند آیا کہ میرے ساتھ تجھ میں ازسرنو پیدا ہووے کیونکہ وہ ہنوز اُس فروتنی سے جو تیرے پاک رسوم کے لائق ہے ملبس ہوا تھا و نیز اپنے بدن کو ساتھ دلیری کے تابعدار کیئے تھا یہاں تک کہ معہ غیر معمولی ہمتوری کے اٹلی کی زمین کو جسوقت وہ برف باری سے منجمد ہو گئی تھی ننگے پیروں سے روندتا تھا ہم نے اپنے ساتھ اُس لڑکے ادیوداتس کو جو بطور جسم کے میرے گناہ سے پیدا ہوا تھا شریک کیا تو نے اُس کو اچھی طرح سے سنوارا تھا وہ تقریبا پندرہ برس کے تھا اور ذہن میں بہتیرے سنجیدہ عالموں سے سبقت لے گیا تھا میں تجھ سے تیری بخششوں کا اقرار کرتا

ہوں اے خداوند میرے خدا جو سبھوں کا خالق ہی اور ہماری
بد وضعیوں کو نیک وضع کرنے کے لیے بہت طاقت رکھتا ہی
کیونکہ مجھ سے اُس لڑکے میں بجز گناہ کے اور کچھ نہیں ہوا
کیونکہ ہم اُس کو تیری تربیت دینے آئے تو بھی اسکے لیے
نہ کسی دوسرے نے بلکہ تو نے ہم میں الہام کیا تھا میں
تجھ سے تیری بخششوں کا اقرار کرتا ہوں ہماری ایک کتاب
کا نام اُستاد ہی اُس میں وہ میرے ساتھ سوال و جواب
کرتا ہی تو جانتا ہی کہ جو کچھ وہاں میرے مخاطب سے منسوب
ہوا ہی سو سب اُس کے سولھویں برس میں اُس کے خیالات
تھے علاوہ اسکے بہت اور کچھ جو زیادہ عجیب تھا میں نے اُس میں
پایا اُس کے ذہن نے مجھ میں عبرت پیدا کی تیرے سوا
کون دوسرا ایسے ہی عجائب کا کاریگر ہوسکتا ہی تو نے جلد
اُس کی زندگی کو اس دنیا سے اُٹھا لیا اور میں اب اُس کو
بے فکری سے یاد رکھتا ہوں اور میں نہ اُس کے لڑکپن اور

نہ اُس کی جوانی ورنہ بالکل اُس شخص کے لیے کچھ خوف
کھاتا ہوں اُس کو جو تیرے فضل میں ہمارا ہمسن تھا
ہم نے اپنے ساتھ شریک کیا تا کہ وہ تیری تربیت میں
پرورش پائے پس ہم کو بپتسما ملا اور ہم سے ہماری ساری عمر
گذشتہ کی فکریں دور ہو گئیں اور میں اُن دنوں میں
تیری اُس باریک مصلحت پر جو جنس انسانی کی نجات
کے واسطے ہوئی تھی غور کرنے کی عجیب شیرینی سے آسودہ نہیں ہوتا
تھا میں کس قدر تیری خوش الحان کلیسیا کی آوازوں
سے اپنے دل میں ترغیب پا کر تیرے گیتوں اور زبوروں
میں زار زار رویا وے آوازیں میرے کانوں میں بہتی تھیں
اور تیری سچائی میرے دل میں ٹپکتی تھی اور اسی وجہ سے میری
عبادت کی سرگرمی جوش کھا کر لبریز ہوتی تھی اور میرے
آنسو بہتے تھے اور اُن سے میں خوش حال رہتا تھا +

ساتویں فصل

بہت عرصہ نہیں ہوا کہ میلان شہر کی کلیسیا میں اسی طرح کی تسلی و تشفی جس میں مسیحی بھائی ایک ساتھ اپنی آوازوں اور دلوں سے سرگرم ہو کر گانے میں استعمال ہونے لگی شاید برس یا کچھ تھوڑا اور گذرا کہ جسٹینا مادر شاہنشاہ والنٹینیانس جو ہنوز لڑکا تھا تیرے خادم امبروسیوس کو اُس بدعت کے واسطے جس میں وہ آریانی لوگوں سے فریب کھائی تھی ستانے لگی دیندار لوگ اپنے نگہبان کلیسیا تیرے خادم کے ساتھ مرنے کے لیے طیار ہو کر عبادتخانہ میں پاسبانی کرتے تھے وہاں میری ماں اُن بیقراریوں اور پاسبانیوں کے بڑے حصہ کو اُٹھا کر دعا مانگنے میں اپنی اوقات بسر کرتی تھی حالانکہ ہم تیری روح کی آتش سے سرگرم نہیں ہوئے تھے تو بھی شہر کے متعجب و مضطرب لوگوں سے

ہم ترغیب پاتے تھے اُسی وقت سب سے پہلے مقرر ہوا کہ بدستور مشرقی کلیسیاؤں کے گیت و زبور گائے جائیں تا نہ ہو کہ لوگ غم کی تکلیف سے ماندہ ہو جائیں اور اُس وقت سے آج تک وہ دستور جاری ہے اور تیری بہت جماعتیں بلکہ قریب اُن سبھوں کے جو زمین کے باقی حصوں میں ہیں اُسی کی پیروی کرتے ہیں ✦

اُس وقت تو نے اپنے نگہبان مذکور پر بذریعہ رؤیا ظاہر کیا کہ کہاں گیرواسیوس و پروطاسیوس شہیدوں کے بدن چھپے رہتے تھے کیونکہ تو نے اُن کو بہت برسوں سے اپنے پوشیدہ مخزن میں نابوسیدہ رکھا تا کہ بروقت عورت بلکہ ملکہ کی دیوانگی کو باز رکھنے کے لیے وہاں سے اُن کو نکال لاوے جب وے ملے اور نکالے گئے اور مناسب عزت کے ساتھ امبروسیوس کے عبادتخانہ میں پہنچائے گئے تب نہ فقط وے لوگ جن کو ناپاک روحیں ستاتی تھیں

شفا پاتے اور خود بد ارواح اپنی شیطانی ذات کا
اقرار کرتی تھیں بلکہ فلانہ باشندہ شہر جو بہت برسوں سے
اندھا اور شہر میں مشہور تھا لوگوں کی ہنگامہ آمیز خوشی کا
باعث پوچھا اور سنکر اچھل پڑا اور اپنے رہبر سے کہا کہ
مجھے وہاں پہنچا دے اور وہاں پہنچکر نزدیک جانے
کی اجازت مانگی تاکہ اپنے رومال سے تیرے مقدسوں
کے تابوت کو جن کی موت تیری نظروں میں بیشقیمت ہے زبور ۱۱۶: ۱۵
چھوئے جب اس نے یہ کیا اور رومال کو اپنی آنکھوں پر
رکھا وے فوراً کھل گئیں وہاں سے اس کی شہرت
پھیل گئی وہاں سے تیری ستائشیں روشن و تاباں ہوئیں
وہاں سے اس دشمن کا دل گو کہ ایمان آور صحت کی
طرف متوجہ نہیں تو بھی ستانے کی دیوانگی سے باز رہتا
تھا تیری شکرگذاریاں ہوویں اے میرے خدا کہاں سے
اور کہاں تک تو نے میری یادآوری کو لے پہنچایا تاکہ ایسی

تجھ سے ان باتوں کا اقرار کروں کیونکہ اگرچہ وے بڑی ہیں
تو بھی اگر تو میری یادآوری ان کی طرف نہ پہنچا دیتا تو میں
غزل ۱: ۳ ان سے فراموشی میں درگذر ہوتا لیکن جب تیرے عطروں
کی بو ایسی ہی خوش تھی تب کیوں ہم تیرے پیچھے نہیں
دوڑتے تھے اس لیئے میں جو پیشتر تیرے لیئے دم بھرتا تھا
اور اب جہاں تک ہمارے اس خانہ گاہ میں سانس آ سکتی
تھی تجھ میں سانس لیتا تھا اور تیرے گیتوں کے گائے جانے
میں بہت روتا تھا ۔

آٹھویں فصل

زبور ۶۸: ۶ تو نے جو انسانوں کو ایک ہی گھر میں ساتھ ایک دل
کے آباد کرتا ہے ہمارے شہر میں سے ایک جوان ایوڈیوس
کو ہمارا شریک کیا وہ جس وقت ملازم شاہنشاہی تھا قبل
ہمارے تیری طرف متوجہ ہوا اور بپتسما پایا اور اپنی دنیاوی

سپاھگری کو چھوڑ کے تیری سپاھگری میں کمر باندھی ہم لوگ
اکٹھے تھے ہم اکٹھے اپنے پاک قصد کے مطابق رہا چاہتے
تھے ہم اس کی تلاش میں تھے کہ کون جگہ ہم کو تیری خدمت
میں رہنے کے لیے زیادہ مفید ہوگی ایک ساتھ ہم افریقہ
کی طرف لوٹے جاتے تھے اور جب ہم طائبر ندی کے
مہانہ کے شہر میں پہنچے تب میری ماں نے وفات پائی میں
بہت باتوں سے درگذر ہوتا ہوں کیونکہ بہت جلدی کرتا
ہوں میرے اِقراروں اور شکر گذاریوں کو بے شمار باتوں
کے لیے فراموشی میں بھی قبول کر اے میرے خدا لیکن
جو کچھ میرے دل میں بحق تیری اُس خادمہ کے پیدا ہوتا
ہے جو مجھے اپنے جسم سے اِس چند روزہ نور میں اور بھی
اپنی روح سے ابدی نور میں پیدا ہونے کے لیے جنی
اُس سے میں درگذر نہ ہونگا میں نہ اُسکی بلکہ اُس میں تیری
بخشی ہوئی خوبیوں کا بیان کرونگا کیونکہ اُس نے اپنے

آپ کو نہ پیدا کیا اور نہ تربیت دی تو نے اُس کو پیدا کیا
نہ اُس کا باپ نہ اُس کی ما جانتی تھی کہ ہم سے کیسی اولاد تولد
ہوگی تیرے مسیح کے اُس عصا سے جو تیرے اکلوتے
بیٹے کا اِنتظام ہے ایک ایماندار خاندان میں جو تیری کلیسیا
کا اچھا عضو تھا اُس کو تیرے خوف میں تربیت دی گئی تھی
لیکن وہ اپنی اچھی تربیت کے واسطے نہ خاص اپنی ماباپ
کی بلکہ فلانی کبڑی خادمہ کی محنت کو سراہتی تھی یہہ خادمہ
اُس کے باپ کو بہ وقت اُس کے بچپن کے مثل چھوٹے لڑکوں
کے جو بڑے لڑکوں کی پیٹھ پر اُٹھائے جاتے ھیں اُٹھائے
پھرتی تھی بہ سبب اِس خدمت کے اور نیز اُس کی بڑی عمر
اور نیک چال چلن کے وہ اُس مسیحی خاندان میں اپنے مالکوں
سے بہت معزز گنی جاتی تھی اسی وجہ سے اُس کے مالک
کی لڑکیوں کی خبرگیری اُس کے سپرد ہوئی وہ اُس کام
میں بہ دل و جان مصروف رہکے اُن لڑکیوں کو بہ وقت

ضرورت و بذریعہ پاک سختی کے بہ شدت باز رکھتی تھی اور
سنجیدہ دور اندیشی سے سکھلاتی تھی کیونکہ سوا اُن
گھڑیوں کے جن میں وے اپنے والدین کی میز پر بڑی
پرہیزگاری کے ساتھ کھانا پانی تھیں کسی دوسرے
وقت پر اُن کو گو دے پیاس کے مارے خشک نے بان
ہوتیں پانی بھی پینے نہیں دیتی تھی تو نہیں وہ بری عادت
کی مانع ہو کر اِس صحت بخش نصیحت کا اضافہ کرتی تھی
کہ تم اب اِس لیے پانی پیتی ہو کہ شراب تمھارے قابو
میں نہیں ہے پر جب تمھارا نکاح ہو جائے اور تم توشہ
خانوں اور مودی خانوں کی مالکہ بنو تب پانی تم کو ناچیز
معلوم ہوگا پر پینے کی عادت بنی رہیگی اِسی طرح کی نصیحت
سے اور اُس اختیار سے جو اُن پر حکم کرنے کے واسطے
اُسے ملا وہ اُن کی کم سنی کی طمع کو منضبط کرتی اور اُن کی
تشنگی کو اِس قدر اچھے اعتدال تک رجوع کیا کرتی تھی کہ



جو اچھا نہیں تھا سو اُن کو پسند بھی نہیں تھا ٭
لیکن مطابق قول تیرے خادمہ کے جسے اُس نے
مجھ اپنے بیٹے سے کہا اُس پر می خواری درجہ بدرجہ
غالب آئی کیونکہ جب وہ بہ دستور پرہیزگار لڑکی گئی جاتی
اور اپنے والدین سے می کو خم سے نکالنے کے لیئے
بھیجی جاتی تھی تب پیالہ کو خم کے منہ کے نیچے رکھکے
می کو جام میں ڈھالنے سے پیشتر اپنے لبوں تک لگا کے
ذرہ چکھ لیتی تھی کیونکہ اُس کی خلقی طبیعت اُسے زیادہ
پینے سے باز رکھتی تھی نہ مخموری کی حرص بلکہ عمر کے
وے لبریز جوش جو لہو و لعب میں اُبلتے ہیں بہ ایام طفلی
کے بزرگوں کی سنجیدگی سے دبائے جاتے تھے اُس کے
پینے کی وجہ تھی تو نہیں وہ اُس ذرہ پر روز بروز ذرہ اور
اضافہ کیئے جاتی تھی اور چونکہ وہ جو ذری ذری چیزوں
سے متفکر نہیں ہے رفتہ رفتہ ٹھوکر کھاویگا اِس لیئے وہ

ایسی ہی عادت میں پھسل گئی تھی کہ اپنے چھوٹے پیالے
کو جو مے سے عنقریب بھرنے کے تھا بطمع پی جاتی تھی
کہاں اُس وقت وہ عاقل ضعیفہ اور اُس کی سخت ممانعت
تھی اگر تیری شفا اے خداوند ہم پر لحاظ نہ رکھتی تو کیا اور
کوئی دوسری چیز مرض پوشیدہ کے خلاف فائدہ دے سکتی
باپ اور ما اور دائیوں کی غیر حاضری میں تو جو پیدا کرتا طلب
کرتا جو بذریعہ ہمارے مقرر نگہبانوں کے ہماری جانوں کی
نجات کے لیے کام کرتا ھے اُس کے پاس حاضر رہتا تھا
تو نے اُس وقت اے میرے خدا کیا کام کیا کس وجہ سے
اُس کو صحیح کیا کس وجہ سے اُس کو شفا بخشی کیا تو نے اپنے
پوشیدہ مخزن سے نشتر نکالنے کی طرح دوسرے کے
دل سے سخت و تند طعنہ زنی کو نہیں نکالا اور ایک ھی ضرب سے
اُس بوسیدگی کو نہیں کاٹ ڈالا کیونکہ ایک لونڈی جس کے
ہمراہ وہ خم کے پاس جایا کرتی تھی اپنی چھوٹی مالکہ کے ساتھ

تنہائی میں حسب موقع تکرار کر کے اُس پر اُس کا الزام لگایا
اور نہایت تلخ گستاخی سے اُس کو مے خوار کہا اُس نے
اُس طعنہ زنی کا ضرب کھا کر اپنی نجاست کو دیکھا اور فوراً
اُس کو برا ٹھہرایا اور ترک کیا جس طرح خوشامدی دوست
برگشتہ کرتے ھیں اسی طرح الزام دہندہ دشمن اکثر اصلاح
دیتے ھیں لیکن تو نہ اُس کام کے لئے جو تو بذریعہ اُن کے
کراتا ھے بلکہ اُس کام کے لئے جسے وے اختیار کرتے ھیں
اُن کو جزا دیتا ھے کیونکہ وہ لونڈی غصہ ہو کے اپنی چھوٹی مالکہ
کو نہ اصلاح بلکہ تکلیف دیا چاہتی تھی اور اُس نے اُس لئے
چھپکے یہہ کام کیا کہ خواہ تکرار کا موقع اور وقت ویسا ھی تھا
خواہ وہ شاید اُس کی خبر پیشتر نہ دینے کے سبب سے خطرہ
میں پڑی ھوگی لیکن اے خداوند سب آسمانی و دنیاوی
چیزوں کے ناظم جو اپنے ارادوں کے واسطے سب سے
گہرے دھاروں کو پھیرتا اور زمانوں کی شور خیز موجوں کو

اپنا مطیع کرتا ہے تو نے ایک روح کی ماندگی کے ذریعہ سے دوسری روح کو صحت بخشی تا نہ ہو کہ کوئی شخص جب اس حال پر غور کرے تب اس کو اپنی طاقت میں محسوب کرے کہ کوئی دوسرا شخص جس کی اصلاح کا خواستگار ہوں میری باتوں سے اصلاح پاتا ہے *

نویں فصل

یونہیں اُس نے حیا و پرہیز میں تربیت پائی اور خصوصًا نہ اپنے والدین سے تیری تابعدار بلکہ تجھ سے اپنے والدین کی تابعدار بنائی گئی اور سن بلوغ تک پہنچتے ہی شوہر کے حوالہ ہوئی اور اُسے اپنا مالک سمجھکر اُسکی خدمت کرتی تھی اور بذریعہ اپنی چال چلن کے جسمیں تو اُسکو آراستہ کرتا اور اُسکے شوہر کے نزدیک ادبانہ دلربا اور لائق تعجب بناتا تھا اپنے شوہر سے تیری منادی کرکے اُس کو تیرے واسطے

حاصل کرنے میں جانفشاں رہتی تھی اور وہ اس طرح پر اپنے پلنگ کی بے انصافی کی برداشت کرتی تھی کہ اس کے سبب سے اپنے شوہر سے کبھی قضیہ نہیں کرتی تھی کیونکہ وہ تجھسے اُس پر رحمت کی منتظر رہتی تھی تاکہ وہ تجھ پر ایمان لا کے پاک دامن بنجائے لیکن علاوہ اس کے جس قدر جلد محبت ظاہر کرتا تھا اُس قدر غصہ کے مارے آگ بنجاتا تھا لیکن میری ماں نے یہہ تعلیم پائی تھی کہ نہ فقط فعل بلکہ بات میں غصہ ور شوہر کا سامنا نہ کرے لیکن اگر وہ اتفاقًا بے تامل خفا ہوتا تو اُس کے ٹھنڈے اور خاموش ہونے کے بعد اُس کو قابل سننے کے دیکھکر اُس سے اپنے افعال کا بیان کرتی تھی القصہ جب بہتیری عورتیں جن کے شوہر میرے باپ سے زیادہ حلیم تھے پر جن کے چہروں پر ماروں کی خراب نشانیاں نمایاں تھیں دوستانہ گفتگو میں اپنے شوہروں کی چال چلن پر عیب لگاتی تھیں تب

میری ماں اُن کی زبانوں پر عیب لگاتی تھی اور بہ طور لطیفہ کے اُن کو بہ سنجیدہ نصیحت دیتی تھی کہ جس وقت تمہارا نکاحنامہ تمہارے سامنے پڑھا گیا اُسوقت سے تمہیں اُس کو وہ اقرارنامہ جس سے تم خادمہ بنائی گئی ہو سمجھنا لازم تھا اور یونہیں اپنی حالت یاد رکھکے اپنے مالکوں کے خلاف تکرار کرنا ناجایز ہی اور جب وے جو یہہ جانتی تھیں کہ وہ کیسے تند مزاج شوہر کی برداشت کرتی ہی اس پر تعجب کرتی تھیں کہ یہہ نہ کبھی سنا گیا اور نہ کبھی کسی علامت سے ظاہر ہوا کہ پطرقیوس نے اپنی جورو کو مارا ہی یا ان دونوں میں ایک دوسرے کے ساتھ ایک دن بھی نااتفاقی ہوئی اور اسی کی وجہہ بلا تکلف پوچھتی تھیں تب میری ماں انکو اپنا وہ قاعدہ جس کا بیان میں نے اوپر کیا ہی سکھلاتی تھی وے عورتیں جنھوں نے اُسے مانا اُس کا فائدہ پاکر شکرگذار ہوئیں اور وے جنھوں نے نہیں مانا تابع

میں رہکر مضطرب ہوئیں ٭

پھر وہ صبر و حلم پر مستقل رہکر فرمانبرداری سے اپنی ساس پر جو پہلے برے خادموں کی کانا پھوسیوں کو سنکر اُس سے بیزار تھی یہانتک غالب آئی کہ یہہ از خود اپنے بیٹے پر ان خلل انداز زبانوں کو جن کے سبب سے اُس کے اور اُس کی بہو کے درمیان خانگی صلح میں تفرقہ پڑا تھا ظاہر کیا اور اُس سے اُنکی سزا چاہی اسی طرح جب بیٹے نے اپنی ماں کی بات مانکر اور گھر کے انتظام اور اپنے لوگوں کے آپس کے اتفاق کے لیئے اُن بگڑائے ہوئے خادموں کو حسب مرضی بگڑوانیوالی کے مار کر تنبیہہ دی تب اُسکی ماں کا یہہ قول ہوا کہ جو کوئی مجھکو خوش کرنے کے لیئے میری بہو کی شکایت مجھ سے کریگا وہ ویسی ہی جزا پاویگا اور چونکہ اب شکایت کرنے کے لیئے کسی کی ہمت نہ پڑی اسلیئے انہوں نے باہم محبت کی عجیب شیرینی میں اپنی زندگی بسر کی ٭

یہہ بڑی بخشش بھی اے میرے خدا اے میری رحمت
تو نے اپنی اُس نیک لونڈی کو جسکے رحم میں تو نے مجھے
بنایا بخش دی کہ نا چاق و نا اتفاق لوگوں میں حتی الامکان ایسی
صلح کرانیوالی ظاهر هوتی تھی کہ جب وہ ایسی تلخ گفتگو کو جیسی
متکبر و نا هضم غضب کی حالت میں لوگ اُس وقت میں کرتے
هیں جس وقت نفرت کی ناپختہ اور کڑوی باتیں حاضر دوست
سے غائب دشمن کی بابت کہی جاتی هیں طرفین سے سنتی
تھی تب وہ اُن لوگوں میں سے ایک کی بابت دوسرے
سے سوا اُس بات کے جو اُن میں صلح کرا سکتی تھی اور کچھ
کبھی نہیں کہتی تھی پس اگر اُن لوگوں میں سے جو گناہ کی
هولناک اور بہت پھیلی هوئی وبا کے سبب سے نہ فقط ایک
طرف کے غصہ ور لوگوں کی باتیں طرفثانی کے غصہ ور لوگوں
پر ظاهر کرتے هیں بلکہ ان میں بے کہی باتیں بھی ملاتے
هیں بیشمار گروهوں سے مجھکو رنج نہ ملتا تو شاید میری ماں کی

وہ بھلائی جس کا ذکر میں اب کرتا هوں مجھکو چھوٹی معلوم
هوتی لیکن مهربان لوگوں کو یہہ کام بُرا سمجھنا لازم نہیں هے
کہ دشمنیوں کو بذریعہ بری باتوں کے نہ اُسکاویں اور
نہ بڑھاویں اسطرح کے کام کو بُرے سمجھنے کے لیے بہتر تو
هے کہ ساتھہ هی اُس کے اُن کو اچھی باتوں سے ٹھنڈا
کرنے کی کوشش کریں میری ماں ایسی هی تھی اور تو اُسکا اندرونی
اُستاد بنکر اُس کے دل کے مدرسہ میں اِسی کی
تعلیم دیتا تھا ✦

آخر کار اُس نے اپنے شوهر کو عنقریب اختتام اُسکی
حیات دنیاوی کے واسطے تیرے حاصل کر لیا اور اُسکے
ایماندار هونے کے بعد اُس بدسلوکی پر جو اُس نے اُس سے
قبل ایماندار هونے کے برداشت کی تھی کچھہ شکایت نہیں
کی وہ تیرے خادموں کی بھی خادمہ تھی اُن میں سے جو
کوئی اُسکو جانتا تھا سو اُس میں تیری بہت تعریف و عزت

کرتا اور تجھ سے بہت محبت رکھتا تھا کیونکہ وہ ایک ہی
مرد کی جورو ہوئی تھی اور اُس نے اپنے والدین کا حق ۱ تمتھ ۵: ۱۰ و ۴
ادا کیا تھا اور وہ دینداری کے ساتھ اپنے گھر کی خبرگیر
رہی تھی اور نیکوکاری کے سبب سے نامور ہوئی تھی اور
لڑکوں کی تربیت کی تھی اور جب جب اُن کو تیری طرف
سے برگشتہ ہوتے ہوئے دیکھتی تھی تب تب اُن کی دردزہ گلت ۴: ۱۹
رکھتی تھی اور چونکہ تو اے خداوند اپنے خادموں کو اپنی بخشش
کا بیان کرنے دیتا ہے اِسلیئے آخر کار میں یہہ کہتا ہوں
کہ اُسکے تجھ میں سونے کے قبل جتنے ہم میں سے تیرے
بپتسما کی نعمت پاکر باہم ہم صحبت رہتے تھے ہم سبھوں کی
وہ ایسی خبر لیتی تھی گویا ہم سبھوں کو اپنے تن سے جنی تھی اور
ہماری خدمت بھی ایسی کرتی تھی گویا وہ ہم سبھوں سے
تن سے جنی گئی تھی ❊

دسویں فصل

اب وہ دن قریب پہنچا کہ میری ما اِس زندگی سے
اِنتقال کرے اُس دن کو تو جانتا تھا پر ہم نہیں جانتے تھے
اور یہو جب تیرے اُس انتظام کے جو تو اپنے پوشیدہ طریقوں
سے کرتا ہے میری دانست میں یہہ واقع ہوا کہ اوستیہ میں
جہاں لوگوں کے شور و غل سے ہم علیحدہ ہو کر خشکی کے
بڑے سفر کے بعد تری کے سفر کے واسطے ستاتے
اور آرام لیتے تھے وہ اور میں اکیلا کھڑا رہتا اور ایک کھڑکی
میں سے جس کا رخ ہمارے مکان کے باغ کی طرف تھا
جھانکتا تھا ہم نہایت شیرینی کے ساتھ باہم گفتگو کرتے
فیل ۳: ۱۳ تھے اور اُن چیزوں کو جو پیچھے چھوٹیں بھول کر اُن کے لیئے
جو آگے ہیں بڑھکر آپس میں اُس سچائی کے سامنے جو تو
ہی ہے یہہ جستجو کرتے تھے کہ مقدسوں کی وہ ابدی زندگی

جو نہ آنکھہ نے دیکھی و نہ کان نے سنی و نہ انسان کے ۱قرن ۲: ۹
دل میں آئی ہو کبھی ہو لیکن ہم اُن آسمانی دھاروں کے
لیئے جو تیرے چشمہ سے بلکہ تیرے یہاں کی زندگی کے زبور ۳۶: ۹
چشمہ سے نکلتے ہیں اپنے دل کے منہہ کھولتے تھے تاکہ اُن
بقدر اپنے حوصلہ کے سیراب ہو کر کسی طور پر اُس بڑے
مقدمہ پر غور کریں ٭

اور جب ہمارا کلام اُس حد تک پہنچا کہ جسقدر خوشی ہمارے
بدن کے حواس کو معلوم ہو سکتی ہے اور جسمانی نور سے حاصل
ہو سکتی ہے سو اُس زندگی کی خورمی کے سامنے نہ فقط مقابلہ
بلکہ ذکر کے قابل نہیں نظر آتی تھی تب ہم نسبت پیشتر کے زیادہ
سرگرم ہو کر آرزو کے ساتھ اپنے تئیں اُسکی طرف جو از خود
ہست ہے اُستادہ کر کے رفتہ رفتہ تمام جسمانی چیزوں سے اور
اُس آسمان سے بھی جہاں سے آفتاب و ماہتاب و کوکب
اِس زمین پر تاباں ہیں گذر گئے بلکہ اندرونی تامل اور گفتگو

اور تیرے کاموں پر غور کرنے میں آگے بڑھکر اپنی ارواح
تک پہنچتے اور تیز اُن سے زیادہ بلندی پر پہنچے تاکہ اُس
بے زوال فراوانی کی سرزمین پر جہاں تو اسرائیل کو ہمیشہ
سچائی کی خوراک دیتا ہے اور جہاں زندگی دانائی ہے پہنچ زبور [illegible]
جائیں اور اُس دانائی سے یہہ سب چیزیں اور سب آیندہ و گذشتہ
چیزیں بنائی گئیں اور اُس دانائی کو کسی نے نہیں بنایا ہے
بلکہ جیسی تھی ویسی ہی ہے اور ہمیشہ ویسی ہی رہیگی یا برعکس
اِس کے ہم نہ یہہ کہہ سکتے کہ وہ ہست رہی ہے یا ہست
رہیگی بلکہ فقط یہہ کہ ہست ہے کیونکہ وہ دائمی ہے اور ہستی
گذشتہ اور ہستی آیندہ دائمی نہیں ہیں اور جب ہم گفتگو
کرتے تھے اور اُس دانائی کے لیئے آرزو کا دم بھرتے
تھے تب اپنے دل کی تمام کوشش سے قدرے قدرے
اُس کے متصل پہنچے اور ہم نے آہ بھری اور دھاں
روح کے پہلے پھلوں کو باندھے چھوڑ دیا اور ہم اپنے رومیوں [illegible]

سنہہ کی آواز پر جہاں سے کلام شروع اور تمام ہوتا ہے لوٹے اور تیرے کلام کا ثانی کیا کیونکہ وہ ہمارا خداوند ہو اور اپنے آپ میں بغیر قدیم ہونے کے رہتا ہے اور تمام اشیا کی تجدید کرتا ہے ۔

پس ہم یہہ کہتے تھے کہ اگر کسی شخص کے لیئے جسم کی شورش خاموش ہووے اور زمین اور پانی اور ہوا کی صورتیں خاموش ہوویں اور قطب سما خاموش ہووے اور خود روح اپنے لیئے خاموش ہووے اور بسبب اپنے آپ پر خیال نہ کرنے کے اپنے آپ سے زیادہ بلند ہو جائے اور خواب وخیالی مکاشفات خاموش ہوویں اور ہر ایک زبان اور ہر ایک اشارہ اور جو کچھ گذر جانے کی حالت میں ہست ہوتا ہے اِسلیئے بالکل خاموش ہووے کہ اگر کوئی اُن کی سنے تو وے سب یہہ کہیں کہ نہ ہم نے اپنے آپ کو بنایا بلکہ اُس نے جو

دائمی ہے ہم کو بنایا پس اگر وے بھی اس کے کہنے کے بعد اس لیئے خاموش ہوویں کہ انکے وسیلے سے ہمارے کان اپنے بنانیوالے کی طرف راغب کیئے گئے اور اکیلا خود وہ نہ اُن کے بلکہ اپنے ذریعے سے کہے تاکہ ہم اُس کا کلام نہ بوسیلہ جسم کی زبان یا فرشتہ کی صدا یا رعد کی آواز یا تمثیل کے معمے کے سنیں بلکہ خود اُس کو جس کو ہم ان چیزوں میں پیار کرتے ہیں ہاں خود اُسی کو بغیر ان چیزوں کے اُس طرح پر سنیں جس طرح ہم دونوں اپنے آپ پر سعی بلیغ کرکے زود خیال سے اُس دائمی دانائی کے متصل جو سب چیزوں کے اوپر رہتی ہے پہنچے اور اگر یہی شغل آگے بڑھتا جاوے اور وے دوسری رویا جن کی قسم کہیں اور طرح کی ہے کنارہ ہوویں اور وہی ایک رویا اپنے دیکھنے والے کو ان اندرونی خوشیوں کے درمیان وجد میں لائے اور جذب کرے

اور دیکھ لے یہاں تک کہ ہماری زندگی ہمیشہ موافق اُس
دم بھر کے فہم کے جس کے لئے ہم اب آرزو کا دم بھرتے
ہیں بنجائے تو کیا یہی اپنے خداوند کی خوشی میں داخل ہونا متی ۲۵: ۲۱
نہ ہوگا پر کب یہہ ہوگا جب ہم سب جی اُٹھینگے پر نہ سب اقرنتی ۱۵: ۵۱
تبدیل ہونگے کیا تب نہ ہوگا ✣

ہم ایسی ہی باتیں کہتے تھے اور اگر نہ اِسطرح اور
نہ اِنھیں لفظوں میں تو بھی اے خداوند تو جانتا ہی کہ جس دن
ہم ایسی ہی گفتگو کرتے تھے اور یہہ دنیا معہ اُس کی
ساری خوشیوں کے ہماری باتوں کے درمیان ناچیز معلوم
ہوتی تھی تب میری ماں نے کہا کہ اے بیٹے جہاں تک مجھے
تعلق ہی اِس زندگی میں کوئی چیز اب سے مجھہ کو مرغوب
خاطر نہیں ہوگی اِس دنیا میں میری اُمید پوری ہو چکی
مجھے معلوم نہیں کہ میرا یہاں اور کیا کام ہی اور میں کیوں
اب جیتی ہوں یعنی اِس زندگی میں کچھہ دیر تک اِس لئے

ٹھہرا چاہتی تھی کہ قبل اپنی وفات کے تجھکو
جامع کلیسیا کا عیسائی دیکھوں اُس سے بڑھکر میرا
خدا مجھے پیش آیا یہاں تک کہ میں تجھکو نہ فقط دنیاوی
خوشیوں کا محقر بلکہ اُس کا خادم دیکھتی ہوں پس اب
میں یہاں کیا کرتی ہوں ✣

گیارھویں فصل

مجھے اچھی طرح یاد نہیں آتا ہی کہ میں نے ان باتوں کا
اُس کو کیا جواب دیا کیونکہ بعد اِس واردات کے پانچ یا کچھہ
زیادہ دن گذرتے تھے کہ وہ عارضہ بخار میں مبتلا ہوئی
اور بیمار رہکر ایک دن بیہوش ہو گئی اور کچھہ عرصہ تک آپ اپنے
موجودہ سے غافل رہی ہم اُس کے پاس دوڑے آئے
پر اُسے جلد ہوش آگیا اور اُس نے مجھے اور میرے بھائی
کو اپنے نزدیک کھڑے ہوئے دیکھکر مثل سائل کے

ہم سے پوچھا کہ میں کہاں تھی پھر ہم پر جو غم کے مارے
حیران تھے لحاظ کرکے یہہ کہا کہ یہیں تم اپنی ماکو دفن
کروگے میں خاموش رہا اور اپنے آنسوؤں کو باز رکھتا
لیکن میرا بھائی کچھ کہگیا اُسکے لیئے یہہ دعا کرتا تھا کہ وہ
نہ غیر ملک میں بلکہ اپنے وطن میں جسے بہتر جانتا تھا مرے
میری ما یہہ سنکر متفکر سا چہرہ بناکر اپنی آنکھوں کی حرکت
سے اِس لیئے اُس کی مانع ہوئی کہ وہ ایسی باتوں سے
متلذذ ہوتا تھا پھر اُس نے مجھہ پر نظر کرکے کہا کہ دیکھہ وہ
کیا کہتا ہی اور پھر جلد ہم دونوں سے یہہ فرمایا کہ اِس بدن کو
کہیں رکھہ دو اِس کی فکر میں تم مضطرب مت ہو پر میری
تم سے فقط یہی درخواست ہی کہ تم جہاں کہیں رہو وہاں
مجھے خداوند کی قربانگاہ کے پاس یاد کیا کرو جب جن جن
الفاظ سے ممکن تھا اپنی اُس خواہش کو ظاہر کر چکی تب چپ
ہو رہی کیونکہ وہ عارضہ جس میں وہ مبتلا تھی بڑھتا جاتا تھا ❊

لیکن اے نادیدہ خدا میں تیری اُن بخششوں پر
جن کو تو اپنے ایمان داروں کے دلوں میں داخل
کرتا ہی اور اُن عجیب پھلوں پر جو اُن سے وہاں پیدا
ہوتے ہیں خیال کرکے اس لیئے مسرور ہوتا اور تیرا
شکر بجالاتا تھا کہ اس بات کو جو مجھے پہلے سے معلوم
تھی یاد رکھتا تھا کہ وہ اپنے مقبرہ کے لیئے جسکو اپنے
واسطے اپنے شوہر کی قبر کے بغل میں دوراندیشی سے
طیار کیا تھا کس قدر فکر اور آرزو رکھتی تھی کیونکہ چونکہ
اُنھوں نے دل کی بڑی یگانگی سے باہم زندگی بسر کی
اِس لیئے وہ یہہ بھی چاہتی تھی کہ یہہ اُس خوشی پر اضافہ
کیا جائے اور آدمیوں کی یادگاری میں رہے کہ اُس کے
اُس سفر کے بعد جو سمندر کے پار ہوا اُن یگانہ جورو خصم
کی مٹی کو ایک ہی جگہہ کی مٹی سے چھپائے جانے کی
اجازت عطا ہوئی کیسی اونی قدر ہے اِنسانی روح

ایسی باتوں پر قابض ہوتی ہو لیکن میں نہیں جانتا تھا
کہ کب تیری بھلائی کی بھرپوری ہے اُس کے دل میں
یہہ خلو موقوف ہونے لگا اور میں خوش ہوئے اُس بات
پر جس کو اُس نے مجھ پر ظاہر کیا تھا تعجب کرتا تھا لیکن
جب اُس نے ہم دونوں کی گفتگو کے درمیان جو کھڑکی
میں ہوئی یہہ کہا کہ میں یہاں اور کیا کرتی ہوں تب بھی
یہہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ اپنے وطن میں مرنے کی خواہاں
ہو اس کے بعد میں نے یہہ بھی سنا تھا کہ ایک دن جب
ہم اوسطیہ میں تھے وہ میری بے غیبت میں بہ مادرانہ
اعتقاد میرے بعض دوستوں کے ساتھہ اِس زندگی کی
کم قدری و موت کی بھلائی پر گفتگو کرتی تھی اور جب
وے اُس ہمت سے جسے تو نے اُس عورت کو بخشا
تھا حیرت میں آکر پوچھنے لگے کہ کیا تو اپنے بدن کو
اپنے وطن سے اِتنی دور چھوڑنے کا خوف نہیں

کھاتی ہو تب اُس نے جواب دیا کہ خدا سے کوئی چیز دور
نہیں ہی اور اسکا کچھہ خوف نہیں ہو کہ جس جگہہ سے مجھے
دنیا کے آخر میں اُٹھانا ہو سو اُس کو بھول جائے پس
اپنی بیماری کے نویں روز اور اپنی عمر کے چھپنویں اور
میری عمر کے تینتیسویں سال وہ دیندار و مقدس روح
اپنے تن سے رہا ہوئی ٭

بارھویں فصل

میں نے اُس کی آنکھیں بند کردیں اور میرا دل
بھاری غم سے پر ہو کر آنسوؤں میں چھلکنے لگا اور میری
آنکھوں نے میری روح کے حکم سے مجبور ہو کر اپنے
چشمے کو پیتے پیتے خشک کردیا ایسی ہی خلش سے مجھہ کو
نہایت آزار پہنچا لیکن جب اُس نے اپنی آخری سانس
لی تب ادیودانس لڑکا نالہ کرکے چلا اُٹھا اور پھر ہم سبھوں سے

منع کیا گیا اور جب چاپ ہوا اسی طرح میرا بھی کوئی نالہ
طفلانہ جو میرے آنسوؤں میں ظاہر ہوتا تھا میرے دل کی
جوانمردی کی آواز سے منع و خاموش کیا گیا اور ہم لوگوں
کے نزدیک میری ماں کا دفن اشک آلودہ ماتم اور نالوں کے
ساتھہ کرنا اسلیئے بیجا تھا کہ لوگ وفات یافتوں پر اپنا غم
تب اس طرح ظاہر کرتے ہیں جب ان کو پریشان
حال یا بالکل مردہ سمجھتے ہیں لیکن میری ماں نہ پریشان حال
ہو کر مری و نہ بالکل مر ہی گئی اس بات کو ہم اس کی
چال چلن اور بے مکر ایمان کی یقینی دلایل سے ۱ تمط ۱: ۵
جانتے تھے ۔

پس سوا اس تازہ زخم کے جو ہمارے ایک ساتھ
رہنے کی نہایت شیریں و عزیز رسم کی شکستگی سے پیدا
ہوا تھا اور کیا مجھکو دل میں سخت ایذا دیتا تھا لیکن میں
اپنی ماں کی اس شہادت سے خرسند تھا کہ وہ اپنی اس

آخری بیماری میں میری خدمت گذاریوں کے درمیان
اپنی شفقت آمیز باتوں میں مجھکو نیک لڑکا کہتی تھی اور
محبت کے بڑے جوش کے ساتھہ یہہ ذکر کیا کہ میں نے
اپنے خلاف تیرے منہہ سے کسی سخت یا بے ادبانہ کلام
کو نکلتے ہوئے نہیں سنا لیکن اے میرے خدا جس نے
ہم کو بنایا درمیان اس عزت کے جو میں اس کی کرتا تھا
اور اس خدمت کے جو وہ میری کرتی تھی کیا مقابلہ ہو سکتا
ہے پس چونکہ میں اس کی ایسی ہی بڑی تسلی سے محروم
ہوا اس لیئے میری روح زخمی ہوئی اور وہ زندگی جو
اس کی اور میری زندگی سے ایک ہو گئی تھی گویا
چاک کی گئی ۔

پس جب اودیوداتس لڑکا رونے سے خاموش ہو گیا
تب ائیودیوس نے زبور کی کتاب کو اٹھا کر اس زبور کو
گانے لگا کہ میں رحمت و عدالت کی گیت گاؤنگا اے خداوند زبور ۱۰۱: ۱

اور ہمارے سب اہل خاندان اُس کے جواب میں
گاتے تھے لیکن اس واقعہ کے سننے سے بہتیرے بھائی
اور دیندار عورتیں اکٹھی ہوئیں اور جب وے لوگ جنکا کام تھا
موافق دستور کے دفن کی فکر کرتے تھے تب میں مکان
کے اس گوشہ میں جہاں ممکن تھا اُن لوگوں کے ساتھ
جنھوں نے مجھہ کو اکیلا چھوڑنا نامناسب سمجھا کسی قدر بحث
جو حسب حال اُسوقت کے تھا گفتگو کرتا تھا اور سچائی کے
اسی مرہم سے میں اپنی اُس اذیت کے زخم کو جو تجھپر
ظاہر تھی تخفیف کرتا تھا گو وے لوگ یہہ نہیں جانتے
تو بھی میری باتوں کو غور سے سنتے اور یہہ سمجھتے تھے کہ غم
مجھپر مطلق موثر نہیں تھا لیکن میں تیرے کانوں میں جہاں
اُن لوگوں میں سے کوئی نہیں سنتا تھا اپنی محبت کی
نزاکت پر الزام لگاتا تھا اور اپنے غم کے دھارے کو
روک رکھتا تھا اور وہ کسی قدر موقوف ہوا اور پھر مثل

موج کے لوٹا پر آنسو نکلنے یا چہرہ تبدیل ہونے کی نوبت
نہ آئی لیکن مجھے معلوم تھا کہ کس چیز کو میں اپنے دل میں
دباتا تھا اور چونکہ میں اپنے آپ سے اس واسطے نہایت
ناخوش تھا کہ وے انسانی حالات جن کا واقع ہونا ہمارے
خلقی انتظام کی عین ترتیب و تقرر میں ضروری ہے مجھ پر
اِس قدر موثر ہوئے تھے اِسلیئے میں اُس غم پر
بسبب دوسرے غم کے غمگین تھا اور یوں میں دوگونہ
رنج سے ماندہ پڑتا تھا ۔

جب جنازہ واسطے دفن کے لیجاتے تھے ہم ساتھ
ساتھ چلے گئے اور بلا گریہ و زاری کے لوٹ آئے کیونکہ
جسوقت لاش قبل نیچے اُتاری جانے کے قبر کے کنارے
رکھی گئی اور حسب دستور ہمارے فدیہ کی قربانی اُسکے واسطے
کی جاتی تھی تب میں اُن مناجاتوں میں جنھیں ہم نے اُسوقت
تیرے سامنے کیا نہیں روتا تھا مگر تمام دن خفیا بہت

اُداس رہا اور اپنی گھبرائی ہوئی روح سے جسقدر ممکن تھا تیری منت کرتا رہا کہ تو میرے غم کو شفا بخشے پر میری دانست میں تو نے مجھے اسلیئے شفا نہیں بخشی کہ تو اس ایک نظیر سے یہہ میری یاد آوری میں نقش کرے کہ ہر ایک عادت کی زنجیر کیسی مضبوط ہے اور کس طرح اُس روح پر جو اب دغا باز کلام کو اپنی خوراک نہیں بناتی ہے موثر ہے مجھکو غسل کرنے کے لیئے جانا اچھا معلوم ہوا کیونکہ میں نے سنا تھا کہ حمام کا نام لاطینی زبان میں اس سبب سے رکھا گیا کہ اُس یونانی لفظ کا مطلب جس سے وہ نکلا ہے یہہ ہے کہ رنج کو دل سے دور کرتا ہے دیکھہ میں تیری رحمت کے

زبور ۶۸:۵ حضور میں یہہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اے یتیموں کے باپ میں نے غسل کیا اور جیسا قبل غسل کرنے کے تھا ویسا ہی رہا کیونکہ غم کی تلخی میرے دل سے نہیں نچوڑی گئی بعد ازاں میں سویا اور پھر بیدار ہوا اور اپنے غم میں

کچھہ کمی پائی اور اپنے پلنگ پر اکیلا پڑا ہوا میں نے تیرے امبروسیوس کے ان حق گو اشعار کو یاد کیا کیونکہ تو

خدا سبکا خالق ہے اے میری جاں | بلندی کے اور چرخ و حکمراں
ہمیں دن کو گر نور تاباں دیا | تو شب کو کیا خواب شیریں عطا
تھکے عضو کو تاکہ آرام دے | مشقت کی طاقت انہیں پھر ملے
ہوں پژمردہ ارواح سرسبز سب | مٹے اضطراب اور رنج و تعب

بعد اُسکے میں رفتہ رفتہ اپنے پیشینہ خیال میں تیری خادمہ کو اور اُس کے اُن نیک اطوار کو جو تیرے سامنے تھے اور اُس کی اُس پاک مہربانی و خدمت گذاری کو جو ہم لوگوں سے ہوتی تھی اور جس سے میں یکبیک محروم ہوا پھر لانے لگا اور مجھکو یہہ پسند آیا کہ تیرے حضور میں اُس کے لیئے اور اُس کے سبب سے اور اپنے لیئے اور اپنے سبب سے روؤں اور میں نے اُن آنسوؤں کو جنکو آگے باز رکھا تھا اجازت دی کہ جسقدر چاہیں رواں ہوں اور میرا دل

اُن پر تکیہ کرتا اور اُن میں آرام پایا تھا کیونکہ وے نہ گوش
انسان جو میرے رونے کو حقیر جانتے بلکہ تیرے گوش
وہاں لگے تھے اور بالفعل اے خداوند میں اس کتاب میں
تجھ سے اُس کا اقرار کرتا ہوں جو چاہے پڑھے اور جس طرح
چاہے اُس کی تعبیر کرے اور اگر وہ اِس کو گناہ جانے
کہ میں اپنی اُس ماں کے لیئے جو اب میری آنکھوں کے
نزدیک مری تھی اور جو برسوں تک میرے لیئے روئی تھی
تاکہ میں تیری نظروں کے سامنے زندہ ہووں ایک گھڑی
کے چھوٹے حصہ تک رو دیا تو وہ شخص مجھ پر نہ ہنسے بلکہ برعکس
اس کے اگر اُس میں بڑی شفقت ہو تو میرے
گناہوں کے لیئے تیرے سامنے جو اپنے مسیح کے سب
بھائیوں کا باپ ہے رووے ✤

تیرھویں فصل

لیکن میں اب اپنے دل کے اُس زخم سے جو بسبب
جسمانی محبت کے معیوب ٹھہر سکتا ہے شفا پاکے تیرے سامنے
اے ہمارے خدا تیری اُس خادمہ کی خاطر کہیں دوسری
طرح کے آنسوؤں کو بہاتا ہوں کیونکہ ان آنسوؤں کی کیم
میری شکستہ روح سے بوجہ اِسپر غور کرنے کے جاری ہے
کہ ہر نفس کے لیئے جو آدم میں مرتا ہے کون خطرے موجود ۱ قرنتیوں ۱۵: ۲۲
ہیں اگرچہ وہ قبل اپنے جسم سے رہائی پانے کے مسیح
میں نئی زندگی کو حاصل کر کے اِس طرح پر اپنی اوقات بسر
کر گئی تھی کہ تیرے نام کی تعریف اس کے ایمان و اطوار
کے باعث ہوئی تھی تو بھی مجھ میں اسکے کہنے کی جرأت
نہیں ہے کہ اُس وقت سے جس وقت تو نے بذریعہ بپتسمہ کے
اس کو از سر نو پیدا کیا کوئی لفظ تیرے حکم کے خلاف

اُس کے منہہ سے کبھی نہیں نکلا تیرے بیٹے نے جو سچ
ھی یہہ فرمایا ھی کہ جو کوئی اپنے بھائی کو احمق کہے سو جہنم کی متی ۵: ۲۲
آگ کا سزاوار ھوگا اور اگر تو اپنا رحم دور کرکے انسان کی
اُس زندگی کو جو لائق تعریف ھی تفتیش کرے تو اُسکا حال
کیسا ھی لائق افسوس ھی لیکن چونکہ تو بشدت گناھوں کی
تحقیق نہیں کرتا ھی اِسلیئے ھم لوگ تیرے حضور میں جائے مغفرت
پانے کی قوی اُمید رکھتے ھیں لیکن جو کوئی تیرے حضور
میں اپنی حقیقی نیکیوں کا حساب کرتا ھی سو بجز تیری نعمتوں
کے اور کس کا حساب کرتا ھی کاش انسان جانتے کہ ھم
انسان ھیں اور جو فخر کرتا ھی سو خداوند پر فخر کرے * ۲ قرنتی ۱۰: ۱۷

پس میں اے میری ستایش اور میری زندگی اے میرے
دل کے خدا چند ساعت تک اپنی ماکے نیک اعمال کو
جن کے لیئے میں خوشی کے ساتھ تیرا شکرگذار ھوں
علیحدہ کرکے بالفعل اُس کے گناھوں کے واسطے تیری

منت کرتا ھوں تو بوسیلہ ھمارے زخموں کے اُس
علاج کے جو لکڑی پر لٹکایا گیا اور اب تیرے دھنے ھاتھہ پر رومیوں ۸: ۳۴
بیٹھکر تجھہ سے ھماری شفاعت کرتا ھی میری سن لیں
یہہ جانتا ھوں کہ میری مانے اپنے اعمال میں رحیم تھی اور
دل سے اپنے قرضداروں کے قرضوں کو بخش دیا کرتی
تھی تو بھی اُسکے اُن قرضوں کو جنکو اُس نے بعد آبِ نجات
کے سب برسوں میں اپنے اوپر لے لیا بخش دے اے
خداوند بخش دے میں تیری منت کرتا ھوں بخش دے متی ۶: ۱۲
اُسکو اپنی عدالت کے حضور میں نہ لا تیرا رحم تیری عدالت زبور ۱۴۳: ۲
پر غالب آوے کیونکہ تیری باتیں سچی ھیں اور تو نے رحیموں یعقوب ۲: ۱۳
کے لیئے رحم کا وعدہ کیا ھی اور تو نے اُن کو یہہ بخشا کہ رحیم متی ۵: ۷
ھوویں کیونکہ جس پر تو رحم کیا چاھتا ھی اُس پر تو رحم رومیوں ۹: ۱۵
کریگا اور جس پر تو مہر کیا چاھتا ھی اُس پر تو مہر کریگا *
اور میں اس بات کا معتقد ھوں کہ جس کا میں طالب ھوں

سو تو نے بخش دیا ہی لیکن میرے منہہ کے ہدیوں کو (زبور ۱۱۹: ۱۰۸)
قبول کر اے میرے خداوند کیونکہ جب میری ماں کی موت کا
دن قریب آیا تب اُس نے یہہ فکر نہیں کی کہ میرا کفن
بیش قیمتی ہو یا میری لاش کی حفاظت خوشبودار مصالح
سے کی جاوے اور منتخب ستون کی یادگاری کی خواہش
بھی نہ ہوئی اور نہ اپنے وطن کے مقبرہ کی خواہش مند ہوئی
ایسے ہی کاموں کو بجا لانے کے لیئے اُس نے ہمیں
نہیں فرمایا بلکہ صرف اس قدر چاہا کہ اُس کا نام تیری قربانگاہ
پر جس کی خدمت وہ بلا ناغہ کرتی تھی یاد کیا جاوے کیونکہ
وہ جانتی تھی کہ اُس قربانگاہ کی طرف سے وہ پاک ذبیحہ جسکے
وسیلہ سے وہ دستخط جو ہمارا مخالف تھا مٹایا گیا تقسیم (قلس ۲: ۱۴)
کیا جاتا ہی اور اسی سبب سے اُس دشمن پر جسنے ہماری
خطاؤں کا شمار کرکے اور ہم پر الزام لگانے کا کوئی باعث
ڈھونڈھکے اُس میں جس میں ہم فتحمند ہوتے ہیں کوئی جاے (یوحنا ۱۶: ۳۳)

دعوی نہیں پایا ظفریابی کا شادیانہ بجایا گیا کون اُس
ذبیحہ کو اُسکا بے گناہ خون پھیر دیگا کون اُسکو وہ دام
جو اُسنے ہمارے خریدنے میں صرف کیا واپس کریگا تاکہ
ہم کو اُسکے ہاتھ سے لے لیوے تیری خادمہ نے
بذریعہ ایمان کی زنجیر کے ہمارے اس فدیہ کے آئین سے
اپنی روح کو باندھا تا نہ ہو کہ کوئی اُس کو تیری حفاظت
سے چھین لے کاش نہ شیر و نہ اژدھا ظلم یا فریب سے (زبور ۹۱: ۱۳)
درآمد ہووے کیونکہ وہ یہہ جواب نہیں دیگی کہ میں قرضدار
نہیں ہوں تا نہ ہو کہ چالاک مدعی اُس کو لاجواب کر دے
اور گرفتار کر لے لیکن وہ یہہ جواب دیگی کہ جس کو کوئی شخص
وہ دام جسے اُس نے بے قرض رہکر ہمارے واسطے
ادا کیا پھیر نہیں دے سکتا ہو اُس نے میرے گناہوں کو
معاف کیا ہو ٭

پس ایسا ہو کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھہ بعلم آرام

کرے کیونکہ اُس کے پہلے او پیچھے اُس کا کوئی دوسرا
شوہر نہ تھا اور وہ اُس کی تابعدار رہکے تیرے لیے
صبر کے ساتھ پھل لاتی تھی تاکہ اُس کو بھی تیرے واسطے لوقا ۸: ۱۵
حاصل کرے اور اے میرے خداوند اے میرے
خدا اپنے خادموں میں جو میرے بھائی اور تیرے فرزند
اور میرے مالک ہیں جن کی خدمت اپنے آواز اور
دل اور تحریرات سے میں کرتا ہوں الہام کر تاکہ جتنے
لوگ ان اقرارات کو پڑھیں تیری قربانگاہ کے پاس
تیری خادمہ منیقہ اور اُس کے شوہر پطرفیوس کو جن کے
وسیلہ سے تو نے مجھ کو اس دنیا میں پہنچایا گو کس طرح
سے تو نے یہہ کیا مجھکو معلوم نہیں ہی یاد کریں
ایسا ہو کہ وے پاک محبت سے اُن کو جو اس چند روزہ
نور میں میرے والدین تھے اور ہماری جامع مادر میں
تجھ ہمارے باپ سے میرے برادر ہوئے ہیں او

ابدی یروسلم میں جسکے لیے تیرے مسافر لوگ اپنے
چھٹکارے سے لیکر وہاں پہنچنے تک آرزو کا دم بھرتے
ہیں میرے ہم شہری ہیں یاد کریں تاکہ میری دعاؤں
سے بڑھکر میرے اقرارات میری ماکی اُس آخری درخواست
کو جس کو اُس نے مجھ سے کیا بہتیرے لوگوں کی دعاؤں
میں کہیں زیادہ پورا کرنے کا باعث ہوویں ❖



دسواں باب

پہلی فصل

میں تجھے جاننا چاہتا ہوں اے میرے جاننے والے

اقرن ۱۳: ۱۲ جس طرح میں جانا جاتا ہوں اُس طرح میں تجھے جاننا چاہتا
ہوں اے میری روح کی طاقت تو اُس میں داخل ہو اور
افس ۵: ۲۷ اُسے اپنے لئے آراستہ کرتا کہ وہ بغیر داغ و شکن کے
تیرے اختیار و قبضہ میں رہے یہی میری اُمید ہو اور اسی
زبور ۱۱۶: ۱۰ کی خاطر میں کلام کرتا ہوں اور جب میں صحیح خوشی کرتا
ہوں تب اِسی اُمید میں خوشی کرتا ہوں جسقدر اِس
زندگی کی باقی چیزوں کے لئے لوگ زیادہ غم کرتے ہیں

اُس قدر اُن پر کم غم کرنا لازم ہو اور جس قدر لوگ اُن پر
کم غم کرتے ہیں بقدر اُن پر زیادہ غم کرنا لازم ہو کیونکہ
زبور ۵۱: ۶ دیکھ تو نے سچائی کو پسند کیا ہو اور جو کوئی اُس پر عمل
یوحنا ۳: ۲۱ کرتا ہو نور کے پاس آتا ہو میں چاہتا ہوں کہ بذریعہ اقرار کے
اپنے دل میں تیرے سامنے اور نیز اپنی تحریر میں بہت گواہوں
کے سامنے سچائی پر عمل کروں +

دوسری فصل

عبر ۴: ۱۳ اور تجھ سے اے خداوند جس کی نظروں کے سامنے
انسان کے دلی راز کھلے ہیں مجھ میں کیا پوشیدہ رہ سکتا
ہو کیونکہ اگرچہ میں اُس کا اقرار کرنا تجھ سے نہ چاہوں تو بھی
میں نہ اپنے آپ کو تجھ سے بلکہ تجھ کو اپنے آپ سے چھپاؤنگا
لیکن اب میرا نالہ اِس پر گواہ ہو کہ میں اپنے آپ سے ناراض
ہوں اس لئے تو مجھ پر روشن ہو اور مجھ کو پسند آتا ہو اور

میرا محبوب اور میری تمنا ہی تاکہ میں اپنے آپ پر شرم کھاؤں اور اپنے تئیں مردود جانوں اور تجھ کو اختیار کروں اور سوا تیرے سبب کے کسی دوسرے سبب سے نہ اپنے آپ کو اور نہ تجھ کو پسند آؤں اس لیئے تیرے سامنے اے خداوند جو کچھ میں ہوں سو تجھپر ظاہر ہوں اور میں یہہ کہہ چکا کہ میں کس پھل کے واسطے تجھسے اقرار کرتا ہوں اور میں یہی کام نہ جسم کے الفاظ و آوازوں سے بلکہ روح کے الفاظ اور خیال کے اُس نالہ سے جو تیرے کان کو معلوم ہی کرتا ہوں کیونکہ جب میں برا ہوں تب میرا اقرار جو میں تجھسے کرتا ہوں سوا اپنے آپ سے ناراض ہونے کے اور کچھ نہیں ہی لیکن جب میں بھلا ہوں تب میرا اقرار جو میں تجھسے کرتا ہوں سوا اپنے آپ میں اپنی بھلائی کو محسوب نہ کرنے کے اور کچھ نہیں ہی کیونکہ تو اے خداوند صادق کو برکت دیتا ہی زبور ۵: ۱۲

رومیوں ۴: ۵ لیکن پیشتر اُسکے تو اُس کو جس وقت وہ گنہگار تھا راستباز ٹھہراتا ہی پس میرا اقرار اے میرے خدا تیرے سامنے تجھسے خاموشی میں کیا جاتا ہی پھر خاموشی میں بھی نہیں کیا جاتا ہی کیونکہ گو وہ آواز میں خاموش ہی پر قلب میں زور سے پکارتا ہی سوا اُس بات کے جس کو تو نے پیشتر سنا میری طرف سے اور کسی دوسری حقیقی بات کو میں آدمیوں سے نہیں کہتا اور نیز تو سوا اُس بات کے جس کو تو نے پیشتر مجھسے کہا ہی اور کوئی دوسری بات میری طرف سے نہیں سنتا ہی +

تیسری فصل

پس آدمیوں سے مجھ کو کیا واسطہ ہی کہ وے میرے اقراروں کو سنیں کیا اُن کی یہہ آرزو ہی کہ وے مجھے میری کمزوریوں سے شفا بخشیں وے ایسی جنس ہیں کہ غیروں کی زبور ۳۲: ۱

زندگی کے دریافت کرنے میں شایق هیں پر اپنی زندگی
کو درست کرنے میں کاهل رهتے هیں وے لوگ جو
تیری طرف سے یهه سننا پسند نهیں کرتے هیں که خود کون
هیں کیوں مجهه سے یهه سننا چاهتے هیں که میں کون
هوں اور جب میں اپنی نسبت کچهه کهتا هوں تب کیونکر جانتے
هیں که میں سچ هی کهه رها هوں کیونکه سوا آدمی کی
روح کے جو اُس میں رهتی هی دوسرا کوئی نهیں جانتا هی ۱ قرن ۲: ۱۱
که آدمی میں کیا هی لیکن اگر وے اپنی بابت کچهه تجهه سے
سنیں تو یهه نهیں کهه سکتے که خداوند جهوٹهه بولتا هی کیونکر
سوا اپنے آپ کو جاننے کے اور کیا تجهه سے اپنی بابت سننے
هیں اور کون اگر جهوٹهه نه بولے تو اپنی بابت تجهه سے کچهه
سنکے کهیگا که سچ نهیں هی لیکن چونکه درمیان اُن لوگوں کے
جنکو محبت اپنے آپ سے ملا کے ایک بناتی هی سب کچهه ۱ قرن ۱۳: ۷
سچ مانا جاتا هی اِس لیئے اے خداوند اگرچه میں آدمیوں کے

سامنے یهه ثابت نهیں کر سکتا هوں که میں سچ اقرار
کرتا هوں تو بهی وے جن کے کانوں کو محبت میری
سننے کے لیئے کهولتی هی سچ مانتے هیں اور یهاں تک
اقرار کروں که وے سنیں ۞
لیکن تو اے میرے اندرونی طبیب یهه مجهه پر روشن کر
که کس پهل کے واسطے یهه کرتا هوں کیونکه جب کوئی
شخص میرے اقرارات اُن گذشته گناهوں کے جنکو
تو نے اِسلیئے بخشا و چهپایا که میری روح کو ایمان اور زبور ۳۲: ۱
اپنے پاک طریقه سے تبدیل کر کے مجهکو اپنے آپ میں
مبارک کرے پڑهتا اور سنتا هی تب وے اُسکے دل کو
ترغیب دیتے هیں تاکه نا اُمیدی میں سوتا نه رهے اور
نه کهے که میں لاچار هوں بلکه تیری رحمت کی محبت اور
تیرے فضل کی شیرینی میں بیدار هووے کیونکه هر ایک
کمزور شخص جو تیرے فضل سے اپنی کمزوری کو دریافت

کرتا ہی اُس سے زور آور ہو جاتا ہی اور بھلے لوگوں
کو اُن لوگوں کے گذشتہ گناہوں کا حال جو اب
اُن سے آزاد ہیں سننا پسندیدہ ہی اسکا سبب یہہ
نہیں کہ وے گناہ ہیں بلکہ یہہ ہی کہ وے گناہ تھے اب
نہیں ہیں پس اے میرے خداوند جس سے میرا دل
روز بروز اقرار کرکے نہ اپنی معصومی پر بلکہ تیری رحمت
پر بھروسا رکھتا ہی کس پھل کے واسطے میں تیری منت
کرتا ہوں کس پھل کے واسطے میں آدمیوں کے سامنے
تیرے حضور اس کتاب میں نہ یہہ اقرار کرتا ہوں کہ میں
کیسا تھا بلکہ یہہ کہ اب کیسا ہوں کیونکہ منجملہ ان دو
پھلوں کے پہلے پھل کو میں نے دیکھا اور اُس کا بیان
کیا لیکن بہت لوگ جو مجھے جانتے اور بہت لوگ جو
مجھے نہیں جانتے ہیں پر جنھوں نے مجھسے یا دوسروں
سے میری بابت کچھ سنا اس کے جاننے کے مشتاق ہیں

کہ اب میں کیسا ہوں لیکن میرے دل کے پاس
جہاں جو کچھ میں ہوں سو وہاں ہوں اُن کے کان
نہیں ہیں پس وے مجھ سے اس کا اقرار سنا چاہتے
ہیں کہ میں اپنے اندر جہاں نہ اُن کی آنکھ اور نہ کان
اور نہ فہم پہنچ سکتی ہیں کیسا ہوں پر اس غرض سے
سنا چاہتے ہیں کہ اس پر یقین لاویں لیکن کیا وے
یہہ ٹھیک ٹھیک جانینگے مگر وہ محبت جس کے سبب سے
وے نیک ہیں اُن سے یہہ کہتی ہی کہ میں اپنے اقراروں
میں جھوٹھ نہیں بولتا ہوں اور وہی محبت اُن میں رہکے
میری باتوں کو معتبر جانتی ہی *

چوتھی فصل

لیکن کس پھل کے واسطے وے یہہ سنا چاہتے ہیں
کیا اُن کی یہہ خواہش ہی کہ جب سنیں کہ میں تیرے فضل سے

کس قدر تیرے نزدیک پہنچتا ہوں تب میرے ساتھ
بشاش ہوویں اور جب سنیں کہ اپنے بوجھ سے کسقدر
پس ماندہ ہوں تب میرے لیئے دعا مانگیں ایسے ہی لوگوں
پر میں اپنے تئیں ظاہر کرونگا کیونکہ یہہ تھوڑا پھل نہیں ہے
کہ اے خداوند میرے خدا ہماری خاطر بہتیرے تیرا شکر قرآن ۱۱۲:۲
ادا کریں اور ہماری خاطر بہتیرے تجھ سے دعا مانگیں جو کچھ
پیار کے لائق تجھ سے سکھلایا جاتا ہے اُس کو برادرانہ دل
مجھہ میں پیار کرے اور جو کچھ رنج کے لائق تجھ سے
سکھلایا جاتا ہے اُس پر مجھہ میں رنج کرے برادرانہ دل یہہ
کرے اور نہ غیر شخص کا اور نہ اُن اجنبی اولاد کا دل جنکے
منہہ سے واہی کلام نکلتا ہے اور جنکا دھنا ہاتھہ جھوٹھہ زبور ۱۴۴:۱۱
کا دھنا ہاتھہ ہے بلکہ برادرانہ دل یہہ کرے کیونکہ جب وہ
مجھے پسند کرتا ہے تب خوشی مناتا ہے اور جب مجھے ناپسند
کرتا ہے تب مجھہ پر غم کرتا ہے خواہ مجھے پسند کرتا ہے خواہ

ناپسند کرتا ہے تو بھی مجھے پیار کرتا ہے ایسے ہی لوگوں پر
میں اپنے تئیں ظاہر کرونگا وے میری بھلائیوں پر
دم بھرینگے اور میری برائیوں پر آہ کھینچینگے میری بھلائیاں
تیری تقررات اور تیری بخششیں ہیں میری برائیاں میری
تقصیرات اور تیرے فتوے ہیں ایسا ہو کہ وے لوگ
ان پر آہ کھینچیں اور اُن پر دم بھریں اور برادرانہ دلوں سے
مکاشفہ ۸:۳ جو تیرے دھوپدان ہیں گیت اور رونا بلند ہوکر تیرے
حضور میں پہنچیں اور تو اے خداوند اپنی پاک ہیکل کی
زبور ۵۱:۱ خوشبو سے شاد ہوکر مجھہ پر اپنے لطف کامل کے مطابق
اپنے نام کی خاطر رحم کر اور جو کام تو نے شروع کیا ہے کسی
کسی صورت سے مت چھوڑ اور میری سب بے انجامیوں
کو انجام تک پہنچا ٭
جبکہ بالفعل نہ جسطرح کا میں تھا بلکہ جسطرح کا ہوں اُسکا
زبور ۱۳۸:۸ اقرار کرتا ہوں تو اُسکا یہہ پھل ہے کہ نہ فقط پوشیدہ خوشی آمیز

خوف اور پوشیدہ اُمید آمیز غم کے ساتھ تیرے سامنے
بلکہ ایماندار بنی آدم کے کانوں میں اقرار کروں کیونکہ
وے میری خوشی کے شریک اور میری فنا کے رفیق
اور میرے ہمشہری اور میرے ساتھہ پردیسی جو مجھے
آگے آئے اور میرے پیچھے آئینگے میری زندگی کی
راہ کے ہمسفر ہیں وے تیرے خادم اور میرے
بھائی ہیں اور اُنکے لئے تو نے یہہ چاہا کہ وے
تیرے بیٹے اور میرے مالک ہوویں اور تو نے حکم
دیا کہ اگر میں تیرے ساتھہ اور تیری طرف سے زندہ رہنا
چاہتا ہوں تو اُن کی خدمت کروں لیکن اگر تیرا یہہ
کلام صرف زبانی حکم دیتا اور خود تعمیل کرنے میں ہادی
نہ ہوتا تو میرے لئے کافی نہ ہوتا پس میں کاموں اور
باتوں سے یہہ کرتا ہوں بلکہ تیرے پروں کے تلے زبور ۱۷: ۸
یہہ کرتا ہوں اور اگر میری روح تیرے پروں کے تلے

تابعدار نہ ہوتی اور میری کمزوری تجھہ کو معلوم نہوتی
تو اس کام کے کرنے میں بڑا خطرہ ہوتا میں بچہ ہوں
لیکن میرا باپ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور میرا نگہبان
۲قرن ۱۲: ۹ میرے لئے کافی ہے کیونکہ جس نے مجھے پیدا کیا اور جو
میری نگہبانی کرتا ہے سو ایک ہی ہے اور تو خود میری ساری
بھلائی ہے اے تو قادر مطلق جو میرے ساتھہ رہتا ہے
بلکہ اُس سے پیشتر کہ میں تیرے ساتھہ ہوا تو میرے
ساتھہ رہتا تھا پس جس طرح کے لوگوں کی خدمت
کرنے کے واسطے تو مجھہ کو حکم دیتا ہے اُس طرح کے
لوگوں پر میں اپنے تئیں نہ جیسا تھا بلکہ جیسا اب ہوں اور
۱قرن ۴: ۳ جیسا ہنوز ہوں ظاہر کرونگا لیکن میں اپنے آپ پر منصفی
نہیں کرتا ہوں پس میری یہہ خواہش ہے کہ لوگ اسی طرح
میرے اِن اقراروں کو سنیں ٭

پانچویں فصل

کیونکہ تو اے خداوند مجھہ پر منصفی کرتا ھی اس واسطے ۱ قرن ۴: ۳
اگرچہ نہ کوئی انسان بلکہ انسان کی روح جو اس میں ھی ۱ قرن ۲: ۱۱
انسان کا حال جانتی ھی تو بھی انسان کا کوئی ایسا حال ھی
کہ اس کو انسان کی روح جو اس میں ھی خود نہیں جانتی ھی
لیکن تو اے خداوند جس نے اس کو بنایا ھی اس کے
سب حالات سے واقف ھی فی الحقیقت میں اگرچہ اپنے
تئیں تیرے حضور میں حقیر جانتا ھوں اور خاک و راکھ پیدایش ۱۸: ۲۷
ٹھہراتا ھوں تو بھی کوئی ایسی بات ھی کہ مجھے اپنے حق میں
نہیں جانتا ھوں پر تیرے حق میں جانتا ھوں اور یقیناً
ھم لوگ ھنوز نہ روبرو بلکہ آئینہ سے دھندھلا دیکھتے ھیں ۱ قرن ۱۳: ۱۲
پس جب تک میں تیری طرف سے پردیسی رھتا ھوں ۲ قرن ۵: ۶
تب تک میں بہ نسبت تیرے اپنے آپ سے زیادہ نزدیک

رھتا ھوں لیکن میں یہہ جانتا ھوں کہ تجھہ کو کسی طرح سے
ضرر نہیں ھو سکتا ھی لیکن یہہ نہیں جانتا ھوں کہ کن
آزمایشوں کا مقابلہ کر سکتا ھوں اور کن کا نہیں کر سکتا
ھوں پر مجھے تیری طرف سے امید ھی کیونکہ تو وفادار ھی ۱ قرن ۱۰: ۱۳
اور ھم کو ھماری طاقت سے زیادہ امتحان میں پڑنے
نہ دیگا بلکہ تو امتحان کے ساتھہ کوئی نکل جانے کی راہ
بھی ٹھہرا دیگا تاکہ ھم اس کی برداشت کر سکیں پس جو کچھہ
میں اپنے حق میں جانتا ھوں اس کا اقرار کرونگا اور جو کچھہ
اپنے حق میں نہیں جانتا ھوں اس کا بھی اقرار کرونگا اور
میں یہہ اس واسطے کرونگا کہ جو کچھہ میں اپنے حق میں جانتا
ھوں سو اس وجہہ سے جانتا ھوں کہ تو مجھہ پر روشن ھی
اور جو کچھہ اپنے حق میں نہیں جانتا ھوں سو تاوقتیکہ میری یسعیاہ ۵۸: ۱۰
تاریکی تیرے حضور میں دوپہر کی روشنی کے موافق
روشن نہ ھو جائے نہیں جانتا ھوں ❊

چھٹویں فصل

میں تجھے اے خداوند نہ شکی بلکہ یقینی خود آگاہی کے
ساتھ پیار کرتا ہوں تو نے اپنے کلام سے میرے
دل کو زخمی کیا اور میں نے تجھ کو پیار کیا لیکن ہر طرف
سے بھی آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہی مجھے تجھے زبور ۱۴۸:۱
پیار کرنے کے لیے کہتے ہیں اور سب لوگوں سے
یہی کہنا بند نہیں کرتے ہیں تاکہ وے بےعذر ہوویں لیکن رومہ ۱:۲۰
آسمان و زمین کی آوازوں سے بڑھکر تو اُسپر جس پر رحم رومہ ۹:۱۵
کیا چاہتا ہے رحم کریگا اور جس پر ترس کھایا چاہتا ہے
ترس کھائیگا ورنہ آسمان و زمین بہرے کانوں میں تیری
ستائشوں کا بیان کرتے ہیں لیکن جب میں تجھے پیار
کرتا ہوں تب کیا پیار کرتا ہوں نہ بدن کا حسن نہ زمانہ
کا لطف نہ نور کی تابندگی جو ہماری آنکھوں کو عزیز ہے

اور نہ مختلف راگوں کی خوش الحانیاں نہ پھولوں اور
مصالحوں اور عطریات کی خوشبو نہ من و شہد و نہ وے اعضا
جو جسم کی ہم آغوشیوں کو پسند ہیں جب اپنے خدا کو پیار
کرتا ہوں تب اُن چیزوں کو نہیں پیار کرتا ہوں لیکن
جب اپنے خدا کو پیار کرتا ہوں تب ایک طرح کا نور اور ایک
طرح کا الحان اور ایک طرح کی خوشبو اور ایک طرح کی خوراک
اور ایک طرح کی ہم آغوشی کو پیار کرتا ہوں کیونکہ میرا خدا
میری اندرونی انسانیت کا نور و الحان و خوشبو و خوراک
و ہم آغوشی ہے کیونکہ میری اندرونی انسانیت میں وہ
جسکی گنجایش وسعت عالم میں نہیں ہوتی ہے میری روح
پر چمکتا ہے اور جو زمانہ سے نہیں گذر جاتا ہے سنائی دیتا
ہے اور جو سانس سے نہیں اُڑ جاتا ہے خوشبو دیتا ہے اور
جو کھانے سے نہیں گھٹ جاتا ہے لذیذ ہے اور جس کی آسودگی
جدا نہیں کرتی ہے لگا رہتا ہے جب میں اپنے خدا کو پیار

کرتا ہوں تب اسی کو پیار کرتا ہوں ٭

اور وہ کیا ہے میں نے زمین سے پوچھا اور اس نے
یہہ کہا کہ میں وہ نہیں ہوں اور جو کچھ اوس میں ہے سب نے
یہی اقرار کیا میں نے سمندر اور گہراؤں اور رینگنیوالے
جانداروں سے پوچھا اور انھوں نے جواب دیا کہ ہم
تیرا خدا نہیں ہیں ہم سے اوپر ڈھونڈھ میں نے
چلتی ہوئی ہوا سے پوچھا اور تمام ہوا نے معہ اپنے
باشندوں کے یہہ جواب دیا کہ انکسیمنیس نے دھوکھا
کھایا میں خدا نہیں ہوں میں نے آسمان و آفتاب
و ماہتاب و ستاروں سے پوچھا اور ان کا بھی یہہ جواب
ہوا کہ خدا جس کو تو ڈھونڈھتا ہے ہم نہیں ہیں اور میں نے
ان سب چیزوں سے جو میرے جسم کے دروازوں پر
چاروں طرف سے کھڑی ہوئی ہیں کہا کہ تم یہہ کہہ چکیں
کہ ہم تیرا خدا نہیں ہیں اب تم مجھے اس کی بابت کچھ

بتلاؤ وے سب بڑی آواز سے یہہ چلائیں کہ اس نے
ہم کو بنایا میرا یہہ پوچھنا میری دلی توجہ تھی اور ان کا
جواب دینا ان کی خوبصورتی تھی اور میں نے اپنے
تئیں اپنی طرف پھیرا اور اپنے آپ سے پوچھا کہ تو کون
ہے اور میں نے جواب دیا کہ آدمی ہوں اور دیکھ مجھ کو
مجھ میں روح اور بدن ایک اندر ایک باہر نظر آتے ہیں
منجملہ ان کے کس کے ذریعہ سے مجھ کو اپنے خدا
کی تلاش کرنی لازم تھی جہانتک ممکن تھا میں نے زمین
سے آسمان تک ان پیغاموں کو جو میری آنکھوں کے
کرن ہیں بھیجکر اپنے بدن کے ذریعہ سے اسکی تلاش
کی تھی لیکن اندرونی ذریعہ بہتر ہے کیونکہ جب کہ وہ ذریعہ
سرداری اور منصفی کرتا ہے اسلئیے اس کو میرے سب
بدنی پیغاموں نے آسمان اور زمین اور ان کی سب
چیزوں سے یہہ ایک ہی جواب پاکے دیا کہ ہم خدا نہیں ہیں

لیکن اُس نے ہم کو بنایا ان باتوں کو میری اندرونی
انسانیت نے بذریعہ میری بیرونی انسانیت کی خدمت
کے دریافت کیا میں نے جو اندرونی ہوں میں نے
جو روح ہوں بذریعہ اپنے حواس بدن کے اُن کو دریافت
کیا میں نے عالم کے جرم سے اپنے خدا کی بابت پوچھا
اور اُس نے جواب دیا کہ میں وہ نہیں ہوں لیکن اُس نے
مجھ کو بنایا ✦

کیا اُن سبھوں کو جنکے حواس کامل ہیں خلقت کی
یہہ شکل دکھائی نہیں دیتی ہی پھر کیوں ایک ہی طرح کی
باتیں سبھوں سے نہیں کہتی ہی اور چھوٹے بڑے حیوانات
اُسے دیکھتے ہیں لیکن وے اُس سے نہیں پوچھ سکتے
ہیں کیونکہ اُنکے حواس پر عقل مقرر نہیں ہی تاکہ اُن چیزوں
پر جنکی خبر وے دیتے ہیں منصفی کرے پر انسان پوچھ سکتے
ہیں تاکہ خدا کی صفتیں جو دیکھنے میں نہیں آتی ہیں اُس کے

رومیوں ۱: ۲۰

کاموں پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوویں لیکن
انسان بہ سبب اُن کو پیار کرنے کے اُن کے تابعدار
ہو گئے ہیں اور تابعدار لوگ آزادانہ منصفی نہیں کر سکتے
ہیں اور اگر پوچھنیوالے منصفی نہیں کر سکتے ہیں تو مخلوقات
اُنکو جواب نہیں دیتے ہیں پھر اگر ایک شخص فقط دیکھتا
ہی اور دوسرا دیکھکر پوچھتا ہی تو وے مخلوقات اپنی آواز
کو جو اُن کی صورت ہی اس طرح پر نہیں بدلتے ہیں کہ
ایک کو ایک طرح پر اور دوسرے کو دوسری طرح پر نظر
آوے لیکن دونوں کو ایک ہی طور پر نظر آکے ایک کے
نزدیک گونگی ہی اور دوسرے سے بولتی ہی بلکہ حقیقت
میں سبھوں سے بولتی ہی لیکن سوا اُن لوگوں کے جو
اُس کی آواز باہر سے سنکے اندر کی سچائی کے ساتھ
مقابلہ کرتے ہیں اور دوسرا کوئی نہیں سمجھتا ہی کیونکہ
سچائی مجھ سے یہہ کہتی ہی کہ نہ آسمان و نہ زمین و نہ کوئی

دوسرا بدن تیرا خدا ہے اُن کی ذات اُس شخص سے جو اُن کو دیکھتا ہے یہہ کہتی ہے کہ ہم جسم ہیں اور جسم بہ نسبت اپنے کل کے اپنے حصہ میں چھوٹا ہے اب میں تجھے کہتا ہوں اے میری روح تو میرا بہتر حصہ ہے کیونکہ تو میرے بدن کے جسم کو زندگی دیکے طاقت ور کرتی ہے اور یہی ایک بدن سے دوسرے بدن کو نہیں مل سکتا لیکن تیرا خدا تیرے لئے زندگی کی زندگی ہے *

ساتویں فصل

پس جب میں اپنے خدا کو پیار کرتا ہوں تب کس چیز کو پیار کرتا ہوں وہ جو میری روح کے سر سے اوپر ہے کون ہے میں بذریعہ اپنی روح کے اُس کے پاس چڑھ جاؤنگا میں اپنی اُس طاقت کے سر سے او جس سے میں اپنے بدن کے ساتھ لگا رہتا اور اپنے بدن کی

ترکیب کو حیات سے معمور کرتا ہوں چڑھ جاؤنگا پھر اپنے خدا کو اُس طاقت سے دریافت نہیں کرتا ہوں ورنہ گھوڑا اور خچر بھی جنکو عقل نہیں ہے اُس کو دریافت کر سکتے کیونکہ اُسی طاقت سے اُن کے بدن میں بھی جان ہے لیکن نہ فقط وہ طاقت جس سے میں اپنے جسم کو زندگی دیتا ہوں بلکہ دوسری طاقت بھی جس سے اُس کو حواس دار کرتا ہوں موجود ہے اور میرے جسم کو جو تونے میرے خداوند نے میرے واسطے مرکب کیا اور میری آنکھ کو نہ سننے کے لیئے اور میرے کان کو نہ دیکھنے کے لیئے حکم دیا بلکہ آنکھ کو حکم دیا کہ میں اُس کے ذریعہ سے دیکھوں اور کان کو حکم دیا کہ اُس کے ذریعہ سے سنوں اور ایک ایک باقی حواس کو وے احکام جو اُنکے خاص مقاموں اور عہدوں سے مناسبت رکھتے ہیں دیا اور میں جو ایک روح ہوں اُن حکموں کو اُن مختلف مقاموں اور عہدوں کے ذریعہ سے بجا لاتا ہوں میں

اپنی اس طاقت سے بھی اوپر چڑھ جاؤنگا کیونکہ گھوڑے اور خچر میں بھی یہہ طاقت ہی کیونکہ وے بدن کے ذریعہ سے سمجھتے ہیں +

آٹھویں فصل

پس میں اپنی ذات کی اُس طاقت سے بھی اوپر چڑھ کر رفتہ رفتہ اُسکے پاس جس نے مجھہ کو بنایا پہنچونگا اور اب میں اپنے حافظہ کے میدانوں اور وسیع محلوں میں آتا ہوں وہاں ہر طرح کی چیزوں کی طرف سے بے شمار اشکال کا خزانہ براہ حواس کے پہنچکر جمع ہی پھر جب ہم اُن چیزوں کو جنکو ہمارے حواس نے دریافت کیا بڑھانے یا گھٹانے یا کسی دوسرے طور تبدیل کرنے سے خیالات پیدا کرتے ہیں تب وے خیالات اور نیز جو کچھ اور سپرد اور جمع ہو کے فراموشی

سے نہ نگلا گیا ہو وہاں میرے لیئے رکھے رہتے ہیں جب میں وہاں داخل ہوتا ہوں تب جو کچھ چاہتا ہوں سو اپنے سامنے حاضر ہونے کے لیئے مانگتا ہوں اور بعض چیزیں فی الفور آگے آتی ہیں اور بعضوں کو جنھیں مثلاً اندرونی کوٹھری کی طرف سے لاتا ہوں مدت تک ڈھونڈھنا پڑتا ہی اور بعض گروہ بنکے دوڑی آتی ہیں اور جب ایک چیز طلب و تلاش کی جاتی ہی تب وے سب سامنے کودتی ہیں اور مثلاً یہہ کہتی ہیں کہ شاید ہماری ہی تلاش نہو یہ جب تک کہ وہ چیز جسکا طالب ہوں کھولی نہ جاوے اور اپنی جاے پوشیدہ سے نکلکر سامنے نظر نہ آوے تب تک اُن چیزوں کو بذریعہ اپنے دست دلی کے اپنے سوے حافظہ کی طرف سے ہٹاتا ہوں دوسری چیزیں آسانی اور جیسی طلب کی جاتی ہیں ویسی ناشکستہ سلسلہ کے ساتھہ پیش آتی ہیں اور آگے چلنیوالی چیزیں اپنی پیروی

کرنیوالیوں کو جگہہ دیتی هیں اور جگہہ دیتے هی مخزن میں
سونپی جاتی اور طیار رهتی هیں تاکہ جب اُن کو پھر بلاؤں
حاضر هوویں پس جب میں کسی چیز کو یاد میں لاکر بیان کرتا
هوں تب وہ سب حال واقع هوتا هی +

وهاں سب چیزیں علیحدہ علیحدہ ونوع بنوع محفوظ
هیں اور هر ایک اپنے خاص دروازہ سے داخل هوئی هی
مثلاً نور اور اجسام کے سب رنگ اور اشکال آنکھوں کی
راہ سے پر سب طرح کی آوازیں کانوں کی راہ سے اور
بوئیں ناک کے دروازے سے اور لذتیں منہہ کے دروازے
سے اور سب کچھہ جو سخت یا نرم یا گرم یا سرد هموار یا ناهموار
بھاری یا هلکا خواہ بدن کے اندر خواہ بدن کے باهر هو
تمام بدن کے ذریعہ سے داخل هوتا هی اِن سبھوں کو
حافظہ کا بڑا مکان اپنی پوشیدہ و ناگفتنی خلوتوں میں لے لیتا
هی تاکہ جب اُنکی ضرورت هو تب وے نکلکے حاضر هوویں

اور اُن میں سے ایک ایک اپنے اپنے پھاٹک سے داخل
هوا اور جمع هو رها هی پر خود چیزیں داخل نہیں هوتی هیں
جو چیزیں بذریعہ حواس کے معلوم هوتی هیں اُنکی اشکال
وهاں موجود هیں تاکہ میرا خیال اُنکو یاد میں لاوے لیکن
کون یہہ بیان کر سکتا هی کہ وے اشکال کسطرح بنائی جاتی
هیں مگر یہہ صاف ظاهر هی کہ کس حس کی راہ سے ایک ایک
داخل هوئی اور جمع کی گئی کیونکہ جب میں تاریکی اور خاموشی
میں رهتا هوں تب اگر چاهتا هوں تو اپنے حافظہ میں رنگوں
کو مہیا کر سکتا هوں اور سیاہ اور سفید اور دوسرے رنگوں
میں جسقدر چاهتا هوں امتیاز کرتا هوں اور آوازیں نہیں
گھُستی هیں اور اُس تصویر کو جو میری آنکھوں کے ذریعہ
سے اندر کھینچی گئی اور جسپر میں سوچتا هوں ضرر نہیں پہنچاتی هیں
لیکن وے بھی وهاں رهتی هیں اور مثلاً تنہائی میں
جمع هو کے پوشیدہ رهتی هیں کیونکہ جب چاهتا هوں تب

انکو بھی طلب کرتا ہوں اور وے فوراً حاضر ہوتی ہیں اور
اگرچہ میری زبان بند اور میرا حلق خاموش ہو جائے
تو بھی میں جس قدر جانتا ہوں گا سکتا ہوں اور جب وہ
دوسرا خزانہ جو کانوں کی راہ سے اندر پہنچکر آیا تھا بلایا
جاتا ہے تب رنگوں کی وے اشکال جو وہاں حاضر ہیں
نہ دخل دیتی اور نہ ضرر پہنچاتی ہیں اسیطرح پر میں بقیہ چیزوں کو
جو باقی حواس کی راہوں سے داخل اور جمع ہوئیں اپنی
خواہش کے موافق یاد میں لاتا ہوں چنانچہ جب میں کچھ
نہیں سونگھتا ہوں تب سوسنوں اور بنفشوں کی بو میں تمیز
کر سکتا ہوں جس وقت کچھ نہ چکھتا اور نہ چھوتا ہوں مگر
صرف یاد میں لاتا ہوں تب شہد آبہ سے شہد کو اور شراب
تلخ سے شراب شیریں کو زیادہ پسند کرتا ہوں ٭

میں اپنے حافظہ کی وسیع بارگاہ کے اندر ہی یہہ کام
کیا کرتا ہوں کیونکہ وہاں میرے ساتھ آسمان اور زمین

اور سمندر معہ اُن سب چیزوں کے جو اُن میں مجھے خیال
آسکتی ہیں علاوہ اُن چیزوں کے جو مجھے بھول گئی
ہیں حاضر ہیں اُسمیں میں اپنے آپ کو بھی ملتا ہوں
اور اپنے آپ کو یوں یاد میں لاتا ہوں کہ کیا اور کب اور
کہاں اور کس منشا سے کچھ بجا لایا وہاں سب چیزیں
جن کو میں خواہ اپنی تجربہ کاری سے خواہ اوروں کی
باتوں کو معتبر جاننے سے یاد رکھتا ہوں موجود ہیں پھر میں
اُسی مخزن میں سے جدی جدی اشکال اُن چیزوں کی
جن کو میں نے تجربہ کیا ہے اور نیز جن کو تجربہ کر کے معتبر جانا
نکالکر گذشتہ چیزوں کے ساتھہ ملاتا اور بناتا ہوں اور
یہاں سے آیندہ اعمال و واقعات و اُمید کا نتیجہ نکالتا
ہوں اور پھر اُن سبھوں کو گویا حاضر جانکر اپنے خیال میں
لاتا ہوں میں اپنی روح کی اُس بڑی خلوت میں جو اتنی
اور اِس قدر چیزوں کی اشکال سے معمور ہے اپنے آپ سے

کہتا ہوں کہ میں یہہ یادہ کرونگا اور بعد اسکے یہہ یادہ
ہوگا کاش یہہ یادہ ہووے خدا یہہ یادہ دور کرے ویسا ہی
میں اپنے آپ سے کہتا ہوں اور جب کہتا ہوں تب میرے
حافظہ کے اُسی مخزن سے اُن سب چیزوں کی اشکال
جن کا ذکر میں کرتا ہوں حاضر ہوتی ہیں اور اگر اُن کی
اشکال وہاں موجود نہوتیں تو میں اُن کا ذکر نہ کرتا ٭
حافظہ کی یہہ طاقت بڑی ہی نہایت بڑی ہی اے
میرے خداوہ وسیع و بے انتہا کوٹھری ہی کون اُسکی
تہہ تک پہنچا ہی لیکن یہہ میری روح کی طاقت ہی اور میری
ذات سے متعلق ہی اور میں اُن سب چیزونکو جو میں خود
ہوں نہیں سمجھتا ہوں اس لیئے روح اپنی گنجایش کو
اپنے آپ میں رکھنے کے واسطے تنگ ہی اور اُس کا
وہ حصہ جس کی گنجایش اُس میں نہیں ہوتی ہی کہاں ہی
کیا اُس کے باہر ہی اور اُسکے بھیتر نہیں ہی پس کسطرح

اُسکی گنجایش نہیں رکھتی ہی اسلیئے بڑا تعجب مجھہ پر
حملہ کرتا ہی اور حیرت مجھے گرفتار کرتی ہی اور انسان
اس واسطے سیر کرتے ہیں کہ پہاڑوں کی بلندیوں پر
اور سمندر کی بڑی موجوں پر اور ندیوں کے وسیع جوار
بھاٹھہ پر اور بحر کے دورہ پر اور ستاروں کی گردشوں پر
تعجب کریں اور اپنے آپ سے درگذر ہو جاتے ہیں اور
اس پر تعجب نہیں کرتے ہیں کہ جب میں اُن چیزوں کا
ذکر کرتا تھا تب اُن کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتا تھا
لیکن اگر اُن پہاڑوں اور موجوں اور ندیوں اور ستاروں
کو جن کو خود دیکھا تھا و نیز اُس بحر کو جسکو ہنوز اوروں
کی معتبری سے جانتا تھا اور اُنھیں کے درمیان کے
اُن بڑے فاصلوں کو جو باہر نظر آتے ہیں گویا اپنے
حافظہ کے اندر نہ دیکھتا تو اُن کا ذکر نہ کرتا اور جب میں نے
اُن چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تب دیکھنے سے

اُنھیں اپنے اندر کھینچ نہیں لایا اور نہ وے چیزیں بلکہ فقط اُن کی اشکال میرے پاس رہتی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ میرے بدن کے کس حس سے ایک ایک شکل مجھہ میں نقش پذیر ہوئی ✦

نویں فصل

میرے حافظہ کی بے اندازہ گنجایش نہ صرف انھیں چیزوں کی حامل ہے بلکہ وے سب چیزیں بھی جو تعلیمات زیبانہ سے حاصل ہوکے ابتک مجھسے جاتی نہیں رہی ہیں اُسکی ایک طرح کی اندرونی جگہہ میں جو فی الحقیقت جگہہ نہیں قرار دی جاسکتی ہے رکھی ہوئی ہیں اور میں نہ اُن کی اشکال کا بلکہ خود اُن چیزوں ہی کا حامل ہوں کیونکہ جو کچھہ میں ایسی باتوں کی بابت جیسے کہ علم کیا شے ہے فن تقریر کیا ہے سوالات کے کتنے اقسام ہیں جانتا ہوں

سو میرے حافظہ میں یوں موجود ہے کہ نہ میں نے اُس کی شکل اندر رکھکر اصلی چیز باہر چھوڑ دی اور نہ اُس طرح پر سنائی دیتا و گذر جاتا ہے جس طرح آواز بذریعہ اُس نقش کے جس سے بوقت سنائی نہ دینے کے گویا سنائی دیکر طلب کی جاتی ہے کانوں پر اپنا اثر پہنچاتی ہے اور نہ اُس طرح پر اثر پہنچاتا ہے جس طرح پر بو بوقت ہم سے گذرنے اور ہوا میں کافور ہونے کے شامہ کو اثر دیکر حافظہ میں اپنی شکل کو جسے ہم یاد کرنے میں پھر پاتے ہیں پہنچاتی ہے اور نہ اُس طرح پر جس طرح خوراک شکم میں پہنچکر بے مزہ ہوجاتی ہے پر حافظہ میں ایک طرح سے مزہ دار بنی رہتی ہے و نہ اُس طرح جس طرح پر کوئی چیز بدن کے چھونے سے معلوم ہوتی ہے اور ہم سے دور ہونے پر حافظہ میں متصور رہتی ہے کیونکہ تعلیمات کی وے چیزیں باہر سے حافظہ کے اندر داخل نہیں کی جاتی ہیں مگر صرف اُن کی اشکال نہایت عجیب

اشتابی سے منتقل ہوئیں اور مثلاً عجیب خلوت خانوں میں
سجائی جائیں اور پھر وہاں سے طرفہ طور پر یاد کرنے
کے وقت نکالی جاتی ہیں +

دسویں فصل

لیکن جب میں سنتا ہوں کہ سوالات تین قسم پر ہیں
یعنے آیا کوئی چیز ہی اگر ہو تو کیا ہی اور کیسی ہی تب جن
آوازوں سے یہی الفاظ مرکب ہیں اُن آوازوں کی
اشکال کو میں فی الحقیقت حفظ کرتا ہوں اور میں یہہ جانتا
ہوں کہ وے غل کے ساتھہ ہوا میں گذر گئیں اور فی الحال
موجود نہیں ہیں لیکن میں اُنھیں چیزوں تک جو ان آوازوں
سے مقصود ہیں اپنے بدن کے کسی حس سے نہیں
پہنچا اور سوا اپنی روح کے نہ کسی دوسرے وسیلہ سے
اُن کو دیکھا پر میں نے اپنے حافظہ میں نہ اُن کی

اشکال بلکہ انھیں چیزوں کو جمع کیا اگر ممکن ہو تو وے
یہہ بتاویں کہ کس طرح سے وے مجھہ میں داخل ہوئیں
کیونکہ میں اپنے جسم کے سب دروازوں کی سیر کرتا
ہوں لیکن یہہ دریافت نہیں ہوتا ہی کہ کس دروازہ سے
وے مجھہ میں آئی ہیں کیونکہ میری آنکھیں یہہ کہتی ہیں
کہ اگر وے اشکال رنگین ہوئیں تو ہم اُن کی اطلاع کرتے
میرے کان کہتے ہیں کہ اگر وے سنائی دیتیں تو ہم
اُن کی خبر دیتے نتھنے کہتے ہیں کہ اگر وے بودار ہوئیں
تو ہمارے ذریعہ سے گذریں ذائقہ بھی کہتا ہی کہ اگر انمیں
کوئی لذت نہ ہو تو مجھہ سے مت پوچھہ مس کہتا ہی
کہ اگر وے جسم نہیں ہیں تو میں نے اُن پر ہاتھہ نہیں
رکھا اور اگر ہاتھہ نہیں رکھا تو اُن کی اطلاع نہیں دی
میں نہیں جانتا ہوں کہ کس وجہ سے اور کیونکر یے چیزیں
میرے حافظہ میں داخل ہوئیں کیونکہ جب میں نے اُن کو

سیکھا تب غیر شخص کے دل پر اعتبار نہ کیا بلکہ اپنے ہی ول میں
اُن کو پہچان لیا اور راست جانکر اپنے دل کو اُن کی
تعریف سنائی اور مثلاً انھیں اُس میں جمع کر رکھا تا کہ جب
چاہوں وہاں سے نکالوں پس قبل اس کے کہ میں نے
اُن کو سیکھا وے میرے دل میں موجود تھیں پر میرے
حافظہ میں نہیں تھیں پس کہاں تھیں یا جب اُن کا ذکر
ہوتا ہی تب میں کیونکر اُن کو پہچانکے یہہ کہتا کہ یوں ہی
سچ ہی اس کا سبب بلاشبہہ یہہ ہی کہ وے ہنوز حافظہ میں
تھیں تھیں پر اس قدر دور ہو کر علیحدہ خلوتوں میں چھپی
رہیں کہ اگر دوسرے شخص کی صلاح پر نہ نکالی جاتیں تو
شاید میں اُن کو خیال میں نہ لا سکتا ٭

گیارھویں فصل

بس ہم یہہ دریافت کرتے ہیں کہ جن چیزوں کی

اشکال ہم نہ بذریعہ حواس کے اپنے اندر کھینچ لاتے ہیں
بلکہ اُن کو بغیر اشکال کے اس طرح پر جسطرح پر وے
خود ہیں اندر پہچانتے ہیں اُن کو ہم صرف یوں نہیں سیکھتے
ہیں کہ جن چیزوں کو حافظہ ادھر اُدھر اور بغیر ترتیب کے
رکھتا تھا اُن کو خیال کرنے سے گویا جمع کرتے اور
دل لگانے سے یہہ فکر کرتے ہیں کہ حافظہ ہی میں جہاں
پہلے چھتر بتر اور حالت بیخبری میں پوشیدہ رہتی تھیں ہاتھ
لگنے کے واسطے مستعد رہیں اور بہ آسانی دل کی
تجربہ کار توجہہ کو ملیں پھر کتنی ایسی ہی چیزیں جو پہلے دریافت
ہوئیں اور بقول میرے گویا ہاتھ لگنے کے لیے آمادہ
ہوئیں اور جنھیں ہم نے حسب قول لوگوں کے سیکھا او
جانا ہی میرے حافظہ میں رہتی ہیں پر اگر تھوڑے عرصہ
تک بھی اُن کو یاد میں نہ لاؤں تو وے اِس قدر پھر
غوطہ زن رہکر گویا دور خلوتوں میں پھیل جاتی ہیں

کر اُن کو نئی چیزوں کی طرح وہاں سے نکالنا پڑتا ہے کیونکہ اُن کا کوئی دوسرا امکان نہیں ہے لیکن اُن کو پھر جمع کرنا پڑتا ہے تاکہ وے جانی جائیں اُن کو گویا پراگندگی سے جمع کرنا پڑتا ہے اور اس وجہ سے لاطینی زبان میں لفظ خیال مادہ جمع سے نکلا ہے ٭

بارھویں فصل

پھر حافظہ میں عددوں اور مساحتوں کے بے شمار اسباب و قواعد مشتمل ہیں اور اُن میں سے کوئی بدن کے حواس کے ذریعہ سے نقش نہیں ہوا ہے کیونکہ اُن کا نہ رنگ ونہ آواز ونہ مزہ ونہ بو ونہ مس ہے میں نے اُن الفاظ کی آوازوں کو جو بیان کرنے کے وقت اُن کے معنے کو بتلاتے ہیں سنا لیکن یے آوازیں اور ہیں اور خود وے چیزیں اور ہیں کیونکہ آوازیں یونانی میں اور طرح کی

ہیں اور لاطینی میں اور طرح کی ہیں پر چیزیں نہ یونانی ونہ لاطینی ونہ کوئی دوسری زبان ہیں میں نے معماروں کے اُن خطوط کو جو عنکبوت کے تار کی مانند نہایت باریک ہیں دیکھا ہے لیکن وے خطوط جنکی خبر میں نے جسم کی آنکھ سے پائی اور اُن کی اشکال ایک ہی طرح نہیں ہیں بلکہ آپس میں متفرق ہیں جو کوئی اُن کو شی مجسمہ تصور نہ کر کے اپنے اندر پہچانتا ہے سو اُن سے واقف ہے پھر میں نے جسم کے سب حواس کی اتعداد کے لئے عددوں کو جانا لیکن وے اعداد جن سے تعداد کرتے ہیں دوسری طرح کے ہیں اور حواس کی اشکال نہیں ہیں اور اسلئے وے حقیقت میں ہست ہیں جو شخص انھیں نہیں دیکھتا ہے سو مجھ پر میری ان باتوں کے کہنے کے لئے ہنسیگا اور جب وہ مجھ پر ہنسیگا میں اُس پر ترس کھاؤنگا ٭

تیرھویں فصل

میں اُن سب چیزوں کو حافظہ میں رکھتا ہوں اور یہہ
بھی کہ اُن کو کس طرح پر سیکھا اور بہتیرے عذروں کو
بھی جو مباحثہ میں اُن کے خلاف جھوٹھائی سے میش
کیئے گیے ہیں سنکر میں حافظہ میں رکھتا ہوں اور اگرچہ
وے عذر جھوٹھے ہیں تو بھی یہہ جھوٹھہ نہیں ہی کہ وے
مجھے حفظ ہیں پھر مجھے یاد ہی کہ میں نے اُن حقیقی چیزوں
اور اِن جھوٹھے عذروں میں جو اُن کے خلاف پیش
کیئے گئے اِمتیاز کیا تھا اور جب میں اب اُن چیزوں میں
اِمتیاز کرتا ہوں تب یہہ کام مجھے اور معلوم ہوتا ہی اور جب
میں یاد رکھتا ہوں کہ میں نے بارہا اُن کے درمیان
خیال میں اِمتیاز کیا تب یہہ کام اور معلوم ہوتا ہی پس
میں یہہ یاد رکھتا ہوں کہ میں نے بارہا اِن چیزوں کو

سمجھا اور جو کچھہ میری تمیز اور سمجھہ میں ابھی آتا ہی اسکو
میں اپنے حافظہ میں جمع کرتا ہوں تاکہ بعد اِس کے
یاد رکھوں کہ اِس وقت اُسے سمجھا پس مجھے یہہ بھی یاد
ہی کہ میں یاد رکھتا ہوں اور اِسی طرح اگر آیندہ میں یہہ یاد
میں لاؤں کہ میں اِن باتوں کو اب یاد کر سکتا تھا تو میں
حافظہ کے زور سے اِس کو یاد میں لاؤنگا طبیعت کی
جنبشیں بھی میرے حافظہ میں مشتمل ہیں پر جس طرح
وے میری طبیعت میں برداشت کے وقت ہیں اُس طرح
حافظہ میں نہیں رہتی ہیں لیکن کہیں دوسری طرح پر
بموجب زور حافظہ کے رہتی ہیں کیونکہ جب میں خوش
نہیں ہوں تب یہہ یاد رکھتا ہوں کہ میں کسی وقت خوش
تھا اور جب رنجیدہ نہیں ہوں تب یہہ یاد کرتا ہوں کہ رنجیدہ
ہوا تھا اور بغیر خوف کے یاد رکھتا ہوں کہ میں نے کسی وقت
خوف کھایا اور بغیر حرص کے گذشتہ حرص کو یاد میں

لاتا هوں اور برعکس اس کے میں کبھی کبھی خوشی کے
ساتھه گذشته رنج کو اور رنج کے ساتھه گذشته خوشی کو
یاد میں لاتا هوں ❖

چودهویں فصل

یهه بدن کے حق میں تعجب کے لائق نهیں هی کیونکه
روح اور هی اور بدن اور هی پس نهیں اگر میں بدن کے کسی
درد گذشته کو خوشی کے ساتھه یاد کروں تو اسطرح مجهے تعجب
نهیں هی لیکن تعجب اسلیئے هی که حافظه روح هی کیونکه جب هم
کسی چیز کو حفظ کرنے کے لیئے حافظه کے سپرد کرتے هیں
تب حسب محاوره لاطینی زبان کے هم یهه کها کرتے هیں
که دیکهو تم اسکو روح میں رکهو اور جب اسکو بهول جاتے
هیں تب هم کهتے هیں که وه هماری روح میں نهیں آئی اور
یهه که وه هماری روح سے جاتی رهی اسی طرح هم حافظه کو

روح کهتے هیں پس جب که یهه یوں هی تو کیوں یهه واقع
هوتا هی که جب میں غم گذشته کو خوشی کے ساتھه یاد
کرتا هوں تب روح میں خوشی اور حافظه میں غم هوتا هی
روح اس خوشی پر جو اس میں هی خوش هی پر حافظه اس غم پر
جو اس میں هی غمگین نهیں هی کیا حقیقت میں حافظه روح
کے متعلق نهیں هی کون ایسی بات کهیگا پس حافظه گویا
روح کا شکم هی اور خوشی اور غم گویا میٹهی اور کڑوی خوراک
هیں اور جب وے حافظه میں سپرد کی جاتی هیں تب وے
گویا شکم میں پهنچتی هیں اور وهاں جمع رهه سکتی اور چکهی
نهیں جا سکتی هیں حافظه کو شکم کے موافق سمجهنا هنسی
کی بات معلوم هوتی هی لیکن وے آپسمیں هر صورت میں
ناموافق نهیں هیں ❖

لیکن دیکهه جب میں یهه کهتا هوں که روح کی یے چار
جنبشیں حرص و خوشی و خوف و رنج هیں تب میں اپنی

اُس رائے کو اپنے حافظہ سے نکالتا ہوں جب اُن جنبشوں میں سے ایک ایک کو اُس کی خاص جنس کی نوع میں منقسم کر کے اور اُس کی تعریف کر کے کچھ بحث کرتا ہوں تب جو کچھ کہتا ہوتا ہی سو حافظہ میں پاتا ہوں اور وہاں سے نکالتا ہوں لیکن جب اِن جنبشوں کو یاد میں لاکر حفظ کرتا ہوں تب اُن میں سے کوئی مجھے جنبش نہیں دیتی ہی بلکہ قبل اِس کے کہ میں اُن کو حفظ کرتا ہوں اور پھر حاضر کرتا ہوں وے میرے حافظہ میں رہتی تھیں اور اِسی سبب سے وے وہاں سے بہ ذریعہ یاد آوری کے برآمد ہو سکتی تھیں پس شاید جس طرح شکم سے خوراک جگالی میں نکالی جاتی ہی اُسی طرح حافظہ سے وے جنبشیں بھی یاد میں نکالی جاتی ہیں پس کیوں بحث کرنیوالا جو اِسی طرح یاد رکھتا ہی اپنے خیال کے منہہ میں خوشی کی شیرینی اور غم کی تلخی کو نہیں چکھتا ہی کیا وہ مثال اُس سے

اِس لیے نہیں دی جا سکتی ہی کہ بالکل میل نہیں رکھتی ہی کیونکہ اگر جب جب غم یا خوف کا نام لیتے تب تب جبرًا رنجیدہ ہوتے یا ڈرتے تو کون اپنی مرضی سے اُن کا ذکر کرتا لیکن کیونکہ ہم اُن جنبشوں کا ذکر کر سکتے ہیں اسکا یہہ سبب ہی کہ ہم اپنے حافظہ میں نہ فقط اُن کے ناموں کی آوازوں کو مطابق اُن اشکال کے جو بدن کے حواس کے ذریعہ سے منقش ہیں پاتے بلکہ اُنھیں جنبشوں کے اُن تصوروں کو جن کو ہم نے بدن کے کسی دروازہ سے نہیں پایا پر اُن کو روح ہی نے اپنی خواہشوں کی تجربہ کاری سے سمجھکر حافظہ میں سپرد کیا یا خود حافظہ نے اُن کو بغیر اُن کی سپردگی کے اپنے آپ میں رکھا ہم اپنے حافظہ میں پاتے ہیں ❊

پندرھویں فصل

لیکن کون آسانی سے بتلا سکتا ہی کہ بذریعہ اشکال کے یا بغیر اشکال کے وہ کام کیا جاتا ہی میں پتھر اور آفتاب کا نام لیتا ہوں گو وے میرے حواس کے سامنے حاضر نہ ہوں تو بھی اُن کی اشکال میرے حافظہ کے سامنے موجود ہیں جب کچھ درد نہیں ہوتا ہی تب میں اُس کا نام لیتا ہوں لیکن وہ میرے پاس موجود نہیں ہی پر اگر اُس کی شکل میرے حافظہ میں حاضر نہ ہوتی تو مجھے معلوم نہ ہوتا کہ اُس کے حق میں کیا کہتا اور نہ بحث کرنے کے وقت اُس میں اور غم میں امتیاز کر سکتا جب بدن میں صحتور ہوں تب بدن کی صحت کا نام لیتا ہوں اور وہ چیز میرے پاس حاضر ہی لیکن اگر اُس کی شکل میرے حافظہ میں بھی موجود نہ ہوتی تو مجھے یہہ کسی صورت سے یاد نہ رہتا

کہ اُس کے نام کی آواز سے کیا مراد ہی پھر جب بیمار لوگوں میں صحت کا ذکر ہوتا ہی تب حالانکہ خود صحت اُنسے جدا ہی تو بھی اگر اُسکی شکل حافظہ کے زور سے اُنکے قبضہ میں نہ ہوتی تو وے نہ جانتے کہ کیا کہا گیا جن اعداد سے ہم لوگ شمار کرتے ہیں اُنکا نام میں لیتا ہوں اور نہ اُنکی اشکال بلکہ وے ہی میرے حافظہ میں موجود ہیں میں آفتاب کی شکل کا نام لیتا ہوں اور وہ شکل میرے حافظہ میں ہی کیونکہ میں نہ اُس کی شکل کی شکل بلکہ اُس کی شکل ہی کو یاد میں لاتا ہوں اُس کی شکل میرے سامنے جو کہ یاد رکھتا ہوں حاضر ہی میں حافظہ کا نام لیتا ہوں اور میں جان لیتا ہوں کہ کس چیز کا نام لیتا ہوں اور سوا حافظہ ہی کے کس دوسری جگہہ میں یہہ جان لیتا ہوں کیا وہ بھی بذریعہ نہ اپنے آپ کے بلکہ اپنی شکل کے اپنے سامنے حاضر ہی

سولہویں فصل

پس جب میں فراموشی کا نام لیتا ہوں اور ساتھ ہی
اُس کے یہہ بھی جانتا ہوں کہ کس چیز کا نام لے رہا ہوں
تب اگر وہ یاد نہ ہوتی تو کہاں سے میں اُسے جانتا نام کی
آواز سے بلکہ اُس چیز سے جس کا اظہار آواز کرتی ہے
میرا مطلب ہے کیونکہ اگر میں اُس چیز کو بھول جاتا تو یہہ نہیں
جان سکتا کہ اُس آواز سے مقصود کیا ہے پس جب میں
حافظہ کو یاد کرتا ہوں تب حافظہ ہی بذریعہ اپنے آپ کے
اپنے ساتھ حاضر ہے لیکن جب میں فراموشی کو یاد کرتا ہوں
تب حافظہ جس کے ذریعہ سے میں یاد کرتا ہوں اور
فراموشی جس کو میں یاد کرتا ہوں دونوں حاضر ہیں پر فراموشی
بجز حافظہ کی معزولی کے اور کون دوسری شے ہے پس وہ
کس طرح حاضر ہوتی ہے کہ میں اُسے یاد کروں کیونکہ جب وہ

حاضر ہے تب میں حفظ نہیں کر سکتا ہوں لیکن گو کہ جس چیز کو
ہم لوگ یاد کرتے ہیں اُسے حافظہ میں رکھتے ہیں تو بھی
اگر فراموشی کو یاد نہ کرتے تو اُس کے نام کے سنتے ہی
یہہ نہ جان سکتے کہ کیا شے اُس سے مقصود ہے پس فراموشی
حافظہ میں یاد کی جاتی ہے اسلیئے وہ حاضر ہے تاکہ ہم اُسے
بھول نہ جاویں اور جب وہ حاضر ہے تب ہم بھول جاتے
ہیں پس کیا اِس سے یہہ نتیجہ نہ نکالیں کہ جب ہم فراموشی
کو یاد کرتے ہیں تب وہ حافظہ میں نہ اپنے آپ بلکہ اپنی
شکل کے ذریعہ سے حاضر ہے کیونکہ اگر وہ بذریعہ اپنے
آپ کے حاضر ہوتی تو یہہ تاثیر پیدا ہوتی کہ ہم نہ یاد کریں
بلکہ بھول جاویں کون اِس کا سراغ لگائیگا کون دریافت
کریگا کہ یہہ کیونکر ہے ✢

اے خداوند میں حقیقتاً یہاں مشقت کرتا ہوں بلکہ
اپنے آپ میں مشقت کرتا ہوں میں اپنے لیئے سختی اور بڑی

عرق ریزی کی زمین بنا ہوں کیونکہ ہم نہ ابھی آسمان کی
وسعتوں کی جستجو کرتے اور نہ ستاروں کی دوریوں کی
پیمایش کرتے ہیں اور نہ زمین کے وزن کو ڈھونڈھتے
ہیں کیونکہ جو یاد کرتا ہی سو میں ہی ہوں میں جو روح
ہوں اگر جو کچھ میں نہیں ہوں سو مجھ سے دور ہو جاوے
تو یہہ ویسا ہی عجیب نہیں ہی لیکن بہ نسبت میرے اور
کیا شی مجھ سے زیادہ نزدیک ہی اور دیکھہ اگرچہ میں بغیر
اپنے حافظہ کے اپنے آپ کا بھی ذکر نہیں کر سکتا ہوں
تو بھی اُس کا زور میری سمجھہ میں نہیں آتا ہی کیونکہ جب کہ
مجھے یقین ہی کہ میں فراموشی کو یاد کرتا ہوں تو کیا کہوں
کیا یہہ کہوں کہ وہ جس کو یاد کرتا ہوں میرے حافظہ میں
نہیں ہی یا کیا یہہ کہوں کہ فراموشی اس لیئے میرے حافظہ
میں ہی کہ میں بھول نہ جاؤں یہہ دونوں خلاف عقل ہیں
کون تیسرا طور ہی کیونکر میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ جب میں

فراموشی کو یاد کرتا ہوں تب وہ نہ خود بلکہ اُس کی شکل
میرے حافظہ میں رہتی ہی کیونکر یہہ بھی کہہ سکتا ہوں
کیونکہ جب ایک ایک چیز کی شکل حافظہ میں نقش ہوتی
ہی تب ضرور ہی کہ چیز خود پہلے حاضر ہووے تا کہ اُس کی
شکل نقل ہو کر نقش کیجاوے کیونکہ میں اسی طرح شہر
قارطاج اور اُن سب جگہوں کو جہاں خود گیا ہوں اور
اسی طرح اُن شخصوں کے چہروں کو جنہیں میں نے
دیکھا ہی اور اُن چیزوں کو جن کی خبریں باقی حواس سے
مجھے ملی ہیں یاد رکھتا ہوں اور اسی طرح بدن کی صحت
یا علالت کو بھی یاد کرتا ہوں کیونکہ جب وے چیزیں حاضر
تھیں تب میرے حافظہ نے اُن سے اُن کی اشکال
لے لیں تا کہ میں ان اشکال پر جو حاضر رہتی ہیں نظر
کر کے اُن چیزوں کو جب ہم اُنکی غیبت میں اُنھیں یاد کیا
چاہوں پھر حافظہ میں لاؤں پس اگر فراموشی نہ اپنے آپ کے

بلکہ اپنی شکل کے ذریعہ سے حافظہ میں رکھی جاتی
تو ظاہرا وہ خود حاضر ہوئی تھی تاکہ اُس کی شکل اُتاری
جائے لیکن کب حاضر تھی اور کیونکر اُس نے اپنی شکل کو
حافظہ میں لکھا کیونکہ فراموشی اپنی حضوری سے اُس
چیز کو بھی جس کو ہنوز منقش پاتی ہی مٹا دیتی ہی لیکن کسی
نہ کسی طرح پر جو گمان و بیان سے باہر ہی مجھے یقین ہی
کہ میں اُسی فراموشی کو بھی جس سے جو کچھ ہم لوگ یاد کرتے
ہیں محو ہو جاتا ہی یاد کرتا ہوں ❖

سترھویں فصل

حافظہ کا زور بڑا ہی وہ کوئی عبرت دہ چیز ہی اے
میرے خدا وہ عمیق و بے پایاں گوناگونی ہی اور یہہ چیز
روح ہی اور یہہ چیز میں ہوں پس میں کیا ہوں اے میرے
خدا میں کون ذات ہوں وہ زندگی جو طرح طرح کی اور گوناگون

اور نہایت وسیع ہی میں ہی ہوں دیکھ میرے حافظہ کے
بے شمار میدانوں اور کھوہوں اور غاروں میں بے شمار
طوروں پر بے شمار چیزوں کی اجناس بعض مثلاً ابدان
بہ ذریعہ اشکال کے اور بعض مثلاً فنون بہ ذریعہ حضوری
کے اور بعض مثلاً روح کی وے جنبشیں جو حافظہ میں
اُس وقت بھی جس وقت روح اُن کے اثر کی متحمل
نہیں ہی رہتی اور بہ سبب حافظہ میں رہنے کے فی الحقیقت
روح میں بھی موجود ہیں بھری ہوئی ہیں ان سب
چیزوں پر میں اِدھر اُدھر دوڑتا اُڑتا ہوں میں جہاں تک
ممکن ہی غرق بھی ہوتا ہوں اور اسکی کوئی انتہا نہیں
ہی اسی قدر حافظہ کا زور ہی اس قدر زندگی کا زور انسان
میں جو بہ طور فانی زندہ ہی موجود ہی پس میں کیا کروں
اے تو میری حقیقی زندگی میرے خدا میں اپنی اس قوت
سے جو حافظہ کہلاتی ہی آگے بڑھونگا میں اُس سے آگے

بڑھونگا تاکہ تیرے پاس اے نور شیریں پہنچوں تو مجھ سے
کیا کہتا ہی دیکھہ میں بہ ذریعہ اپنی روح کے تیری طرف
جو مجھسے اوپر رہتا ہی چڑھا جاتا ہوں میں اپنی اسی قوت
سے جو حافظہ کہلاتی ہی اس آرزو سے بھی آگے جاونگا
تاکہ جہاں تک ممکن ہی تجھہ تک پہنچوں اور جہاں تک
ممکن ہی تیرے ساتھہ لگا رہوں کیونکہ حیوانوں اور
پرندوں میں حافظہ ہی ورنہ وے اپنے ماندوں اور
گھونسلوں اور بہتیرے باقی مقاموں پر جن کے وے
عادی ہیں نہ لوٹ سکتے اور نہ سوا حافظہ کے کسی
دوسری طرح سے کسی امر کے عادی ہو سکتے ہیں میں
حافظہ سے آگے بڑھونگا تاکہ اُس تک جس نے مجھے
چوپایوں سے علیحدہ کیا اور ہوا کے پرندوں سے دانشمند بنایا
پہنچوں میں حافظہ سے آگے بڑھونگا اور کہاں تجھے پاؤنگا اے
تو جو فی الحقیقت نیک و یقینی شیرینی ہی کہاں میں تجھے پاؤں ✤

اٹھارھویں فصل

اگر میں تجھے اپنے حافظے کے باہر پاؤں تو میں تجھے
یاد نہیں رکھتا ہوں اور اگر میں تجھے یاد نہ رکھوں تو کس طرح
تجھے پاؤں کیونکہ عورت نے درہم کو کھویا تھا اور چراغ لوقا ۱۵:۸
جلا کے اُسے ڈھونڈھا اور اگر وہ اُسے یاد نہ رکھتی تو
پھر نہ پاتی کیونکہ جب اُسے پا چکی تب اگر وہ اُسے یاد نہ رکھتی
تو کیونکر یہہ جانتی کہ وہی درہم ہی مجھے یہہ یاد ہی کہ میں نے
بہت کھوئی ہوئی چیزوں کو ڈھونڈھا اور پایا اور اسی
سبب سے میں یہہ جانتا ہوں کہ جب میں اُن میں سے
ایک کو ڈھونڈھتا تھا اور یہہ مجھہ سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا
یہہ ہی یا وہ ہی تب تاوقتیکہ وہ چیز جس کو میں ڈھونڈھتا تھا
سامنے نہ آتی تھی میں انکار کئے جاتا تھا کہ نہیں ہی اور
اگر وہ مجھے یاد نہ ہوتی تو جو کچھہ وہ تھی گو وہ بھی میرے

سامنے آتی تو بھی میں اُس کو اِس سبب سے نہ پاتا کہ
اُس کو نہیں جانتا تھا اور جب جب ہم کسی کھوئی ہوئی
چیز کو ڈھونڈھتے اور پاتے ہیں تب ہمیشہ ویسا ہی وقوع
ہوتا ہی لیکن اگر کوئی چیز نہ حافظہ سے بلکہ صرف نظر سے
کھو جاتی ہی مثلاً کوئی ظاہری جسم جاتا رہے تو اُس کی
شکل اندر رہتی ہی اور تاوقتیکہ نظر کے سامنے نہ پھر آ جائے
ڈھونڈھا جاتا ہی اور جب پایا جاتا ہی تب بذریعہ اُس شکل
کے جو اندر ہی پہچانا جاتا ہی اور اگر ہم کسی چیز کو جو کھو گئی ہی
نہ جانتے تو ہم یہہ نہ کہتے کہ ہم نے اُس کو پایا ہی اور اگر
ہم اُسکو یاد نہ کرتے تو ہم اُس کو نہ جانتے لیکن وہ ہم
نظروں سے کھو گیا تھا پر حافظہ میں رہتا تھا ✦

اُنیسویں فصل

پھر جب خود حافظہ سے کوئی چیز کھو جاتی ہی تب کیا

ہوتا ہی کیونکہ جب ہم کچھ بھول جاتے ہیں اور اُسے
یاد کرنے کو ڈھونڈھتے ہیں تب وہ حافظہ سے کھو گیا ہی
پر سوا حافظہ ہی کے اور کس دوسری جگہہ میں ڈھونڈھتے
ہیں اور اگر وہاں ایک چیز اتفاقاً دوسری کے عوض
میں سامنے آوے تو ہم تاوقتیکہ وہ جس کو ڈھونڈھتے
ہیں نہ ملے رد کرتے ہیں اور جب وہ ملتی ہی تب ہم کہتے
ہیں کہ یہی ہی اور اگر اُسے نہ جانتے تو یہہ نہ کہتے اور اگر
اُسے یاد نہ رکھتے تو اُسے نہ جانتے پس یقیناً اُسے بھول گئے
یا کیا وہ بالکل جاتی نہ رہی لیکن بذریعہ اُس حصہ کے جس کے
وہ ہمارے قبضہ میں رہتی ہی اُس کا دوسرا حصہ ڈھونڈھا
جاتا ہی کیونکہ حافظہ یہہ جانتا ہی کہ وہ ایک ساتھ اُتنا جتنا
اُس کا دستور تھا خیال میں نہیں لاتا اور گویا اپنے دستور
کے خفیف ہونے سے لنجہ ہو کر یہہ دعویٰ کرتا ہی کہ جو
جاتا رہا پھر واپس ہووے مثلاً جب ہم کسی شخص کو جس کے

جان پہچان ہو دیکھیں یا اُس کا تصور کریں اور اُس کے
نام کو بھول کے یاد کرنے کو ڈھونڈھیں تب جو کچھ
اور ملے اُسکے ساتھہ لگا نہیں رہتا ہی کیونکہ یہہ دستور
نہیں تھا کہ اُسپر ساتھہ ہی اُس شخص کے خیال ہووے
اور اسلیئے تا وقتیکہ وہ چیز جسپر ادراک اپنے دستور کے
موافق ایک ساتھہ ہمواری سے آرام کرتی ہی حاضر ہو
رد کی جاتی ہی اور بجز حافظہ ہی کے کس طرح دوسری جگہ
سے وہ حاضر ہوتی ہی کیونکہ جب ہم دوسرے شخص سے
یاد دلائے جاکر اُسکو جان لیتے تب وہ حافظہ سے حاضر
ہوتی ہی کیونکہ نہ کسی نئی چیز کی طرح اُس کو یقین جانتے بلکہ
یاد کرکے اُس کو جس کا ذکر ہوا ٹھیک ٹھیک قرار دیتے
ہیں لیکن اگر وہ روح سے سراسر مٹائی جاتی تو ہم اُسکا
ذکر سنکر یاد نہ کرتے کیونکہ جس چیز کے فراموش کرنے کو
ہم حفظ کرتے ہیں اُس کو ہم نے ابتک بہر صورت

فراموش نہیں کیا پس جس چیز کو ہم نے بالکل فراموش
کیا اُس کو جب وہ کھو گئی ہو ڈھونڈھ بھی نہیں
سکتے ہیں ❖

بیسویں فصل

پس کس طرح میں تجھے ڈھونڈھوں اے خداوند
کیونکہ جب تجھے جو میرا خدا ہی ڈھونڈھتا ہوں تب مبارک
زندگی کو ڈھونڈھتا ہوں میں تجھے ڈھونڈھونگا تاکہ میری
جان زندہ رہے کیونکہ میری جان سے میرا بدن زندہ ہی
اور تجھہ سے میری جان زندہ ہی پس کس طرح میں مبارک
زندگی ڈھونڈھتا ہوں کیونکہ جہاں یہہ کہنا مجھے لازم
ہی کہ کافی ہی وہاں جبتک وہ بات نہ کہوں تب تک
مبارک زندگی میرے پاس نہیں ہی کسطرح میں اُسے
ڈھونڈھتا ہوں کیا بذریعہ یادآوری کے جس طرح اگر اُسے

بھول جاتا تو یہہ یاد رکھتا کہ میں اُسے بھول گیا۔ مگر جو
پر ڈھونڈھتا ہوں یا بذریعہ دریافت کرنے کے جس طرح
کسی نامعلوم چیز کو جو خواہ کبھی معلوم نہیں تھی خواہ
اِس قدر فراموش ہوگئی کہ اُسکے فراموش کرنے کو میں
حفظ رکھتا ہوں دریافت کرتا ہوں اُس طرح مبارک
زندگی ڈھونڈھتا ہوں کیا مبارک زندگی ایسی چیز نہیں
ہے کہ سب لوگ اُس کو اختیار کرتے اور کوئی اُس سے
بالکل اِنکار نہیں کرتا کہاں اُنھوں نے اُس کو جانا تا کہ
یوں نہیں اختیار کریں کہاں اُسکو دیکھا تا کہ اُسے پیار کریں
البتہ وہ ہمارے پاس ہے لیکن کسطرح ہمارے پاس ہے مجھے
معلوم نہیں اور کوئی دوسرا طور تو ہے کہ جب وہ زندگی
کسی کے پاس ہو تب وہ شخص مبارک ہے اور بعض لوگ
ایسے ہیں کہ اُمید سے مبارک ہیں لیکن اِن لوگونکے پاس
بنسبت اُن لوگونکے جنکے پاس حقیقت میں ہے کم قدر قسم کی

مبارک زندگی ہو لیکن وے لوگ بنسبت اُن کے جو
در حقیقت میں اور نہ اُمید سے مبارک ہیں بہتر ہیں اور
اگر وہ کسی طور پر اُنکے پاس بھی نہ ہوتی تو وے یوں نہیں
مبارک ہونے کو اختیار نہ کرتے اور یہہ کامل یقین ہے کہ وے
اُسکو اختیار کرتے ہیں وے اُس کو جانتے ہیں پر یہہ
کس طرح ہو مجھے معلوم نہیں اور اِسلیئے میں اُسے کسی طرح
کی اِدراک سے جو نہ مجھے معلوم نہیں ہو قابض ہوں اور
میں اِس کے جاننے کے لیئے مشقت کرتا ہوں کہ وہ ادراک
حافظہ میں ہے یا نہیں کیونکہ اگر وہاں ہو تو ہم لوگ کسی وقت
مبارک ہوئے ہیں اب میں اِس بات کی تفتیش نہیں کرتا
ہوں کہ آیا سب ایک ایک ہو کر یا اُس آدمی میں جس نے
پہلے گناہ کیا اور جس میں ہم سب موئے ہیں اور جس سے ۱ قرن ۱۵: ۲۲
ہم سب پریشانی کے ساتھہ پیدا ہوئے ہیں بلکہ مبارک
ہوئے ہیں لیکن میں اُسکی تحقیق کرتا ہوں کہ کیا مبارک

زندگی حافظہ میں ہی یا نہیں کیونکہ اگر ہم اُسے نہ جانتے تو اُسے پیار بھی نہ کرتے ہم اُس کا نام سنتے ہیں اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اُس کی حقیقت کے خواہشگار ہیں کیونکہ ہم صرف اُسکی آواز سے خوش نہیں ہیں اسواسطے کہ جب یونانی شخص اُسکے نام کو لاطینی میں سنتا ہے تب وہ خوش نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ کیا کہا گیا لیکن ہم جو لاطینی جانتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور اسیطرح وہ بھی اگر یونانی میں سنتا تو خوش ہوتا کیونکہ وہ شے نہ یونانی و نہ لاطینی ہے اور اُس کے حاصل کرنے کے لیئے یونانی اور لاطینی اور دیگر اہل زبان ترستے ہیں پس وہ سبھوں کو معلوم ہے کیونکہ اگر اُن سے ایک ہی آواز میں یہہ سوال ہو سکتا کہ کیا مبارک ہوا چاہتے ہو تو وے بلا شبہہ جواب دیتے کہ ہم چاہتے ہیں اور اگر اُس چیز کا یہہ نام اُن کے حافظہ میں نہ رہتا تو وے ایسا جواب نہ دے سکتے ✢

اکیسویں فصل

پس جس طرح کوئی شخص جس نے قارطاج شہر کو نہیں دیکھا ہے اُسے یاد کرتا ہے کیا اُسی طرح پر مبارک زندگی کی ادراک ہم لوگوں کے حافظہ میں ہے نہیں کیونکہ مبارک زندگی آنکھوں سے اِس لیئے نظر نہیں آتی ہے کہ وہ جسم نہیں ہے پس کیا اُس طرح پر جس طرح ہم اعداد کو یاد کرتے ہیں نہیں کیونکہ جو شخص اُن کو اپنی ادراک میں رکھتا ہے سو اُن کی زیادہ تحصیل کو نہیں ڈھونڈھتا ہے لیکن ہم لوگ مبارک زندگی کو اپنی ادراک میں رکھتے ہیں اور اِس لیئے اُس کو پیار کرتے اور ہنوز اُسے حاصل کیا چاہتے ہیں تاکہ مبارک ہو جاویں پس کیا اُس طرح پر جس طرح ہم فصاحت کو حفظ کرتے ہیں نہیں کیونکہ ہر چند اِس نام کو سننے سے بعض جو اَب تک فصیح نہیں ہیں اور بہتیرے جو

فصیح ہونا چاہتے ہیں اُس شے کو یاد کرتے ہیں اور اِس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن کی ادراک میں مو[illegible] تو بھی اُنھوں نے بذریعہ اپنے حواس بدنی کے اور لوگو[illegible] فصیح جان لیا اور خوش ہوئے اور ویسا ہی ہونا چاہتے ہیں لیکن سوا کسی باہری ادراک کے اور کسی دوسری وجہہ سے خوش نہیں کیئے جاتے اور اگر یونہیں خوش نہ کیئے جاتے تو فصیح ہونا نہ چاہتے پر ہم مبارک زندگی کو دوسروں میں بذریعہ کسی حس بدنی کے تجربہ نہیں کرتے ہیں پس کیا جس طرح ہم خوشی کو یاد کرتے ہیں اُسطرح پر مبارک زندگی کو یاد کرتے ہیں شاید ایسا ہی ہے کیونکہ جس طرح میں پریشانی میں مبتلا رہکر مبارک زندگی کو یاد کرتا ہوں اُس طرح پر غم میں بھی گرفتار رہکر خوشی کو یاد کرتا ہوں اور میں نے خوشی کو بذریعہ حس بدنی کے کبھی نہ دیکھا نہ سنا نہ سونگھا نہ چکھا نہ چھوا لیکن جب میں

خورسند تھا تب میں نے اُس کو اپنے دل میں تجربہ کیا اور اُس کی ادراک میرے حافظہ میں اُسطرح پر بنی رہتی ہے کہ اُسکو حسب متفرق ذات اُن چیزوں کے جن سے خوش ہونے کو یاد کرتا ہوں کبھی ساتھ نفرت اور کبھی ساتھ ذوق کے یاد کر سکتا ہوں کیونکہ میں بسبب خرابیوں کے بھی ایک طرح کی خوشی میں ڈوبا یا جاتا ہوں لیکن اب اُنکو یاد کر کے متنفر اور مکروہ جانتا ہوں کبھی کبھی بسبب نیکیوں اور خوبیوں کے ایک طرح کی خوشی میں ڈوبا یا جاتا ہوں اور اگرچہ وے نیکیاں و خوبیاں ہنوز موجود نہ ہوں تو بھی میں آرزو کے ساتھ اُس خوشی کو یاد کرتا اور اِس لیئے غم کے ساتھ اگلی خوشی کو یاد کرتا ہوں ٭

پس کہاں میں نے اپنی زندگی کو مبارک پایا یہاں تک کہ اُس کو یاد میں لاتا اور پیار کرتا اور چاہتا ہوں پھر نہ فقط میں یا میرے ساتھ تھوڑے لوگ بلکہ ہم سب البتہ مبارک

ھواچاھتے ھیں پر اگر اُسکو یقینی ادراک سے نہ جانے
تو ایسی ھی یقینی قوت اختیاری کے ساتھہ نہ چاھے
لیکن کیونکہ یہہ ھوتا ھی کہ اگر دو آدمیوں سے یہہ پوچھا
جائے کہ کیا تم کارجنگ میں مشغول ھونا چاھتے ھو تو
ممکن ھی کہ اُنمیں سے ایک یہہ جواب دے کہ جانا چاھتا
ھوں اور دوسرا کہ جانا نہیں چاھتا ھوں لیکن اگر ان سے
یہہ پوچھا جائے کہ کیا تم مبارک ھونا چاھتے ھو تو یہہ
ممکن ھی کہ دونو فوراً بغیر پس و پیش کے کہیں کہ ھم
چاھتے ھیں پھر سوا مبارک ھونے کی غرض کے اور
کسی دوسری غرض سے ایک کارجنگ میں مشغول ھونا
چاھتا اور دوسرا نہیں چاھتا ھی پھر چونکہ ایک شخص اس
چیز سے اور دوسرا اُس چیز سے خوش ھوتا ھی اس لیئے
کیا سب مبارک ھونے کی خواھش پر متفق ھیں اور چونکہ
اگر اُن سے یہہ پوچھا جائے کہ مبارک ھوا چاھتے ھو یا نہیں



تو بولیں سب اس پر متفق ھوتے ھیں اسلیئے کیا اُس خوشی
کو مبارک زندگی کہتے ھیں پس اگرچہ ایک شخص اُس خوشی
کو اس چیز سے اور دوسرا اُس چیز سے حاصل کرتا ھی تو بھی
سب ایک ھی مقصد تک پہنچنے کے لیئے کوشش کرتے
ھیں اور اُن لوگونکا وہ مقصد یہہ ھی کہ خوش ھوویں اور چونکہ
کوئی شخص یہہ نہیں کہہ سکتا ھی کہ میں نے اس چیز کو تجربہ
نہیں کیا ھی اس لیئے جب مبارک زندگی کا نام سنا جاتا ھی
تب وہ چیز حافظہ میں ملتی اور جانی جاتی ھی ✚

بائیسویں فصل

یہہ دور رھے اے خداوند یہہ تیرے بندے کے دل سے
جو تجھہ سے اقرار کرتا ھی دور رھے یہہ دور رھے کہ جس جس
خوشی سے میں خوش ھووں اُس کے سبب سے میں
اپنے تئیں مبارک سمجھوں کیونکہ ایک ایسی خوشی ھی کہ بے دینوں کو

بلکہ جو تجھے سو تیری خاطر کے اور کسی دوسری غرض سے
پیار نہیں کرتے ھیں اور جن کی خوشی تو خود ھی ان کو
عطا ھوتی ھی اور تجھپر اور تجھ میں اور تجھسے خوش ھونا بابرکت
زندگی ھی یہی اور نہ کوئی دوسری مبارک زندگی ھی کیونکہ
جو لوگ یہہ سمجھتے ھیں کہ کوئی دوسری ھی سو نہ حقیقی
بلکہ دوسری طرح کی خوشی کی پیروی کرتے ھیں لیکن
اُن کی تمنا خوشی کی ھر ایک صورت کی طرف سے
پھیری نہیں جاتی ھی ✣

تیئیسویں فصل

پس یہہ یقین نہیں ھی کہ سب مبارک ھوا چاھتے ھیں
کیونکہ صرف تجھ میں خوشی کرنا مبارک زندگی ھی اس لیے
جو تجھ میں خوشی نہیں کرتے ھیں سو مبارک زندگی کو
نہیں چاھتے ھیں یا کیا سب اُسے چاھتے ھیں لیکن چونکہ

گلتیوں ۵: ۱۷
جسم کی خواھش روح کی مخالف اور روح کی خواھش
جسم کی مخالف ھی یہاں تک کہ جو کچھہ وے چاھتے ھیں
سو نہیں کر سکتے ھیں اس لیے کیا وے اُس کام پر
جس کو کر سکتے ھیں آپڑتے ھیں اور اس سے راضی
ھو جاتے ھیں کیونکہ جو کچھہ وے نہیں کر سکتے ھیں اُسے
ایسی مضبوطی کے ساتھہ نہیں چاھتے ھیں کہ اُن میں اُس کے
پورے کرنے کی قابلیت پیدا ھووے کیونکہ میں سبھوں سے
یہہ پوچھتا ھوں کہ کیا بہ نسبت جھوٹھائی کے سچائی میں خوشی
کرنا زیادہ پسند آتا ھی اور وے جس قدر اس کے کہنے میں
پس و پیش نہیں کرینگے کہ ھم مبارک ھونا چاھتے ھیں اُسی قدر
اس کے کہنے میں پس و پیش نہیں کرینگے کہ سچائی میں خوش
ھونا زیادہ پسند ھی کیونکہ سچائی میں خوش ھونا مبارک زندگی
یوحنا
ھی اسی واسطے کہ یہہ تجھہ میں جو سچائی ھی خوش ھونا ھی اے
زبور
خدا میری روشنی اور میرے چہرے کی خیر و عافیت میرے خدا

سب ہی مبارک زندگی چاہتے ہیں سب یہہ زندگی جو
تنہا مبارک ہی چاہتے سب سچائی میں خوشی کرنا چاہتے
ہیں میں نے بہتیروں کو جو فریب دیا چاہتے ہیں دیکھا
ہے پر کسی کو جو فریب کھایا چاہتا ہو نہیں دیکھا پس سوا
اُس جگہہ کے جہاں اُنھوں نے سچائی جانی اور کہاں
یہہ مبارک زندگی جانی کیونکہ وے اِس سبب سے اُسے
پیار کرتے ہیں کہ فریب کھایا نہیں چاہتے ہیں اور جب
وے مبارک زندگی کو جو سچائی میں خوش ہونے کے سوا
اور کچھہ نہیں ہے پیار کرتے ہیں تب وے سچائی کو بھی
پیار کرتے ہیں اور اگر اس کی کچھہ ادراک اُن کے حافظہ
میں نہ ہوتی تو وے اُسے پیار نہ کرتے پس کیوں اُس میں
خوشی نہیں کرتے ہیں کیوں وے مبارک نہیں ہیں
اِس کا سبب یہہ ہے کہ بہ نسبت اُس چیز کے جس کو وے کم یاد
رکھتے اور جو اُن کو مبارک کر سکتی ہے اُن چیزوں سے جو

اُنھیں پریشان کر سکتی ہیں زیادہ مصروف رہتے ہیں
کیونکہ انسانوں میں اب تک تھوڑا نور باقی رہ گیا ہے
یوحنا ۱۲ : ۳۵ چلیں وے چلیں تاکہ تاریکی اُن پر نہ پہنچے ●
یوحنا ۳ : ۲۰ لیکن کیوں سچائی اُن لوگوں میں نفرت کو جنتی ہے
اور تیرا مرد جو سچائی کی منادی کرتا ہے اُن کا دشمن ہوا ہے
کیونکہ مبارک زندگی جو سوا سچائی میں خوش ہونے کے اور
کچھہ نہیں ہے عزیز جانی جاتی ہے کیا اس کی وجہہ یہہ ہے
کہ سچائی اس طرح عزیز جانی جاتی ہے کہ جو لوگ کسی دوسری
چیز کو عزیز جانتے ہیں سو یہہ چاہتے ہیں کہ وہ چیز جسے
عزیز جانتے ہیں سچائی ہو جاوے اور چونکہ وے فریب
کھایا نہیں چاہتے ہیں اس لیئے اس پر قائل ہونا
نہیں چاہتے کہ ہم نے فریب کھایا لہذا اس چیز کی خاطر
جس کو سچائی کے عوض میں وے پیار کرتے ہیں سچائی
سے نفرت رکھتے ہیں جب سچائی روشن کرتی ہے تب وے

اُس کو پیار کرتے ہیں اور جب ملزم ٹھہراتی ہو تب وے
اُس سے نفرت رکھتے ہیں کیونکہ چونکہ وے فریب کھانا
نہیں چاہتے اور فریب دینا چاہتے ہیں اِس لیئے جب
سچائی اپنے تئیں ظاہر کرتی ہو تب وے اُسے پیار کرتے
ہیں اور جب وہ اُن کو ظاہر کرتی ہو تب وے اُس سے
نفرت رکھتے ہیں اِسی سبب سے وہ اُن کو بدلا دیتی ہو
یہاں تک کہ جو لوگ اُس سے ظاہر ہونا نہیں چاہتے ہیں
اُن کو وہ خلاف اُن کی مرضی کے ظاہر کرتی ہو اور خود
اُن پر ظاہر نہیں ہوتی ہو یوں نہیں یوں نہیں ہاں یوں نہیں
اِنسان کی روح یوں نہیں اندھی اور مریض اور نجس اور بدصورت
ہو کر چھپنا چاہتی ہو لیکن یہہ نہیں چاہتی ہو کہ کوئی چیز
اُس سے چھپی رہے پر برعکس اِس کے اُس کو بدلا دیا
جاتا ہو تا کہ نہ وہ سچائی سے بلکہ سچائی اُس سے چھپی
رہے لیکن جب تک اِسی طرح پر روح پریشان رہتی ہو

تب تک بھی وہ بنسبت جھوٹھی چیزوں کے حقیقی چیزوں
میں زیادہ خوش ہونا چاہتی ہو پس جب کوئی زحمت
دخل انداز نہ ہوگی اور روح اُس ایک ہی سچائی میں
جس کے ذریعہ سے سب چیزیں سچی ہیں خوش ہوگی
تب وہ مبارک ہوگی ✦

چوبیسویں فصل

دیکھہ میں تجھہ کو اے خداوند ڈھونڈھتا ہوا اپنے حافظہ کے
کتنے فاصلہ پر دورہ کیا اور تجھہ کو اُس کے باہر نہیں پایا
اور جو کچھہ تیری بابت تعلیم پانے کے وقت سے میں نے
یاد رکھا اُسکے سوا اور کچھہ میں نے تیرے حق میں نہیں پایا
کیونکہ میں نے تیری بابت تعلیم پانے کے وقت سے کبھی
تجھہ کو فراموش نہیں کیا اِسواسطے کہ جہاں میں نے سچائی کو
پایا وہاں میں نے اپنے خدا کو بلکہ خود سچائی کو جو اُسکی

بابت تعلیم پانے کے وقت سے میں نے ابتک فراموش
نہیں کیا ہے پایا بس جب سے میں نے تیری بابت تعلیم
پائی تو میرے حافظہ میں بود و باش کرتا ہے اور جب میں
تجھے یاد رکھتا اور تجھ میں شاد ہوتا ہوں تب وہاں تجھے
پاتا ہوں یہہ میری پاک خوشیاں ہیں اور تو نے میری
غریبی پر نظر کرکے مجھے انہیں بخشا ہے ٭

پچیسویں فصل

لیکن کہاں تو میرے حافظہ میں بود و باش کرتا ہے
اے خداوند تو اس میں کہاں بود و باش کرتا ہے اُس میں
تو نے اپنے واسطے کیسا ڈیرہ بنایا کسطرح کی ہیکل کو اپنے
واسطے تعمیر کیا تو نے میرے حافظہ کو یہہ عزت بخشی کہ تو
اُسمیں بود و باش کرے پر اب میں اسپر غور کرتا ہوں کہ تو
اُسکے کس حصہ میں بود و باش کرتا ہے کیونکہ جب میں تجھ پر

سوچتا تھا تب میں اُس کے اُن حصّوں سے جو حیوانات
میں بھی موجود ہیں آگے بڑھا کیونکہ میں نے تجھ کو وہاں
جسمانی چیزوں کی اشکال کے درمیان نہیں پایا اور
میں اُن حصّوں پر جہاں اپنے دل کی جنبشوں کو سپرد
کیا پہنچا اور تجھ کو وہاں بھی نہیں پایا اور میں اپنی روح کے
مسکن میں داخل ہوا اور یہہ مسکن اُسکے واسطے میرے
حافظہ میں ہے کیونکہ میری روح بھی اپنے آپ کو یاد کرتی ہے
اور تو وہاں بھی نہیں تھا کیونکہ جس طرح پر تو جسمانی شکل
نہیں ہے اور نہ ویسی خواہش نفسانی ہے جیسی اُس وقت
ظاہر ہوتی ہے جس وقت ہم خوش و دردمند و آرزومند
و خوف پذیر و یاد آور و فراموش کنندہ وغیرہ ہوتے ہیں
اُسطرح پر تو روح بھی نہیں ہے کیونکہ تو روح کا خداوند خدا ہے
اور یہہ سب چیزیں متبدل ہوتی ہیں لیکن تو سبھوں پر
غیر متبدل رہتا ہے اور اُسوقت سے جس وقت میں نے

تجھے دریافت کیا تو نے میرے حافظہ میں بود و باش کرنے
کے لئے نزول فرمایا ہی اور کیوں میں ابھی اس کی تلاش
کرتا ہوں کہ تو اُس کی کس جگہہ میں بود و باش کرتا ہی
کیونکہ کیا اُس میں فی الحقیقت جگہیں ہیں یقیناً تو
اُس میں رہتا ہی کیونکہ اُس وقت سے جس وقت میں نے
تجھے دریافت کیا میں تجھہ کو یاد کرتا ہوں اور جب تجھے یاد
کرتا ہوں تب تجھے اپنے حافظہ میں پاتا ہوں ✦

چھبیسویں فصل

پس میں نے تجھے کہاں پایا تاکہ تجھے دریافت کرتا
کیونکہ قبل اسکے کہ میں نے تجھے دریافت کیا تو میرے
حافظہ میں نہیں تھا پس سوا تیری ذات کے جو مجھسے اوپر
ہی اور کہاں تجھے پایا تاکہ تجھے دریافت کرتا اور کہیں جگہہ
نہیں ہی اور ہم تجھے ہٹتے اور آگے بڑھتے ہیں اور کہیں — ایوب ۲۴

جگہہ نہیں ہی تو اے سچائی سب کہیں اُن سبھوں کے درمیان
جو تجھے صلاح لیتے ہیں صدر نشین ہی اور ہر چند وے
متفرق صلاحیں تجھسے لیتے ہیں تاہم تو ایک ساتھہ
سبھوں کو جواب دے سکتی ہی تو بصفائی جواب دیتی ہی لیکن وے
بصفائی نہیں سنتے ہیں سب جس قدر چاہتے ہیں تجھسے
صلاح طلب کرتے ہیں لیکن ہمیشہ اُس بات کو جسکو چاہتے
ہیں نہیں سنتے ہیں تیرا سب سے نیک خادم وہ ہی کہ نہ
جس بات کو خود اختیار کرنا چاہتا ہی تجھسے سننے کا بلکہ جس بات
کو تجھسے سنتا ہی اُس کو اختیار کرنے کا منتظر ہی ✦

ستائیسویں فصل

میں نے بڑی دیر کے بعد تجھے پیار کیا اے حسن جو
بہت ہی قدیم اور بہت ہی جدید ہی میں نے بڑی دیر
کے بعد تجھے پیار کیا اور دیکھہ تو اندر تھا اور میں باہر تھا اور

و میں تجھے ڈھونڈھتا رہا اور میں بدصورت ہو کر ان خوبصورت
اشکال میں جنھیں تو نے بنایا ہے گھسا جاتا تھا تو میرے ساتھ
تھا اور میں تیرے ساتھ نہیں تھا وے چیزیں جو اگر تجھ میں
نہ ہوتیں تو نہ ہوتیں سو مجھکو تجھسے دور رکھتی تھیں تو نے بلایا
اور پکارا اور میرا بہراپن توڑ ڈالا تو کوندھا اور چمکا اور میرا
زبور ۱۱۹: ۱۳۱ اندھاپن اڑا دیا تو معطر ہوا اور میں نے سانس لیا اور میں
متی ۵: ۶ تیرے واسطے دم بھرتا ہوں میں نے چکھا اور میں بھوکھا
اور پیاسا ہوں تو نے مجھے چھوا اور میں تیری صلح کے لیے
آگ ہو گیا +

اٹھائیسویں فصل

جب میں تیرے ساتھ اپنی ساری شخصیت سے لگا ہونگا
تب مجھے کہیں رنج و مشقت اٹھانا نہ پڑیگا اور میری زندگی
تجھ سے بالکل معمور ہو کر زندہ ہو جائیگی لیکن بالفعل چونکہ تو

اُس شخص کو جسے تو معمور کرتا ہے اٹھا لیتا ہے اسلیے میں
اپنے آپ پر اسواسطے بار ہوں کہ میں تجھ سے معمور نہیں
ہوں میری وے خوشیاں جنپر رونا لازم ہے میرے ان
غموں کے ساتھ جنپر خوشی کرنا لازم ہے لڑتی ہیں اور
کس طرف فتحمندی ہے مجھے معلوم نہیں حیف مجھپر اے خداوند
مجھپر رحم فرما میری بری غمگینیاں میری نیک خوشیوں کے
ساتھ لڑتی ہیں اور کس طرف فتحمندی ہے مجھے معلوم نہیں
حیف مجھپر اے خداوند مجھ پر رحم فرما حیف مجھ پر دیکھ میں
اپنے زخموں کو نہیں چھپاتا ہوں تو طبیب ہے میں مریض
ایوب ۷: ۱ ہوں تو رحیم ہے میں دردمند ہوں کیا انسان کی زندگی
زمین پر آزمایش نہیں ہے کون تکلیفوں اور دشواریوں کا
خواہاں ہے تو نے حکم دیا کہ ہم ان کی برداشت کریں اور
انکو پیار نہ کریں کوئی شخص گو وہ برداشت کرنے کو پیار کرتا
ہو مگر جسکی برداشت کرنا پڑتا ہو اسکو پیار نہیں کرتا ہے کیونکہ اگرچہ

وہ اسپر خوش ہوتا ہے کہ خود برداشت کرتا ہے تو بھی یہہ اسکو زیادہ
پسند ہے کہ برداشت کرنے کے واسطے کوئی چیز نہ ہووے
میں مصیبتوں میں اقبالمندیوں کا آرزومند ہوں میں
اقبالمندیوں میں مصیبتوں سے ڈرتا ہوں ان دونوں میں
کون ایسی متوسط جگہہ ہے کہ اُس میں انسانی زندگی کی آزمائش
نہیں ہے حیف ایک دفعہ اور دو دفعہ دنیا کی اقبالمندیوں پر
کیونکہ اُنمیں مصیبت کا خوف رہتا اور خوشی کی خرابی ہوتی
ہے حیف ایک دفعہ اور دو دفعہ اور تین دفعہ دنیا کی مصیبتوں پر
کیونکہ اُن کی وجہہ سے اقبالمندی کی آرزو ہوتی ہے اور
مصیبت خود سخت چیز ہے اور مبادا وہ برداشت کو شکست
دیوے کیا انسانی زندگی کی زمین پر بلاناغہ آزمایش نہیں ہے ✣

اُنتیسویں فصل

اور میری ساری اُمید سوا تیری نہایت بڑی رحمت کے

اور کہیں نہیں ہے جس کے لیے تو حکم دیتا ہے اُسے بخش اور
جسے تو ہم سے کرانا چاہتا ہے اُسکے لیے حکم دے تو نے
ہم لوگوں کو پرہیزگاری کے لیے حکم دیا اور ایک شخص
کہتا ہے کہ جب میں نے جانا کہ بغیر خدا کی بخشش کے کوئی
پرہیزگار نہیں ہو سکتا ہے تب میرے نزدیک یہہ جاننا دانائی
کا کام تھا کہ وہ کس کی بخشش ہے بذریعہ پرہیزگاری کے
البتہ ہم لوگ وہاں سے جہاں ہم بہت چیزوں میں پراگندہ
ہوئے تھے جمع ہو کے ایک کی طرف لوٹتے ہیں کیونکہ جو کوئی
کسی چیز کو جس کو وہ نہ تیری خاطر بلکہ تیرے ساتھہ پیار کرتا ہے
سو تجھہ کو کم پیار کرتا ہے اے پیار جو ہمیشہ بھڑکتا رہتا اور کبھی
نہیں بجھتا ہے اے محبت اے میرے خدا مجھہ کو بھڑکا دے
تو پرہیزگاری کے لیے حکم دیتا ہے جس کے لیے تو حکم دیتا
ہے اُسے بخش اور جسے تو ہم سے کرانا چاہتا ہے اُس کے
لیے حکم دے ✣

تیسویں فصل

یقیناً یہ تیرا حکم ہے کہ میں جسم کی حرص اور آنکھ کی حرص اور دنیا کے غرور سے پرہیز کروں تو نے ہمبستری سے پرہیزگار ہونے کے لئے حکم دیا اور بیاہ کے حق میں اُس اجازت سے جو تجھ سے ملی کسی بہتر امر کے لئے صلاح دی اور چونکہ تو نے یہی بخشا اس لئے وہ مجھ سے سرزد ہوا بلکہ قبل اس کے کہ میں تیری پاک رسوم کا تقسیم کرنیوالا بنا وہ امر مجھ سے سرزد ہوا لیکن اب تک میرے حافظہ میں جس کو میں نے اوپر بہت بیان کیا ہے اُن چیزوں کی اشکال جن کو میری عادت نے وہاں نقش کیا ہے زندہ رہتی ہیں اور جب میں بیدار رہتا ہوں تب وے مجھ پر بے طاقتی سے حملہ کرتی ہیں لیکن نیند میں نہ فقط خوشی دینے بلکہ راضی کرنے اور اُس حالت تک جو انجام ہونے کے موافق ہے پہنچانے کے واسطے

یوحنا ۲: ۱۶

حملہ کرتی ہیں اور اُن شکلوں کی نمود بے بود اسقدر میری روح اور میرے جسم میں موثر ہیں کہ جب میں سوتا ہوں تب جھوٹھی رویا اُس کام کے لئے جسکے لئے بوقت بیداری کے حقیقی رویا مجھے مائل نہیں کر سکتی ہیں مجھکو راغب کرتی ہیں کیا اُسوقت میں ہی نہیں ہوں اے خداوند میرے خدا لیکن اُس ساعت میں جسمیں میں بیداری سے نیند میں چلا آتا ہوں یا نیند سے بیداری میں پھر لوٹ جاتا ہوں کسقدر فرق میری ایک حالت اور میری دوسری حالت میں ہے اُسوقت میری عقل کہاں ہے کیونکہ بیداری میں وہ ایسے ہی اشاروں سے مقابلہ کرتی ہے اور اگر اصلی کام کا موقع ملجائے تو میں بے حرکت رہتا ہوں کیا ساتھ ہی آنکھوں کے وہ بھی بند ہو جاتی ہے یا کیا ساتھ ہی حواس بدنی کے وہ سو جاتی ہے پھر کس وجہ سے ہم لوگ اکثر نیند

میں اُن اشاروں سے مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے ارادہ کو یاد رکھہ کے اور اُس پر پاکدامنی سے قایم رہکر ایسی ہی دلربائیوں پر بالکل راضی نہیں ہوتے ہیں لیکن اِسقدر فرق ہی کہ اگرچہ نیند میں اُسکے برعکس واقع ہووے تو بھی بیدار ہوکے ہم دل کی اطمینان کیطرف پھر آتے ہیں اور اِسی فرق سے ہم یہہ دریافت کرلیتے ہیں کہ جو کام ہم میں کسی طرح پر سرزد ہوے اُنکے سبب سے ہمکو رنج دیتا ہی سو ہم نے نہیں کیا +

کیا تیرا ہاتھہ یہاں تک قادر نہیں ہی اے قادر مطلق خدا کہ میری روح کو ساری بیماریوں سے شفا بخشنے اور زبور ۳:۱۰۳
اپنے بہت زیادہ فضل سے میری نیند کی ناپاک حرکتوں کو ہلاک کرڈالے تو اپنی بخششوں کو اے خداوند مجھہ میں بڑھاتا رہیگا تاکہ میری روح شہوت کے لاسے سے خلاص ہوکر تجھہ تک میری پیروی کرے اور اپنے سے بغاوت

نہ کرے اور خوابوں میں بھی نہ فقط بذریعہ جھوٹی اشکال کے اُن بدوضع خرابیوں کو جسم کی آلایش تک کرے بلکہ اُن پر راضی بھی نہ ہووے کیونکہ اُس قادر مطلق افسیوں ۲۰:۳
کے لئے جو بہ نسبت اُس کے جو ہم مانگتے یا سوچتے ہیں ہمارے واسطے زیادہ کرنے کو قادر ہی نہ صرف اِس زندگی میں بلکہ میری اِس عمر میں یہہ کرنا مشکل نہیں ہی کہ اِس طرح کی کوئی چیز سونے والے کی پاک خواہش جسقدر کہ خیال سے رُک سکتی ہو اُس قدر بھی موثر نہ ہووے لیکن جو کچھہ میں اب تک اپنی اِس طرح کی برائی میں ہوں اُس کا بیان میں نے اپنے نیک خداوند سے کیا اور اُسکے لئے زبور ۱۱:۲
جیسے تو نے مجھے بخشا ہی لرزش کے ساتھہ خوش ہوں اور اُسکے لئے جسمیں میں ناکامل ہوں غمگین ہوں اور یہہ امید رکھتا ہوں کہ تو اپنی رحمتوں کو مجھہ میں اُس کامل راحت تک جسکو جب فتحمندی موت کو نگل جائیگی تب میری ۱ قرنتی ۱۵

باھری اور بھتیری الشانیت ہے ساتھ حاصل کرکے
انجام دیوے +

اکتیسویں فصل

روز کی دوسری برائی ھی کاش وہ روز ھی کیلئے متی ۲۶:۳۴
کافی ھوتی کیونکہ جب تک تو پیٹ اور کھانے کو نیست نہ قرن ۱۳:۶
کرے اور میری بھوکھ کو عجب آسودگی سے ھلاک نہ کرے
اور اس فانی کو ابدی بقا سے ملبّس نہ کرے تب تک قرن ۱۵:۵۴
ہم کھانے پینے سے بدن کی روزانہ ویرانگیوں کو مرمت
کرتے ھیں لیکن اب ضرورت میرے واسطے شیریں ھے اور
میں اُس شیرینی کے برخلاف لڑتا ھوں تاکہ قید نہ
کیا جاؤں اور روزہ رکھنے میں ھر روز لڑا کرتا ھوں
اور اکثر اپنے بدن کو تابعداری میں پہنچاتا ھوں اور قرن ۹:۲۷
میری تکلیفات عیش و نشاط سے دفع ھوتی ھیں کیونکہ

بھوکھ اور پیاس ایک طرح پر تکلیفات ھیں جو سوزش ھیں
اور اگر پرورش کی مدد نہ دیوے تو تپ کے مانند ھلاک
کرتے ھیں اور چونکہ بذریعہ تسلی تیری اُن بخششوں کے
جنہیں خاک اور آب اور باد ھمارے ضعف کی خدمت
کرتے ھیں وہ دوا موجود ھے اس لئے ھماری مصیبت
فرحت کہلاتی ھے +

تو نے مجھے یہہ سکھلایا ھے کہ میں کھانے کو علاج کی
طرح استعمال کرتا ھوں لیکن جب میں بھوکھ کی تکلیف
سے آسودگی کے آرام تک پہنچتا ھوں اُسی پہنچ میں حرص کا
دام میرے واسطے بچھایا جاتا ھے کیونکہ وہ پہنچ عیش و نشاط
ھے اور جہاں پہنچنا ضرور ھے وھاں پہنچنے کی کوئی دوسری
راہ نہیں ھے اور چونکہ صحت کھانے اور پینے کی وجہ ھے
اس لئے خطرناک خوشی پیرو کی طرح اپنے تئیں اُسکے
ساتھ آمیزش کرتی ھے اور اکثر اُس کے پیش رو ھونے کی

کوشش کرتی ہی تاکہ جو کام میں صحت کے واسطے بموجب
اپنے کہنے کے کرتا ہوں یا کیا چاہتا ہوں سو خوشی کے واسطے
کروں اور دونوں کی ایک ہی مقدار نہیں ہی کیونکہ جو صحت
کے لئے کافی ہی سو خوشی و خرمی کے لئے کم ہی اور اکثر یہہ
یقینی نہیں ہی کہ بدن کی ضروری فکر ابھی پرورش کا
دعوی کرتی ہی یا حرص کی عشرت آمیز فریبانہ خدمتگاری
کو پیش نہاد کرتی ہی اس بے یقینی میں نامبارک روح
شاد ہوتی ہی اور اُس میں اپنے واسطے عذر بنا لیتی ہی اور
اِس لئے خوش ہی کہ جس قدر صحت کے اعتدال کے
واسطے کافی ہی سو ظاہر نہیں ہی تاکہ صحت کے بھیس میں
عیش و عشرت کے کام کو پوشیدہ رکھے انھیں آزمائشوں سے
میں روز بروز مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور
اپنی صحت کے واسطے تیرے دہنے ہاتھ کو پکارتا ہوں اور
اپنے افکار کی موجوں کو تیرے حضور میں بہاتا ہوں کیونکہ

ابتک مجھے اِس بات کے حق میں کوئی مستقل صلاح
نہیں ملی ہی +
میں اپنے خدا کی ایک آواز کو سنتا ہوں وہ یہہ
لوقا ۲۱:۳۴ حکم دیتی ہی کہ خبردار ایسا نہ ہو کہ تمہارا دل بہت کھانے اور
نشہ خوری سے بھاری ہو نشہ خوری مجھ سے دور ہی تو
اسلئے رحم کرے گا کہ وہ کبھی میرے نزدیک آوے لیکن
بسیار خوری کبھی کبھی تیرے بندے کی طرف چلی آتی ہی تو
اسلئے رحم کرے گا کہ وہ مجھ سے دور ہو جاوے کیونکہ جب تک
تو بخشش نہ دیوے تب تک کوئی پرہیزگار نہیں ہو سکتا ہی
تو ہمکو بہتیری چیزوں کو جن کے واسطے ہم دعا مانگتے
ہیں بخشتا ہی اور جو کچھ بھلائی ہمکو قبل دعا مانگنے کے ملتی
ہی سو تیری طرف سے ہمکو ملتی ہی تاکہ بعد اُس کے
بلاشبہہ ہم یہہ جانیں کہ وہ تیری طرف سے ملی ہیں نشہ خور
کبھی نہیں تھا لیکن میں نشہ خور لوگوں کو جنھیں تو نے

پرہیزگار بنایا ہی جانتا ہوں پس تیری طرف سے یہ ہوا
کہ وے جو نشہ خور کبھی نہیں تھے ایسے ہی نہیں ہوئے اور
تیری طرف سے یہ ہوا کہ جو نشہ خور تھے ہمیشہ ایسے ہی
نہیں رہے اور تیری طرف سے یہ ہوا کہ وے دونوں نہیں
کہ کسی طرف سے یہ ہوا ہی میں نے تیری یہ دوسری آواز
سُنی کہ حرصوں کا پیچھا مت کرو اور اپنی خوشی سے علیحدہ
ہو تیرے فضل سے میں نے وہ آواز جسے میں نے بہت پیار
کیا سُنی ہی کہ اگر کھاویں تو ہماری کچھ بڑھتی نہیں اور ۱ قرن ۸:۸
اگر نہ کھاویں تو گھٹتی نہیں اسکا مطلب یہ ہی کہ اُنمیں سے
پہلا مجھکو فراواں نہیں کرے گا اور دوسرا مجھکو پریشان
نہیں کرے گا میں نے دوسری آواز بھی سُنی کہ جس حالت
میں ہوں اُسی پر راضی رہنا میں نے سیکھا ہی میں فلپ ۴:۱۱-۱۲
گھٹنا جانتا ہوں اور بڑھنا بھی جانتا ہوں ہر مقام میں اور
سب باتوں میں سیر ہونے بھوکے رہنے بڑھنے اور گھٹنے کی

میں نے تعلیم پائی مسیح کے وسیلے سے جو مجھے طاقت بخشتا
ہی میں سب کچھ کر سکتا ہوں دیکھو یہ آسمانی خیمہ کا سپاہی ہی
اور جو خاک ہم ہیں سو نہیں ہی لیکن یاد رکھ اے خداوند کہ
ہم خاک ہیں اور خاک سے تو نے انسان کو بنایا اور وہ زبور ۱۰۳:۱۴
کھو گیا تھا اور ملا ہی اور وہ سپاہی بھی آپ ہی سے یہ پیدا ۳:۱۹
نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ جس نے تیرے الہام کی سانس لوقا ۱۵:۲۴، ۳۲
لینے کے ذریعہ سے یہ کہا اور جسکو میں نے بہت پیار کیا ہی
اُس خاک سے جس سے میں بنا ہوں بنا تھا وہ کہتا ہی
کہ اُس کے وسیلے سے جو مجھے طاقت بخشتا ہی میں سب فلپ ۴:۱۳
کچھ کر سکتا ہوں مجھے بھی طاقت بخش کہ میں ایسا کر سکوں
جس کے لئے تو حکم دیتا ہی اُسے بخش اور جسے تو ہم سے
کرانا چاہتا ہی اُس کے لئے حکم دے اُس رسول کا کلیہ
اقرار ہی کہ جو کچھ وہ کر سکتا تھا سو اُس نے پایا تھا اور جب
فخر کرتا ہی تب خدا میں فخر کرتا ہی میں نے دوسرے کی بات ۱ قرن ۱:۳۱

سنی وہ تجھ سے طاقت پانے کے لئے درخواست کرتا تھا وہ کہتا ہی کہ شکم کی حرصوں کو مجھ سے دور کر اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب وہ کام جس کے لئے تو حکم دیتا ہی پورا ہوتا ہی تب تو اے میرے خدا اُس کو بخشتا ہی* تو نے اے نیک باپ مجھے یہ سکھلایا ہی کہ پاک لوگوں کے لئے سب کچھ پاک ہی پر وہ چیز اُس انسان کے لئے جو کھا کے ٹھوکر کھاتا ہی بری ہی اور خدا کی پیدا کی ہوئی ہر ایک چیز اچھی ہی اور انکار کے لایق نہیں اگر شکر کر کے کھاویں اور کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملاتا اور کھانے پینے کی بابت کوئی ہم پر الزام نہیں لگاوے اور وہ جو کھاتا ہی اُسے جو نہیں کھاتا ہی حقیر نہ جانے اور وہ جو نہیں کھاتا اُس پر جو کھاتا ہی عیب نہ لگاوے ان باتوں کو میں نے سیکھا ہی تیری شکر گذاری ہووے تیری ستایش ہووے اے میرے خدا اے میرے اُستاد

اے میرے کانوں کے کھٹکھٹانے والے اے میرے دل کے روشن کرنے والے مجھ کو ہر ایک آزمایش سے نکال کیونکہ میں نہ خوراک کی ناپاکی بلکہ حرص کی ناپاکی سے خوف کھاتا ہوں اور میں یہ جانتا ہوں کہ نوح کو اجازت ملی کہ ہر ایک جاندار کے گوشت کو جو کھانے کے لایق ہی کھاوے اور الیاس نے گوشت سے غذا تازگی پائی اور یوحنا جو عجب طرح کی پرہیزگاری کا پابند تھا ٹڈیوں کو جو جاندار ہیں کھانے کی اجازت پاکر ناپاک نہیں ہوا اور میں یہ جانتا ہوں کہ عیشو نے بیتی کی حرص سے فریب کھایا اور داؤد نے پانی پینے کی خواہش کے سبب سے اپنے تئیں ملزم ٹھہرایا اور ہمارا بادشاہ نہ گوشت بلکہ روٹی کے سبب سے آزمایا گیا اور وے لوگ جو بیابان میں تھے نہ گوشت کی خواہش رکھنے کے واسطے بلکہ گوشت کی خواہش میں خداوند کے برخلاف کڑکڑانے کے واسطے معیوب

ٹھہرنے کے لائق ہیں +

پس ان آزمایشوں کے درمیان مقیم ہو کر میں ہر روز
کھانے اور پینے کی حرص کے برخلاف لڑتا ہوں کیونکہ یہ
ممکن نہیں ہے کہ جس طرح ہم بستری کو ایک بار گی کاٹ ڈالنا
اور پھر کبھی اُسے نہ چھونا ہیں پھر اسکا اُسی طرح کھانے
پینے کی حرص کے ساتھ میں پیش آؤں پس حلق کی باگ کو
ڈھیل اور کساؤ کے اعتدال میں رکھنا پڑتا ہے اور وہ
کون شخص ہے اے خداوند کہ کسی قدر ضرورت کی حدود
سے باہر نہیں پہنچایا جاتا ہے جو کوئی ہو سو بڑا ہے وہ تیرے
نام کی بڑائی کرے لیکن میں ایسا نہیں ہوں کیونکہ میں لوقا ۸:۵
گنہگار آدمی ہوں لیکن میں بھی تیرے نام کی بڑائی کرتا
ہوں اور وہ جو دنیا پر غالب آیا ہے مجھ سے میرے گناہوں رومیوں ۸:۳۴
کے لئے شفاعت کرتا ہے اور مجھ کو اپنے بدن کے کمزور یوحنا ۱۴:۳۰
اعضا میں شمار کرتا ہے کیونکہ تیری آنکھوں نے اُس کے اقرن ۱۲:۲۲ زبور ۱۳۹:۱۶

اُس حصہ کو جو ناکامل ہے دیکھا ہے اور تیرے دفتر میں سب
لکھے جائیں گے +

بتیسویں فصل

بوؤں کی فریفتگی سے میں کم تکلیف سہتا ہوں جب
وے غیر حاضر ہیں میں اُن کی تلاش نہیں کرتا ہوں جب
وے حاضر ہیں میں اُنھیں نامقبول نہیں کرتا ہوں لیکن
ہمیشہ مستعد ہوں کہ بغیر اُن کے رہ سکوں ویسا ہی میں
اپنے آپ کو معلوم ہوتا ہوں شاید یہ دھوکھا ہو کیونکہ
وہ تاریکی جس کے باعث سے میری اندرونی طاقتیں مجھ سے
چھپی ہیں افسوس کے لائق ہے یہاں تک کہ میری روح اپنے
آپ سے اپنی طاقتوں کی بابت سوال کرکے یکایک اپنے
جواب کو معتبر نہیں سمجھتی ہے کیونکہ جو کچھ اُس میں موجود ہے
تاوقتیکہ تجربہ کاری سے ظاہر نہ ہو وہ اکثر پوشیدہ

رہتا ہی اور کسی کو اس زندگی میں جو بالکل آزمایش کی ہی ہی
اس پر یقین لانا لازم نہیں ہی کہ وہ جو برے سے بھلا
بن سکا ہی بھلے سے بھی برا نہ بنے گا ایک امید ایک بھروسا
ایک قایم وعدہ تیری رحمت ہی +

تینتیسویں فصل

کانوں کے عیش نے مجھے زیادہ استحکام کے ساتھ
گرفتار و تابعدار کر لیا تھا لیکن تو نے مجھے رہا و آزاد کیا ہی
میں یہہ اقرار کرتا ہوں کہ بالفعل اُن نغموں میں جو تیرے
کلاموں سے زندگی پاتے ہیں جب شیریں و سُریلی آواز
سے گائے جاتے ہیں تب میں کسی قدر آرام پاتا ہوں میرا
مطلب نہیں کہ میں اُن کا مقید ہوں بلکہ یہہ ہی کہ جب
چاہوں اُن سے رہا ہو سکتا ہوں لیکن مضامین کے
ساتھ ہی جن کے سبب سے وے زندہ ہیں اور مجھہ میں

داخل ہونے پاتے ہیں وے میرے دل میں اعلیٰ جگہہ چاہتے
ہیں اور میں مشکل اُن کو جائے مناسب دیتا ہوں کیونکہ
کبھی کبھی مجھے معلوم ہوتا ہی کہ میں اُن کو جس قدر واجب ہی
اُس سے زیادہ عزت دیتا ہوں کیونکہ جب پاک باتیں
اِس طرح پر گائی جاتی ہیں تب مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ہماری
روحیں عبادت کے شعلہ کی طرف زیادہ دینداری و گرمی
سے ترغیب پاتی ہیں پر جب اس طرح پر نہیں گائی جاتی
ہیں تب کم ترغیب پاتی ہیں اور ہماری روح کی سارے
جنبشوں کے لئے مطابق اُن کے شیریں اختلاف کے
آواز اور راگ میں وے خاص خاص اجزا موجود ہیں اور
اُن کے کسی پوشیدہ تناسب سے وے ترغیب پاتی ہیں
لیکن میرے جسم کی یہہ خوشی جسے روح کو ضعف دینے
کے لئے سپرد کرنا بیجا ہی مجھے کبھی کبھی بہکاتی ہی کیونکہ حس
اس طرح پر عقل کا ساتھی نہیں رہتا ہی کہ صبر کے ساتھ اُس کا

پیرو ہووے لیکن اگر صرف اُس کی خاطر داخل ہونے پاوے
تو اُس کے آگے دوڑنے اور اُس کے رہبر ہونے میں
کوشش کرتاہی یوں میں ناواقف ہوکر ان امور میں گناہ
کرتا لیکن بعدہ میں واقف ہوتاہوں ٭

لیکن میں کبھی کبھی اسی فریب سے ازحد خبردار رہکر
بہت زیادہ سختی کی طرف گمراہ ہوتاہوں اور کبھی کبھی ایسی
خواہش بھی کرتاہوں کہ سب نغمی اُن شیریں راگوں کی
جو داؤد کے زبوروں کے واسطے استعمال ہوتی ہیں میرے
اور کلیسیا کے کانوں سے دور ہوجاویں اور مجھے یاد آتا ہی
کہ میں نے ایک طریقہ کی بابت جو مجھ کو زیادہ سلامت معلوم
ہوتاہی شہر اسکندریہ کے نگہبان کلیسیا اتھاناسیوس کے
حق میں بار بار سُنا ہی وہ زبور کو اس طرح کم راگ کے ساتھ
پڑھواتا تھا کہ وہ بہ نسبت گانے کے زیادہ بولنے کے موافق
سُنائی دیتا تھا لیکن جب مجھے یاد آتا ہی کہ میں نے اپنے

دوبارہ پائے ہوئے ایمان کے پہلے دنوں میں تیری کلیسیا
کی راگ پر کیسے آنسو بہائے اور اب کس طرح نہ راگ سے
بلکہ گیتوں کے مضامین سے جب وے صاف آواز اور مناسب
الاپ سے گائے جاتے ہیں میں ترغیب پاتاہوں تب میں
اس انتظام کا بڑا فائدہ سمجھتاہوں یوں میں عیش کے خطرہ
اور صحتوری کی تجربہ کاری میں لٹکا رہتاہوں اور گو جائز
ہی کہ میری رائے بدل جائے لیکن اسوقت میں اس پر کچھ
راغب ہوں کہ عبادت خانہ میں گانے کا رسم پسند کروں
تاکہ کانوں کی خوشی کے ذریعہ سے کمزور روحیں دینداری
کی محبت تک پہنچیں لیکن جب مجھ میں یہہ واقع ہوتاہی کہ میں
بہ نسبت اُن باتوں کے جو گائی جاتی ہیں آواز سے زیادہ
ترغیب پاتاہوں تب میں اقرار کرتاہوں کہ میں سزا کے
لائق گناہ کرتاہوں اور اُسوقت میں گانے والے کی آواز کو
نہیں سُننا چاہتاہوں دیکھہ کہ اب میرا حال کیا ہی اے تم لوگو جو

یہاں تک اپنی خواہشوں پر غالب آئے ہو کہ صرف نیک
اعمال پیدا ہوتے ہیں میرے ساتھ روؤ اور میرے واسطے
روؤ کیونکہ تم پر جو عمل نہیں کرتے ہو ان باتوں سے کچھ
تاثیر نہیں ہوتی ہی لیکن تو اے خداوند میرے خدا ادھر
اور نظر کر اور دیکھ اور رحیم ہو اور مجھے شفا بخش لے تو زبور ۶:۲
جسکی نظروں کے حضور میں میں اپنے نزدیک بڑا مشکل
سوال بنا ہوں اور یہی میری ضعیفی ہی + زبور ۷۷:۱۰

چونتیسویں فصل

اب میرے جسم کی آنکھوں کا عیش باقی رہ گیا ہی
اُس کا حال میں اپنے اقراروں میں بیان کروں گا
تاکہ تیری ہیکل کے کان جو برادرانہ اور دیندار کان
ہیں سنیں اور ان آہوں میں جو آہیں کھینچتا اور اپنے آسمانی گھر ۲ قرنتیوں ۵:۲
سے ملبس ہونے کی آرزو رکھتا ہوں جسم کی حرص کی

اُن آزمائشوں کو جو مجھ پر ہنوز حملہ کرتی ہیں ختم اور دل
آنکھیں حسین و مختلف اشکال کو اور چمکیلے اور نازک رنگوں کو
پسند کرتی ہیں ایسا ہو کہ وے میرے دل پر قابض
پید ۱:۳۱ نہ ہوویں لیکن خدا اُس پر قابض ہووے کیونکہ اُس نے
انھیں بنایا بلکہ بہت اچھا بنایا لیکن نہ وے بلکہ وہ میری
بھلائی ہی اور وے مجھ پر تمام دن بیداری کے وقت
موثر ہیں اور جس طرح گانے والے کی بلکہ کبھی کبھی سب
طرح کی آوازوں سے خاموشی میں آرام ملتا ہی اُس
طرح پر رنگوں اور اشکال سے آرام نہیں ملتا ہی کیونکہ
یہ نور جو رنگوں کا بادشاہ ہی اُن سب چیزوں کو جن کو
ہم دیکھتے ہیں غوطہ زن کر کے جہاں کہیں میں ہوں
ہوں میرے سامنے بہت طرح جب میں اُس پر خیال
بھی نہیں کرتا ہوں گذرتا جاتا اور مجھے تسکین دیتا ہی
لیکن اِس قدر زور سے وہ ہم پر موثر ہی کہ اگر ایکبار گی

دور کیا جائے تو بڑے شوق کے ساتھ طلب کیا جاتا ہے
اور اگر مدت تک غیر حاضر رہے تو دل کو اداس کرتا ہے
اے نور جس کو طوبیاس آنکھوں کے بند ہونے کے
وقت دیکھ کر اپنے بیٹے کو زندگی کی راہ سکھلاتا تھا اور خود
اُس کے سامنے محبت کے پیر سے چلکے کبھی گمراہ نہیں ہوتا
تھا اور جس کو اسحاق دیکھتا تھا کیونکہ جب اُس کی جسمانی
آنکھیں بہت سست اور ضعیفی سے بند ہوگئیں تب وہ پیدا ۲۷
اپنے بیٹوں کو بے پہچانے برکت دیتا اور برکت دینے میں
پہچانتا تھا اور جسکو یعقوب دیکھتا تھا کیونکہ اُس نے بھی پیدا ۴۸
بڑی عمر کے سبب سے کم دیکھ کر منور دل سے اپنے بیٹوں
میں اُن آیندہ قوموں پر جنکی علامتیں اُن میں تھی
روشنی پھیلائی اور اپنے پوتوں پر جو یوسف سے پیدا
ہوئے اپنے ہاتھوں کو بطور راز کے صلیبی کرکے نہ اُس
طرح اُن کے باپ نے ظاہراً درست بتلایا تھا بلکہ جس طرح

وہ اندر دیکھتا تھا بلکہ یہی نور ہے اور وہ ایک ہی ہے اور
وے سب جو اُسے دیکھتے اور پیار کرتے ہیں ایک ہی ہیں
لیکن وہ جسمانی نور جس کی بابت میں نے کہا اس دنیا کی
زندگی کو اپنے اندھے عاشقوں کے واسطے ورغلانے والی
اور خطرناک شیرینی سے لذت دار کرتا ہے لیکن جو لوگ
اُس کے لئے اے خدا جو سبھوں کا خالق ہے تیری تعریف
کرنا جانتے ہیں سو اُسے تیرے گیت میں استعمال کرتے
ہیں اور اُس سے اپنے خواب میں گرفتار نہیں رہتے ہیں
ایسا ہی میں بھی ہوا چاہتا ہوں میں آنکھوں کی ورغلانے والی
چیزوں سے مقابلہ کرتا ہوں تاکہ میرے پانو جن سے میں
تیری راہ پر چلتا ہوں پھندوں میں نہ پھنسیں اور میں
زبور ۲۵:۱۵ اپنی اندیکھی آنکھوں کو تیری طرف اُٹھاتا ہوں تاکہ تو میرے
پانو پھندے سے نکالے تو وہاں سے اُن کو نکالتا ہے کیونکہ
وے پھندوں میں پھنسائے جاتے ہیں تو اُن کو نکالتا ہے

بازنہیں ہتا ہے لیکن میں ہر جگہ کے پھیلائے ہوئے پھندوں
میں اکثر لگ جاتا ہوں کیونکہ تو جو اسرائیل کا حافظ ہے ہرگز زبور ۱۲۱:۴
نہ اونگھے گا و نہ سوئے گا ✣

کیسی بے شمار چیزوں کو آدمیوں نے پوشاکوں اور
جوتیوں اور ظروف و ہر طرح کے کاموں و تصویرات
اور مختلف اشکال میں جو ضروری و معتدل فایدہ اور دینی
مطلب کے کہیں باہر ہیں بذریعہ ہنروں اور کاریگریوں
کے اپنی آنکھوں کی ورغلانندہ چیزوں پر اضافہ کیا
ہے اور ظاہرًا جس کو بناتے ہیں اُسکی پیروی کرتے ہیں
اور باطنًا اُس کو جس سے وے بنائے گئے چھوڑتے
ہیں اور اُس کو جو وے خود بن گئے ہیں ہلاک کرتے
ہیں لیکن میں اے میرے خدا اور میرے جلال اس لئے
بھی تیرے واسطے گیت گاتا ہوں اور تجھ کو جو مجھے پاک
کرتا ہے ستایش کی قربانی چڑھاتا ہوں کیونکہ وے حسین صورتیں

جو کاریگروں کے ہاتھوں میں اُن کی روحوں کے
ذریعہ سے پہنچتی ہیں سو اُس حُسن کی جانب سے جو سب
روحوں سے بالا ہے اور جس کے لئے میری روح رات دن
آرزو کی سانس لیا کرتی ہے آتی ہیں لیکن اُس حُسن سے
ظاہری حسنوں کے کاریگر و طلبگار اُن پر نظر کرنیکا
قاعدہ دریافت کر لیتے پر اُن کے استعمال کرنے کا قاعدہ
اُس سے نہیں دریافت کر لیتے ہیں اور گو وے اُسے
نہیں دیکھتے ہیں تو بھی وہ حاضر ہے تاکہ وے گمراہ نہ ہوویں
زبور ۵۸:۱۰ بلکہ اپنی طاقت تیرے واسطے رکھیں اور اُسکو پسندیدہ
ماندگیوں میں پراگندہ نہ کریں پر میں جو یہ کہتا اور جانتا
ہوں اپنے قدموں کو انھیں حسنوں میں پھنساتا ہوں
لیکن تو مجھے نکالتا ہے اے خداوند تو مجھے نکالتا ہے کیونکہ
زبور ۲۶:۳ تیری رحمت میری نظروں کے سامنے ہے اور میں بہ پریشانی
گرفتار ہوتا ہوں اور تو رحمت سے مجھے نکالتا ہے اور میں

یہی کبھی کبھی نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ میں اپنی بیکسی کے ان
حسنوں میں گرتا تھا اور یہی کبھی کبھی غم سے جانتا ہوں کیونکہ
میں اُن حسنوں میں لگا رہتا تھا +

پینتیسویں فصل

اِس پر آزمایش کی ایک دوسری صورت جس میں
اور گوناگون خطرے ہیں اضافہ کی جاتی ہے کیونکہ علاوہ
جسم کی اُس حرص کے جو سب حواس اور عیشوں کی خوشی
میں ہوتی ہے اور جس کے غلام تجھ سے دور جا کر فنا ہوتے زبور ۷۳:۲۷
ہیں روح میں بذریعہ اُنہیں حواس بدنی کے ایک طرح
کی بیہودہ و فکرمند طمع ادراک و علم کے نام کے بھیس سے
موجود ہے اور وہ نہ جسم میں بلکہ جسم کے وسیلہ سے تجربہ کرنے
میں خوش ہے چونکہ یہ طمع دریافت کرنے کی آرزو میں
رہتی ہے اور آنکھیں واسطے دریافت کرنے کے دوسرے

حواس سے زیادہ استعمال کی جاتی ہیں اس لئے وہ طمع
۱ یوحنا ۲:۱۶ کلام الٰہی میں آنکھ کی حرص کہلاتی ہے کیونکہ دیکھنا خصوصاً
آنکھوں سے تعلق رکھتا ہے لیکن جب ہم لوگ باقی حواس کو
ادراک کی تحصیل میں استعمال کرتے ہیں تب اُن حواس
کے حق میں یہ لفظ دیکھنا کام میں لاتے ہیں کیونکہ ہم
یہ نہیں کہتے ہیں کہ سنو کہ کس طرح کوندھتا ہے یا سونگھو
کہ کیسا چمکتا ہے یا چکھو کہ کیسی روشنی ہے یا چھوؤ کہ کس طرح
تاباں ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ وے سب ہم سے دیکھے جاتے
ہیں ہم نہ صرف یہ کہتے ہیں کہ دیکھو کس طرح وہ چیز جسکو
صرف آنکھیں دیکھ سکتی ہیں چمکتی ہے بلکہ یہ بھی کہتے ہیں
کہ دیکھو کس طرح سنائی دیتا ہے دیکھو کیسی بو آتی ہے دیکھو
کیسا مزہ ہے اور دیکھو کس قدر سخت ہے یوں نہیں حواس کی
عام تجربہ کاری جیسا میں نے کہا آنکھوں کی حرص
کہلاتی ہے کیونکہ جب باقی حواس ادراک کی تحصیل کرتے ہیں

تب وے دیکھنا جو اولاً آنکھوں کا کام ھی اپنے واسطے بطور تمثیل کے قبول کرتے ھیں +

لیکن اس سے یہہ بھی اور صفائی کے ساتھہ تمیز ھو سکتا ھی کہ کس قدر عیش اور کس قدر اشتیاق واقفیت بذریعہ حواس کے کام میں آتے ھیں کیونکہ عیش حسین و خوش الحان و خوشبودار و لذیذ و نرم چیزیں چاھتا ھی لیکن اشتیاق واقفیت واسطے تجربہ کے نہ فقط اُن کو بلکہ اُن کے برعکس کی چیزوں کو بھی چاھتا ھی وہ نہ دقت کی خواھش سے بلکہ اُن کے آزمانے و دریافت کرنے کی حرص سے انھیں چاھتا ھی کیونکہ جب وہ پھاڑی ھوئی لاش میں اُس چیز کو جس سے ھم کانپ اُٹھتے ھیں دیکھتا ھی تب کیا خوشی پاتا ھی لیکن اگر لاش نزدیک پڑی ھو تو لوگ وھاں دوڑتے ھیں تاکہ اُداس و زرد رُو ھو جائیں اگر وے اُس کو نیند میں بھی دیکھتے تو ڈرتے پس جب وے

پیدا ھیں کیا کوئی اُن کو اُس کے دیکھنے کے لئے مجبور کرتا یا اُس کے حُسن کی شہرت نے انھیں اُسکی طرف راغب کیا یونہیں باقی حواس کا حال بھی ھی لیکن اُن سبھوں کا بیان کرنا طویل ھی اِس اشتیاق واقفیت کے مرض کی وجہہ سے وے سب عجیب تماشے جو تماشاگاھوں میں دکھلائے جاتے ھیں پیدا ھوتے ھیں اُسی وجہہ سے بھی رفتہ رفتہ لوگ عالم کے اُن رازوں کو جو ھم سے علاقہ نہیں رکھتے ھیں تحقیق کرتے ھیں لیکن اُن کو دریافت کرنا بیفایدہ ھی اور سوا انھیں جان لینے کے اُن سے اور کچھہ غرض نہیں رکھتے ھیں اُسی وجہہ سے یہہ بھی ھوتا ھی کہ کوئی شخص برگشتہ علم کی غرض سے ھنر سحر کا سوال کرتا ھی اُسی وجہہ سے بھی جب خدا سے نشانات اور معجزات نہ کسی نیک غرض کے واسطے بلکہ صرف آزمانے کے واسطے طلب کئے جاتے ھیں تب مذھب ھی میں خدا آزمایا جاتا ھی +

دیکھ اے میری نجات کے خدا جس قدر تو نے مجھے فضل
بخشا اُس قدر میں نے ایسے ہی بڑے جنگل میں جو جھندوں
اور خطروں سے بھرا ہے اُن میں سے بہتیروں کو کاٹ ڈالا
اور اپنے دل سے پھینک دیا لیکن چونکہ اس طرح کی بہت
چیزیں ہماری روزانہ زندگی کی ہر طرف گونج رہی ہیں
اس لئے میں کس وقت کی بابت یہہ کہہ سکتا ہوں کہ
ویسی کوئی چیز میرے خیال کو اپنی طرف نہیں کھینچتی یا مجھ
میں بے فائدہ فکر پیدا نہیں کرتی ہے البتہ تماشا گاہ بالفعل
میرے دل کو نہیں بہکا لے جاتا ہے اور میں ستاروں کی
گردشوں سے آگاہ ہونے کی تمنا نہیں رکھتا ہوں اور
نہ میری روح کبھی بھوتوں سے صلاح لینے کی طالب ہوئی
سب بے دین رازوں سے میں نفرت رکھتا ہوں اے
خداوند میرے خدا جس کے لئے فروتنی اور صاف دلی کی
خدمت ادا کرنا مجھے فرض ہے تجھ سے کسی نشان کے طلبگار

ہونے کے واسطے دشمن بذریعہ کیسی چالاکیوں اور کیسے
اشاروں کے مجھے اُبھارتا ہے لیکن میں اپنے لوگوں کے
بادشاہ اور پاک و صاف وطن یروشلیم کی خاطر تیری منت
کرتا ہوں کہ جس قدر اُن اشاروں پر راضی ہونا اب
مجھ سے بعید ہے اُس قدر بلکہ اُس سے بڑھکر ہمیشہ بعید رہے
لیکن جب میں کسی کی نجات کے لئے دعا مانگتا ہوں تب
میری غرض اور میرا مطلب کہیں دوسری طرح کا ہے اور
یوحنا ۲۱:۲۳ چونکہ جو کچھ تو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس لئے تو نے مجھے یہہ بخشش
دیتا ہے اور بخشش دیگا کہ میں خوشی سے تیرا پیرو ہوؤں +
لیکن کسقدر ادنیٰ و حقیر چیزوں میں ہمارا اشتیاق
واقفیت روز بروز آزمایا جاتا ہے اور کون اسکا شمار
کر سکتا ہے کہ ہم کئی بار گمراہ ہوتے ہیں جب لوگ ہمارے
سامنے نادانی کی باتیں بولتے ہیں تب ہم کئی بار پہلے
اُن کی برداشت اِس خیال سے کرتے ہیں کہ کمزوروں کو

ٹھوکر نہ کھلاویں پر بعد اُس کے رفتہ رفتہ خوشی سے اُن
کی سُنتے ہیں میں اب کُتے کا خرگوش کے پیچھے دوڑنا
دیکھنے کے لئے تماشا گاہ میں نہیں جاتا ہوں لیکن اگر
میں کسی وجہ سے میدان میں سفر کرتا ہوں تو اُس طرح
کا شکار شاید مجھے کسی بڑے خیال سے پھیر کے اپنی طرف
مائل کرے گا میں اُس سے وہاں نہ اپنے جانور کے
بدن بلکہ اپنی دلی توجہ کو پھیرنے کے واسطے مجبور ہوتا
ہوں اور اگر تو جلد مجھکو میری کمزوری سے آگاہی
نہ بخشتا اور میری نصیحت نہ کرتا تاکہ میں خواہ اُس تماشا
کی طرف سے بذریعہ کسی غور کے تیرے پاس پہنچوں خواہ
اُسکو بالکل ناچیز جانکر چلا جاؤں تو میں نادانی سے
سُن ہوکر وہیں کھڑا رہتا جب میں گھر میں بیٹھا ہوں
اور میرے سامنے چھپکلی مکھیوں کو پکڑتی ہے یا مکڑی
اُن کو اپنے جالے کے پاس اُڑتے ہوئے پاکر پھنساتی ہے

تب کون چیز میرے خیال پر قابض ہے پس چونکہ یہ
حیوانات ادنیٰ ہیں اس لئے کیا کچھ فرق ہوتا ہے میں
اُنکی طرف سے گذر کر تجھکو جو سب چیزوں کا عجیب خالق
و ناظم ہے مبارک کہتا ہوں لیکن یہی پہلے میرے خیال
میں نہیں آتا ہے جلد اُٹھنا اور ہے اور نہ گرنا اور ہے اور ویسی
ہی چیزوں سے میری زندگی آباد ہے اور میری ایک ہی
اُمید تیری نہایت بڑی رحمت ہے کیونکہ جب ہمارا دل
اس طرح کی چیزوں کا مخزن ہوتا ہے اور بیہودگی زاول
کی گروہوں کا حامل ہے تب ہماری دعائیں اکثر جمعیت کے
اور برگشتہ ہو جاتی ہیں اور جب تیرے حضور میں ہم
اپنے دل کی آواز تیرے کانوں کی طرف متوجہ کرتے
ہیں تب یہی بڑا کام نادان خیالوں کے داخل ہونے
سے بند ہو جاتا ہے پس کیا ہم اس کو بھی حقیر چیزوں میں
محسوب کریں یا چونکہ تو ہم کو بدلنے لگا ہے اس لئے کیا سوا

تیری رحمت کا ملے اور کوئی دوسری چیز حرم کو لوٹا
کی طرف لوٹا دیگی +

چھتیسویں فصل

اور تو یہہ جانتا ھی کہ کس قدر تو مجھ کو بدل چکا
کیونکہ تو نے مجھ کو پہلے اپنے آپ کے لئے عذر پیش کرنیکی
حرص سے شفا بخشی تاکہ تو میرے سارے باقی گناھوں کو زبور ۱۰۳: ۳ و ۵
بخشے اور میری ساری بیماریوں کو شفا دیوے اور میری
جان کو ھلاکت سے بچاوے اور میرے سر پر رحمت
و شفقت کا تاج دھرے اور میری آرزو کو بھلی چیزوں
سے آسودہ کرے کیونکہ تو نے میری مغروری کو اپنے خوف
سے دبایا اور میری گردن کو اپنے جوئے کا مطیع بنایا اور
اب میں اُسے اُٹھائے ھوں اور وہ ھلکا ھی کیونکہ تو نے متی ۱۱: ۳۰
وعدہ کیا کہ ھلکا ھوگا اور تو نے اُسکو ویسا ھی کیا اور

جب میں اُس کے اُٹھانے سے ڈرتا تھا تب بھی وہ حقیقت
میں ویسا ھی تھا پر میں نہیں جانتا تھا +
لیکن اے خداوند چونکہ تو اکیلا حقیقی خداوند ھی اور
تیرا کوئی خداوند نہیں ھی اس لئے تو اکیلا بغیر غرور کے
خداوندی کرتا ھی کیا یہہ تیسری طرح کی آزمایش میری
طرف سے ختم ھو چکی یا کیا اِس تمام زندگی میں ختم
ھو سکتی ھی کہ بجز اُس خوشی کے حاصل کرنے کے جو خوشی
نہیں ھی اور کسی دوسری غرض کے واسطے آدمیوں
سے ادب و محبت پانے کی خواھش نہ رکھیں یہہ
پریشان زندگی اور نجس تفاخر ھی اسی وجہ سے اکثر ھوتا
ھی کہ لوگ نہ تجھ کو پیار کرتے ھیں اور نہ پاکیزگی کے
یعقوب ۴: ۶ ساتھہ تجھ سے ڈرتے ھیں اور اس لئے تو مغروروں کا
سامنا کرتا ھی اور فروتنوں کو فضل بخشتا ھی اور تو دنیا کی
زبور ۱۴۴: ۵ حوصلہ مندیوں کے اوپر گرجتا ھی اور پہاڑوں کی بنائیں

لغزش کھاتی ہے چونکہ انسانی رفاقت کے بعض عہدوں
کے سبب سے ہم کو آدمیوں سے ادب و محبت پانا ضرور
ہے اس لئے ہماری حقیقی خوشحالی کا دشمن ہم پر بدبختی
درپے ہو کے ہر طرف اپنی شاباشیوں کا دام بچھاتا ہے
تاکہ ہم نہایت آرزو کے ساتھ اُن پر لپکیں اور بیفکری
سے اُن میں مبتلا ہو جائیں اور اپنی خوشی کو تیری سچائی
سے جدا کریں اور آدمیوں کے فریبوں میں ٹھہراویں
اور نہ تیری خاطر بلکہ تیرے عوض میں ادب اور محبت
پانے کو پسند کریں اور اسی طرح دشمن ہم کو اپنے موافق
بنا کر اپنے واسطے نہ محبت کے بند میں بلکہ سزا کی زنجیر میں
گرفتار رکھے اُس نے اپنا تخت شمال میں مقرر کرنا ٹھہرایا یسعیاہ ۱۴: ۱۳، ۱۴
تاکہ لوگ تاریک اور سرد ہو ویں اور برگشتگی اور گمراہی
سے تیرے پیرو ہو کر اُس کی خدمت کریں لیکن اے
خداوند دیکھ ہم تیرا چھوٹا گلہ ہیں تو اپنا قبضہ ہم پر کر لے لوقا ۱۲:۳۲

اپنے پروں کو ہم پر پھیلا دے اور ہمیں اُن کے تلے پرواز
کرنے دے تو ہمارا جلال ہو تیری خاطر ہم سے لوگ محبت
رکھیں اور تیرا کلام ہم میں لوگوں سے مادب کیا جائے
جو کوئی آدمیوں سے جس وقت تو الزام لگاتا ہے تعریف
پانا چاہتا ہے سو آدمیوں سے جس وقت تو انصاف دے گا
حمایت نہیں پاوے گا اور جب تو سزا کا حکم دیگا رہائی
نہ پاویگا لیکن جب نہ گنہگار اپنے نفس کی حرص میں تعریف
پاتا ہے اور نہ وہ جو گناہ کرتا ہے مبارک کہا جاتا ہے بلکہ
کوئی شخص کسی بخشش کے لئے جسے اُس نے تجھ سے پایا
تعریف پاتا ہے اور بہ نسبت اُس بخشش کے جس کے لئے
تعریف پاتا ہے خود تعریف پانے کے لئے زیادہ خوشی کرتا ہے
تب جس وقت تو الزام لگاتا ہے وہ تعریف پاتا ہے اور وہ
جس نے تعریف کی اُس سے جسکی تعریف کی گئی بہتر ہے
کیونکہ پہلے کو خدا کی بخشش جو انسان میں ہے پسندیدہ

معلوم ہوئی اور دوسرے کو خدا کی بخشش سے آدمی کی
بخشش زیادہ پسندیدہ معلوم ہوئی ٭

سینتیسویں فصل

ہم ان آزمایشوں سے روز بروز آزمائے جاتے
ہیں اے خداوند بلاناغہ ہم آزمائے جاتے ہیں ہمارا
روزانہ بھٹی آدمیوں کی زبان ہے تو نے اس طرح کی ۲۱:۳۷
آزمایش سے بھی پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے جس کے لئے
تو حکم دیتا ہے اُسے بخش اور جسے تو ہم سے کرانا چاہتا ہے
اس کے لئے حکم دے میرے دل کے وے نالے اور میری
آنکھوں کے وے دھارے جو تیرے حضور میں اس امر پر
بہائے جاتے ہیں تجھے معلوم ہیں کیونکہ میں بہ آسانی یہ
نتیجہ نہیں نکالتا ہوں کہ میں کس قدر بہ نسبت اُن وباؤں
کے جنکا بیان میں کرچکا زیادہ اس وبا سے پاک کیا گیا ہوں

اور میں اپنے پوشیدہ گناہوں سے جن کو تیری آنکھیں زبور ۱۹:۱۲
پہچانتی ہیں پر میری نہیں پہچانتی ہیں بہت ڈرتا
ہوں کیونکہ دوسرے اقسام کی آزمایشوں کے لئے
مجھکو اپنے آپ کی تفتیش کرنے کی طاقت ہے لیکن اس
آزمایش کے لئے تقریباً کوئی نہیں ہے کیونکہ جب میں فضلاً
جسم کے عیش اور فضول اشتیاق واقفیت سے جدا ہوتا
ہوں یا جب وے غیر حاضر ہیں تب میں یہ دیکھتا ہوں
کہ اپنے دل کو اُن سے باز رکھنے میں کس قدر ترقی
کرچکا کیونکہ میں اُسوقت اپنے آپ سے یہ پوچھتا ہوں
کہ اُن پر قابض نہ ہونے سے کس قدر کم یا کس قدر زیادہ
تکلیف مجھے ملتی ہے دولت کی آرزو اس لئے کی جاتی ہے
کہ وہ جسم کی تین حصوں میں سے ایک یا دو یا سب کے
کام آوے لیکن اگر روح جس وقت دولت پر قبضہ رکھتی
ہے اُسوقت اسکی تمیز نہیں کرسکتی ہے کہ وہ دولت ابنائی ہے

یا نہیں تو وہ دولت روح کی آزمایش کے لئے رد کی
جا سکتی ہی لیکن اگر ہم تعریف سے محروم ہونا اور ایسی
حالت میں یہہ آزمانا چاہیں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں تو کیا
یہہ ضرور ہوگا کہ ہم بہت بری طرح بلکہ بیہانتک مردود
و وحشیانہ طور پر زندگی بسر کریں کہ ہر ایک جو ہمیں جانے
ہم کو ناچیز سمجھے اِس سے بڑھکر کون دیوانگی ذکر یا خیال
میں آ سکتی ہی لیکن اگر تعریف نیک زندگی و نیک اعمال
کی ساتھی ہوا کرتی اور اُن کا ساتھی ہونا راست ہی تو
جسقدر نیک زندگی کا ساتھ اُس قدر تعریف کا ساتھ
نہ چھوٹنا لازم ہی لیکن یہہ مجھے معلوم نہیں ہوتا ہی کہ اگر
کوئی چیز غیر حاضر نہ ہووے تو اُس کے بغیر دلجمعی
یا رنجش سے رہ سکتا ہوں ÷

پس میں اِس طرح کی آزمایش میں تجھہ سے اے خداوند
کس بات کا اقرار کرتا ہوں اور دوسری کون بات سوا

اِسکے اقرار کرتا ہوں کہ میں تعریف سے خوش ہوتا ہوں
لیکن بہ نسبت تعریف کے سچائی سے زیادہ خوش ہوں کیونکہ
اگر یہہ میرے سامنے درپیش ہوتا کہ کیا میں ساری
باتوں میں دیوانہ اور گمراہ ہونے کے لئے سب لوگوں
سے تعریف پانا چاہوں یا سچائی میں ہوشیار اور مستحکم
رہنے کے لئے سب لوگوں سے الزام اُٹھانا چاہوں
تو یہہ نظر آتا ہی کہ میں اُن دونوں میں سے کسکو اختیار کرتا
لیکن میں اِس سے راضی نہیں ہوں کہ دوسرے کی
زبان کی مدح میری خوشی کو میری ہی کسی بھلائی کے
واسطے بڑھاوے لیکن میں اِس کا اقرار کرتا ہوں کہ نہ
فقط مدح اُسے بڑھاتی ہی بلکہ الزام اُسے گھٹاتا ہی اور
جب میں اپنی اِس پریشانی میں مبتلا ہوں تب اُسکے لئے
ایک طرح کا عذر جسکی تحقیق مجھے نہیں ہی عاید ہوتا ہی لیکن
کسقدر یہہ عذر قابل سماعت کے ہی یہہ تو ٹھیک جانتا ہی اے

باب [illegible]

میرے خدا اس واسطے کہ اُس سے مجھے یقین نہیں آتا ھی
کیونکہ چونکہ تونے ھم کو نہ فقط پرھیزگاری کے لئے یعنی
اُن چیزوں سے جن سے محبت رکھنا لازم نہیں ھی
اپنی محبت باز رکھنے کے لئے بلکہ راستبازی کے لئے
یعنے اُس سے جس سے محبت رکھنا لازم ھی محبت رکھنے
کے لئے حکم دیا ھی اور اپنی یہہ مرضی ظاھر کی ھی کہ ھم
نہ فقط تجھے بلکہ اپنے پڑوسی کو پیار کریں اس لئے جب
میں کسی عاقل شخص کی تعریف سے خوش ھوں تب اکثر
مجھے نظر آتا ھی کہ میں اپنے پڑوسی کی کامیابی یا اُمید سے
خوش ھوں اور پھر جب وہ میری سماعت میں اُس چیز کی
جس سے واقف نہیں ھی یا جو اچھی ھی الزام لگاتا ھی تب
مجھے نظر آتا ھی کہ میں اُسکی برائی کے لئے رنجیدہ ھوں
کیونکہ جب میرے وے حالات جن سے میں خود ناخوش
ھوں تعریف کئے جاتے ھیں یا جب وے بھلائیاں

باب ۱ فصل ۳

جو بھاری اور قیمتی نہیں ھیں بہ نسبت اُس کے جو لازم ھو
زیادہ قیمتی جانی جاتی ھیں تب میں کبھی کبھی اپنی تعریف
سے رنجیدہ ھوتا ھوں لیکن میں کس طرح یہہ جانتا ھوں
کیا اس سے میرے دل کے وے حرکات پیدا ھوتے
ھیں کہ میں نہیں چاھتا ھوں کہ مجھہ میں اور میرے
مداح میں میری بابت مختلف رائے ھوویں انکا سبب
یہہ معلوم نہیں ھوتا ھی کہ میں اُس کے فائدہ کا فکرمند
ھوں بلکہ یہہ کہ جب وے اوصاف جنکو میں اپنے
آپ میں پسند کرتا ھوں دوسروں کو بھی پسند آتے
ھیں تب وہ خوشی جو مجھے اُن اوصاف سے ملتی ھی
زیادہ ھوتی ھی کیونکہ جو رائے کہ میں اپنی بابت رکھتا ھوں
جب اُسکی تعریف نہیں ھوتی ھی تب ایک صورت پر میری
تعریف نہیں ھوتی ھی کیونکہ خواہ جو چیزیں مجھے ناپسند
ھیں اُنکی تعریف ھوتی ھی خواہ جو کم پسند ھیں اُنکی زیادہ

تعریف ہوتی ہی پس کیا میں اس بارہ میں اپنے آپ پر
یقین نہیں رکھتا ہوں ✦

دیکھہ تجھہ میں اے سچائی یہہ مجھے نظر آتا ہی کہ مجھکو
اپنی تعریف سے نہ اپنے واسطے بلکہ اپنے پڑوسی کے فائدہ
کے واسطے ترغیب پانا لازم ہی اور آیا میرا حال ایسا
ہی ہی یا نہیں ہی میں نہیں جانتا ہوں کیونکہ میں اس بارہ
میں بہ نسبت تیرے اپنے آپ سے کم واقف ہوں میں
تیری منت کرتا ہوں اے میرے خدا کہ تو مجھکو مجھہ پر
مکاشفہ کر تا کہ میں اپنے بھائیوں سے جو میرے واسطے
دعا مانگیں گے یہہ اقرار کروں کہ میں کیسے کیسے زخموں کو
اپنے آپ میں پاتا ہوں پس میں اپنے آپ کی تفتیش زیادہ
شفقت کے ساتھہ کیا چاہتا ہوں اگر میں اپنی تعریف
میں اپنے پڑوسی کے فائدہ کے واسطے ترغیب پاتا ہوں
تو کیوں بہ نسبت دوسرے کے ناراست الزام پانیکے

بہ نسبت اپنے ناراست الزام پانے کے زیادہ ناراض
ہوتا ہوں کیوں اُس ملامت کے سبب سے جو دوسرے پر
کی جاتی ہی کم اور اُس کے سبب سے جو اُسی طرح کی ناراستی
سے مجھہ پر کی جاتی ہی زیادہ دل میں کٹا جاتا ہوں کیا
میں یہہ بھی نہیں جانتا ہوں یا کیا یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ میں گلت ٦:٣
اپنے آپ کو فریب دیتا ہوں اور تیرے سامنے اپنے دل
اور اپنی زبان میں سچائی نہیں جانتا ہوں یہہ دیوانگی
اے خداوند مجھہ سے دور کر تا نہو کہ میرا مُنہ میرے واسطے
گنہگار کا تیل میرے سر کو فربہ کرنے کے لئے ہووے میں مسکین زبور ١٤١:٥
اور محتاج ہوں اور جبتک میری کمی اصلاح پاتے پاتے زبور ١٠٩:٢٢
پوری نہو اور اُس اطمینان تک جو آنکھہ کا مغرور شخص
نہیں جانتا ہی کامل نہووے تب تک میری بہتری
اِسمیں ہی کہ پوشیدہ نالہ کے ساتھہ اپنے آپ سے بیزار
ہووں اور تیری رحمت کا خواہاں رہوں ✦

تعریف ہوتی ہی پس کیا میں اِس بارہ میں اپنے آپ پر
یقین نہیں رکھتا ہوں +

دیکھ تجھ میں اے سچائی یہہ مجھے نظر آتا ہی کہ مجھکو
اپنی تعریف سے نہ اپنے واسطے بلکہ اپنے پڑوسی کے فائدہ
کے واسطے ترغیب پانا لازم ہی اور آیا میرا حال ایسا
ہی ہی یا نہیں ہی میں نہیں جانتا ہوں کیونکہ میں اِس بارہ
میں بہ نسبت تیرے اپنے آپ سے کم واقف ہوں میں
تیری منت کرتا ہوں اے میرے خدا کہ تو مجھ کو مجھ پر
مکاشفہ کرتا کہ میں اپنے بھائیوں سے جو میرے واسطے
دعا مانگیں گے یہہ اقرار کروں کہ میں کیسے کیسے زخموں کو
اپنے آپ میں پاتا ہوں پس میں اپنے آپ کی تفتیش زیادہ
مشقت کے ساتھ کیا چاہتا ہوں اگر میں اپنی تعریف
میں اپنے پڑوسی کے فائدہ کے واسطے ترغیب پاتا ہوں
تو کیوں بہ نسبت دوسرے کے ناراست الزام پانیکے

بہ نسبت اپنے ناراست الزام پانے کے زیادہ ناراض
ہوتا ہوں کیوں اُس ملامت کے سبب سے جو دوسرے پر
کی جاتی ہی کم اور اُس کے سبب سے جو اُسی طرح کی ناراستی
سے مجھ پر کی جاتی ہی زیادہ دل میں کڑھا جاتا ہوں کیا
میں یہہ بھی نہیں جانتا ہوں یا کیا یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ میں
اپنے آپ کو فریب دیتا ہوں اور تیرے سامنے اپنے دل
اور اپنی زبان میں سچائی نہیں جانتا ہوں یہہ دیوانگی
اے خداوند مجھ سے دور کرتا نہو کہ میرا منہ میرے واسطے
زبور ٥:١٤١ گنہگار کا تیل میرے سر کو فربہ کرنے کے لئے ہووے مسکین
زبور ٢٢:١٠٩ اور محتاج ہوں اور جبتک میری کمی اصلاح پاتے پاتے
پوری نہو اور اُس اطمینان تک جو آنکھہ کا مغرور شخص
نہیں جانتا ہی کامل نہ ہووے تب تک میری بہتری
اِسمیں ہی کہ پوشیدہ نالہ کے ساتھہ اپنے آپ سے بیزار
ہووں اور تیری رحمت کا خواہاں رہوں +

دیا جاے اسی طرح کے سب خطروں اور شقتوں میں
تو میرے دل کی لرزش دیکھتا ہی اور خاصکر یہہ مجھے
معلوم ہوتا ہی کہ جو زخم اُن سے مجھ پر پہنچے تجھ سے
چنگے کئے گئے پر یہہ کم معلوم ہوتا ہی کہ اُن سے مجھ پر
زخم نہیں پہنچے ہیں ❊

چالیسویں فصل

کہاں تو نے اے سچائی میرا ساتھ نہیں دیا
جب میں جو کچھ ان پست چیزوں میں دریافت کرسکتا
تھا سو تیرے مقابل کرتا اور تجھ سے صلاح لیتا تھا تب
کہاں تک تو نے یہہ مجھے نہیں سکھلایا کہ کس سے پرہیز
کروں اور کس کا مشتاق ہوؤں میں نے جس قدر
ممکن تھا اپنے ظاہری حواس سے عالم کو جانچا اور اپنی
اُس زندگی پر جو میرے بدن کو مجھ سے ملی ہی اور اپنے

اِن حواس پر بھی غور کیا اسی وجہ سے میں اپنے حافظہ
کی اُن خلوتوں میں جو طرح طرح کی وسیع کوٹھریاں
ہیں اور بیشمار ذخیروں کے عجیب اقسام سے معمور ہیں
داخل ہوا اور میں نے غور کیا اور میں حیرت میں آگیا
اور بغیر تیرے اُن چیزوں میں سے کسی کو شناخت
نہیں کرسکتا اور میں نے اُن میں سے ایک کو جو تجھ
نہیں پایا اور اگرچہ میں اُن سب چیزوں پر روان
ہوا اور ہر ایک کو موافق اُسکی مقدار کے امتیاز کرنے
میں کوشش کرتا تھا اور بعض چیزوں کو اپنے حواس
کی خبر سے سچ جانتا تھا اور بعض چیزوں سے جنکو اپنے
ساتھ ملا ہوا سمجھتا تھا سوال کرتا تھا اور اُن مخبروں کا
جدا جدا شمار و امتیاز کرتا تھا اور اپنے حافظہ کے وسیع
وسیع ذخیرہ میں سے بعضی چیزوں کو ہاتھ میں لیتا اور
بعضوں کو جمع کرتا اور بعضوں کو نکالتا تھا تو بھی میں

اُن چیزوں کا موجد نہیں تھا اور جب میں وہ کام کرتا تھا تب میں یعنی میری طاقت جس سے میں یہہ کرتا تھا اپنا آپ نہیں تھا اور نہ تو تھا کیونکہ تو دائمی نور رہتا ہی اور میں تجھ سے اُن سب چیزوں کی بابت یہہ صلاح لیتا تھا کہ کیا وے ہست ہیں یا نہیں اور اگر ہست ہیں تو کیا ہیں اور اُن کو کس قدر لایق سمجھنا لازم ہی اور میں تجھ کو سکھلاتے اور فرماتے ہوے سُنا اور میں اکثر یہی کرتا ہوں اور اِس میں مجھے خوشی ملتی ہی اور جسقدر میں ضروری کاموں سے فارغ ہو سکتا ہوں میں اُس خوشی پر لوٹ آتا ہوں اور اُن سب چیزوں میں جن پر میں چلا پھرا کرتا ہوں اور جنکے لئے تجھسے صلاح لیتا ہوں اپنی جان کے واسطے سوا تیرے اور کسی دوسری محفوظ جگہہ کو نہیں پاتا ہوں تاکہ وہاں میرے پراگندہ اعضا جمع ہو جائیں اور تیری

طرف سے میرا کوئی حصہ جاتا نہ رہے اور کبھی کبھی تو مجھکو میرے باطن میں کسی غیر معمول شیرینی کی تجربہ کاری تک پہنچاتا ہی اگر وہ مجھہ میں کامل ہووے تو یہہ مجھے معلوم نہیں کہ اُسکا کون حصہ ابدی زندگی سے علاقہ نہیں رکھتا ہی لیکن میں اپنی تکلیف دہ زحمتوں کے باعث سے اِن ستیوں میں پھر گرتا ہوں اور پھر پورانی عادات میں غرق ہوتا اور اُن میں گرفتار رہتا اور اُن پر زار زار روتا ہوں لیکن اُن میں سخت قید رہتا ہوں اِس قدر بُرے دستور کا بوجھہ ہمکو دباتا ہی یہاں میں رہ سکتا پر رہنا نہیں چاہتا ہوں وہاں میں رہنا چاہتا پر رہ نہیں سکتا ہوں دونوں طرح سے میں پریشان ہوں +

اکتالیسویں فصل

پس اِس طرح پر میں نے اپنے گناہوں کی بیماریوں کو

سے گونہ حرص میں غور کیا اور تیرے دھنے ہاتھ کو زیب
شفا کے واسطے بلایا کیونکہ میں نے اپنے زخمی دل سے
تیری تابش کو دیکھا اور پیچھے ہٹکر کہا کہ کون وہاں
پہنچ سکتا ہی میں تیری نظروں سے دور پھینکا گیا تو سچائی زبور ۳۱:۲۲
ہی اور سب چیزوں پر سرداری کرتا ہی اور میں نے
بسبب اپنے لالچ کے تجھے کھونا نہیں چاہا بلکہ جھوٹھ پر
قایم رہکر تجھے قبضہ کرنا چاہا کیونکہ کوئی شخص اس طرح
جھوٹھ بولنا نہیں چاہتا ہی کہ خود سچائی سے ناواقف رہی
اسی طرح میں نے تجھے کھویا کیونکہ تو نے ایسا نزول
نہیں فرمایا کہ کوئی تجھے ساتھ جھوٹھ کے قبضہ کرے +

بیالیسویں فصل

میں کس کو جو مجھ میں اور تجھ میں صلح کراوے پا سکتا
تھا کیا فرشتوں تک رسائی کرنی تھی کس دعا سے یا کن

رسوم سے وہ ہو سکتی ہی میں نے بہیترے لوگوں کی بابت
جو تیرے پاس لوٹنے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اپنے
آپ کے ذریعہ سے تجھ تک پہنچنے کے قابل نہیں ہیں یہ
سنا ہی کہ انھوں نے اس راہ کو آزمایا ہی اور عجیب رویوں
کی خواہش میں آپڑے ہیں اور فریب کھا نکلے لایق گنے
گئے ہیں کیونکہ وے متکبر ہوکے علم کے غرور کی راہ سے تجھے
ڈھونڈھتے تھے اور بعوض اپنی چھاتیوں کے پیٹنے کے انھیں
پھلاتے ہیں اور بباعث اپنی دلی مشابہت کے ہوکے
انھوں نے اپنی طرف ہوا کے سرداروں کو جو انکے غرور کے افسی ۲:۲
ساتھی مفسد ہیں کھینچا اور ان سرداروں کی طلسمی طاقت سے
دھوکھا کھاکے ایک درمیانی کو ڈھونڈھتے پھرے ہیں تاکہ
اسکے وسیلہ سے پاک کئے جائیں پر کوئی نہیں ملا کیونکہ شیطان
اپنی صورت کو نوری فرشتہ سے بدل ڈالکر انکو ملا اور مغرور ۲ قرنتھی ۱۱:۱۴
جسم اسوجہہ سے بہت بہکایا گیا تھا کہ اوسکا کوئی جسمی بدن

نہیں تھا کیونکہ وے لوگ فانی اور گنہگار تھے لیکن تو اے
خداوند جسکے ساتھ وے غرور سے صلح کرنا چاہتے تھے غیرفانی اور
بے گناہ ہی لیکن یہہ ضرور ہی کہ جو درمیانی خدا اور آدمی میں ہووے
اپنے آپ میں کسیقدر خدا کے موافق اور کسیقدر آدمیوں کے موافق
ہووے تا نہ ہو کہ دونوں طرح پر آدمی کے موافق بنکر خدا سے دور
ہووے یا دونوں طرح پر خدا کے موافق بنکر آدمیوں سے دور ہووے
اور یوں نہیں درمیانی نہ ہووے پس وہ فریب دھندہ درمیانی
جسمیں تیری پوشیدہ منصفی کے ذریعہ سے غرور کو دھوکھا کھانا
لایق تھا آدمیوں کے موافق ایک چیز رکھتا ہی یہہ چیز گناہ ہی اور
چاہتا ہی کہ خدا کے موافق دوسری چیز پر قبضہ رکھنے والا
نظر آوے اور چونکہ وہ جسم کے فنا سے ملبس نہیں ہی اس لئے وہ
اپنے تئیں غیرفانی دکھلایا چاہتا ہی لیکن چونکہ گناہ کی مزدوری رومیوں ۶: ۲۳
موت ہی اس لئے وہ یہہ آدمیوں کی شرکت میں رکھتا ہی کہ
اُن کے ساتھ موت کے لئے حکم پاوے +

تینتالیسویں فصل

لیکن وہ حقیقی درمیانی جسکو تو نے اپنی پوشیدہ رحمت سے
فروتنوں کو دکھلایا اور اسلئے بھیجا ہی کہ وے اُسکے فروتن ہونگی
نظر سے فروتنی سیکھیں بلکہ وہ درمیانی جو خدا اور آدمیوں میں ہی
۱ تیم ۲: ۵ آدمی یسوع مسیح ہی جو ہم فانی گنہگاروں اور اُس غیرفانی راستباز
کے بیچ میں ظاہر ہوا وہ آدمیوں کے ساتھ فانی تھا اور خدا
کے ساتھ راستباز تھا تا کہ اسواسطے کہ راستبازی کی مزدوری زندگی
اور صلح ہی وہ سبب ایک راستبازی کے جو خدا کے ساتھ مل ہوئی ہی
راستباز ٹھہرائے ہوئے گنہگاروں کی موت کو جسکو اُس نے
اُن کے ساتھ خوشی سے قبول کیا بے اثر کرے وہ قدیم
مقدسوں پر اسلئے مکاشفہ ہوا کہ جسطرح ہم لوگ اُسکی ابداے
گذشتہ پر ایمان لا کے نجات پاتے ہیں اُسیطرح وے اُسکی
ابداے آیندہ پر ایمان لا کے نجات پاویں کیونکہ جسقدر وہ

آدمی تھا اسقدر درمیانی تھا پرجسقدر کلام تھا اور نہ خدا
اور آدمیوں کے درمیان میں اسلئے نہیں تھا کہ خدا کے برابر اور
خدا کے ساتھ خدا اور باہم ایک خدا تھا +
کیا تو نے ہم کو پیار کیا اے نیک باپ کیونکہ تو نے اپنے رومیوں ۸: ۳۲
بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ اُسے ہم سب بے دینوں کے بدلے حوالہ
کر دیا کیسا تو نے ہم کو پیار کیا کیونکہ ہمارے واسطے وہ جسنے تیرے فلپ ۲: ۶
برابر ہونا غنیمت نہ جانا صلیبی موت تک فرمانبردار رہا وہ جو
مردوں میں آزاد تھا اکیلا اپنی جانکو دینے کی طاقت رکھتا اور اسے زبور ۸۸: ۴
پھر لینے کی طاقت رکھتا تھا وہ ہمارے عوض میں تیرے لئے یوحنا ۱۰: ۱۸
فتحمند اور فدا ہوا اور فتحمند بسبب فدا ہونے کے ہوا وہ ہمارے
عوض میں تیرے لئے کاہن اور قربان ہوا اور کاہن بسبب
قربان ہونیکے ہوا اور اُسنے ہمکو جو غلام تھے تیرے واسطے بوسیلہ
تجھسے پیدا ہونے اور ہماری خدمت کرنیکے فرزند بنایا پس
لیاقت کے مطابق میری امید اُسمیں قوی ہے کیونکہ تو اُسکے

ذریعے سے جو تیرے دہنے ہاتھ پر بیٹھ کے ہماری
رومیوں ۸: ۳۴ شفاعت کرتا ہے میری ساری بیماریوں کو شفا بخشیگا
زبور ۱۰۳: ۳ ورنہ میں مایوس ہوتا کیونکہ میری بیماریاں بہت
اور بڑی ہیں وے بہت اور بڑی ہیں لیکن
تیری شفا اُن سے زیادہ فراواں ہے اگر تیرا کلام
یوحنا ۱: ۱۴ مجسم نہ ہوتا اور ہمارے درمیان نہ رہتا تو ہم یہ خیال
کر سکتے کہ وہ آدمیوں کی شرکت سے بہت دور ہے اور
ہم اپنے واسطے ناامید ہو سکتے +
میں نے اپنے گناہوں سے اور اپنی پریشانی کے
بوجھ سے خوف کھا کر اپنے دل میں یہہ سوچا اور ٹھہرایا
زبور ۵۵: ۶ کہ جنگل میں بھاگ جاؤں لیکن تو نے مجھے منع کیا اور
مجھے طاقت بخشی کیونکہ تو نے مجھ سے یہہ کہا کہ
مسیح سبھوں کے واسطے موا تاکہ جو جیتے ہیں سو
آگے نہ اپنے لئے بلکہ اوس کے لئے جو اُن کے

واسطے موا اور پھر جی اٹھا جبکیں دیکھہ اے خداوند ایطر ۷:۵
میں اپنی فکر تجھہ پر ڈالتا ہوں تاکہ جیوں اور تیری زبور ۱۸:۱۱۹
شریعت کے عجیب مضمونوں کو دیکھوں تو میری نادانی
اور میری کمزوری کو جانتا ہی مجھے سکھلا اور مجھے صحت
بخش تیرے اکلوتے بیٹے نے جس میں حکمت اور قلس ۳:۲
معرفت کے سارے خزانہ چھپے ہیں مجھہ کو اپنے
لہو سے خریدا ہی مغرور لوگ مجھہ کو برا نہ کہیں
کیونکہ میں اپنی مخلصی کی قیمت پر خیال کرتا اور اسے
کھاتا اور پیتا اور صرف میں لاتا ہوں اور غریب
ہو کر اس سے ان کے درمیان جو کھاتے اور
آسودہ ہوتے ہیں آسودہ ہونے کا مشتاق ہوں
کیونکہ وے جو خداوند کے طالب ہیں اس کی زبور ۲۶:۲۲
ستائش کرینگے +

گیارہواں باب

پہلی فصل

اے خداوند جب کہ تیری ہمیشگی ہی کیا تو اس بات سے
جو میں تجھہ سے کہتا ہوں ناواقف ہی یا کیا تو اس ماجرے کو
جو وقت میں واقع ہوتا ہی وقت ہی میں دیکھتا ہی پس کیوں
میں تیرے حضور میں ایسے ہی بہت بیانات مرتب کرتا ہوں
فی الحقیقت اس سے یہہ میرا مطلب نہیں ہی کہ تو انہیں
میرے ذریعہ سے جانے بلکہ میری یہہ غرض ہی کہ میں
اپنی محبت اور ان اقرارات کے پڑھنے والوں کی محبت کو

تیری طرف ابھاروں تاکہ ہم سب یہہ کہیں کہ خداوند بزرگ زبور ۹۶:۴
اور نہایت ستایش کے لایق ھے میں لکھہ چکا اور پھر کہونگا کہ
تیری محبت سے محبت رکھہ کے میں یہہ کام کرتا ہوں کیونکہ ہملوگ دعا
بھی مانگتے ہیں لیکن اوس نے جو سچائی ھے یہہ فرمایا کہ تمہارا باپ متی ۶:۸
تمہارے مانگنے کے پہلے جانتا ھے کہ تمہیں کن کن چیزوں کی
ضرورت ھے پس جب ہم تجھہ سے اپنی پریشانیوں اور تیری
اُن رحمتوں کو جو ہم پر ہوا کرتی ہیں اقرار کرتے ہیں تب ہم
اپنی محبت ہی کو تیرے حضور میں ظاہر کرتے ہیں تاکہ تو جو ہمیں
رہائی بخشنے لگا ھے بالکل رہائی بخشے اور اسی سبب سے ہم اپنے آپ میں
پریشان رہنے سے باز آئیں اور تجھہ میں مبارک بنجائیں کیونکہ
تو نے ہمکو بلایا ھے تاکہ ہم دل کے غریب اور حلیم اور غمگین اور
راستبازی کے بھوکھے اور پیاسے اور رحیم اور دل کے پاک
اور صلح کرانے والے ہوویں دیکھہ جسقدر مجھہ سے ہوسکا اور
جسقدر میری خواہش تھی میں نے تجھہ سے بہت بیانات

کیے ہیں کیونکہ تو نے پہلے چاہا کہ میں تجھہ سے اے میرے خداوند
زبور ۱۱۸:۱ خدا اقرار کروں کیونکہ تو نیک ھے اور تیری رحمت ابدی ھے ❊

دوسری فصل

لیکن کب میں تیری ساری نصیحتوں اور دہشتوں اور تسلیوں
اور ہدایتوں کو جن کے وسیلے سے تو مجھے اپنے کلام کے معلم
اور اپنے پاک عشا ربانی تک لے آیا قلم کی زبان سے سنانے کیلیے
کافی ہو جاؤں اور اگر اُنہیں بہ ترتیب سُنانے کے لیے کافی
ہو جاؤں تو وقت کے قطرے میرے لیئے بیش بہا ہیں اور بہت
مدت سے شوق کی آگ میں جلتا ہوں کہ تیری شریعت میں غور
کروں اور تجھہ سے اقرار کروں کہ میں اوس میں کس قدر واقف
اور کس قدر ناواقف ہوں کس طرح تیرے نور کی کرنیں مجھہ پر
پڑنے لگیں اور مجھمیں کتنی تاریکیاں تاوقتیکہ کمزوری طاقت کو
نہ نگل جائے باقی رہتی ہیں اور میں راضی نہوں کہ اوس

کام گے اور کسی دوسرے میں جتنی گھڑیاں بدن اور دل کو آرام
کے تازہ کرنے اور اوس خدمت میں جو ہمکو آدمیوں کے لئے
کرنا فرض ہی یا فرض نہیں ہی مگر کرتے ہیں لگانے کی ضرورت سے
آزاد ہیں اونہی نہ گذرانی جائیں +

اے خداوند میرے خدا میری دعا کی طرف توجہ فرما اور
تیری رحمت میری آرزو کو سن لیوے کیونکہ میری آرزو نہ فقط
میرے ہی لئے سرگرم ہی بلکہ برادرانہ محبت کی خدمت میں آیا
چاہتی ہی اور تو میرے دل میں دیکھتا ہی کہ یونہیں ہی
میں تجھے اپنے خیال اور اپنے زبان کی خدمت ہدیہ گذرانا
چاہتا ہوں اور جو کچھ تجھے گذران سکوں سو مجھے بخش کیونکہ میں
مسکین اور محتاج ہوں اور تو اُن سب کے واسطے جو تیرا نام زبور ۱:۴۴ روم ۱۰:۱۲
لیتے ہیں دولتمند ہی اور بیفکر رہکر ہماری فکر رکھتا ہی میری خروج ۷:۱۲
ظاہری اور باطنی لبوں سے سب زود گوئی اور سب جھوٹھ کا
ختنہ کر دے تیرے نوشتے میری پاک عشرتیں ہوں نہ مجھے

اُن سے دھوکھا ملے اور میں اوروں کو اُن سے دھوکھا
نہ دوں اے خداوند سُن لے اور رحم فرما اے خداوند میرے خدا
اندھوں کے نور اور کمزوروں کے زور بلکہ دیکھنے والوں کے نور
اور زور آوروں کے زور میری روح کی طرف متوجہ ہو اور
اُسے گہیراؤں کی طرف سے پکارتے ہوئے سن کیونکہ اگر تیرے
زبور ۱۳۰:۱ کان ہمارے ساتھ گہراؤں میں نہوں تو ہم کہاں جائیں اور کہاں
پکاریں دن تیرا ہی اور رات تیری ہی تیرے اشارے سے
زبور ۱۶:۷۴ ساعات گذر جاتے ہیں اُن میں عرصہ کر کہ ہم تیری شریعت
کے رازوں پر غور کریں اور ہمارے برخلاف کہ کھٹکھٹاتے ہیں
اُسے بند مت کر کیونکہ تو نے نہیں چاہا کہ اسقدر صفحوں کی
زبور تاریک راز عبث لکھے جائیں اور کیا اون جنگلوں کے ایسے
۲۹ اور ۴۲ ہرن نہیں ہیں کہ وہاں گوشہ نشین ہوتے اور اٹھتے اور چلتے
اور چرتے اور لیٹتے اور جوگالی کرتے ہیں اے خداوند مجھے کامل بنا
اور اُن چیزوں کو مجھ پر ظاہر کر اور دیکھ تیری آواز میری

خوشی ہے تیری آواز عشرتوں کی کثرت سے بالا ہے جو میں
چاہتا ہوں سو بخش کیونکہ میں چاہتا ہوں اور یہی چاہنا تو نے
بخشا ہے اپنی بخششوں کو مت چھوڑ اور اپنے پیاسے کو ناچیز جان
میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں تیری کتابوں میں پاؤں اُسکا
اقرار تجھ سے کروں اور حمد کی آواز سنوں اور تجھے نوش کروں اور زبور ۶:۳۴
تیری شریعت میں سے معجزوں پر غور کروں کیونکہ ابتدا سے
جسمیں تو نے آسمان اور زمین کو بنایا تیرے پاک شہر کے دائمی
حکومت تک جو تیرے ساتھ ہوگی جو عرصہ ہے اوسکے بڑے
معنے تیری شریعت میں لکھے ہیں +
اے خداوند میرے خدا مجھ پر رحم فرما اور میری آرزو کو
سن لے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میری آرزو نہ زمین نہ سونے
روپے نہ قیمتی پتھروں نہ چمکیلی پوشاک نہ عہدوں اور مرتبوں
نہ جسم کی عیش و عشرت نہ بدن کی ضروریات اور ہماری
مسافری کی اس زندگی کی ضروریات کی بابت ہے کیونکہ

متی ۶:۳۳ یہ سب چیزیں اُن لوگوں کو جو تیری بادشاہت اور تیری
راستبازی کو ڈھونڈھتے ہیں ملینگی دیکھ اے خداوند میرے
زبور ۱۱۹:۸۵ خدا میری آرزو کہاں ہے بڑے لوگوں نے مجھے خوشیوں
کی بابت کہا ہے لیکن جیسی تیری شریعت ہے اے خداوند ویسی
وے خوشیاں نہیں ہیں دیکھ کہ میری آرزو کہاں ہے دیکھ اے
باپ نظر کر اور دیکھ اور پسند کر اور تیری رحمت کی نظروں میں
یہ مقبول ہووے کہ میں تیرے حضور میں فضل پاؤں تاکہ
تیرے کلاموں کی اندرونی حصہ مجھ پر جو کھٹکھٹاتا ہوں کھولے
زبور ۸۰:۱۷ جائیں جو ہمارا خداوند یسوع مسیح تیرا بیٹا تیرے دہنے ہاتھ کا
انسان ابن آدم جسے تو نے اپنے لئے اپنے اور ہمارے
درمیانی ہونے کے واسطے توانا کیا جس کے وسیلہ سے تو نے
ہم لوگوں کو جو نہ تجھے ڈھونڈھتے تھے ڈھونڈھا لیکن تو نے
ہمکو ڈھونڈھا تاکہ ہم تجھے ڈھونڈھیں تیرا کلام جس کے
وسیلہ سے تو نے سب چیزوں کو بنایا اور اون میں مجھے بھی بنایا

تیرا اکلوتا جسکے وسیلہ سی تونے ایماندار وں کو اپنے متبنی ہونیکے
لیئے بولایا اور ا ون میں مجھے بھی بولایا اُس کے سبب سے
میں تیری منت کرتا ہوں جو تیرے دھنے طرف بیٹھا ھی اور یوحنا ۳:۱
ہجتہ سے ہماری شفاعت کرتا ھی جسمیں حکمت اور معرفت کے سارے روم ۸:۳۴
خزانے چھپے ہیں اوس کے سبب سے تیری منت کرتا ہوں قرنتیوں ۲:۳
اُسکو میں تیری کتابوں میں ڈھونڈھتا ہوں اُس کے حق میں یوحنا ۵:۴۶
موسیٰ نے لکھا یہہ وھی کہتا ھی یہہ سچائی کہتی ھی +

تیسری فصل

میں سننا اور سمجھنا چاہتا ہوں کہ کس طرح ابتدا میں تونے
آسمان اور زمین کو پیدا کیا موسیٰ نے یہہ لکھا اور یہہ لکھہ کے
چلا گیا یہاں سے یہاں کی تیری طرف سی گذر کر وہاں کی
تیری طرف کو گیا اور وہ اب میرے سامنے نہیں ھی کیونکہ
اگر وہ یہاں ہوتا تو میں اُسی تھام رکھتا اور اُس سے پوچھتا اور

تیری خاطر اوسکی منت کرتا کہ اُن باتوں کا مطلب مجھپر کھولدے
اور اپنے بدن کے کان اُن آوازوں پر جو اوس کے منہ سے
نکلتیں لگاتا اور وہ اگر عبرانی زبان میں بولتا تو بیفائدہ میرے
حواس پر کھٹکھٹاتی اور اوس میں سے میرے دل میں کچھہ نہ پہونچتا
لیکن اگر لاطینی زبان بولتا تو میں جانتا کہ کیا کہتا ھی لیکن کہاں
سے میں جانتا کہ وہ سچ کہتا یا نہیں بلکہ اگر میں یہہ بھی جانتا تو
کیا اوسکی زبانی سی جانتا فی الحقیقت میرے اندر میرے خیال
کی خلوت کے اندر سچائی جو نہ عبرانی و نہ یونانی و نہ لاطینی و
نہ وحشی ھی بغیر لب و زبان کے وسیلوں کے یا تلفظ کے لہجوں کے
مجھہ سے یہہ کہتی کہ وہ بات سچ ھی اور میں فوراً یقین کر کے
تیرے اوس مرد سی یہہ کہتا کہ تو سچ کہتا ہی بس جبکہ میں اُس سے
نہیں پوچھہ سکتا ہوں میں تیری منت کرتا ہوں اے سچائی
جس سے وہ معمور ہو کے سچی باتیں کہتا تھا میں تیری منت کرتا ہوں
اے میرے خدا میرے گناہوں کو بخش اور تو جس نے اپنے اُس

خادم کو سچ باتوں کے لکھنے کی طاقت عطا کی مجھکو بھی اُن کے
سمجھنے کی طاقت عطا کر ÷

چوتھی فصل

دیکھ آسمان اور زمین ہیں وے پکارتے ہیں کہ ہم بنائے گئے
کیونکہ اُنمیں تغیر اور تبدل ہوا کرتا ہی لیکن جو کچھ نہیں بنایا گیا
ہی مگر ہی اوس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہی جو پہلے نہ تھی کیونکہ
تبدل و تغیر ہوتا بھی ہی وے یہہ بھی پکارتے ہیں کہ ہم نے اپنے
تئیں نہیں بنایا وے کہتے ہیں کہ ہم بنائے گئے اس لئے ہم ہیں
پس ہم ہونے کے قبل نہیں تھے تا کہ ہم اپنے تئیں بنا دیں کہنے
والوں کی آواز اس مقدمہ کی دلیل ہے پس تو نے اونہیں بنایا
اے خداوند جو حسین ہیں اسلئے کہ وے حسین ہیں جو بھلا ہی اسلئے
کہ وے بھلے ہیں جو ہی اس لئے کہ وے ہیں مگر جیسا تو جو اُن کا
خالق ہی حسین ہی اور بھلا ہی اور ہی ویسا ہی وے نہیں ہیں

کیونکہ تیری بہ نسبت وے نہ حسین ہیں نہ بھلے ہیں نہیں ہیں ہم یہہ
جانتے ہیں تیرا شکر ہووے اور ہماری دانش بہ نسبت تیری دانش
کے نادانی ہی ÷

پانچویں فصل

لیکن کیونکر تو نے آسمان و زمین کو بنایا اور تیری ایسی بھی
عظیم صنعت کی کل بھی کیونکہ تو نے اوس طرح نہیں بنایا جس طرح
انسانی کاریگر اپنے دل کی مرضی کے موافق ایک جسم کو دوسرے
جسم کو اس لئے بناتا ہی کہ جس شکل کو اوسکا دل اپنے میں اپنی اندرونی
نظر سے دیکھتا ہی اوسے کسی کسی طرح گڑھتا ہی اور اگر تو اوس کے
دل کو نہ بناتا تو وہ کہاں سے یہہ کر سکتا اور جو چیز مثل مٹی یا پتھر
یا لکڑی یا سونے یا اس قسم کی اور چیزوں کے ہنوز موجود ہی
اور اپنے میں ہستی کی قدرت رکھتی ہی اوسپر وہ شکل گڑھتا ہی اور
اگر تو اون چیزوں کو قایم نہ کرتا تو وے کہاں سے ہوتیں کاریگر

کے لئے تونے بدن کو تونے روح کو جو اعضا پر حکمراں ھی بنایا تونے
اوس مادہ کو جس سے وہ کوئی چیز بناتا ھی تونے عقل کو جس سے وہ
ہنر کو پکڑ لیتا اور اندر دیکھتا ھی کہ کیا باہر بناتا ھی بنایا تونے بدن کے
حواس کو بنایا تاکہ شارح کے موافق ہووے اور اون کے ذریعہ سے
وہ اپنے دل کی طرف سے جو کچھ بناتا ھی نقل کرے اور اپنے دل کو
خبر دے کہ کیا بنایا گیا اور یونہیں حواس سچائی سے جو اون پر
عدالت نشیں ھی اندر صلاح لیوے کہ اچھا بنایا گیا ہے تو جو سب چیزوں کا
خالق ھی یہی سب چیزیں تیری ستایش کرتی ہیں لیکن کیونکر تو نے
اونہیں بنایا کیونکر اے خدا تو نے آسمان اور زمین کو بنایا
فی الحقیقت نہ آسمان و زمین میں تو نے آسمان و زمین کو بنایا
نہ ہوا و پانی میں بھی کیونکہ یہہ بھی زمین اور آسمان کے متعلق ہیں
نہ تمام عالم میں بنایا کیونکہ اوس کے بنائے جانے سے پیشتر
کوئی جگہہ جسمیں وہ بن سکے موجود نہیں تھی تاکہ وہ بنے اور نہ
تو کسی چیز کو جس سے آسمان و زمین کو بنائے اپنی ہاتھ میں رکھتا تھا

کیونکہ وہ چیز جسے تو نے نہیں بنایا کہاں تھی کہ تیرے ہاتھ اوس
تاکہ تو اوس سے بناوے کیونکہ سوا اس وجہہ کے کہ تو ھی کیا ہستی ہے
پس تو نے فرمایا اور سب موجود ہوا اور تو نے اپنے کلام سے انہیں بنایا (زبور ۳۳: ۹)

چھٹویں فصل

لیکن کس طرح تو نے کلام کیا کیا اوس طرح جس طرح بر
بادل سے یہہ آواز نکلی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ھی کیونکہ وہ آواز ہوئی (متی ۳: ۱۷)
اور ہو گئی شروع اور ختم ہوئی جب تک وسکا پچھلا باقیوں کے
بعد سنائی دے کے گذر گیا اور اوس پچھلے کے بعد خاموشی ہوئی
تب تک پہلے کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا وغیرہ سنائی
دے کر گذر گیا یہاں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی مخلوق
کی حرکت نے جو خود فانی رہ کر تیری دایمی مرضی کی خدمت
کرتی تھی اوس آواز کو سنایا اور تیرے ان کلموں کی بابت
جو وقت کے لئے بنائے گئے گوش بیرونی نے روح فہمیدہ کو

جبکہ گوش اندرونی تیرے دائمی کلام کی طرف لگا ہوا ھی خبر دی
لیکن روح نے ان کلموں کو جو وقت میں سُنائے گئے تیرے اُس
کلام کے ساتھہ جو خاموشی میں ہمیشہ رہتا ھی مقابلہ کرکے کہا کہ وہ تو
میں فرق ھی بلکہ بڑا فرق یہہ کلمے مجھہ سے بہت پست ہیں بلکہ وہ نہیں
ہیں کیونکہ وہ پرواز کرتے اور گذر جاتے ہیں لیکن خداوند کا
کلام ہمیشہ رہتا ہی پس اگر تو نے سُنائی دینے والے اور گذر جانیوالے
کلموں کے وسیلے سے کہا ہوتا کہ آسمان اور زمین بنجائے اور
یونہیں آسمان و زمین کو بنایا ہوتا تو کوئی جسمانی مخلوق جسکے حرکات
سے وقت میں وہ آواز ایام معہودہ کے موافق کام میں آسکے آسمان
و زمین سے پیشتر ہوا ہوتا لیکن آسمان و زمین سے پیشتر کوئی جسم نہیں تھا
یا اگر تھا تو حقیقت میں تو نے بغیر گذر جانے والی آواز کے وہ چیز
جسکے وسیلہ سے گذر جانے والی آواز بنائی تھی تا کہ اوسکے وسیلہ سے
یہہ کہے کہ آسمان و زمین بنجائے کیونکہ وہ چیز جسکے وسیلہ سے
ایسی ہی آواز بنی تھی سو جو کچھہ تھی اگر تجھہ سے نہ بنائی جاتی تو

بالکل نہوتی پس کس کلام سے تو نے کہا کہ جسم بنجائے اور جس
اوس کے وسیلہ سے یہہ کلمے بنائے جائیں ٭

ساتویں فصل

پس تو ہمکو بلاتا ھی کہ اوس کلام کو جو خود خدا کے ساتھ یوحنا ۱:۱
خدا ھی اور جو ہمیشہ کہا جاتا ھی اور جس کے وسیلہ سے سب چیزیں
کہی جاتی ہیں سمجھیں کیونکہ جو کہا جاتا ھی نہ محدود ہوا اور نہ
ایک چیز دوسرے کے بعد کہی جاتی ھی تا کہ سب کہی جاسکیں بلکہ
سب ایک ساتھہ اور ہمیشہ کہی جاتی ہیں ورنہ اوسمیں وقت اور تغیر ہوتا
حقیقی اور نہ ہمیشگی اور نہ حقیقی بقا ہوتی یہی میں جانتا ہوں اے
میرے خدا اور شکر کرتا ہوں میں جانتا اور تجھہ سے اے خداوند
اقرار کرتا ہوں اور جو کوئی یقینی سچائی کا ناشکر نہیں ھی
میرے ساتھہ جانتا ھی اور تجھے مبارک کہتا ہی ہم جانتے ہیں اے
خداوند ہم جانتے ہیں کیونکہ جسقدر جو کچھہ تھا سو اب نہیں ھی

اور جو کچھہ نہیں سو اب ہی سو اوسقدر مرتا اور پیدا ہوتا ہیں تیرے
کلام کا کوئی حصہ نہ دوسری جگہہ کو دیتا اور نہ دوسرے کی جگہہ میں
آتا ہی کیونکہ وہ حقیقت میں غیر فانی اور دائمی ہی اور اس لیے تو
اوس کلام سے جو تیرا ہم دائم ہی سب کچھہ جو تو کہتا ہی ایک ساتھ
اور ہمیشہ کہتا ہی اور جو کچھہ ہونے کے لیے تو کہتا ہی سو ہوتا ہی اور
کہنے کے سوا اور کسی طور پر تو کچھہ نہیں بناتا ہی اور سب چیزیں جنکو
تو کہنے کے وسیلہ سے بناتا ہی ایک ساتھ اور ہمیشہ نہیں بنائی
جاتی ہیں +

آٹھویں فصل

کیوں یہہ ہی میں تیری منت کرتا ہوں اے خداوند
میرے خدا اسطرح سے یہہ مجھہ پر ظاہر تو ہی لیکن کیونکر اسکا
بیان کروں مجھے معلوم نہیں مگر شاید اوسکا بیان یہہ ہی کہ جو
کچھہ ہست ہونے لگتا اور نیست ہونے لگتا ہی سو تب ہست

ہونے اور نیست تب نہ ہونے لگتا ہی جب تیری دائمی دانائی میں
اوس کے ہست ہونے اور نیست نہ ہونے کی شروع واجب معلوم
ہوتی ہی کیونکہ اوس دانائی میں کسی چیز کے ہونے اور نہ ہونے
کی شروع نہیں ہوتی ہی یہی تیرا کلام ہی جو ابتدا بھی ہی کیونکہ وہ ہم
سے باتیں کرتی ہی یوں ہی انجیل میں مجسم ہونے کے وسیلے سے
باتیں کرتا ہی اور یہہ باتیں ظاہراً انسان کے کان میں پہنچائی
دیں تاکہ معتبر سمجھی جائیں اور باطناً ڈھونڈھی جائیں اور دائمی
سچائی میں جہاں نیک اور واحد اوستاد اپنے سب شاگردوں کو
سکھلاتا ہی پائی جائیں ہاں میں تیری آواز کو اے خداوند
مجھہ سے باتیں کرتے ہوئے سنتا ہوں کیونکہ وہ جو ہمکو سکھلاتا ہی
ہم سے باتیں کرتا ہی لیکن وہ جو ہمکو نہیں سکھلاتا ہی سو اگر باتیں بھی
کرتا تو ہم سے نہیں کرتا ہی پس سوا استوار سچائی کے اور کون
ہمکو سکھلاتا ہی کیونکہ جب ہم متغیر مخلوق کے وسیلے سے نصیحت پاتے
ہیں تب بھی غیر متغیر سچائی کی طرف پھیرے جاتے ہیں کیونکہ جب

یوحنا



ہم وہاں کھڑے رہتے اور اوسکی سنتے اور دولہے کی آواز کے یوحنا ۳: ۲۹
سبب سے بہت خوش ہوتے اور اوسکی طرف کو جہاں سے ہم آئے
پھر رجوع ہوتے ہیں تب ہم حقیقی تعلیم پاتے ہیں اسواسطے جسوقت
ہم گمراہ ہوتے تھے اوسوقت اگر وہی ابتدا قایم نہ رہتی تو جسکے
پاس ہم لوٹ سکتے وہ کچھہ نہ ہوتا لیکن جب ہم گمراہی سے
لوٹتے ہیں تب جاننے کے وسیلہ سے لوٹتے ہیں اور وہ ہمکو
سکھلاتا ہی تاکہ ہم جانیں کیونکہ وہ ابتدا ہی اور ہم سے باتیں
کرتا ہی ÷

نویں فصل

اس ابتدا میں جو تیرا کلام تیرا بیٹا تیری قدرت تیری
دانائی تیری سچائی ہی تونے اے خدا عجیب طور پر کلام اور کام
کرکے آسمان اور زمین کو بنایا کون سمجھے گا کون اسکا
بیان کرے گا جو چیز میرے اندر چمکتی جاتی ہی اور بغیر ضرر رسانی کے

میرے دل پر اثر کرتی ہی اور میں تھرتھراتا اور سرگرم ہوتا ہوں سو
کیا ہی جسقدر اوس میں اور مجھمیں ناموافقت ہی اوسقدر میں تھرتھراتا
ہوں جسقدر موافقت ہی اوس قدر میں سوزاں ہوتا ہوں دانائی
بلکہ خود دانائی میرے اندر چمکتی ہی اور میری تاریکی کو جدا کرتی
ہی لیکن یہہ تاریکی پھر مجھپر جو اس دانائی میں اپنی سزا کی کثرت
وسیاہی کے سبب سے ناقص ہوں سایہ فگن ہی کیونکہ میری
قوت میری برائی سے گھٹ چلی اس لیے جبتک تو جو میرے
سارے گناہوں کو بخشتا ہی مجھے ساری بیماریوں سے بھی
شفا نہ دیوے تب تک میں اپنی بھلائی کی برداشت نکر سکوں
کیونکہ تو میری جان کو ہلاکت سے بھی بچاویگا اور مجھکو
مہربانی اور لطیف رحمت کا تاج رکھے گا اور میرا منہہ اچھی چیزوں
سے بھرے گا اور میں عقاب کے مانند سر نو جوان ہوؤں گا
کیونکہ ہم امید سے بچگئے ہیں اور تیرے وعدوں کی راہ صبر
تکتے ہیں جو تجھکو اپنے اندر باتیں کرتے سن سکے سو سنے میں الہ

ہوکر تیرے ہاتھہ ہاتف غیبی کی طرف سے پوکار وں گا ✝
خداوند تیری صنعتیں کیا ہی بہت اور گوناگوں ہیں تو نے زبور ۱۰۴: ۲۴
اون سب کو دانائی سے بنایا اور یہی دانائی ابتدا ہی اور اوس
ابتدا میں تو نے آسمان وزمین کو بنایا +

دسویں فصل

دیکھہ جو ہم سے کہتے ہیں کہ قبل آسمان اور زمین کے
بنانے کے خدا کیا کرتا تھا سو کیا اپنی پورانی لطالت سے مالامال
نہیں ہیں اونکا یہہ قول ہی کہ اگر وہ بیکار رہتا اور کچھہ کام
نہ کرتا تو جیسا وہ ازل سے ہنوز کام سے جدا رہا تو کیوں تا ابد
بھی ایسا ہی نہ رہتا کیونکہ اگر خدا میں کوئی نئی جنس پیدا
ہوئی اور جس مخلوق کو اوس نے کبھی پیشتر نہ بنایا اوس کے
بنانے کا ارادہ اُس میں ہوا تو جہاں ارادہ جو پیشتر
نہ تھا پیدا ہوا وہاں کیونکر حقیقی ہمیشگی ہو سکتی ہی کیونکہ خدا کا

ارادہ نہ مخلوق ہی مگر مخلوق سے قبل تھا اس واسطے کہ اگر خالق کا
ارادہ پیشتر نہ ہوتا تو کوئی مخلوق بھی نہ ہوتی پس خدا کا ارادہ
اوسکی ذات ہی سے تعلق رکھتا ہی اور اگر خدا کی ذات میں کوئی
چیز جو پیشتر نہیں تھی پیدا ہوتی تو اوس ذات کو ہم فی الحقیقت
دائمی نہیں کہہ سکتے لیکن اگر خدا کا دائمی ارادہ تھا کہ مخلوق
ہووے تو کیوں مخلوق بھی دائمی نہیں ہی +

گیارھویں فصل

جو لوگ یہہ باتیں کہتے ہیں سو ابتک تجھے اے خدا
کی دانائی اے روحوں کے نور نہیں سمجھتے ہیں وے اب تک
نہیں سمجھتے ہیں کہ جو چیزیں تیرے وسیلے سے اور تجھمیں بنائی
جاتی ہیں سو کیونکر بنائی جاتی ہیں اور وے لوگ دائمی
چیزوں کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اون کا
دل چیزوں کی گذشتہ اور آیندہ چیزوں کی حرکات پر ڈانواں ڈول

رهتا هی اور هنوز خالی هی کون اوسے پکڑے گا اور قایم
رکھے گا تاکہ وہ ذرہ ٹھہرا رہے اور ذرہ دایمی قایم ہمیشگی کی تجلی
کو گرفت کرے اور اوسے اون اوقات کے ساتھہ جو کبھی قایم
نہیں رہتے ہیں مقابلہ کرے اور دیکھہ لیوے کہ مقابلہ کے لایق
نہیں اور یہہ بھی دیکھہ لیوے کہ وقت دراز بہت گذرنے
والے حرکات کی ہوا جو ایکدم سے نہیں پھیل سکتے ہیں اور کسی
دوسرے وسیلہ سے دراز نہیں ہو سکتی ہی لیکن جو ہمیشہ رہتا ہی
اوس میں کوئی چیز نہیں گذر جاتی بلکہ سب کچھہ موجود ہی مگر
کوئی وقت بالکل ایک ساتھہ موجود نہیں ہی اور یہہ بھی دیکھہ
لیوے اور سب وقت گذشتہ آیندہ سے آگے چلایا گیا اور
سب وقت آیندہ گذشتہ کا پیرو ہی اور سب گذشتہ اور آیندہ اوسی سے
جو ہمیشہ موجود ہی بنایا جاتا اور جاری رہتا ہی کس انسان کا
دل اسے پکڑے گا تاکہ وہ قایم رہی اور دیکھہ لیوے کہ مدام
ہمیشہ قایم رہکر اور نہ آیندہ اور نہ گذشتہ ہوکر گذشتہ اور آیندہ



اوقات کا تلفظ کرتی ہی آیا میرا ہاتھہ بھی کر سکتا ہی یا میری زبان
کا ہاتھہ بذریعہ نطق کے ایسا ہی عظیم کام کر سکتا ہی *

بارھویں فصل

دیکھہ جو شخص یہہ پوچھتا ہی کہ خدا آسمان اور زمین کے
بنانے کے پیشتر کیا کام کرتا تھا اوسکو میں جواب دیتا ہوں
لیکن جس طرح پر لوگ کہتے ہیں کہ کسی نے اس کی دشواری
کو چھوڑ کر ہنسی کے طور پر یہہ جواب دیا کہ وہ رازوں جوئیوں
کے لیے جہنم طیار کرتا تھا اوس طرح کا جواب میں نہیں دیتا ہوں
جواب دینا اور ہی ہنسی کرنا اور ہی وہی جواب میں نہیں دیتا ہوں
کیونکہ یہہ نہ مجھے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ جو کچھہ نہیں جانتا ہوں
اوسکی بابت یہہ جواب دوں کہ میں اوسے نہیں جانتا اور
وہی جواب بہتر نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اوس کے سبب سے
جس شخص نے رازدار سوال کیا اوس پر لوگ ہنسیں اور جس

شخص نے مجھو ٹھٹھا جواب دیا اوسکی تعریف کریں لیکن میں تیار ہوں
کہ تو اے ہمارے خدا ہر ایک مخلوق کا خالق ہی اور اگر آسمان و
زمین کے نام سے ہر ایک مخلوق سمجھی جائے تو میں بیباکی سے
یہہ کہتا ہون کہ قبل اس کے کہ خدا نے آسمان و زمین کو بنایا
وہ کچہہ نہیں کرتا تھا کیونکہ اگر کچہہ کرتا تو مخلوق پیدا کرنے کے سوا
اور کیا کرتا اور کاش جس طرح میں یہہ جانتا ہوں کہ قبل کسی
مخلوق کے بنانے کے کوئی مخلوق بنائی نہیں جاتی تھی
اوسطرح پر جو کچہہ اپنے فایدہ کے لئے جاننا چاہتا ہوں سو جانتا

تیرہویں فصل

لیکن اگر کسی کی سیاح عقل سیر پرواز از منہ گذشتہ
کے اشکال پر سنڈلائی اور اوسپر تعجب کرے کہ تو خدائے قادر مطلق
و خالق مطلق و حافظ مطلق آسمان و زمین کا صانع ہو کے اوس وقت
کے پہلے جسمیں تو ایسا بڑا کام کیا چاہتا تھا زمانہ غیر محدود تک

وسی کام سے کیوں باز رہا تو چاہیئے کہ بیدار ہووے اور
اسپر غور کرے کہ وہ اپنے لغو خیالات پر تعجب کرتا ہی کیونکہ کس طرح
زمانہ غیر محدود جنکو تو نے نہیں بنایا گذر سکتے تھے اسواسطے کہ
تو سب زمانوں کا موجد اور بانی ہی یا کون اوقات ہو سکتے
تھے جو تجہہ سے نہیں بنائے گئے تھے یا اگر وے کبھی ہو نہ
ہوتے تو کس طرح گذرتے پس جبکہ تو سب اوقات کا بانی
ہی اس لئے اگر قبل اوس کے کہ تو نے آسمان و زمین کو بنایا
کوئی وقت تھا تو کیوں یہہ کہا جاتا کہ تو کام سے باز رہا کیونکہ
اوس وقت کو تو نے بنایا تھا اور قبل اوس کے کہ تو نے اوقات
بنائے اوقات گذر نہیں سکتے تھے لیکن اگر آسمان اور
زمین بننے کے قبل کوئی وقت نہیں تھا تو کیوں یہہ پوچھا
جاتا ہی کہ تو اوسوقت کیا کرتا تھا کیونکہ جب کوئی وقت
نہیں تھا تب اوسوقت کی گنجائش بھی نہیں +
اور تو وقت میں اوقات سے مقدم نہیں تھا ورنہ

توسب اوقات سے مقدم ہوتا لیکن تو ہمیشہ حاضر مدام رہت
کی عظمت میں سب گذشتہ حالات سے مقدم ھی اور توسب
آیندہ حالات سے اس لیے سابق ھی وے آیندہ ہیں اور جب
وے آجائیں گے تب گذشتہ ہو جائیں گے پر تو ایسا ھی رہیگا زبور ۱۰۲:۲۷
اور تیرے برسوں کی انتہا نہیں ہوگی تیرے برس نہ جاتے
نہ آتے ہیں لیکن ہمارے برس جاتے اور آتے ہیں تا کہ وے
سب آویں تیرے سب برس قایم رہتے ہیں اس لیے کہ وے
قایم ہیں اور نہ آنے والے برسوں سے خارج ہو کر جاتے
ہیں کیونکہ وے نہیں گذر جاتے ہیں لیکن جب ہمارے
برس نہوں گے تب وے سب ہونگے تیرے برس ایک دن
ہیں اور تیرا دن روز بروز نہیں ھی بلکہ آج ھی کیونکہ تیرا آج
فردا کو جگہہ نہیں دیتا کیونکہ دی روز کا قایم مقام بھی نہیں ہوتا
ھی تیرا آج ہمیشگی ھی اسواسطے تونے اپنی ہم دایم کو پیدا کر کے
اوس سے کہا کہ میں آج کے دن تیرا باپ ہوا تونے زبور ۲:۷



سب وقتوں کو بنایا اور تو سب وقتوں سے پیشتر ھی اور کوئی
ایسا وقت نہیں کہ جسمیں وقت نہ تھا ✣

چودہویں فصل

پس کسی ناوقتی میں تونے کوئی چیز نہیں بنائی تھی
کیونکہ خود وقت کو تونے بنایا اور کوئی اوقات تیرے ساتھہ
ہم دایم نہیں ھی کیونکہ تو باقی رہتا ھی لیکن اگر وے باقی رہتے
تو اوقات نہوتی کیونکہ وقت کیا ھی کون بہ آسانی اور مختصر
میں اسکا بیان کر سکتا ھی کون اپنے خیال میں بھی اسکو سمجھہ
سکتا ھی یہاں تک کہ اوسکی بابت لفظ ادا کرے لیکن نسبت
وقت کے کس چیز کا ذکر زیادہ بے تکلفانہ اور واقفانہ طور کی
بات چیت میں کرتے ہیں اور جب اوسکی بابت کچھہ کہتے تب
وہ ہماری سمجھہ میں آتا ھی اور جب ہم دوسروں کو اوسکی
بابت کچھہ کہتے ہوئے سنتے ہیں تب وہ ہماری سمجھہ میں

آتا ھی پس وقت کیا ھی اگر کوئی مجھ سے نہ پوچھے تو میں جانتا ھوں
لیکن اگر میں پوچھنے والے سے اوسکا بیان کرنا چاہوں تو
میں نہیں جانتا لیکن میں بیباکی سے کہتا ہوں کہ میں یہہ
جانتا ہوں کہ اگر کچھہ نہ گذرتا تو وقت گذشتہ نہوتا اور اگر
کچھہ نہ آتا تو وقت آیندہ نہوتا اور اگر کچھہ نہوتا تو وقت موجود
نہوتا پس وے دو اوقات گذشتہ و آیندہ کس طرح ہیں
کیونکہ گذشتہ اب نہیں ھی اور آیندہ ابھی نہیں ھی لیکن اگر موجود
ہمیشہ موجود رہتا اور گذشتہ میں نہ گذرتا تو فی الحقیقت
نہ وقت بلکہ ہمیشگی ہوتی پس اگر موجودہ وقت بشرطیکہ وہ
وقت ہووے اس وجہ سے ہوتا ھی کہ گذشتہ میں گذر جاتا
ھی تو جسکی ہستی کی وجہ یہہ ھی کہ وہ نیست ھو تو ہم کیونکر کہہ سکتے
ہیں کہ وہ تو موجود ھی اور یوں نہیں حقیقتاً یہہ نہ کہہ سکیں کہ سوا
اسوجہ کے کہ وقت نیستی پر مایل ھی کسی دوسرے طور پر
نہیں ھی +

پندرھویں فصل

اور تو بھی ھم زیادہ وقت اور کم وقت کہتے ہیں اور ہم
گذشتہ یا آیندہ وقت کی بابت بھی کہتے ہیں مثلاً ہم ماضیہ کے
سو برس کو زیادہ گذشتہ وقت اور مستقبل کے سو برس کو
زیادہ آیندہ وقت کہتے ہیں لیکن فرضاً ماضیہ کے دس دن
کو کم گذشتہ وقت اور مستقبل کے دس دن کو کم آیندہ وقت کہتے
ہیں لیکن جو نہیں ھی وہ سو کس طرح زیادہ یا کم ھی کیونکہ گذشتہ
اب نہیں ھی اور آیندہ ابھی نہیں ھی پس گذشتہ کی بابت یہہ
نہ کہیں کہ زیادہ ھی بلکہ یہہ کہ زیادہ ہوا اور نہ آیندہ کی بابت
کہ زیادہ ھی بلکہ زیادہ ہوگا اے میرے خداوند اے میرے
نور کیا اس بارہ میں بھی تیری سچائی انسان پر ہنسی نہ
کرے گی کیونکہ آیا جب وہ زیادہ گذشتہ وقت گذشتہ ہوا تھا
یا جب ہنوز موجود تھا زیادہ تھا کیونکہ جب وہ جو زیادہ

ہوسکتا سوجود تھا تب وقت زیادہ ہوسکتا تھا لیکن جب گذشتہ
ہوگیا تب وہ نہیں تھا اور اس لئے جو چیز بالکل نہیں تھی سو
زیادہ نہیں ہوسکتی تھی پس یہہ نہ کہیں کہ گذشتہ وقت زیادہ
ہوا ہی کیونکہ جو چیز زیادہ ہوئی سو نہیں ملیگی اسواسطے کہ جب
گذشتہ ہوا تب سے نہیں ہی بلکہ یہہ کہیں کہ وہ موجود وقت
زیادہ تھا کیونکہ جب وہ موجود تھا تب وہ زیادہ تھا اس لئے
کہ وہ ابتک گذر نہیں گیا تھا تاکہ نیست نہ ہووے اور اسلئے
جو چیز زیادہ ہوسکتی تھی سو بھی لیکن جب گذر چکا تب جو چیز
ہونے سے باز رہی سو زیادہ ہونے سے بھی باز رہی +



پس اے انسانی روح ہم یہہ دیکھیں کہ موجود وقت
زیادہ ہوسکتا ہی یا نہیں کیونکہ تجھکو یہہ عطا ہوا کہ مدتوں کو
سمجھے اور ماپے تو مجھکو کیا جواب دیگی کیا سو برس جب موجود ہی
تو وہ زیادہ وقت ہی کہ نہیں یہہ پہلے دیکھہ کہ سو برس موجود ہو سکتا
ہی یا نہیں کیونکہ اگر اوس سو کا پہلا برس ابھی جاری ہی تو وہ

موجود ہی اور باقی ننانوے آئندہ ہی اور اس لئے ابھی معدوم
ہی لیکن اگر دوسرا برس جاری ہی تو ایک اب گذشتہ ہوا اور دوسرا
موجود اور باقی آئندہ ہی اسی طرح بھی اگر اس سو برس کے واسطے
برسوں میں ایک موجود فرض کریں تو اوس سے سب اگلے
برس گذشتہ ہیں اور اوس سے سب پچھلے آئندہ ہیں اس لئے
سو برس موجود نہیں ہوسکتے ہیں لیکن کم سے کم یہہ دیکھہ کہ جو
برس اب جاری ہی سو کیا وہی موجود ہی کیونکہ اگر اوسکا پہلا مہینہ
اب جاری ہی تو باقی آئندہ میں اگر دوسرا جاری ہی تو اب پہلا
گذشتہ ہوا ہی اور باقی ابھی نہیں پس جو برس جاری ہی سو
بالکل موجود نہیں ہی اور اگر بالکل موجود نہیں ہی تو برس موجود
نہیں ہی کیونکہ برس بارہ مہینہ ہی اور انمیں سے وہی ایک مہینہ
جو جو جاری ہی موجود ہی باقی گذشتہ یا آئندہ ہیں لیکن نہ وہ
مہینہ بھی جو جاری ہی بلکہ صرف ایک دن موجود ہی اگر یہہ
پہلا ہووے تو باقی آئندہ ہیں اگر پچھلا ہو تو باقی گذشتہ ہیں

اگر وسطی دنوں میں سے کوئی ہوئے تو گذشتوں اور آیندوں
کے درمیان پڑے گا +

دیکھ کہ وقت موجودہ جسکے سوا کسی دوسرے وقت کو
زیادہ کہلانے کے لایق ہمنے نہیں پایا ایک دن کے تنگ
عرصہ تک مختصر کیا گیا لیکن اوسکی بھی تحقیق کریں کیونکہ ایک دن
بھی بالکل موجود نہیں ھی کیونکہ وہ چوبیس شبینہ اور روزینہ
گھنٹوں سے مرکب ھی اور ان میں سے پہلا ایسا ھی کہ باقی
اوسکی نسبت آیندہ ہیں اور پچھلا ایسا ھی کہ باقی گذشتہ ھی اور
وسطیوں میں سے ہر ایک ایسا ھی کہ اوس کے پچھلے گذشتہ
اور اوسکے اگلے آیندہ ہیں اور وہ ایک گھنٹہ بھی عارضی
ذرّوں میں جاری ھی اوسکی جسقدر پرواز ہوئی سو گذشتہ
ھی اور جسقدر باقی ھی سو آیندہ ھی اگر وقت کی کوئی ساعت
جو لمحہ کے چھوٹے سے چھوٹے حصّوں میں تقسیم نہیں ہو سکتی ھی
فرض کیجائے تو صرف اوسی کو موجود کہہ سکتے ہیں اور وہ بھی



ایسی تیزرو ہو کر آیندہ سے گذشتہ میں پرواز کر جاتی ھی کہ ذرا
دیر تک نہیں ٹھہر سکتی ھی کیونکہ اگر ٹھہرتی تو گذشتہ اور آیندہ
میں تقسیم ھوتی لیکن وقت موجودہ کو کچھ عرصہ نہیں ھی پس
جس وقت کو زیادہ کہیں سو کہاں ھی کیا آیندہ ھی اوسکی بابت
ہم یہ نہیں کہتے ھیں کہ وہ زیادہ ھی کیونکہ وہ ابھی نہیں ھی
تاکہ زیادہ ھووے لیکن ہم یہ کہتے ھیں کہ زیادہ
ھوگا پس کب ھوگا کیونکہ اگر جب ابھی آیندہ ھی تب بھی زیادہ
نہیں ھوگا اس لئے کہ جو چیز زیادہ ھو سکے سو ابھی نہیں ھی
لیکن جب آیندہ سے جو ابھی نہیں ھی شروع ھونے لگی
اور موجود ھو چکی تاکہ جو چیز زیادہ ھووے پہلے ہست
ھولے تب زیادہ ھووے تو وقت موجودہ الفاظ مذکورۂ بالا
کے ذریعے سے پکارتے ھیں کہ میں زیادہ نہیں ھو سکتا
ھوں +

سولھویں فصل

اور تو بھی اے خداوند ھم اوقات کے عرصوں کو پہچانتے ھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرتے اور کہتے ھیں کہ بعضے کم اور بعضے زیادہ ھیں ھم یہ بھی ناپتے ھیں کہ کسقدر کوئی ایک وقت دوسرے سے کم یا زیادہ ھی اور یہ جواب دیتے ھیں کہ اُسکا دوگونہ یا سہ گونہ ھی اور وہ اسکا ایک گونہ یا جتنا یہ ھی اوتنا ھی ھی لیکن جب اوقات کو گذرتے ہوئے پہچانتے ھیں تب اُن کو ناپتے ھیں مگر گذشتہ اوقات کو جو اب نہیں یا آیندہ اوقات جو ابھی نہیں ھیں کون ناپ سکتا ھی کیا کوئی نازاں ہو کر کہے گا کہ جو چیز نہیں ھی اُسے میں ناپ سکتا ہوں پس جب وقت گذرتا ھی تب اُسکا پہچاننا اور ناپ کرنا ممکن ھی لیکن جب گذر گیا ھی تب نہونے کے سبب سے اُس کا پہچاننا اور



ناپنا غیر ممکن ھی +

سترھویں فصل

اے باپ میں دریافت کرتا ہوں تصدیق نہیں کرتا ہوں اے میرے خدا میری سربراھی اور میری ہدایت کر کون مجھ سے اسکا انکار کرے گا کہ جس طرح ھمنے لڑکپن میں سیکھا اور لڑکوں کو سکھلایا کہ زمانہ تین ھیں گذشتہ اور موجودہ اور آیندہ مگر صرف موجودہ ھی کیونکہ وے دو نہیں ھیں یا کیا وے بھی ھیں اور جب آیندہ سے وقت موجودہ ہوتا ھی تو کیا کسی پوشیدہ جگہہ سے نکلتا ھی اور جب موجودہ سے گذشتہ ہو جاتا تو کسی پوشیدہ جگہہ میں جاتا ھی کیونکہ جنھوں نے آیندہ چیزیں بتلائیں اُنھوں نے اُنھیں اگر ابھی نہ ہوتیں تو کہاں دیکھا کیونکہ جو چیز نہیں ھی اُسکا دیکھنا غیر ممکن ھی اور جو لوگ گذشتہ چیزوں کا بیان کرتے ھیں سو اگر اُنھیں اپنی روح



میں نہ دیکھتے تو اُن کا بیان نہ کر سکتے اور اگر وے چیزیں
نہوتیں تو اُن کا دیکھنا بالکل ناممکن ہوتا پس گذشتہ اور
آیندہ چیزیں بھی ہیں ٭

اٹھارھویں فصل

اجازت فرما اے خداوند کہ میں تحقیق کرنے میں بڑھوں
اے میری امید میری نیت ابتر ہونے پاوے کیونکہ اگر آیندہ
اور گذشتہ اوقات ہیں تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ وے
کہاں ہیں اور اگر یہہ نہ جان سکوں تو بھی میں جانتا ہوں کہ جہاں
کہیں وے ہیں وہاں نہ آیندہ و گذشتہ بلکہ موجود ہیں کیونکہ
اگر وہاں بھی آیندہ ہی تو وہاں ابھی نہیں ہی اور اگر وہاں
گذشتہ ہیں تو وہاں اب نہیں ہی پس جو کچھ ہی سو جہاں کہیں
ہی سو موجود ہونے کے اور کسی طور پر نہیں ہی لیکن جب
گذری ہوئی کیفیات کا بیان ہوتا ہی تب حافظہ سے

نہ وے اشیا جو گذر گئی ہیں بلکہ وے الفاظ جو اشیا کے اشکال
سے پیدا ہوئے اور جنہیں اُن اشیا نے گذرنے کے وقت
حواس کے ذریعہ سے روح میں بطور اپنے نقش قدم کے
چھوڑا نکالے جاتے ہیں میرا لڑکپن جو اب نہیں ہی وقت
گذشتہ میں جو اب نہیں ہو ویسا ہی ہی لیکن جب میں اُسکی شکل
یاد کرتا اور اُسکا بیان کرتا تب میں اُسی وقت موجودہ میں
دیکھتا ہوں کیونکہ میرے حافظہ میں ہنوز ہی میں اقرار کرتا ہوں
اے میرے خدا میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ
کیفیات آیندہ کی پیشین گوئی کرنے کی ویسی ہی وجہ ہی
یہاں تک کہ جو چیزیں ابھی نہیں ہیں اُنکے اشکال پہچانے
جائیں یا نہیں اتنا ہی میں جانتا ہوں کہ ہم اکثر اپنے آیندہ
اعمال پر پیش خیالی کرتے ہیں اور یہہ پیش خیالی موجود
ہی مگر وہ عمل جسپر ہم پیش خیالی کرتے ہیں ابھی نہیں
ہی کیونکہ وہ آیندہ ہی لیکن جب ہم اس عمل پر پہونچیں اور

جب ہم پیش خیالی کرنے لگے اُسکا شروع کرنے لگے ھیں تب وہ عمل ھوگا کیونکہ اُسوقت وہ نہ ھنوز آیندہ بلکہ موجودہ ھی ❊

پس آیندہ کیفیات کی یہہ پوشیدہ پیش شناسی کیسی کیوں نہ ھووے سوا اُسکے جو ھی کسی دوسرے کا دیکھنا ناممکن ھی لیکن جواب ھی سو نہ آیندہ بلکہ موجود ھی پس جب کہا جاتا ھی کہ آیندہ چیزیں دیکھی جاتی ھیں تب نہ جو چیزیں ابھی نہیں ھیں یعنی جو آیندہ ھیں بلکہ اُنکی شاید ٹے وجوھات یا علامات جواب ھیں دیکھے جاتے ھیں اِس لئے جس سے کیفیات آیندہ روح میں متخیل ھوکر پیش گوئی کی طرح ظاھر ھوتی ھی اُسکے دیکھنے والوں کے نزدیک ٹے وجوھات یا علامات نہ آیندہ بلکہ موجودہ ھیں اور یہہ پیش خیالیاں بھی اب ھیں اور جو لوگ اُن کیفیات کی پیشین گوئی کرتے ھیں سوا اُن متخیلات کو اپنے پاس موجود دیکھتے ھیں جیسا کہ بڑے



زادوں کی مجھ سے کوئی نظیر بتلانے میں پوچھتا دیکھتا ھوں اور اُسکی پیش خبری دیتا ھوں کہ آفتاب طلوع ھونے والا ھی جو میں دیکھتا ھوں سو موجود ھی اور جسکی پیش خبری دیتا ھوں سو آیندہ ھی یہہ نہ آفتاب ھی کیونکہ وہ تو اب موجود ھی بلکہ یہہ اُسکا طلوع ھونا ھی کیونکہ یہہ ابھی نہیں ھی لیکن جسطرح میں آفتاب کے طلوع ھونے کے ذکر کرنے کے وقت اپنی روح میں اُسکے طلوع ھونے کو تصور کرتا ھوں اگر اُس طرح پر اُسے تصور نہ کرتا تو میں اُسکی پیشین گوئی نہ کرسکتا لیکن اگرچہ وہ پوپھٹنا جسکو میں آسمان میں دیکھتا ھوں آفتاب کے طلوع ھونے سے مقدم ھوتا ھی تو بھی دونوں ایک ھی نہیں ھیں اور نہ میری روح کا وہ تصور بھی آفتاب کا طلوع ھونا ھی مگر روح کا تصور اور پوپھٹنا دونوں موجود شناخت ھوتے ھیں تاکہ آیندہ طلوع کی پیش خبری دیجا دے پس آیندہ کیفیات ابھی نہیں ھیں اور اگر ابھی نہ ھوں تو نہیں ھیں اور اگر نہیں ھیں تو

اُن کا دیکھنا بالکل ناممکن ھی لیکن اُن موجود کیفیات سے جو ابھی ہیں اور شناخت ہوتی ھیں اُنکی پیش خبری ہو سکتی ھی ✣

اُنیسویں فصل

پس اے تو جو اپنی خلقت پر حکمراں ھی کس طریقہ سے تو روحوں کو آیندہ کیفیات سکھلاتا ھی کیونکہ تو نے نبیوں کو سکھلایا کس طریقہ سے تو جسکے نزدیک کوئی کیفیت آیندہ نہیں ھی آیندہ کیفیات سکھلاتا ھی یا آیندہ حالات میں سے حالات موجودہ سکھلاتا ھی کیونکہ جو کچھ نہیں ھی اُسکا سکھنا بھی غیر ممکن ھی

زبور ۱۳۹:۶ وہ طریقہ میری عقل سے بہت بعید ھی وہ میرے لئے حیرت افزا ھی میں اُس تک نہیں پہونچ سکتا لیکن جب تو اے میرے پوشیدہ آنکھوں کے شیریں نور مجھپر عنایت کریگا تب تیری مدد سے اُس تک پہونچ سکوں گا ✣

بیسویں فصل

لیکن یہہ اب واضح و ظاہر ھی کہ نہ آیندہ اور نہ گذشتہ کیفیات ہیں اور یہہ بھی بطور مناسب نہیں کہا جاتا ھی کہ تین اوقات ہیں گذشتہ موجودہ اور آیندہ مگر شاید بطور مناسب یہہ کہہ سکتے ہیں کہ تین اوقات ہیں ہیں گذشتہ کیفیات کا موجودہ اور موجودہ کیفیات کا موجودہ اور آیندہ کیفیات کا موجودہ کیونکہ یہہ تین کسی طرح پر دل میں رہتے ہیں مگر میں اونکو کسی دوسری جگہہ میں نہیں دیکھتا ہوں وے یہہ ہیں گذشتہ کیفیات کا موجودہ حافظہ ھی موجودہ کیفیات کا موجودہ نظر ھی اور آیندہ کیفیات کا موجودہ انتظار ھی اگر یوں ہمیں کہنے کی اجازت ہووے تو میں تین اوقات دیکھتا ہوں اور میں قبول کرتا ہوں کہ تین اوقات ہیں اس کے کہنے کی اجازت بھی ہووے کہ تین اوقات ہیں گذشتہ موجودہ اور آیندہ جیسے محاورہ میں غلطی ہوتی ھی

ویساہی کہنے کی اجازت ہووے دیکھہ جب تین اوقات
کا ذکر ہوتا ہے اگر یہہ مطلب ہووے کہ جو کچھہ آیندہ ہے اور
جو کچھہ گذشتہ ہے سو اب نہیں ہے تو میں نہ اعتراض و نہ مباحثہ
و نہ سرزنش کرتا ہوں کیونکہ ہم بہت تھوڑی باتیں بطور
مناسب اور اکثر باتیں بطور نامناسب کرتے ہیں لیکن ہمارا
مطلب معلوم ہوتا ہے +

اکیسویں فصل

پس میں نے اسکے کچھہ پہلے کہا ہے کہ اوقات بذریعہ
اون کے گذرنے کے ہم ماپتے ہیں تاکہ یہہ کہہ سکیں
کہ یہہ وقت اوس ایک وقت کا دوگونہ ہے یا یہہ اوس کے
برابر ہے اور اوقات کے دوسرے حصوں کی بابت جو
ماپنے کے لایق ہیں ویساہی کہیں پس جیسا کہ میں نے
کہا ویساہی ہم اوقات کو بذریعہ اوس کے گذرنے کے



ماپتے ہیں اور اگر کوئی مجھہ سے پوچھے کہ تو کیونکر یہہ جانتا ہے
تو یہہ جواب دے سکوں کہ میں جانتا ہوں کہ ہم اونھیں ماپتے
ہیں اور جو چیزیں نہیں ہیں اون کا ماپنا غیر ممکن ہے اور
گذشتہ اور آیندہ چیزیں اب نہیں ہیں لیکن چونکہ وقت حاضر
کو کوئی وسعت نہیں اس لئے ہم کیونکر اوسکو ماپتے ہیں جب
وہ گذر جاتا ہے تب ماپا جاتا ہے لیکن جب وہ گذر چکے تب
نہیں ماپا جاتا ہے کیونکہ ماپنے کے لایق کوئی چیز نہیں ہوگی
لیکن جب وہ ماپا جاتا ہے تب کہاں سے اور کس طرح پر
اور کہاں کو گذر جاتا ہے سوا آیندہ کے اور کہاں سے سوا
موجودہ کے اور کس طرح پر سوا گذشتہ کے اور کہاں کو
گذر جاتا ہے پس اوسکی طرف سے جو ابھی نہیں ہے بذریعہ
اوس کے جسکی وسعت نہیں ہے اوس میں جو اب نہیں ہے
گذر جاتا ہے لیکن اگر وقت کو کسی وسعت میں نہیں ماپتے
ہیں تو اور کیا اب ماپتے ہیں کیونکہ جب ہم وقت کی بابت

ویسا ہی کہنے کی اجازت ہووے دیکھو جب تین اوقات
کا ذکر ہوتا ھی اگر یہہ مطلب ہووے کہ جو کچھہ آیندہ ھی اور
جو کچھہ گذشتہ ھی سو اب نہیں ھی تو میں نہ اعتراض و نہ مباحثہ
و نہ سرزنش کرتا ہوں کیونکہ ہم بہت تھوڑی باتیں بطور
مناسب اور اکثر باتیں بطور نامناسب کرتے ہیں لیکن ہمارا
مطلب معلوم ہوتا ھی +

اکیسویں فصل

پس میں نے اسکے کچھہ پہلے کہا ھی کہ اوقات بذریعہ
اون کے گذرنے کے ہم ماپتے ہیں تاکہ یہہ کہہ سکیں
کہ یہہ وقت اوس ایک وقت کا دوگونہ ھی یا یہہ اوس کے
برابر ھی اور اوقات کے دوسرے حصوں کی بابت جو
ماپنے کے لایق ہیں ویسا ہی کہیں پس جیسا کہ میں نے
کہا ویسا ھی ہم اوقات کو بذریعہ اوس کے گذرنے کے

ماپتے ہیں اور اگر کوئی مجھہ سے پوچھے کہ تو کیونکر یہہ جانتا ھی
تو یہہ جواب دے سکوں کہ میں جانتا ہوں کہ ہم اونھیں ماپتے
ہیں اور جو چیزیں نہیں ہیں اون کا ماپنا غیر ممکن ھی اور
گذشتہ اور آیندہ چیزیں اب نہیں ہیں لیکن چونکہ وقت موجودہ
کو کوئی وسعت نہیں اس لئے ہم کیونکر اوسکو ماپتے ہیں جب
وہ گذر جاتا ھی تب ماپا جاتا ھی لیکن جب وہ گذر جا چکے تب
نہیں ماپا جاتا ھی کیونکہ ماپنے کے لایق کوئی چیز نہیں ہوگی
لیکن جب وہ ماپا جاتا ھی تب کہاں سے اور کس طرح پر
اور کہاں کو گذر جاتا ھی سوا آیندہ کے اور کہاں سے سوا
موجودہ کے اور کس طرح پر سوا گذشتہ کے اور کہاں کو
گذر جاتا ھی پس اوسکی طرف سے جو ابھی نہیں ھی بذریعہ
اوس کے جسکی وسعت نہیں ھی اوس میں جو اب نہیں ھی
گذر جاتا ھی لیکن اگر وقت کو کسی وسعت میں نہیں ماپتے
ہیں تو اور کیا اب ماپتے ہیں کیونکہ جب ہم وقت کی بابت

ایک گھنٹہ اور دو گھنٹہ سہ گھنٹہ اور برابر یا اور اس طرح
کی کوئی بات کرتے تب سوا اوقات کی وسعتوں کے اور
کچھ نہیں کہتے ہیں پس کس وسعت میں ہم گذرتے ہوئے
وقت کو ماپتے ہیں کیا جس آیندہ سے گذرتا ہی اوس میں
ماپتے ہیں لیکن جو کچھ ابھی نہیں ہی اوسکو ہم نہیں ماپتے ہیں
کیا جس موجودہ کے ذریعہ سے گذرتا ہی اوس میں ماپتے
ہیں لیکن جسکی وسعت نہیں ہی اوسکو نہیں ماپتے ہیں یا
کیا جس گذشتہ میں وہ گذرتا ہی اوس میں ماپتے ہیں لیکن جو
موجود نہیں ہی اوسکو اب نہیں ماپتے ہیں ÷



بائیسویں فصل

اس پیچیدہ معما کو جاننے کے لئے میری روح آگ
ہو رہی ہی اوسکو بندست کر اے خداوند میرے خدا اے
نیک باپ مسیح کی خاطر میں تیری منّت کرتا ہوں کہ ان

معمولی اور پوشیدہ حالات کو میری خواہش کی طرف
سے بندست کر تاکہ وہ اوس میں داخل ہونے سے باز رہے
بلکہ ایسا ہو کہ وے تیری نور بخش رحمت کے ذریعہ سے
اے خداوند مجھپر روشن ہو ویں چونکہ میری تحقیقات جو
تیرے نوشتوں کی طرف ایسی شدت سے بھڑکی ہی کمکو ایذا
نہیں دیتے ہیں اس لئے سوا تیرے اور کس سے پہ سوال
کروں اور کس سے اپنی نادانی کا اقرار کرکے زیادہ فائدہ
اوٹھاؤں جس چیز کو میں چاہتا ہوں اوسے بخش کیونکہ
میں چاہتا ہوں اور یہی تونے بخشا ہی بخش اے باپ
متی ۷:۱۱ کیونکہ تو نے لڑکوں کو اچھی چیز دینے کا حقیقی طور
جانتا ہی بخش کیونکہ میں نے جاننے کا قصد کیا اور جب تک
کہ تو نہ کھولے تب تک میرے آگے مشقت ہی مسیح کی خاطر
اوس کے نام کے واسطے جو مقدسوں میں مقدس ہی میں
زبور ۱۱۶:۱۰ تیری منّت کرتا ہوں کہ مجھے کوئی غم نہ ہووے کیونکہ میں ایمان لایا

اور اس لئے کلام کرتا ہوں یہہ میری امید ہی اور اسکے لئے
میں اپنی زندگی بسر کرتا ہوں کہ خداوند کی خوشیوں پر زبور ۱۰:۱۱۹
غور کروں دیکھہ تو نے میرے دنوں کو پورا کیا اور وے
گذر جاتے ہیں لیکن کس طرح میں نہیں جانتا ہوں مگر ہم وقت اور
وقت اور اوقات اور اوقات کی بابت یہہ کہتے ہیں کہ کتنی
دیر ہوئی کہ اوس نے یہہ کہا کتنی دیر ہوئی کہ اوس نے
یہہ کیا اور کتنی دیر ہوئی کہ میں نے وہ دیکھا اور جتنی دیر
اوس چھوٹے لفظ کے ادا ہونے میں ہی اوسکا دوگونا ہیں
ہی یہہ باتیں ہملوگ کہتے ہیں اور سنتے ہیں اور ہمارا مطلب
سمجھا جاتا ہی اور ہم کہنے والوں کے مطلب کو سمجھتے ہیں
یہہ باتیں بہت آشکارا اور معمولی ہیں لیکن برعکس اسکے
وے ہی باتیں بہت پوشیدہ ہیں اور اونکی دریافت
نئی ہی ٭

تیئیسویں فصل

میں نے کسی عالم کی زبانی سنا کہ آفتاب اور ماہتاب
اور ستاروں کی حرکتیں ہی اوقات ہیں پر میں نے نہیں مانا
کیونکہ اس سے پیشتر کیوں سب جسموں کی حرکتیں اوقات
نہوں آیا حقیقت میں اگر آسمان کے نیّر رُکے رہتے
اور کمہار کا چاک حرکت کیئے جاتا تو کوئی وقت نہوتا کہ
اوسکے ذریعہ سے اون کے چکروں کو ماپیں اور کہیں کہ
خواہ وہ برابر وقفوں میں حرکت کرتا ہی خواہ اگر کبھی کبھی
آہستہ اور کبھی کبھی تیز گھومتا ہو تو بعضے چکر زیادہ اور بعضے
کم ہیں یا جب ہم یہہ کہتے تھے تو کیا ہم وقت میں نہ بولتے
بھی نہ تھے یا اگر ہمارے بعضے الفاظ زیادہ وقت میں
اور بعضے کم وقت میں سنائی نہ دیتے تو کیا ہماری باتوں
میں بعضے الفاظ زیادہ و بعضے کم ہوتے اے خدا بخش دے

کہ انسان چھوٹی چیز میں وہ کیفیتیں جو بڑی اور چھوٹی چیزوں
میں برابر پائی جاتی ہیں دیکھے لے ستارے اور آسمان کے
نیّر نشانوں اور زمانوں اور برسوں اور دنوں کے باعث
بھی ہیں وے حقیقت میں ہیں لیکن نہیں یہہ کہتا کہ اوس
سنگی چاک کی گردش ہی دن ہی اور نہ وہ عالم بھی کہتا کہ
اسی سبب سے وہ وقت نہیں ہی ✣

پیدائش ۱۴:۱

میں وقت کی ذات اور طاقت کو جاننا چاہتا ہوں
جسکے ذریعہ سے ہم جسموں کی حرکتوں کو ماپتے اور شکایۃ
کہتے ہیں کہ یہہ حرکت اوس سے دوگونہ زیادہ ہی کیونکہ میرا
سوال یہہ ہی کہ چونکہ دن کے لفظ سے نہ فقط زمین پر آفتاب کا
وہ وقفہ جس کے بموجب دن اور ہی رات اور ہی بلکہ مشرق
سے مغرب تک اوسکی تمام گردش جسکے بموجب ہم یہہ کہتے
ہیں کہ کئی دن گذر گئے اور دنوں کے ساتھہ اونکی
راتوں کا بھی شمار کرتے اور راتوں کے وقفوں کو الگ



نہیں گنتے ہیں مراد ہی پس چونکہ آفتاب کی حرکت اور اوسکی
گردش سے جو مشرق سے مشرق تک ہوتی ہی دن پورا
ہوتا ہی یہہ میرا سوال ہی کہ کیا وہی حرکت دن ہی یا وہ وقفہ
جس میں حرکت پوری ہوتی ہی یا دونوں دن ہیں کیونکہ
اگر حرکت دن ہوتا تو بشرطیکہ آفتاب اپنا دورہ اوس قدر
وقت میں جس قدر ایک گھنٹہ ہی پورا کرے تو یہہ بھی دن
ہوتا اگر وقفہ دن ہوتا تو بشرطیکہ ایک طلوع آفتاب سے
دوسرے تک صرف اوس قدر کم وقفہ ہوتا جس قدر
ایک گھنٹہ کا ہی تو یہہ دن نہوتا بلکہ دن کو پورا کرنیکے لئے
آفتاب کو چوبیس مرتبہ گردش کرنا پڑتا اگر دونوں دن
ہوتا تو بشرطیکہ آفتاب اپنا سب چکر گھڑی کے عرصہ
میں پورا کرے یہہ دن نہ کہلاتا اور اگر جب آفتاب
ٹھہرا رہتا تب تک اوتنا وقت جتنے میں آفتاب حسب دستور
صبح سے صبح تک اپنا دورہ پورا کرتا ہی گذر جاتا تو یہہ بھی

دن ہوتا پس میں اب یہہ سوال کروں گا کہ وہ جسکو دن
کہتے ہیں کیا ہے بلکہ وہ وقت جس کے ذریعہ سے ہم آفتاب
کی گردش کو ماپ کر یہہ کہتے کہ اپنے نصف معمولی وقت
میں پورا ہوا بشرطیکہ بارہ گھنٹے کے چھوٹے عرصہ میں پورا
ہوتا اور دونوں وقت مقابلہ کرکے ہم ایک کو ایک گونہ
اور دوسرے کو دوگونہ اس خیال سے کہتے کہ آفتاب اپنا
دورہ مشرق سے مشرق تک کبھی کبھی اوس ایک گونہ وقت
اور کبھی کبھی اوس دوگونہ وقت میں پورا کرے سو وقت
کیا ہے پس کوئی شخص مجھہ سے نہ کہے کہ اجرام فلکی کی حرکتیں
اوقات ہیں کیونکہ جب آفتاب ایک شخص
کی دعا سے ٹھہرا رہا تاکہ جنگ کرتے کرتے فتحمند ہوجائے
تب آفتاب ٹھہرا رہتا تھا لیکن وقت چلتا رہتا تھا کیونکہ
اپنے مقرر عرصہ وقت میں جو کافی تھا وہ جنگ شروع سے
آخر تک ہوا پس یہہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وقت کوئی



وسعت ہے لیکن کیا یہہ مجھے معلوم ہوتا ہے یا کیا فقط اوس کا
معلوم ہونا مجھے معلوم ہوتا ہے تو اے نور اے سچائی یہہ مجھپر
ظاہر کرے گا ٭

چوبیسویں فصل

اگر کوئی کہے کہ وقت جسم کی حرکت ہے تو کیا تو مجھے
اوس کے مان لینے کا حکم دیتا ہے تو حکم نہیں دیتا ہے کیونکہ
میں یہہ سنتا ہوں کہ ہر ایک جسم کی حرکت وقت میں
ہوتی ہے یہی تو کہتا ہے لیکن میں یہہ نہیں سنتا ہوں کہ جسم
ہی کی حرکت وقت ہے یہہ تو نہیں کہتا ہے کیونکہ جب جسم کی
حرکت ہوتی ہے تب میں وقت سے یہہ ماپتا ہوں کہ جب سے
حرکت کرنے لگا حرکت کے بند ہونے تک کتنی دیر تک
اوسکی حرکت ہوتی رہی اور اگر میں نے یہہ نہیں دیکھا
کہ کہاں سے اوسکی حرکت کا شروع ہوا اور اگر وہ

اس قدر حرکت کرتا ہے کہ میں اوسکی حرکت کے بند ہونے کو
نہ دیکھوں تو میں صرف اسیقدر ناپ سکتا ہوں کہ جب سے
میں دیکھنے لگا جس قدر حرکت میرے دیکھنے کے شروع سے
میرے دیکھنے کے آخر تک ہوئی اور اگر میں وہ حرکت دیر تک
دیکھوں تو میں صرف یہہ بتا سکتا ہوں کہ زیادہ وقت تک
ہوئی اور یہہ نہیں بتا سکتا کہ کتنے وقت تک ہوئی کیونکہ
جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ کتنے وقت تو بذریعہ مقابلہ کے کہتے
ہیں چنانچہ جس قدر وہ زیادہ ہے اوسی قدر یہہ بھی ہے یا یہہ
اوسکا دوگونہ ہے علی ہذا القیاس لیکن جب کسی جسم کی حرکت
مثلاً اخراد میں ہو اور ہم جگہوں کے دوریوں کو ناپ سکیں
کہ کہاں سے اور وہ کہاں تک جسم جسکی حرکت ہوتی ہے
یا اوس کے اجزا ہو بچتے ہیں تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ کتنے
وقت میں ایک جگہہ سے دوسری جگہہ تک وہ جسم یا اوسکی
جزو کی حرکت ہو چکی پس چونکہ جسم کی حرکت اور ہے اور وہ چیز



جس سے ہم حرکت کی دیر کو ناپتے ہیں اور ہے اسلئے کس
شخص پر یہہ ظاہر نہیں ہے کہ ان میں سے کسکو وقت کہنا
مناسب ہے کیونکہ اگر جسم کبھی حرکت کرے اور کبھی
بے حرکت رہے تو ہم نہ صرف اوسکی حرکت کو بلکہ اوسکی بے حرکتی
کو وقت کے ذریعہ سے ناپتے ہیں اور یہہ کہتے ہیں کہ
جسقدر حرکت کرتا تھا اوس قدر بے حرکت رہا یا جسقدر
حرکت کرتا تھا اوسکا دوگونہ یا سہ گونہ بے حرکت رہا یا اوسقدر
کم یا زیادہ جب ہمارے کہنے کے مطابق ہمارے ناپنے
کی طاقت نے دریافت کیا یا گمان کیا پس وقت جسم کی
حرکت نہیں ہے +

پچیسویں فصل

اور میں تجھ سے اے خداوند اقرار کرتا ہوں کہ
میں ابتک نہیں جانتا کہ وقت کیا ہے اور برعکس اس کے

میں تجھ سے اے خداوند یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں جانتا ہوں
کہ یہ بات وقت میں کہتا ہوں اور وقت کی بابت بہت دیر سے
بول رہا ہوں اور سوا وقت کے وقفہ کے اور کسی دوسری
طرح سے وہی دیری دیری نہیں ہی پس جب میں نہیں
جانتا ہوں کہ وقت کیا ہی تو کس طرح جانتا ہوں یا کیا
شاید میں یہ نہیں جانتا کہ جو جانتا ہوں اوسکا بیان کروں
حیف مجھ پر کیونکہ میں یہ بھی نہیں جانتا ہوں کہ کیا نہیں
جانتا ہوں دیکھ اے میرے خدا میں تیرے سامنے جھوٹھ
نہیں بولتا ہوں جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی میرا دل ہی

زبور ۱۸: ۲۸ تو میرا چراغ جلاوے گا تو اے خداوند میرے خدا میری
تاریکی کو روشن کرے گا ÷



چھبیسویں فصل

کیا میری روح بہت ہی حقیقی باتوں میں تجھ سے

واقرار نہیں کرتی ہی کہ میں وقتوں کو ماپتا ہوں پس اے میرے
خدا کیا میں ماپتا ہوں اور نہیں جانتا کہ کیا ماپتا ہوں میں
وقت کے ذریعہ سے جسم کی حرکت کو ماپتا ہوں اور کیا میں
وقت ہی نہیں ماپتا ہوں یا اگر میں اوس وقت کو جس میں جسم
کی حرکت ہوتی ہی نہ ماپتا تو کیا میں اوسکی یہ حرکت ماپ سکتا
کہ کس قدر ہو اور کتنی دیری میں وہ جسم ایک جگہہ سے
دوسری جگہہ تک پہونچ سکتا ہی پس اوسی وقت کو میں کیونکر
ماپتا ہوں جس طرح ہم گز کی دوری کو ہاتھ کی دوری
سے ماپتے ہیں کیا اوس طرح ہم زیادہ وقت کو کم وقت
سے ماپتے ہیں کیونکہ یوں نہیں معلوم ہوتا ہی کہ ہم بڑے
لفظ کے فاصلہ کو چھوٹے لفظ کے فاصلے سے ماپ کر یہہ
کہتے ہیں کہ وہ اسکا دوگونہ ہی اسی طرح ہم قطعے کے فاصلوں
کو اشعار کے فاصلوں سے اور اشعار کے فاصلوں کو
ارکان کے فاصلوں سے اور ارکان کے فاصلوں کو

حرکات کے فاصلوں سے اور زیادہ حرکات کے فاصلوں کو
کم حرکات کے فاصلوں سے ماپتے ہیں لیکن ہم اون کو صفحوں
سے نہیں ماپتے ہیں کیونکہ اوس طرح سے ہم نہ اوقات بلکہ
جگھوں کے فاصلوں کو ماپتے لیکن جب الفاظ ادا ہوتے
ہیں اور وہ گذر جاتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ قطعہ طویل ہے
کیونکہ اتنے شعروں سے مرکب ہے اور شعر طویل ہے کیونکہ وہ
اتنے ارکان سے بنا ہے اور ارکان طویل ہے کیونکہ اتنے حرکات
سے مجتمع ہے اور حرکت طویل ہے کیونکہ خفیف حرکت کی ذو گونہ
ہے تب ہم قطعوں کے فاصلوں کو ماپتے ہیں لیکن اس طرح سے
بھی وقت کی کوئی یقینی پیمایش دریافت نہیں ہوتی کیونکہ
یہہ ممکن ہے کہ طویل شعر کی بہ نسبت جسکا تلفظ جلد سنائی
دیتا ہے کم خفیف شعر زیادہ وسیع وقت میں سنائی دیوے
ویسا ہی شعر ویسا ہی رکن ویسا ہی حرکت کا حال ہے پس
اسکا نتیجہ مجھے یہہ معلوم ہوا کہ وقت سوا طوالت کے اور کچھہ



نہیں ہے لیکن کس چیز کی طوالت ہے یہہ مجھے معلوم نہیں اور
اگر روح کی طوالت معلوم ہووے تو تعجب نہیں ہوگا
کیونکہ اے میرے خدا میں تیری منت کرتا ہوں میں کیا
ماپ کے یا بے یقینی سے یہہ کہتا ہوں کہ وہ اس سے زیادہ
ہے یا یقین سے کہتا ہوں کہ وہ اسکا دوگونہ ہے میں جانتا
ہوں کہ میں وقت کو ماپتا ہوں تو بھی میں آیندہ وقت کو
نہیں ماپتا ہوں کیونکہ وہ ابھی نہیں ہے اور موجودہ وقت کو
نہیں ماپتا ہوں کیونکہ وہ فاصلے میں وسیع نہیں ہو سکتا
ہے اور میں گذشتہ کو نہیں ماپتا ہوں کیونکہ وہ اب نہیں ہے
پس میں اب کیا ماپتا ہوں کیا نہ گذشتہ بلکہ گذرتے ہوئے
اوقات کو ماپتا ہوں کیونکہ میں نے یہی کہا تھا +

ستائیسویں فصل

ثابت قدم رہ اے میرے دل اور ہمت کے ساتھ

توجہ کر خدا ہمارا مددگار ہے اُس نے ہمکو بنایا اور نہ ہم نے زبور ۱۰۰: ۳
آپنے تیئں جہاں سچائی طلوع ہونے لگے وہاں متوجہ ہو
اب خیال کر کہ کسی جسم کی آواز سنائی دینے لگی ہے اور
سنائی دیتی ہے اور سنائی دیتی جاتی ہے اور دیکھ کہ بند ہوتی
ہے اور اب خاموشی ہے اور وہ آواز گذر گئی اور اب آواز
نہیں ہے قبل سنائی دینے کے وہ آیندہ تھی اور اُس کی
ماپ غیر ممکن تھی کیونکہ وہ ابتک نہیں ہوئی اور اب اُسکی
ماپ غیر ممکن ہے کیونکہ اب وہ نہیں ہے پس جب سنائی دیتی
تھی تب اُسکی ماپ ممکن تھی کیونکہ ماپنے کے قابل چیز تھی
لیکن اُس وقت بھی وہ ٹھہرتی نہیں تھی کیونکہ وہ گذرتی
تھی بلکہ گذری جاتی تھی کیا اِسی سبب سے اُسکی ماپ زیادہ
ممکن تھی اسواسطے جب گذری جاتی تھی تب وقت کے
کسی فاصلہ میں جس میں اُسکی ماپ ممکن تھی بڑھی جاتی
تھی کیونکہ وقت موجودہ کا کوئی فاصلہ نہیں ہے پس اگر



اُس وقت اُسکی ماپ ممکن تھی تو خیال کر کہ کوئی دوسری
آواز سنائی دینے لگتی ہے اور بے ٹوٹی کھنچی ہوئی ایک ہی
بس میں سنائی دیتی جاتی ہے جبتک سنائی دیتی ہے ایسا ہو
کہ ہم اُسے ماپیں کیونکہ جب سنائی دینے سے باز رہے تب
گذشتہ ہو گئی اور ماپنے کے قابل نہیں ہے پس درحقیقت
ماپیں اور کہیں کہ کس قدر ہے لیکن وہ ابتک سنائی دیتی ہے
اور اگر اپنے آغاز سے جس میں وہ سنائی دینے لگی ہے انجام
تک جس میں بند ہوئی نہ ماپی جائے تو اُس کی ماپ
غیر ممکن ہو گی کیونکہ درمیان کا فاصلہ جو آغاز سے انجام
تک ہوتا ہے اُسی کو ہم ماپتے ہیں پس جو آواز ہنوز انجام
تک نہیں پہونچی ہے سو ماپنے کے قابل نہیں ہے اس لئے
ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ کس قدر زیادہ یا کس قدر
کم ہے اور نہ یہ بھی کہ وہ دوسرے کے برابر یا اُسکی دوگونہ
ہے یا موافق ہے لیکن جب وہ انجام تک پہونچے تب وہ اب

نہیں ہے لیکن اصلی ماپ کس طرح ہوسکتی ہے لیکن ہم وقتوں
کو ماپتے ہیں مگر نہ اُن کو جو اب تک نہیں ہیں اور نہ اُن کو
جو اب نہیں ہیں اور نہ اُن کو جو کسی وقفہ کے سبب سے بڑھے
جاتے ہیں نہ اُن کو جنکی حد نہیں ہے ماپتے ہیں ہم نہ آیندہ
نہ گذشتہ نہ موجودہ نہ گذرتے ہوئے اوقات کو ماپتے
ہیں مگر تو بھی ہم اوقات کو ماپتے ہیں + حق ہے سبھی کا
مہربان خالق + اس مصرعہ میں بقاعدہ لاطینی آٹھ رُکن
ہیں باری باری سے رُکن خفیف اور رُکن ثقیل آتا ہے
چار رُکن یعنی دوسرا چوتھا چھٹواں آٹھواں جو ثقیل ہیں
باقی چار یعنی پہلے تیسرے پانچویں ساتویں کا جو خفیف
ہیں دوگونہ ہیں + بہ نسبت دوسروں کے پہلوں میں
دوچند وقت گذرتا ہے میں اُن کا تلفظ کرتا ہوں اور
یہہ بتلاتا ہوں کہ حواس کو ویسا ہی معلوم ہوتا ہے پس
اپنی آواز سے میں رُکن ثقیل کو بذریعہ رُکن خفیف کے



ماپتا ہوں اور یہہ ظاہر ہے کہ ثقیل خفیف کا دوگونہ ہے لیکن
جب ایک دوسرے کے بعد سنائی دیتا ہے اگر پہلا خفیف دوسرا
ثقیل ہووے تو کس طرح پہلے کو روک رکھوں اور
کس طرح اُسکے ذریعہ سے دوسرے کو ماپوں تاکہ اسکو
اُسکا دوگونہ جانوں کیونکہ اگر خفیف سنائی دینے سے
باز نہ آوے تو ثقیل کے سنائی دینے کی ابتدا نہیں ہوتی اور کیا
اُس ثقیل حاضر جانکر ماپتا ہوں کیونکہ قبل اُسکے ختم ہونے
کے میں اُسے ماپتا نہیں ہوں اُسکا خاتمہ اُسکا گذرجانا ہے
پس میں کیا ماپتا ہوں رُکن خفیف جس کے ذریعے
میں ماپتا ہوں سو کہاں ہے رُکن ثقیل جسکو ماپتا ہوں کہاں
ہے دونوں سنائی دے ہیں پرواز کر گئے گذر گئے ہیں اور
اب نہیں ہیں اور تو بھی میں ماپتا ہوں اور جسقدر مشاق
حس پر اعتقاد رہتا ہے اُسقدر معتقد ہو کر کہتا ہوں کہ
وقت کے فاصلہ کی نسبت یہہ رُکن صرف ایک گونہ وہ

دو گونہ ھے اور اگر وہ نہ گذر چلے اور نہ اختتام کو پہونچے
تو میں یہہ نہ کرسکتا ۔ پس میں نہ اُن رُکنوں کو جو اب
نہیں ھیں بلکہ اپنے قوت حافظہ کے کسی چیز کو جو وھاں
قایم رھتی ھی ماپتا ھوں تجھہ میں اے میرے دل میں وقتوں کو
ماپتا ھوں میرے خلاف مت پکار یعنے اپنے خلاف اپنے
اثروں کی کثرت سے مت پکار تجھہ میں میں وقتوں کو ماپتا
ھوں وہ اثر جسکو چیزیں گذرنے وقت تجھہ میں پیدا کرتی
ھیں جب وہ چیزیں بھی گذر چکیں تو وہ اثر باقی رھتا ھے
میں نہ اُن چیزوں کو جو اس لئے گذر جاتی ھیں کہ اثر
پیدا ھو بلکہ اُس اثر کو جو موجود رھتا ھی ماپتا ھوں جب
میں اوقات کو ماپتا ھوں تب اس اثر ھی کو ماپتا ھوں
پس یا تو یہی اوقات ھیں یا میں اوقات کو نہیں ماپتا
ھوں خیر جب ھم خاموشی کو ماپتے ھیں اور کہتے ھیں
کہ یہہ خاموشی اُس آواز کے برابر بڑھی ھوئی ھی تو کیا ھم

آواز کے تلفظ کو تصور نہیں کرتے اور اُسکی پیمایش تک
اپنا خیال نہیں بڑھاتے تاکہ خاموشی کے فاصلوں
کی بابت وقت کے عرصوں کی مدد سے کچھہ کہیں کیونکہ اگرچہ
آواز اور زبان بند ھی تو بھی ھم خیال میں نظموں اور
مصرعوں اور دوسری تصنیف یا حرکتوں کی پیمایش
پر رواں ھیں اور اوقات کے فاصلوں کی بابت
خبر دیتے کہ یہہ بمقابلہ اُسکے کتنا ھی بلکہ جس طرح تلفظ
میں ھم وہ خبر دیتے ھیں اُس طرح خیال میں بھی
دیتے اگر کسی نے طویل آواز کے تلفظ کا قصد کیا ھی
اور پیش خیالی سے ٹھہرایا ھو کہ کس قدر طویل ھوگی
تو وہ خاموشی میں وقت کے فاصلہ پر رواں ھوا
اور اپنی قوت حافظہ کو سپرد کر کے اُس آواز کو جسکا
تلفظ ھوتا ھو تا انجام تک پہونچتا ھی ادا کرنے لگتا
ھی بلکہ اُسکا تلفظ ھوا اور ھوگا کیونکہ جس قدر ختم ھوا

اُسکا تلفظ اب ہوا اور باقی کا تلفظ ہوگا اور یوں ہی
جب تک کہ وقت موجودہ آیندہ کو گذشتہ میں نہ پہنچاوے
تب تک وہ تلفظ بڑھتا جاتا ہی اور جب تک کہ آیندہ
کے خرچ ہونے سے سب گذشتہ نہ بن جاوے تب تک
آیندہ کے کم ہونے سے گذشتہ زیادہ ہوتا ہی +

اٹھائیسویں فصل

لیکن کس طرح آیندہ جو اب تک نہیں ہی کم ہوتا
یا خرچ ہوتا یا کس طرح گذشتہ جو اب نہیں ہی زیادہ
ہوتا ہی کیا یہ نہ اس طرح ہی کہ جسکی روح میں یہ واقع
ہوتا ہی تین فعل ہوتے ہیں کیونکہ وہ انتظار و
خیال و یاد کرتی ہی یہاں تک کہ جس چیز کا انتظار
کرتی ہی سو بذریعہ اُس چیز کے جسپر خیال کرتی ہی اُسکی
طرف جس کی یاد کرتی ہی گذر جاتی ہی پس کون

اِسکا انکار کرتا ہی کہ آیندہ چیزیں اب تک نہیں ہیں مگر
تو بھی اب روح میں آیندہ چیزوں کا انتظار ہی اور
کون اِسکا انکار کرتا ہی کہ گذشتہ چیزیں اب نہیں ہیں
مگر تو بھی روح میں گذشتہ چیزوں کی یاد ہنوز رہتی ہی اور
کون اِسکا انکار کرتا ہی کہ وقت موجودہ کا کوئی طول
اس سبب سے نہیں ہی کہ وہ ایک دم میں گذر جاتا ہی مگر
تو بھی ہمارا خیال جس کے ذریعہ سے وہ وقت جو موجود
ہوگا غیر حاضر ہونے کے لئے گذرتا ہی + قایم رہتا ہی +
پس آیندہ وقت زیادہ نہیں ہی کیونکہ وہ ابھی نہیں
ہی لیکن جو آیندہ زیادہ ہی اُس آیندہ کا زیادہ انتظار
ہی اور نہ وہ گذشتہ وقت جو زیادہ ہی کیونکہ وہ اب نہیں
ہی لیکن جو زیادہ گذشتہ وقت ہی سو گذشتہ کی
زیادہ یاد ہی +
میں ایک زبور کو جسے جانتا ہوں زبان پر

لاتا ھوں قبل شروع کرنے کے میرا انتظار کل پر لگا رہتا ھی لیکن جب میں شروع کر چکا تب جسقدر اُس انتظار میں سے لیکے گذشتہ میں شامل کیا اُس قدر وہ میرے یاد کے وسعت پر پھیلا رہتا ھی اور میرے اس کام کی قدرت دو حصّوں پر منقسم ہوئی جس قدر میں زبان پر لایا اُسکی یاد میں ایک حصہ لگا رہتا ھی اور جس قدر زبان پر لانے کو باقی ھی اُسکی انتظار پر دوسرا حصہ لگا رہتا ھی لیکن خیال میرے ساتھ موجود ھی تاکہ اُس کے ذریعے سے جو آیندہ تھا گذر کر گذشتہ بنے اور جس قدر یہہ امر زیادہ زیادہ کیا جاتا ھی اُسی قدر انتظار کم ھوتا اور یاد بڑھتی جاتی ھی اور یوں ھیں رفتہ رفتہ تمام انتظار ختم ھو جاتا اور جب تمام امر انجام کو پہونچے تب انتظار یاد میں گذر جلیگا اور یہی جو تمام زبور میں واقع ھوتا ھی اُس کے الگ الگ فقروں اور الگ الگ الفاظ میں بھی ھوتا ھی +



یہی اُس بڑے کام میں بھی جسکا حصہ شاید زبور ھی واقع ھوتا ھی - یہی انسان کی تمام زندگی میں جس کے حصے اُسکے سب اعمال ھیں واقع ھوتا ھی - یہی بنی آدم کے اُس کل زمانہ میں جسکے حصے انسانوں کی تمام زندگیاں ھیں واقع ھوتا ھی +

اونتیسویں فصل

لیکن چونکہ تیری مہربانی تمام زندگیوں سے بہتر ھی دیکھ میری زندگی ایک پراگندگی ھی اور تیرے دہنے ہاتھ نے مجھے میرے خداوند میں یعنے انسان کے بیٹے میں جو تجھ واحد میں اور ہم بہت لوگوں میں جو بہت طرح کی پراگندگیوں میں مبتلا ھیں درمیانی ھی تھاما تاکہ اُس کے وسیلہ سے میں اُس میں جس میں پکڑا گیا ھوں پکڑ لوں اور اپنے پرانے ایام کی پریشانیوں

سے جمع کیا جاؤں اور اُن چیزوں کو جو پیچھے چھوٹیں
بھولکر واحد کا پیچھا کروں اور نہ اُن چیزوں کے لئے
جو آیندہ اور گذرنے والی ھیں بلکہ اُن کے لئے جو
آگے ھیں نہ پراگندہ بلکہ بڑھا ھوا نہ پراگندگی سے بلکہ
توجہ سے اوپر کی بولاھٹ کی صلہ کے طرف چلا جاتا زبور ٧ : ٢٦
ھوں جہاں تیری تعریف کی آواز سنوں اور تیری زبور ٤ : ٢٧
خوشبو پر جو نہ آتے اور نہ جاتی رہتی ھیں غور کروں
لیکن اب میرے برس تیرے غم میں فنا ھوئے اور تو زبور ١٠ : ٣١
اے خداوند میری تسلّی میرا دائمی باپ ھی لیکن میں
ایسے وقتوں میں جنکی ترتیب نہیں جانتا ھوں پراگندہ
ھوگیا اور میرے خیالات ھاں میری روح کے
اندرونی شکم انواع واقسام کے مفسد چیزوں سے
پارہ پارہ ھوئے ھیں تا وقتیکہ میں تیری محبت کی
آگ سے گلکر اور صاف ھو کر بہتا بہتا تجھہ میں جا ملوں +

تیسویں فصل

اور میں پائدار ھو جاؤنگا اور تجھہ میں یعنی اپنے سانچے میں جو تیری سچائی ھی مجتمع ھو جاؤنگا اور جو آدمی گناھوں کی مکافات کی بیماری کے سبب اپنی گنجایش سے زیادہ کے لئے پیاسے ھو کر یہہ پوچھتے ھیں کہ خدا نے آسمان و زمین کے بنانے کے پیشتر کیا بنایا تھا یہہ کہ جب اُس نے پیشتر کچھہ کبھی نہیں بنایا تو کس طرح اُسکے دل میں آیا کہ کچھہ بناوے۔ اُن کے سوالوں کی برداشت نہیں کرونگا +

اُن کو بخش دے اے خداوند کہ جو کہتے ھیں سو اچھی طرح سمجھیں اور یہہ دریافت کریں کہ جب وقت نہیں تھا تب کچھہ نہیں کا کہنا غیر ممکن ھی۔ اِس جب یہہ کہا جاتا ھی کہ اُس نے کبھی نہیں بنایا تب سوا

بس وے کہنے کے اور کیا ہی لگا سکی کسی وقت میں نہیں تھا یا ہم
اسلئے وے یہہ دیکھیں کہ کوئی وقت بغیر مخلوق کے نہیں
ہو سکتا اور ایسی بطالت کے بولنے سے باز آویں +
وے اُن چیزوں کے لیے جو آگے ہیں بڑھی ہوں اور فلپیون ۱۳:۳
یہہ سمجھیں کہ تو سب وقتوں سے مقدم ہو کے سب وقتوں کا
خالق ہی اور کوئی اوقات تیرے ساتھ ہم دائمی نہیں تھیں
اور نہ کوئی مخلوق بھی تیرے ساتھ ہم دائمی ہی اگر بالفرض
کوئی مخلوق سب وقتوں سے پیشتر بھی ہو +

اکتیسویں فصل

اے خداوند میرے خدا تیری عمیق راز کی وہ کیا ہی پوشیدگی
ہی اور اُسکی طرف سے کتنے دور میرے گناہوں کے نتیجوں نے
مجھے پھینکدیا + میری آنکھوں کو شفا بخش تا میں تیرے نور
کی خوشی میں شریک ہوں +

فی الحقیقت اگر کوئی روح ایسی دانائی اور پیش بینی
میں ایسی طاقتور ہو کہ جس طرح مجھے ایک مشہور زبور معلوم ہی اسی
طرح اُس روح کو تمام گذشتہ کی باتیں اور آیندہ کی باتیں معلوم
ہو دیں تو وہ روح از حد عجیب اور ہیبتناک طور پر حیرت دہ ہی
کیونکہ جس طرح مجھ سے اُس زبور کے گانیکے وقت پوشیدہ نہیں
کہ اُسکا کیا اور کتنا حصہ شروع سے گذرا تھا اور کیا اور کتنا
حصہ آخر تک باقی رہگیا ہی اُسطرح اُس روح سے بھی جو کچھہ
گذر گیا ہی اور جو کچھہ آیندہ زمانوں کا باقی رہگیا ہی نہ چھپے +
لیکن ایسا نہو کہ تو سب کچھہ کا بانی روحوں اور بدنوں کا
بانی ایسا نہو کہ تو آیندہ کی سب باتوں کو اور گذشتہ کی سب
باتوں کو اُسی طرح جانے + تو کہیں زیادہ کہیں زیادہ
عجیب طور پر کہیں زیادہ پوشیدہ طور پر جانتا ہی + کیونکہ
جس طرح معلوم زبور کے گانے والے یا مشہور زبور کے
سننے والے کی محبت آیندہ آوازوں کی انتظار یا گذشتہ

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲	سمجھنے	سمجھے	۳۱	۹	[illegible]	[illegible]
۴۰	۲	نا	تا	۲۲	۱	انجماد نہ	انجماد نہ
۴۳	۷	کچھ	کچھ تو	۵۵	۹	[illegible]	[illegible]
۸۲	۹	بلکہ	بلکہ نہ	۵۵	۴	[illegible]	[illegible]
۱۰۰	۱۱	بولنے	بھونکنے	۱۳۵	۱۳	آپ	آپ
۱۰۷	۱۱	درناھی	داناھی	۱۴۰	۳	تر	کرتا
۱۳۰	۴	بھی	چوربھی	۱۴۰	۹	کرنے	کرنے کے
۱۴۴	۸	حصور	حضور				
۱۴۹	۲	شہرتوں	شہوتوں	۱۵۸	۳	بیکانی نجس	بیگانہ نجس
۱۵۳	۱	صوتوتیں	صورتیں	۱۲۹	۲	طرز	طور
۱۷۷	۹	سررد	سرزد	۱۹۳	۱۳	حو	جو
۱۹۸	۷	آواروں	آوازوں	۲۴۹	۱۱	[illegible]	ایسا

باب ۱۱ فصل ۳

لفظوں کی یاد آوری سے متغیر ہوتی ہے اور اُسکے جو اُن
منقسم ہوتے ہیں۔ اُس طرح تجھ میں جو غیر متغیر طور پر
دائمی ہے یعنے حقیقت میں روحوں کا دائمی بانی ہے
کچھ واقع نہیں ہوتا ہے +

پس جس طرح تو نے ابتدا میں بلا تبدیل و تغیر
اپنے علم کے آسمان و زمین کو جانا اُسی طرح تو نے
اپنے بے پراگندہ عمل کے آسمان و زمین کو پیدا کیا +
جو کوئی اُسے سمجھتا ہے سو تجھ سے اقرار کرے اور جو کوئی
نہیں سمجھتا ہے سو بھی تجھ سے اقرار کرے + واہ تو کیسا بلند ہے
اور جو دل کے فروتن ہیں وے تیرا مسکن ہیں کیونکہ تو
اُن کو جو ٹھہر گئے ہیں سیدھا کھڑا کرتا ہے اور وے جنکی بلندی تو ہی ہے
نہیں گرتے ہیں + زبور ۸:۱۴۶

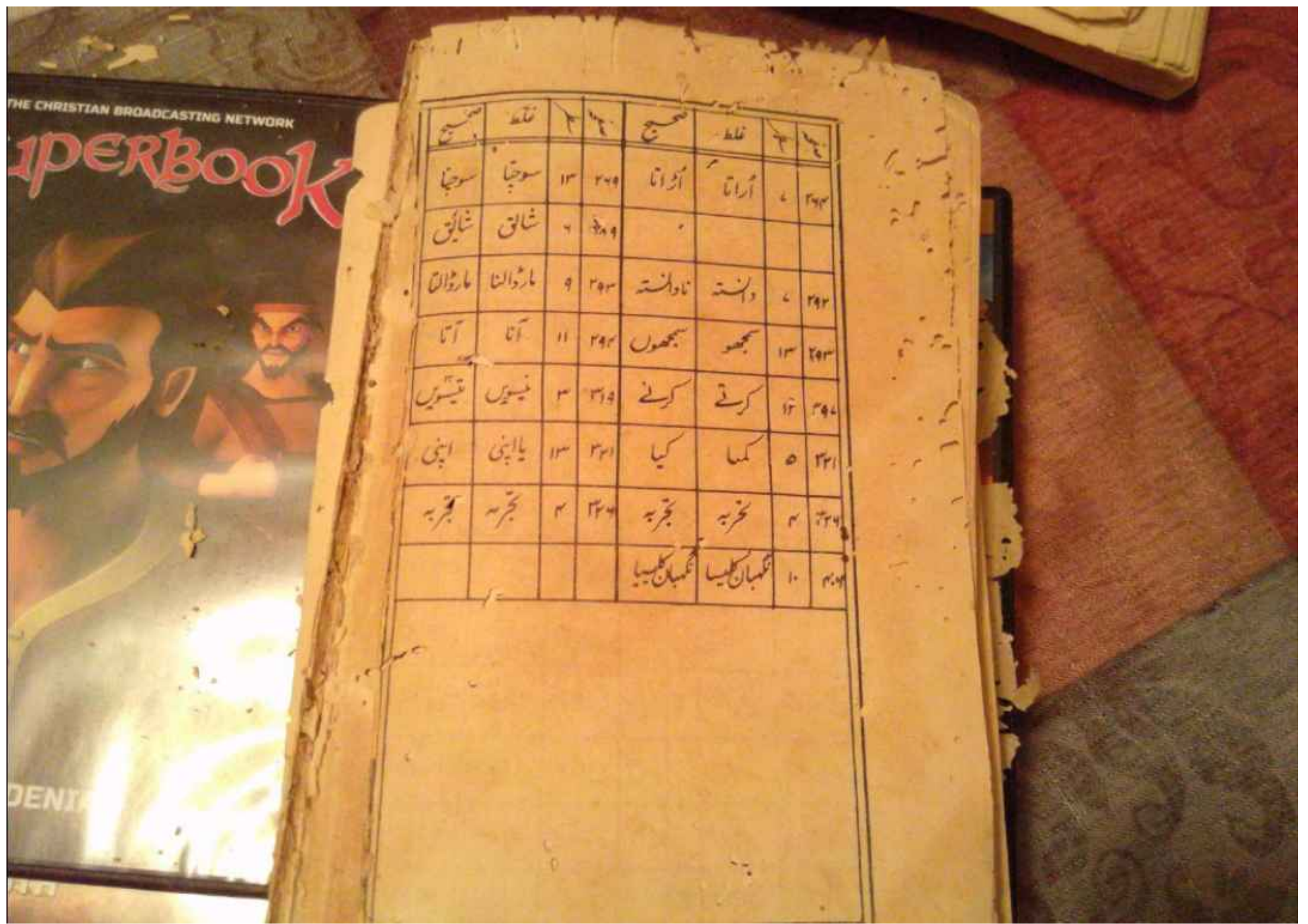


لفظوں کی یاد آدمی سے متغیر ہوتی ہے اور اُسکے حروف منقسم ہوتے ہیں۔ اُس طرح تجھ میں جو غیر متغیر طور پر دائمی ہے یعنے حقیقت میں روحوں کا دائمی بانی ہے کچھ واقع نہیں ہوتا ہے +

پس جس طرح تو نے ابتدا میں بلا تبدیل و تغیر اپنے علم کے آسمان و زمین کو جانا اُسی طرح تو نے اپنے بے پراگندہ عمل کے آسمان و زمین کو پیدا کیا + جو کوئی سمجھتا ہے سو تجھ سے اقرار کرے اور جو کوئی نہیں سمجھتا ہے سو بھی تجھ سے اقرار کرے + واہ تو کیسا بلند ہے اور جو دل کے فروتن ہیں وے تیرا مسکن ہیں کیونکہ تو اُن کو جو گر گئے ہیں سیدھا کھڑا کرتا ہے اور وے جنکی بلندی تو ہے نہیں گرتے ہیں + زبور ۸:۱۳۸

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲	سمجھتے	سمجھے	۳۱	۶	یا	یا
۳۸	۲	نا	تا	۶۹	۱	اگر خداوند	اگر خداوند مجھے
۷۳	۷	کچھ	کچھ تو	۷۹	۹	اور تیرے اور تیرے	اور تیرے
۸۲	۹	بلکہ	بلکہ نہ	۸۷	۴	زبان کسی کی زبان	زبان کی [illegible]
۱۰۰	۱۱	بولنے	بھولنے	۱۲۵	۱۲	آپ	باپ
۱۰۷	۱۸	درنای	دانائی	۱۲۷	۳	تو	کر تو
۱۳۰	۴	بھی	چور بھی	۱۳۰	۶	کرنے	کرنے کے
۱۴۴	۸	حصور	حضور				
۱۴۹	۶	شہرتوں	شہوتوں	۱۵۷	۳	بہکاتی تھیں	بہکاتے تھے
۱۴۳	۱	صوتوتیں	صورتیں	۱۶۹	۲	طرز	طور
۱۷۷	۹	سررد	سرزد	۱۹۳	۱۳	حو	جو
۱۹۸	۷	آوارون	آوازوں	۲۴۸	۱۱	انسا	ایسا



صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۳	۷	اُراتا	اُڑاتا	۲۷۵	۱۳	سوچتا	سوچتا
				۲۸۹	۶	شالق	شائق
۲۹۲	۷	دالستہ	نادانستہ	۲۹۳	۹	مارڈالنا	مارڈالتا
۲۵۳	۱۳	سمجھو	سمجھوں	۲۹۲	۱۱	آتا	آتا
۲۹۷	۱۲	کرتے	کرنے	۳۱۶	۳	فیسوں	قیسوں
۳۲۱	۵	کما	کیا	۳۲۱	۱۳	یااپنی	اپنی
۳۲۶	۴	تخربہ	تجربہ	۳۲۴	۴	تجرہ	تجربہ
۴۰۴	۱۰	نگہبان کلیسا	نگہبانِ کلیسا				

